فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۲

تصدیر: حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم: حافظ محمد اسماعیل اسد

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد ہشتم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ وڈیزائننگ .... حافظ عبدالوہاب
0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور
042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ. باب ہے بیچ بیان طلب کرنے اولاد کے۔

فائدہ: یعنی ساتھ بہت صحبت کرنے کے بیوی سے اور مراد رغبت دلانا ہے اوپر قصد کرنے اولاد کے جماع سے یعنی صحبت داری سے مقصود اولاد رکھے صرف آب ریزی اور شہوت رانی ہی منظور نہ ہو اور یہ باب کی حدیث میں صریح موجود نہیں لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف تفسیر کیس کی، کما سا ذکرہ اور ایک روایت میں ہے کہ طلب کرو اولاد کو اور خواہش کرو اس کی کہ وہ میوہ ہے دلوں کا اور ٹھنڈک ہے آنکھ کی اور بچو بانجھ عورت سے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کی سند قوی ہے۔ (فتح)

٤٨٤٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ قَالَ وَحَدَّثَنِي الثِّقَةُ أَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِي الْوَلَدَ.

۴۸۴۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا سو جب ہم پلٹے تو میں نے جلدی کی اونٹ سست قدم پر یعنی میرا اونٹ سست قدم تھا میں نے اس کو چھیڑا کہ مدینے میں جلدی پہنچوں سو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرمایا کہ تیرے جلدی کرنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ شادی کی ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو جب ہم مدینے میں پہنچے تو ہم شہر میں گھسنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ عشاء کے وقت داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے۔ کہا ہشیم نے اور حدیث بیان کیا مجھ سے ثقہ نے کہ اس نے کہا اس حدیث میں کہ لازم پکڑ اپنے اوپر، لازم

پکڑ اپنے اوپر طلب اولاد کو اے جابر!۔

فائدہ: اور یہ جو کہا عشاء کے وقت تو یہ تفسیر ہے بیچ نفس خبر کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان اس حکم کے ساتھ داخل ہونے کے رات کو اور درمیان نہی کے رات کو گھر میں آنے سے ساتھ اس طور کے کہ مراد ساتھ حکم دخول کے اول رات میں ہے یعنی مراد ساتھ حکم دخول کے اس باب کی حدیث میں اول رات کو گھر میں آنا ہے اور جس حدیث میں رات کو گھر میں آنا منع ہے تو مراد اس سے گھر میں آنا ہے رات کے درمیان میں اور البتہ پہلے گزر چکا ہے عمرے کے بابوں میں تطبیق دینا درمیان ان دونوں کے ساتھ اس طور کے کہ رات کو آنے کی اجازت اس شخص کے واسطے ہے جو اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی خبر کر دے کہ فلانے وقت پہنچے گا تا کہ اس کے واسطے تیار ہو رہیں اور نہا دھو کر صفائی حاصل کریں اور منع اس شخص کے واسطے ہے جو اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع نہ دے اور بے خبر گھر میں آ پہنچے۔ (فتح)

٤٨٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلٰى أَهْلِكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَيْسِ.

۴۸۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو رات کو شہر میں آئے تو اپنے گھر والوں پر داخل نہ ہو یہاں تک کہ زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لازم پکڑ اپنے اوپر اولاد کو لازم پکڑ اپنے اوپر اولاد کو متابعت کی ہے اس کی عبیداللہ نے وہب سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیس میں۔

فائدہ: پہلے دخول کے معنی یعنی اذا دخلت میں قدوم کے ہیں یعنی جب تو شہر میں آئے تو گھر میں داخل نہ ہو اور متابع درحقیقت وہ وہب ہے لیکن منسوب کیا ہے اس کو طرف عبیداللہ کی واسطے اکیلے ہونے اس کے وہب سے ہاں البتہ روایت کی ہے محمد بن اسحاق نے وہب بن کیسان سے یہ حدیث دراز طور پر اور اس میں مقصود باب کا ہے لیکن ساتھ اور لفظ کے کما سیاتی، اور عبیداللہ کی روایت بیوع میں پہلے گزر چکی ہے اس کے اول میں ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھا سو میرے اونٹ نے چلنے میں سستی کی پھر حدیث کو اونٹ کے قصے میں درازی کے ساتھ بیان کیا اور اس میں جابر رضی اللہ عنہ کے نکاح کرنے کا قصہ ہے اور اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی ہے کیا پس تو نے

کنواری سے نکاح کیوں نہ کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ اور اس میں یہ بھی ہے کہ خبردار ہو جا کہ البتہ تو گھر میں آنے والا ہے سو جب گھر میں آؤ تو ہوشیاری کیجیے ہوشیاری کیجیے، اور زبر کیس پر اغرا کے بنا پر ہے اور بعض نے کہا کہ واسطے ڈرانے کے ترک جماع سے خطابی نے کہا کہ کیس کے معنی اس جگہ ڈرنے کے ہیں اور کبھی اس کے معنی نرمی کے ہوتے ہیں اور کہا ابن اعرابی نے کہ کیس کے معنی ہیں عقل اور بعض نے کہا کہ مراد ڈرانا ہے عاجز ہونے سے جماع سے سو گویا رغبت دلائی ہے جماع پر کہا عیاض نے کہ تفسیر کیا ہے بخاری وغیرہ نے کیس کو ساتھ طلب اولاد کے اور وہ صحیح ہے اور اصل میں کیس عقل کو کہتے ہیں کما ذکرہ الخطابی لیکن نہیں ہے مجرد مراد اس جگہ اور یہ جو حدیث آئی ہے کل شیء بقدر حتی العجز والکیس تو مراد اس سے اس حدیث میں دانائی اور بوجھ ہے۔ (فتح)

بَابُ تَسْتَحِدُّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطُ الشَّعِثَةُ.

زیر ناف کے بال لے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہو اور کنگھی کرے۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

٤٨٤٦ ـ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيبًا مِّنَ الْمَدِينَةِ تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِّي قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِّنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَسَارَ بَعِيرِي كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْإِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ أَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ

۴۸۴۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں تھے سو جب ہم وہاں سے پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ سست چال پر تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا اور میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا جیسے کہ تو نے بہت اچھے اونٹ دیکھے ہوں سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو میں نے کہا یا حضرت! میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ نکاح کیا ہے، فرمایا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کیا کنواری سے نکاح کیا ہے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا؟ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے سو جب ہم مدینے پہنچے تو ہم اندر گھسنے لگے سو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ رات کو داخل ہونا تاکہ کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور استعمال کرے استرے کو بیچ دور کرنے

الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ.

بال زیر ناف کے وہ عورت جس کا خاوند غائب ہے۔

بَابُ ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ دکھلائیں اپنا سنگھار مگر اپنے خاوندوں کو اس قول تک کہ یا لڑکوں سے جو نہیں مطلع ہوئے عورتوں کی شرم گاہ پر۔

فائدہ: اور ساتھ اس زیادتی کے یعنی ﴿لم يظهروا على عورات النساء﴾ کے ظاہر ہو گئی مطابقت درمیان حدیث کے اور ترجمہ کے۔

٤٨٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَسَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ وَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِيٌّ يَأْتِيْ بِالْمَآءِ عَلٰى تُرْسِهٖ فَأُخِذَ حَصِيْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ.

۴۸۴۷۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے اختلاف کیا اس میں کہ جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی دوا کس چیز سے ہوئی؟ سو انہوں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے اصحاب میں سے تھا جو مدینے میں باقی تھے سو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں باقی رہا لوگوں میں سے کوئی جو مجھ سے زیادہ تر اس بات کو جانتا ہو اس کا بیان یوں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے دھوتی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے سو چٹائی لے کر جلائی گئی اور اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم بھرا گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ لوگوں نے اختلاف کیا تو اس میں ہے کہ اصحاب اور تابعین تھے تحقیق کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی ہر چیز میں یہاں تک کہ ایسی چیز میں بھی اس واسطے کہ جس چیز کے ساتھ زخم کی دوا کی جائے اس میں حکم مختلف نہیں ہوتا جب کہ پاک ہو اور باوجود اس کے انہوں نے اس میں تردد کیا یہاں تک کہ پوچھا انہوں نے اس شخص سے جو وہاں موجود تھا اور یہ جو کہا کہ لوگوں میں کوئی باقی نہیں رہا جو مجھ سے زیادہ تر اس کو جانتا ہو تو ظاہر اس کا اعلم کی نفی ہے اور اس میں اس کی نفی نہیں کہ اس کے برابر جاننے والا کوئی باقی ہو لیکن زیادہ ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ نفی مثل کے بھی اور اس حدیث کی شرح جنگ اُحد کے بیان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوا کی سو آیت کے مطابق ہو گی اور وہ جواز ظاہر کرنا عورت کا اپنی زینت کو اپنے باپ کے واسطے اور باقی لوگوں کے واسطے جو آیت میں مذکور ہیں اور کہا مغلطائی نے کہ حجت پکڑنی ساتھ اس قصے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مشکل ہے اس واسطے کہ وہ پردے کے اترنے سے پہلے کا واقعہ ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے

کہ یہ تمسک ہے ساتھ اصحاب کے اور اترنا آیت کا اس سے پیچھے تھا اور البتہ واقع ہوا ہے مطابق اور اگر کہا جائے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے آیت میں چچا اور ماموں اور جواب یہ ہے کہ بے پرواہ ہوا ہے وہ ذکر کرنے ان کے سے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف ان کی اس واسطے کہ چچا بجائے باپ کے ہے اور ماموں بجائے ماں کے ہے اور بعض نے کہا کہ منع ہے اس واسطے کہ وہ اس کی شکل بیان کرتے ہیں اپنے بیٹوں کے واسطے اور کہا عکرمہ اور شعبی نے کہ مکروہ ہے واسطے عورت کے یہ کہ اپنے چچا اور ماموں کے پاس اپنی اوڑھنی اتارے اور مخالفت کی ہے دونوں نے جمہور کی۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور جو نہیں پہنچے حد احتلام کو یعنی بلوغت کو۔

فائدہ: اور مراد بیان کرنا ان کے حکم کا ہے کہ ان کو عورتوں کے پاس اندر جانا اور ان کو دیکھنا جائز ہے۔

٤٨٤٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَأَلَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيْدَ أَضْحٰى أَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِيْ مِنْ صِغَرِهِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَذَانًا وَّلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلٰى بَيْتِهِ.

۴۸۴۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عابس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقرہ عید یا عید فطر میں حاضر ہوا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میری عزت اور منزلت نہ ہوتی تو میں آپ کے ساتھ حاضر نہ ہوتا یعنی اپنے کم عمر ہونے سے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یعنی عید کی نماز کے واسطے سو آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور نہیں ذکر کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اذان اور اقامت کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو ان کو وعظ کیا اور نصیحت کی اور حکم کیا ان کو خیرات کرنے کا سو میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور حلقوں یعنی انگوٹھیوں کی طرف قصد کرتیں یعنی زیور نکالتیں اس کو بلال رضی اللہ عنہ کی طرف ڈالتیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی طرف پھرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید میں گزر چکی ہے اور حجت اس سے اس جگہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشاہدہ کرنا ہے اس چیز کو کہ اس وقت عورتوں سے واقع ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت کم عمر تھے سو عورتوں نے اس سے پردہ نہ کیا اور بہر حال بلال رضی اللہ عنہ سو وہ غلام تھے اسی طرح جواب دیا ہے بعض شارحوں نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بلال رضی اللہ عنہ

اس وقت آزاد تھے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو نہ دیکھا ہو کھلے منہ اور بعض ظاہریہ نے اس حدیث کے ظاہر کو لیا ہے کہا انہوں نے کہ مرد کو بیگانی عورت کا منہ دیکھنا جائز ہے اور اسی طرح دونوں ہتھیلیاں بھی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور بلال رضی اللہ عنہ نے ان سے لینے کے واسطے کپڑے کو پھیلایا اور ظاہر حال کا یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے یہ مگر ساتھ ظاہر ہونے ان کے منہ اور ہتھیلیوں کے۔ (فتح) اور قول اس کا من صغرہ نفی کے ساتھ متعلق ہے یعنی ما شھدتہ کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر میں کم عمر نہ ہوتا تو حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر نہ ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ هَلْ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَطَعْنِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ.

مرد کا اپنے ساتھی سے کہنا کہ کیا تم نے آج رات صحبت کی ہے؟ اور چوکنا مرد کا اپنی بیٹی کو کوکھ میں وقت جھڑکنے کے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے اور وہ مطابق ہے واسطے رکن اول کے ترجمہ سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے رکن دوسرا اس جہت سے کہ دونوں کے درمیان جامع ہے کہ دونوں امر بعض حالات میں مستثنیٰ ہیں سو چوکنا مرد کا اپنی بیٹی کی کوکھ کو منع ہے بیچ غیر حال ادب سکھلانے کے اور سوال مرد کا اس چیز سے کہ جاری ہوئی واسطے اس کے ساتھ اہل اپنے کے منع ہے بیچ غیر حالت فراخ کلامی کے یا تسلی دینے کے یا بشارت دینے کے۔ میں کہتا ہوں کہ جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ نے سفید جگہ چھوڑی تا کہ لکھے اس میں حدیث کو جس کی طرف اس نے اشارہ کیا اور وہ ھل اعرستم ہے یا کوئی اور چیز جو اس پر دلالت کرے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ قصے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کے وقت مرنے لڑنے ان کے کی اور چھپانے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اس کو اس سے یہاں تک کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا کھایا اور اس کے ساتھ رات کاٹی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے آج صحبت کی ہے؟ اس نے کہا، ہاں!۔ (فتح)

٤٨٤٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ.

۴۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتاب کیا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یعنی بیچ قصے گم ہونے ہار کے اور رکنے لوگوں کے بغیر پانی کے اور اپنے ہاتھ سے مجھ کو میری کوکھ میں چوکنے لگے سو نہ منع کرتا تھا مجھ کو ہلنے سے مگر ہونا حضرت ﷺ کا اور حالانکہ آپ ﷺ کا سر میری ران پر تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطَّلَاقِ — کتاب ہے طلاق کے بیان میں

فائدہ: طلاق کے معنی ہیں لغت میں کھولنا بیڑیوں کا مشتق ہے اطلاق سے اور وہ چھوڑ دینا ہے اور شرع میں کھولنا گرہ نکاح کا ہے فقط اور وہ موافق ہے واسطے بعض افراد لغوی معنی کے، کہا امام الحرمین نے کہ یہ لفظ جاہلی ہے وارد ہوئی ہے شرع ساتھ برقرار رکھنے اس کے کی پھر طلاق کبھی حرام ہوتی ہے اور کبھی مکروہ اور کبھی واجب اور کبھی مستحب اور کبھی جائز سو حرام تو اس وقت ہے جب کہ بدعی ہو اور اس کے واسطے کئی صورتیں ہیں اور لیکن دوسری قسم سو وہ اس وقت ہے جب کہ واقع ہو بغیر کسی سبب کے باوجود مستقیم ہونے حال کے اور بہر حال تیسری قسم سو کئی صورتوں میں ہے ایک ان میں سے مخالفت ہے درمیان عورت اور خاوند کے جب کہ اس کو دو منصف مناسب جانیں اور بہر حال چوتھی قسم سو اس وقت ہے جب کہ ہو عورت غیر عفیفہ اور بہر حال پانچویں قسم سو نفی کی ہے اس کی نووی رحمہ اللہ نے اور اس کے غیر نے اس کی صورت یہ بیان کی ہے جب کہ اس کو نہ چاہتا ہو اور نہ اس کے نفس کو یہ بات خوش لگتی ہو کہ اس کے خرچ کو اٹھائے بغیر حصول غرض فائدہ اٹھانے کے سو تصریح کی ہے امام نے ساتھ اس کے کہ طلاق ان صورتوں میں مکروہ نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! جب ارادہ کرو تم عورتوں کے طلاق دینے کا تو طلاق دو ان کو ان کی عدت کے اول میں اور گنتے رہو عدت کو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ تو یہ خطاب ہے واسطے پیغمبر کے ساتھ لفظ جمع کے واسطے تعظیم کے یا مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ساری امت ہے اور تقدیر یہ ہے اے نبی! اور اس کی امت اور بعض نے کہا کہ یہاں قل محذوف ہے یعنی اے پیغمبر! اپنی امت سے کہہ دے اور دوسرے معنی لائق تر ہیں پس خاص کیے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ندا کے اس واسطے کہ وہ امام ہیں اپنی امت کے واسطے اعتبار کرنے تقدم ان کے کی اور عام کیا خطاب کو جب کہ قوم کے سردار سے کہا جاتا ہے کہ اے فلانے ایسا کرو اور قول اس کا ﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ یعنی جب تم طلاق دینے کا پکا ارادہ کرو اور نہیں ممکن ہے حمل کرنا اس کا اپنے ظاہر پر اور قول اس کا لعدتھن یعنی وقت ابتدا شروع ہونے ان کے کی عدت میں اور لام واسطے وقت معین کرنے کے ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ کے قول لعدتھن کے معنی یہ ہیں بیچ ابتدا عدت ان کی کے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ سند صحیح کے اور بعض اصحاب کی قرأت فی قبل عدتھن

ہے اور مراد یہ ہے کہ عورت کو اس طہر میں طلاق دو جس میں ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔ (فتح الباری)

أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ. احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے اس کو یاد رکھا اور گنا۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کے معنی کو طبری نے سدی سے اور مراد ساتھ یاد رکھنے ابتداء وقت عدت کے ہے تاکہ نہ ملتبس ہو امر ساتھ دراز ہونے عدت کے پس تکلیف پائے ساتھ اس کے عورت۔

وَطَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَيُشْهِدَ شَاهِدَيْنِ. اور طلاق سنت یہ ہے کہ طلاق دے اس کو اس حال میں جب کہ حیض سے پاک ہو بغیر صحبت کے اور گواہ رکھے دو گواہ۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ کہا طہر میں بغیر جماع کے اور روایت کیا ہے اس کو ایک جماعت نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے اور جو ان کے بعد ہیں اس طرح اور یہ جو کہا کہ دو گواہ رکھے تو یہ ماخوذ ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ اور یہ واضح ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ چند مہاجرین بغیر عدت کے طلاق دیتے تھے اور بغیر گواہوں کے رجوع کرتے تھے تو یہ آیت اتری اور البتہ تقسیم کیا فقہاء نے طلاق کو طرف سنی اور بدعی کے اور طرف قسم تیسری کے کہ اس کے واسطے کوئی وصف نہیں سو پہلی قسم تو پہلے گزر چکی ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ طلاق دے حیض میں یا طہر میں جس میں اس سے صحبت کی ہو اور نہ ظاہر ہوا ہو امر اس کا کہ حاملہ ہوئی یا نہیں اور ان میں بعض نے زیادہ کیا ہے واسطے اس کے یہ کہ ایک طلاق سے زیادہ دے اور بعض نے اضافہ کیا ہے واسطے اس کے خلع کو اور تیسری قسم طلاق دینا ہے چھوٹی کو اور اس عورت کو جو حیض سے ناامید ہو چکی ہو اور حاملہ کو جس کے جننے کا وقت قریب ہو اور اسی طرح جب کہ واقع ہو عورت سے سوال کسی وجہ میں بشرطیکہ امر کو جانتی ہو اور اسی طرح جب کہ واقع ہو خلع اس کے سوال سے اور ہم کہیں کہ وہ طلاق ہے اور مستثنیٰ ہیں تحریم طلاق حیض والی سے کئی صورتیں یعنی بعض صورتوں میں حیض والی کو طلاق دینی حرام نہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ حاملہ ہو اور خون کو دیکھے اور ہم قائل ہیں اس کے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے سو اس کی طلاق بدعی نہیں ہوتی خاص کر جب کہ واقع ہو قریب ولادت کے اور ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ طلاق دے حاکم غلام آزاد پر اور اتفاق پڑے واقع ہونے اس کے کا حیض میں اور اسی طرح ہے بیچ صورت دو منصفوں کے جب کہ متعین ہو یہ طریق واسطے دور کرنے شقاق کے ا۔ راسی طرح خلع۔ (فتح)

۴۸۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ

۴۸۵۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی یعنی ایک طلاق سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم

وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَآءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَآءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَّمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ.

حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ اپنی عورت سے رجوع کرے یعنی طلاق کو باطل جان کر پھر اس کو اپنی بیوی بنائے پھر چاہیے کہ اس کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو یعنی اس حیض سے جس میں اس نے اس کو طلاق دی تھی پھر اس کو دوسرا حیض آئے پھر دوسرے حیض سے پاک ہو پھر اس کے بعد اگر چاہے تو اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے سو یہی عدت ہے جس کا حکم اللہ نے کیا کہ عورتوں کی طلاق اس میں ہوا کرے یعنی اس وقت۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ اس میں غصے ہوئے اور اس میں اشعار ہے کہ حیض میں طلاق دینا پہلے منع ہو چکا تھا نہیں تو نہ واقع ہوتا غصہ ایسے کام پر جس سے پہلے ممانعت نہیں ہوئی اور نہیں وارد ہوتا اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اس سے پوچھنا احتمال ہے کہ وہ اس بات کو پہچانتے ہوں کہ حیض میں طلاق دینا منع ہے اور نہ پہچانتے ہوں کہ کیا کرے جس کے واسطے یہ معاملہ واقع ہو کہا ابن عربی نے سوال عمر رضی اللہ عنہ کا محتمل ہے واسطے اس کے کہ انہوں نے اس سے پہلے ایسا واقعہ نہ دیکھا ہو سو پوچھا تا کہ معلوم کرے اور احتمال ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرآن میں دیکھا ﴿فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ اور قول اس کا ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ تو ارادہ کیا کہ جانیں کہ یہ قرء ہے یا نہیں اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ سے نہی سنی ہو سو اس کے بعد حکم پوچھنے کو آئے ہوں، اور ابن دقیق العید نے کہا کہ حضرت ﷺ اس واسطے غصے ہوئے کہ مقتضی حال کا یہ تھا کہ اس میں حضرت ﷺ سے مشورہ لیتے جب کہ اس کا پکا قصد کیا یا جو معنی کہ منع کو تقاضا کرتے تھے وہ ظاہر تھے سو تھا مقتضی حال کا ثابت رہنا بیچ اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو حکم کر کہ اپنی عورت سے رجوع کرے تو کہا ابن دقیق العید نے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے مسئلہ اصول کا اور وہ یہ ہے کہ امر ساتھ امر بالشیء کے کیا وہ حکم ہے ساتھ اس کے یا نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو حکم کر سو اس کو حکم کیا ساتھ اس کے کہ اس کو حکم کرے رجعت کا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ خطاب جب متوجہ ہو واسطے مکلف کے یہ کہ حکم کرے دوسرے مکلف کو ساتھ کرنے کسی چیز کے تو پہلا مکلف محض مبلغ یعنی پہنچانے والا ہو گا اور دوسرا مامور ہے شارع کی طرف سے اور یہ مانند قول حضرت ﷺ کے ہے واسطے مالک بن حویرث اور اس کے ساتھیوں کے اور حکم کرو ان کو ساتھ نماز ایسی کے ایسے وقت میں اور مانند قول آپ ﷺ کے کی واسطے اپنی بیٹی کی کہ اس کو حکم کر سو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور اس کی نظریں بہت ہیں سو جب اول مکلف دوسرے کو

اس کا حکم کرے اور وہ اس کو بجا نہ لائے تو ہوتا ہے گنہگار اور اگر متوجہ ہو خطاب شارع سے واسطے مکلف کے کہ حکم کرے غیر مکلف کو یا متوجہ ہو خطاب غیر شارع سے ساتھ امر اس شخص کے کہ اس کے واسطے اس پر امر ہے یہ کہ حکم کرے اس شخص کو کہ نہیں امر واسطے پہلے کے اوپر اس کے تو نہیں ہوتا امر ساتھ امر بالشیء کے امر ساتھ شیء کے سو پہلی صورت یہی ہے جس سے اختلاف پیدا ہوا اور وہ حکم لڑکوں کے ولیوں کو ہے کہ لڑکوں کو حکم کریں اور صورت دوسری وہی ہے کہ متصور ہوتا ہے اس میں کہ ہو امر متعدی ساتھ امر کرنے اس کے واسطے پہلے کے یہ کہ حکم کرے دوسرے کو پس یہی ہے فیصلہ اس مسئلے میں اور اللہ ہے مدد دینے والا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ واجب ہونے رجعت کے سو واجب کیا ہے اس کو مالک اور احمد نے ایک روایت میں اور جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ مستحب ہے اور یہی مشہور روایت ہے امام احمد سے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ ابتداء نکاح کے واجب نہیں سو اسی طرح اس پر ہمیشہ رہنا بھی واجب نہیں ہوگا لیکن حنفیوں میں سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ واجب ہے اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ اس کے اور اس واسطے کہ جب حیض کی حالت میں طلاق دینی حرام ہوئی تو اس میں نکاح پر قائم رہنا واجب ہوگا سو اگر بدستور رہے عدم رجوع پر جس نے حیض میں طلاق دی یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو جائے تو کہا مالک اور اس کے اکثر اصحاب نے کہ نیز رجعت پر جبر کیا جائے اور کہا اشہب نے ان میں سے کہ جب حیض سے پاک ہو تو ختم ہوا امر ساتھ رجعت کے اور اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ جب اس کی عدت گزر جائے تو نہیں ہے رجعت اور یہ کہ اگر طلاق دے اس طہر میں جس میں اس کو ہاتھ لگایا ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ رجعت اس کی کے اس طرح نقل کیا ہے اس کو ابن بطال وغیرہ نے لیکن اختلاف اس میں ثابت ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر دخول سے پہلے طلاق دے اور وہ حیض سے ہو تو نہ حکم کیا جائے ساتھ رجعت کے مگر جو منقول ہے زفر سے اور یہ جو کہا پھر چاہیے کہ اس کو پاس رکھے یعنی بدستور رکھے اس کو اپنے نکاح میں اور مسلم کا لفظ سالم رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ ہے کہ پس چاہیے کہ اس سے رجعت کرے پھر چاہیے کہ اس کو طلاق دے طہر میں یا حمل کی حالت میں اور اختلاف ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے سو کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو ساتھ اس کے یعنی ساتھ اس چیز کے کہ نافع رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ استبراء کرے اس سے بعد اس حیض کے جس میں اس کو طلاق دی ساتھ طہر پورے کے پھر حیض پورے کے تا کہ ہو طلاق اور وہ اپنی عدت کو جانے یا ساتھ حمل کے یا ساتھ حیض کے پا تا کہ ہو طلاق اس کی بعد علم اس کے کی ساتھ حمل کے اور وہ غیر جاہل ہو ساتھ اس چیز کے کہ کی پس رکھے اس کو واسطے حمل کے یا تا کہ ہو اگر سوال کیا ہو اس نے طلاق کا غیر حامل یہ کہ باز رہے اس سے اور بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ نہ ہو رجعت واسطے غرض طلاق کے سو جب اس کو کچھ زمانہ اپنے پاس رکھے کہ اس میں اس کو طلاق دینی حلال ہو تو ظاہر ہوگا فائدہ رجعت کا اس واسطے کہ کبھی دراز ہوتا ہے مقام اس کا ساتھ اس کے سو اس سے صحبت

کرتا ہے تو جاتا رہتا ہے جو اس کے نفس میں ہو سبب طلاق اس کی سے سو اس کو اپنے پاس رکھتا ہے اور بعض نے کہا کہ جو طہر کہ متصل ہے حیض کے جس میں اس نے اس کو طلاق دی وہ مانند ایک حیض کی ہے سو اگر اس میں اس کو طلاق دی تو ہوگا جیسے اس کو حیض میں طلاق دی اور حیض میں طلاق دینی منع ہے سو لازم ہے کہ تاخیر کرے دوسرے طہر تک اور اختلاف ہے بیچ جواز طلاق دینے اس کے کی اس طہر میں کہ متصل حیض کے ہے جس میں طلاق واقع ہوئی اور رجعت اور اس میں شافعیوں کے واسطے دو وجہیں ہیں زیادہ ترصحیح منع ہے اور ساتھ اسی کے قطع کیا ہے متولی نے اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر زیادتی کا جو حدیث میں ہے اور عبارت غزالی کی وسیط میں کہ کیا جائز ہے کہ طلاق دے اس طہر میں؟ اس میں دو وجہیں ہیں اور کلام مالکیوں کا تقاضا کرتا ہے کہ تاخیر مستحب ہے اور کہا ابن تیمیہ نے محرر میں کہ نہ طلاق دے اس کو طہر میں جو پیچھے آنے والا ہے واسطے اس کے کہ وہ بدعت ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے جواز اس کا ہے اور حنفیوں کی کتابوں میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جائز ہونا اس کا ہے اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منع ہے اور وجہ جواز کی یہ ہے کہ حرام ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حیض کے سبب سے تھا سو جب حیض سے پاک ہوئی تو تحریم کا موجب دور ہوا سو جائز ہوئی طلاق اس کی اس طہر میں جیسے کہ جائز ہے اس طہر میں جو اس کے بعد ہے اور جیسے کہ جائز ہے طلاق اس کی طہر میں اگر نہ مقدم ہو طلاق حیض میں اور البتہ ذکر کیا ہم نے مانعین کی حجتوں کو اور ان میں سے ایک یہ ہے اگر طلاق دے اس کو پیچھے اس حیض کے تو البتہ اس سے رجوع کیا ہوگا تا کہ اس کو طلاق دے اور یہ عکس ہے مقصود رجعت کا اس واسطے کہ وہ مشروع ہوئی ہے واسطے جگہ دینے عورت کے اسی واسطے نام رکھا ہے اس کا امساک سو اس کو حکم کیا کہ اس کو اس طہر میں اپنے پاس رکھے اور یہ کہ اس کو اس میں طلاق نہ دے یہاں تک کہ اس کو دوسرا حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو تا کہ ہو رجعت واسطے امساک کے یعنی اپنے پاس رکھنے کے نہ واسطے طلاق کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ مؤکد کیا ہے اس کو شارع نے جس جگہ کہ حکم کیا ساتھ اس کے کہ اپنے پاس رکھے اس کو اس طہر میں جو متصل ہے اس حیض کے جس میں اس کو طلاق دی واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبد الحمید کی روایت میں کہ اس سے کہہ دے کہ اپنی عورت سے رجعت کرے پھر جب حیض سے پاک ہو تو اس کو ہاتھ لگائے یہاں تک کہ جب دوسرے حیض سے پاک ہو تو پھر چاہے اس کو طلاق دے اور چاہے اپنے پاس رکھے سو جب اس کو حکم کیا کہ اس کو اپنے پاس رکھے اس طہر میں تو کس طرح جائز ہوگا واسطے اس کے یہ کہ اس کو اس میں طلاق دے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی طلاق دینے سے اس طہر میں جس میں اس سے صحبت کی ہو اور یہ جو کہا کہ پھر اگر چاہے تو طلاق دے اس کو پہلے صحبت سے تو ایک روایت میں ہے کہ جب حیض سے پاک ہو تو چاہیے کہ طلاق دے اس کو پہلے اس سے کہ اس سے صحبت کرے یا اس کو اپنے پاس رکھے اور ایک روایت میں سالم رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ پھر چاہیے کہ اس کو طلاق دے طہر کی حالت میں یا حمل کی حالت میں اور تمسک کیا ہے ساتھ اس زیادتی کے اس شخص نے کہ مستثنیٰ کیا ہے اس

نے تحریم طلاق سے اس طہر میں جس میں جماع کیا ہو اس صورت کو جب کہ ظاہر ہو حمل اس واسطے کہ وہ حرام نہیں اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب ظاہر ہو حمل تو آگے بڑھا وہ اس پر جان بوجھ کر پس نہ پشیمان ہوگا طلاق پر اور نیز پس زمانہ حمل کا زمانہ رغبت کا ہے وطی میں سو آگے بڑھنا اس کا طلاق پر بیچ اس کے دلالت کرتا ہے اوپر منہ پھیرنے اس کے کی اس سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو حمل طلاق دینے والے سے اور اگر اس کے غیر سے ہو ساتھ اس طرح کے کہ نکاح کیا ہو اس عورت سے جو زنا سے حامل ہو اور اس سے صحبت کی پھر اس کو طلاق دی یا وطی کی گئی منکوحہ ساتھ شبہ کے پھر اس سے حاملہ ہوئی پھر اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تو ہوگی طلاق بدعی اس واسطے کہ عدت طلاق کی واقع ہوتی ہے بعد جننے حمل کے اور پاک ہونے کے نفاس سے پس نہ مشروع ہوگی پیچھے طلاق کے عدت میں جیسے کہ بیچ حامل کے ہے اس سے، کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا پھر اگر چاہے تو اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو طلاق دے تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ جو شخص اپنی بیوی سے کہے حیض کی حالت میں کہ جب تو حیض سے پاک ہو تو تجھ کو طلاق ہے تو یہ طلاق سنت کے موافق نہیں اس واسطے کہ سنت کے موافق طلاق دینے والا وہ شخص ہے کہ ہو اختیار دیا گیا وقت وقوع طلاق کے درمیان واقع کرنے طلاق کے اور ترک اس کی کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے پہلے صحبت کرنے سے اس پر کہ جس طہر میں صحبت کی ہو اس میں طلاق دینی حرام ہے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے جمہور نے سو اگر طلاق دے تو کیا جبر کیا جائے رجعت پر جیسا کہ جبر کیا جاتا ہے جب کہ طلاق دے اس کو حیض کی حالت میں بعض مالکیوں نے تو اس کو دونوں صورتوں میں عام کیا ہے یعنی دونوں صورتوں میں اس کو جبر کیا جائے اور مشہور ان سے یہ ہے کہ حائض میں جبر کیا جائے طہر میں جبر نہ کیا جائے اور کہا انہوں نے کہ جب اس کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو رجعت پر مجبور کیا جائے اور اگر باز رہے تو حاکم اس کو سزا دے اور اگر باز رہے تو حاکم اس کو مجبور کرے اور کیا جائز ہے اس کو صحبت کرنی اس سے ساتھ اس رجعت کے اس میں دو روایتیں ہیں صحیح تر یہ روایت ہے کہ جائز ہے اور داؤد سے مروی ہے کہ مجبور کیا جائے رجعت پر جب کہ طلاق دے اس کو حیض کی حالت میں اور اگر اس کو نفاس کی حالت میں طلاق دے تو مجبور نہ کیا جائے اور یہ جمود ہے یعنی جمنا ہے ظاہر پر اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں سالم رحمہ اللہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر میں یا حمل میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اگر اس کے واسطے ظاہر ہو کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دے اس وقت جب کہ حیض سے پاک ہو اور اختلاف کیا ہے فقہاء نے اس میں کہ کیا مراد طاہرا سے بند ہو جانا خون کا ہے یا پاک ہونا ساتھ نہانے کے حیض سے اس میں دو قول ہیں اور یہ دو روایتیں ہیں احمد رحمہ اللہ سے اور راجح ثانی ہے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کی ہے نسائی نے نافع سے اس قصے میں کہ حکم کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت سے رجعت کرے پھر جب اپنے دوسرے حیض سے غسل کرے تو اس سے جحت نہ کرے یہاں تک کہ اس کو طلاق دے اور اگر اس کو اپنے

پاس رکھنا چاہے تو پاس رکھے اور یہ مفسر ہے واسطے قول اس کے کہ جب پاک ہو پس چاہیے کہ حمل کیا جائے اوپر اس کے اور متفرع ہوتا ہے اس سے یہ کہ کیا گزر جاتی ہے عدت ساتھ بند ہونے خون کے اور دور ہوتی ہے رجعت یا ضروری ہے غسل کرنا اس میں اختلاف ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو احکام کہ حیض پر مرتب ہیں دو قسم پر ہیں پہلی قسم دور ہوتی ہے ساتھ بند ہونے خون کے مانند صحیح ہونے غسل اور روزے کے اور مرتب ہونے نماز کے ذمہ میں اور دوسری قسم نہیں دور ہوتی مگر ساتھ نہانے کے مانند صحیح ہونے نماز اور طواف کے اور جواز ٹھہرنے کے سو کیا ہوتی ہے طلاق پہلی قسم سے یا دوسری قسم سے اور یہ جو کہا کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر کی حالت میں یا حمل میں تو اس سے تمسک کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ طلاق حامل کی سنی ہے اور وہ قول جمہور کا ہے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نہ وہ طلاق سنی ہے نہ بدعی اور یہ جو فرمایا سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق اس میں ہوا کرے تو یہ بیان ہے واسطے مراد آیت کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان کو ان کی عدت کے اول میں طلاق دو اور تصریح کی ہے معمر نے نافع رحمہ اللہ سے کہ یہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ اقراء سے مراد طہر ہیں اس واسطے کہ طہر میں طلاق دینے کا حکم کیا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فطلقوهن لعدتهن یعنی وقت ابتداء عدت ان کی کے اور البتہ ٹھہرایا ہے واسطے طلاق والی کے انتظار کرنا تین قروء تک سو جب نہی کی گئی طلاق دینے سے حیض میں اور کہا کہ اجازت اس طلاق کی ہے جو طہر میں ہو تو معلوم ہوا کہ مراد قروء سے طہر ہیں یہ ابن عبدالبر نے کہا ہے اور باقی فوائد اس حدیث کے آئندہ آئیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ تَعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ.

جب عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی جائے تو اس طلاق کو حساب کیا جائے یعنی وہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلے میں اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے چنانچہ طاؤس اور فلاس وغیرہ سے ہے کہ وہ واقع نہیں ہوتی اور اسی واسطے پیدا ہوا سوال اس شخص کا جس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا سوال کیا۔ (فتح)

٤٨٥١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ

۴۸۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے میں نے کہا وہ طلاق شمار ہوگی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر شمار نہ ہو تو اور کیا چیز

فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ.

ہو گی؟ یعنی ضرور یہ طلاق شار ہو گی اور روایت ہے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی یونس سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس کو حکم کر سو چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے میں نے کہا یہ طلاق شار کی جائے گی؟ فرمایا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو اور احمق بنے اور کہا ابو معمر نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبدالوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے اس نے روایت کی سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ شمار کی گئی مجھ پر ایک طلاق اور ایک روایت میں آیا ہے فرمایا کہ ہاں شمار ہو گی۔

فائدہ: اور یہ جو کہا فمہ تو یہ استفہام ہے یعنی اگر شمار نہ ہو تو اور کیا چیز ہو گی اور یہ کلمہ زجر کے واسطے کہا جاتا ہے یعنی باز رہ اس کلام سے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واقع ہونے طلاق کے سے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا چیز ہو گی اگر نہ شمار کی جائے واسطے انکار کرنے قول سائل کے کہ کیا اس کو حساب کیا جائے گا سو گویا کہ کہا کہ کیا اس سے کوئی چارہ ہے اور یہ جو فرمایا کہ بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو اور احمق بنے یعنی اگر عاجز ہو کسی فرض سے سو نہ قائم کرے اس کو یا احمق بنے سو اس کو ادا نہ کرے تو کیا یہ اس کے واسطے عذر ہو گا اور کہا خطابی نے کہ کلام میں حذف ہے یعنی بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے تو کیا ساقط کرتا ہے اس سے طلاق کو حمق اس کا یا باطل کرتا ہے اس کو عجز اس کا اور حذف کیا جواب کو واسطے دلالت کرنے کلام کے اوپر اس کے اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ان نافیہ ہو ساتھ معنی ما کے یعنی نہیں عاجز ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور نہ احمق ہوا اس واسطے کہ نہ وہ لڑکا ہے نہ دیوانہ کہا اس نے کہ اگر ہو روایت ساتھ فتح الف اَنْ کے تو اس کے معنی ظاہر ہیں اور تا استحمق میں مفتوح ہے اور کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ایسا کام کیا ہے جو اس کو احمق عاجز بنا دے پس ساقط کرے اس سے حکم طلاق کو عجز اس کا یا حمق اس کا اور سین اور تا اس میں واسطے اشارہ کے ہے طرف اس کی کہ اس نے زور کے ساتھ اپنے آپ کو احمق بنایا ہے بسبب اس کام کے کہ اس نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی اور بعض اصول میں مجہول کا صیغہ واقع ہوا ہے یعنی لوگوں نے اس کو احمق جانا بہ سبب اس چیز کے کہ اس نے کی اور یہ باوجہ ہے اور کہا مہلب نے کہ معنی قول اس کے کی ان عجز واستحمق کے یہ ہیں یعنی عاجز ہوا رجعت میں جس کا اس کو حکم ہوا تھا واقع کرنے طلاق کے سے یا گم ہوئی عقل اس کی پس نہ قادر ہوا رجعت پر، کیا باقی رہے گی عورت معلقہ نہ خاوند والی اور نہ مطلقہ اور البتہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے پس ضروری ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے جس کو اس نے بے وجہ واقع کیا ہے جیسا کہ اگر کسی اور فرض اللہ کے

سے عاجز ہو سو نہ قائم کرے اس کو اور احمق بنے سو اس کو نہ لائے تو اس کو معذور نہیں سمجھا جاتا اور نہ اس سے فرض ساقط ہوتا ہے، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلاف کیا ہے بعض اہل ظاہر نے سو کہا کہ جب حیض والی کو طلاق دی جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اس واسطے کہ شارع نے اس کی اجازت نہیں دی تو مشابہ ہوئی یہ بیگانی عورت کی طلاق کو یعنی جیسے کوئی کہے کہ میں نے بیگانی عورت کو طلاق دی اور حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے خارجیوں اور رافضیوں سے، کہا ابن عبدالبر نے کہ نہیں مخالف ہیں اس میں مگر بدعی اور گمراہ لوگ یعنی اب کہا اور مروی ہے مانند اس کی بعض تابعین سے اور وہ خلاف ہے اور حکایت کیا ہے اس کو ابن عربی وغیرہ نے ابن علیہ یعنی ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ سے کہ جس کے حق میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابراہیم گمراہ ہے گمراہ کرتا ہے لوگوں کو اور تھا مصر میں اور واسطے اس کے چند مسئلے ہیں جس میں وہ اکیلا ہوا ہے اور تھا فقہاء معتزلہ سے اور مراد نووی رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ بعض اہل ظاہر کے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ہے کہ وہ اکیلا قائل ہوا ہے ساتھ اس کے اور مبالغہ کیا ہے اس نے بیچ اس کے۔ اور جواب دیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے امر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سے ساتھ رجعت کرنے کے ساتھ اس طور کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فقط اپنی عورت سے الگ ہوئے تھے یعنی طلاق نہیں دی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ اس کو پھر اپنے پاس لائے اور بدستور سابق اس کے ساتھ معاشرت کرے سو حمل کیا ہے اس نے مراجعت کو اس کے لغوی معنی پر اور تعاقب کیا گیا اس کا ساتھ اس کے کہ حقیقت شرعی مقدم ہے حقیقت لغوی پر اتفاقا اور جواب دیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سے کہ شمار کی گئی مجھ پر ایک طلاق ساتھ اس طور کے کہ نہیں تصریح کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ کس نے اس کو شمار کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی کے قول میں حجت نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ قول صحابی کا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح حکم کیا پھرتا ہے طرف اس شخص کے جس کے واسطے امر ہے اس وقت یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کہا ہے بعض شارحین نے اور میرے نزدیک یہ ہے کہ نہیں لائق ہے کہ آئے اس میں خلاف جو صحابی کے قول میں ہے کہ حکم کیا ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس طرح کے اس واسطے کہ محل اس کا اس جگہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع اس پر صریح نہ ہو اور نہیں اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قصے میں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ حکم کرنے والے ہیں ساتھ رجعت کے اور وہی راہ دکھلانے والے ہیں واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس چیز میں کہ کرے جب کہ اس کے بعد اس کی طلاق کا ارادہ کرے اور جب خبر دی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جو چیز کہ اس سے واقع ہوئی وہ اس پر ایک طلاق شمار کی گئی تو یہ احتمال نہایت بعید ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نے اس کو اس پر طلاق شمار کیا ہو باوجود گھیر نے قرینوں کے اس قصے میں ساتھ اس کے اور کس طرح خیال کیا جاتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس قصے میں کوئی چیز اپنی رائے سے کریں اور وہ خود نقل کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس فعل سے غصے ہوئے کیوں نہ مشورہ لیا آپ سے اس چیز میں کہ کرتا ہے قصے مذکورہ میں اور البتہ موافقت کی ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی ابن پر ابن

تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے متاخرین میں سے یعنی اس کا بھی یہی قول ہے کہ اگر حیض کی حالت میں طلاق دے تو طلاق نہیں پڑتی اور بڑی حجت ان کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے بیچ روایت ابی الزبیر کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نزدیک مسلم اور ابوداؤد وغیرہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ چاہیے کہ اس سے رجوع کرے سو اس کو پھیر دیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو مجھ پر رد کیا اور ابوداؤد نے زیادہ کیا ہے کہ اس طلاق کو کچھ چیز نہ دیکھا کہا ابوداؤد نے کہ روایت کیا اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک جماعت نے اور ان کی سب حدیثیں برخلاف اس چیز کے ہیں کہ ابوالزبیر نے کہی ہیں کہا ابن عبدالبر نے کہ قول اس کا ولم یرھا شیئا یعنی اس کو کچھ چیز نہ دیکھا منکر ہے ابو زبیر کے سوائے کسی نے اس کو نہیں کہا اور نہیں ہے حجت اس چیز میں کہ مخالف ہو اس کو اس میں مثل اس کا سو کیا حال ہے بیچ مقابلے اس شخص کے جو اس سے زیادہ تر ثابت ہو اور اگر صحیح ہو تو اس کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نہ دیکھا اس کو کوئی چیز مستقیم واسطے نہ واقع ہونے اس کے موافق سنت کے کہا خطابی نے کہا اہل حدیث نے کہ نہیں روایت کی ابو زبیر نے کوئی حدیث زیادہ تر منکر اس سے اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ نہ دیکھا اس کو کچھ چیز کہ حرام ہو ساتھ اس کے رجعت یا نہ دیکھا اس کو کوئی چیز جائز سنت میں اگرچہ لازم ہے واسطے اس کے ساتھ کراہت کے اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ گنا اس کو کوئی چیز صواب سوائے خطا کے بلکہ حکم کیا جائے صاحب اس کا کہ اس پر قائم نہ ہو اس واسطے کہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ رجعت کے اور اگر اس کو طہر میں طلاق دی ہوتی تو اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حکم نہ ہوتا کہا ابن عبدالبر نے کہ حجت پکڑی ہے بعض اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ طلاق حیض میں واقع نہیں ہوتی ساتھ اس چیز کے جو مروی ہے شعبی سے کہا کہ جب مرد اپنی عورت کو حیض میں طلاق دے تو نہ شمار کرے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول میں ابن عبدالبر نے کہا کہ اس کے معنی وہ نہیں جو اس کا مذہب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ حساب کرے عورت اس حیض کو عدت میں جیسا کہ اس سے صریح آ چکا ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوتی ہے اس پر طلاق اور نہ گنے اس حیض کو اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کچھ چیز نہیں اور یہ متابعتیں ہیں واسطے ابو زبیر کے لیکن سب قائل ہیں واسطے تاویل کے اور وہ اولیٰ ہے لغو کرنے صریح کے سے بیچ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ وہ مجھ پر ایک طلاق گنی گئی اور یہ تطبیق جو ابن عبدالبر وغیرہ نے ذکر کی ہے متعین ہے اور وہ اولیٰ ہے بعض راویوں کے غلط گو کہنے سے اور بہر حال قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ وہ اس پر ایک طلاق گنی گئی سو البتہ اگرچہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ مرفوع کرنے کے طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن اس میں تسلیم ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اس پر ایک طلاق شمار کی گئی سو کس طرح جمع ہو گا ساتھ اس کے قول اس کا کہ اس نے اس کو نہ شمار کیا اور کچھ چیز نہ دیکھا اس معنی کے بنا پر جو مخالف کا مذہب ہے اس واسطے کہ اگر ضمیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

ٹھہرایا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مخالفت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خاص اس قصے میں اس واسطے کہ کہا اس نے کہ وہ مجھ پر ایک طلاق گنی گئی سو جس نے اس کو شمار کیا اس نے اس کی مخالفت کی کہ اس نے اس کو کچھ چیز نہ دیکھا اور کس طرح گمان کیا جائے یہ ساتھ اس کے باوجود اہتمام اس کے کی اور اس کے باپ کے ساتھ سوال کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تاکہ کریں جو حکم کریں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر ٹھہرایا جائے ضمیر بیچ لم یعتد بھا ولم یرھا شیئا واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تو لازم آتا ہے اس سے تناقض ایک قصے میں سو حاجت ہوگی طرف ترجیح کے اور نہیں کہ اکثر راویوں کی روایت کو لینا اولیٰ ہے مقابل اس کے سے وقت دشوار ہونے تطبیق کے نزدیک جمہور کے، واللہ اعلم۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے بے شک رجعت مستقل ہے ساتھ اس کے خاوند سوائے ولی کے اور رضامندی عورت کی کے اس واسطے کہ یہ اس کے اختیار میں دیا گیا ہے اس کے سوائے اور کسی کو اس کا اختیار نہیں اور وہ مانند قول اللہ کے کی ہے ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ اور اس حدیث میں ہے کہ باپ قائم ہوتا ہے اپنے بیٹے بالغ رشید کی طرف سے ان کاموں میں کہ واقع ہوں واسطے اس کے اس قسم سے کہ شرماتا ہے بیٹا اس کے ذکر سے اور لیتا ہے اس سے وہ چیز کہ شاید لاحق ہو اس کو عتاب سے اس کے فعل پر واسطے شفقت کے اس سے اور اس میں ہے کہ جو عورت کہ حیض سے پاک ہو اس کو طلاق دینا مکروہ نہیں اس واسطے کہ انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقع کرنے اس کے کو حیض میں نہ اس کے غیر میں اور واسطے قول آپ کے کی اس حدیث کے آخر میں پھر اگر اس کو چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو طلاق دے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک طریق میں کہ پھر چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر میں یا حمل میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کے دنوں میں طلاق دینے کو حرام ٹھہرایا اور اس کو حمل کے دنوں میں مباح ٹھہرایا سو دلالت کی اس نے کہ وہ دونوں جمع نہیں ہوتے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب کہ نہیں ہے تاثیر واسطے حیض حامل کے بیچ دراز کرنے عدت کے اور نہ تخفیف کرنے اس کے کی اس واسطے کہ وہ ساتھ بچہ جننے کے ہے تو مباح کیا شارع نے اس کی طلاق کو حمل کی حالت میں مطلق اور لیکن غیر حامل سو فرق کیا گیا ہے درمیان حائض اور طاہر کے اس واسطے کہ حیض تاثیر کرتا ہے عدت میں سو فرق درمیان حامل کے اور غیر اس کے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بہ سبب حمل کے ہے نہ بہ سبب حیض کے اور نہ طہر کے اور اس میں ہے کہ اقراء عدت میں طہر ہیں، کما سیاتی بیانہ اور اس سے معلوم ہوا کہ حرام ہے طلاق دینی اس طہر میں جس میں صحبت کی ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالکیوں نے کہا کہ حرام نہیں اور ایک روایت مانند جمہور کی ہے اور ترجیح دی ہے اس کو فاکہانی نے واسطے ہونے اس کے کہ شرط کی ہے اس نے بیچ اذن کے طلاق میں نہ چھونا اور معلق ساتھ شرط کے معدوم ہے وقت نہ ہونے اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو طلاق دے اور کیا مرد اپنی عورت کو روبرو طلاق دے۔

فائدہ: اور حذف کیا ہے ابن بطال نے ترجمہ سے قول اس کا من طلق سو شاید نہیں ظاہر ہوئی واسطے اس کے وجہ اس کی اور میں گمان کرتا ہوں کہ قصد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ثابت کرنا جواز طلاق کے مشروع ہونے کا اور حمل کیا ہے اس نے اس حدیث کو کہ مبغوض تر حلال میں سے اللہ کے نزدیک طلاق ہے اس چیز پر جب کہ واقع ہو بغیر کسی سبب کے اور وہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور معلول ہے ساتھ ارسال کے اور بہر حال روبرو ہو کے طلاق دینی سو اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی کہ وہ خلاف اولیٰ کا ہے اس واسطے کہ پس پشت طلاق دینے میں زیادہ نرمی اور مہربانی ہے مگر یہ کہ اس کے ذکر کی حاجت ہو۔ (فتح)

٤٨٥٢ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ.

٤٨٥٢۔ حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ کس بیوی نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی تھی؟ اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بے شک جون کی بیٹی جب حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی اور حضرت ﷺ اس سے قریب ہوئے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو نے بڑے مالک کی پناہ مانگی اپنے لوگوں میں جا مل، کہا ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے کہ روایت کیا ہے اس کو حجاج نے اپنے جد سے اس نے زہری سے کہ عروہ نے اس کو خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

فائدہ: اور صحیح یہ ہے کہ نام اس کا امیمہ بنت نعمان ہے اور بعض نے کہا کہ نام فاطمہ ہے یا اسماء، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی سو اس کا دستور تھا کہ وہ مینگنی اٹھاتی اور کہتی کہ میں بد بخت ہوں اور کہا ابن سعد نے کہ صحیح یہ ہے کہ جس نے حضرت ﷺ سے پناہ مانگی تھی وہ جونیہ ہے اور روایت کی ہے ابن سعد نے سعید بن عبدالرحیم سے کہ اس کے سوا اور کسی عورت نے حضرت ﷺ سے پناہ نہیں مانگی۔ میں کہتا ہوں کہ یہی ہے غالب گمان پر اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے واسطے پناہ مانگنے والے کے ساتھ فریب مذکور کے سو بعید ہے کہ فریب کھائے اور کوئی عورت اس کے بعد جس طرح اس نے

فریف کھایا بعد مشہور ہونے اس خبر کے، کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے جوینہ سے نکاح کیا اور اختلاف ہے بیچ سبب جدا ہونے اس کے سو کہا قتادہ نے کہ جب حضرت ﷺ اس پر داخل ہوئے تو اس کو بلایا اس نے کہا کہ تم آؤ یعنی اس نے حضرت ﷺ کا کہا نہ مانا سو حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اور بعض نے کہا کہ اس کو داغ تھا مثل عامریہ کی کہا اس نے اور بعض نے گمان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بڑے مالک کی پناہ مانگی اور البتہ اللہ تجھ کو مجھ سے پناہ دے سو حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اور یہ باطل ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا تھا یہ ایک عورت نے بنی عنبر کی قوم سے اور وہ خوبصورت تھی سو حضرت ﷺ کی بیویوں نے خوف کیا کہ وہ ان پر غالب ہو سو انہوں نے اس سے کہا کہ حضرت ﷺ کو خوش لگتا ہے کہ آپ کے واسطے کہا جائے کہ ہم تم سے پناہ مانگتے ہیں سو اس نے اسی طرح کیا حضرت ﷺ نے اس کو طلاق دی اسی طرح کہا ہے ابن عبدالبر نے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں حکم کیا ہے اس نے ساتھ باطل ہونے اس کے کی باوجود بہت ہونے روایتوں کے جو وارد ہیں بیچ اس کے کی اور ثابت ہونے اس کے بیچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بخاری میں اور زیادہ شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٨٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَسِيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْطَلَقْنَا إِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا إِلٰى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوْا هَا هُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَأُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتٍ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ أَعُوْذُ

۴۸۵۳۔ حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ایک احاطے والے باغ کی طرف چلے جس کو شوط کہا جاتا تھا یہاں تک کہ ہم دو باغوں کی طرف پہنچے اور دونوں کے درمیان بیٹھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں بیٹھو اور آپ باغ کے اندر داخل ہوئے اور البتہ آپ کے پاس جوینہ یعنی امیمہ نعمان کی بیٹی لائی گئی اور کھجوروں کے باغ میں ایک گھر میں اتاری گئی اور اس کے ساتھ اس کے دودھ پلانے والی تھی اس کے پالنے والی سو جب حضرت ﷺ اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ اپنی جان مجھ کو بخش دے اس نے کہا کہ کیا بخشتی ہے بادشاہ عورت اپنی جان رعیت کو پھر حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ کو اس کی طرف بڑھایا کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھیں تا کہ آرام پکڑے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تم سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تو نے اپناہ پکڑی ساتھ اس

بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهٗ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُّجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ.

چیز کے جس کے ساتھ پناہ پکڑی جاتی ہے یعنی اللہ کی پھر ہماری طرف نکلے سو فرمایا کہ اے ابو اُسید! اس کو السی کے کپڑے کا جوڑا پہنا اور اس کو اس کے گھر والوں میں پہنچا دے اور کہا حسین بن ولید نے عبدالرحمن سے اس نے عباس رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سہل سے اور ابو اُسید سے دونوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ سے نکاح کیا سو جب وہ آپ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو گویا اس نے اس کو برا جانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید کو حکم دیا کہ اس کا سامان درست کرے اور اس کو السی کے دو کپڑے پہنا دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو ابن سعد نے ابو اسید سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جون کی قوم میں سے ایک عورت سے نکاح کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو آپ کے پاس لاؤں سو میں اس کو آپ کے پاس لایا سو میں نے اس کو شوط میں اتارا پہاڑ کے پیچھے ایک قلعے میں پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر چلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے اور ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ نعمان بن جون کندی مسلمان ہو کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کیا نہ نکاح کروں میں آپ کا ایک شوہر دیدہ عورت سے جو عرب کی سب عورتوں سے زیادہ خوب صورت ہے؟ سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا اور اس کے ساتھ ابو اسید کو بھیجا، کہا ابو اسید نے سو میں نے اس کو بنی ساعدہ کے قبیلے میں اتارا سو قوم کی عورتیں اس کے پاس آئیں اس کے ساتھ خوش ہوئیں اور نکلیں اور ذکر کیا انہوں نے کہ بہت خوب صورت ہے اور سوقہ کے معنی ہیں رعیت بولا جاتا ہے واحد اور جمع پر کہا گیا ان کو سوقہ اس واسطے کہ بادشاہ ان کو ہانکتا ہے سو وہ ہانکے جاتے ہیں طرف اس کی اور پھیرتا ہے ان کو اپنی مراد پر اور بہر حال اہل سوق پس واحد ان کا سوقی ہے، کہا ابن منیر نے کہ یہ بقایا اس چیز سے ہے کہ تھی اس میں جاہلیت کی خو بو سے اور سوقہ نزدیک ان کے وہ شخص ہے جو بادشاہ نہ ہو خواہ کوئی ہو سو شاید اس عورت نے بعید جانا اس کو کہ نکاح کرے بادشاہ عورت اس شخص سے جو بادشاہ نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا تھا کہ بادشاہ پیغمبر ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا کہ بندے پیغمبر ہوں واسطے تواضع کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کے لیے اور نہ مواخذہ کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلام پر واسطے معذور رکھنے اس کے کی واسطے قریب ہونے زمانے اس کے کی ساتھ جاہلیت کے اور کتاب الاشربہ کے اخیر میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے

حدیث آئے گی کہ ذکر کی گئی واسطے حضرت ﷺ کے ایک عورت عرب میں سے سو حضرت ﷺ نے ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو کہلا بھیجے سو وہ آئی اور بنی ساعدہ کے قلعے میں اتری سو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس اندر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت ہے نیچے سر ڈالے سو جب حضرت ﷺ نے اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں نے تجھ کو آپ سے پناہ دی تو لوگوں نے کہا کہ کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہے، یہ اللہ کے رسول ہیں تیرے پاس نکاح کے پیغام کو آئے تھے؟ اس نے کہا کہ میری بدبختی اور یہ محمول ہے تعدد پر یعنی دونوں قصے جدا جدا ہیں اور قوی کرتا ہے اس کو یہ کہ جس عورت کا ابو اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اس کا نام امیمہ ہے اور جس کا ذکر سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس کا نام اسماء ہے، واللہ اعلم۔ اور حضرت ﷺ نے امیمہ سے نکاح کیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت سے حضرت ﷺ نے نکاح نہیں کیا تھا بلکہ اس سے نکاح کا پیغام کرنے کو آئے تھے کہا ابن تین نے کہ جوڑا دیا اس کو حضرت ﷺ نے یا بطور وجوب کے یا بطور احسان کے اور حکم متعہ کا نفقات میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہا ابن بطال نے کہ نہیں ہے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو روبرو طلاق دی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو باب کی پہلی حدیث ہے سو محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنے گھر والوں میں جا مل پھر جب ابو اسید رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے تو اس سے فرمایا کہ اس کو اس کے گھر والوں میں پہنچا دے پس نہیں ہے کوئی مخالفت پس مراد پہلی سے طلاق ہے اور دوسری سے حقیقت لفظ کی اور وہ یہ ہے کہ اس کو اس کے گھر والوں کی طرف پھر بھیجیں اس واسطے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ ہی اس کو لایا تھا، کما ذکرناہ اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ روایت ابن سعد کے کہ کہا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا سو میں نے اس کو پھیر دیا سو جب میں اس کے ساتھ پہنچا تو وہ چلائی اور کہا کہ البتہ تو تو مبارک ہے سو کس چیز نے تجھ کو بہکایا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فریب دیا گیا سو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئی اور ابن سعد نے عروہ سے روایت کی ہے کہ عبدالملک نے اس کو لکھا اس حال میں کہ اس کو پوچھتا تھا سو اس نے خط اس کی طرف لکھا کہ حضرت ﷺ نے کسی کندی عورت سے نکاح نہیں کیا مگر بنی جون کی بہن سے سو اس کے مالک ہوئے سو جب وہ مدینے میں آئے تو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اور اس کو طلاق دی سو قول اس کا کہ اس کو طلاق دی احتمال ہے کہ ہو ساتھ لفظ کے جو پہلے مذکور ہے اور احتمال ہے کہ اس کو روبرو طلاق دی ہو ساتھ لفظ طلاق کے اور شاید یہی راز ہے بیچ وارد کرنے ترجمہ کے ساتھ لفظ استفہام کے سوائے قطع کرنے حکم کے اور اعتراض کیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس سے نکاح نہیں کیا اس واسطے کہ نہیں جاری ہوا ذکر صورت عقد کا اور وہ باز رہی کہ حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشے سو حضرت ﷺ نے اس کو کس طرح طلاق دی اور جواب یہ ہے کہ جائز تھا واسطے حضرت ﷺ کے کہ نکاح کریں اپنا

بغیر عورت کی اجازت کے اور بغیر اس کے ولی کی اجازت کے سو ہوگا مجرد بلا بھیجنا حضرت ﷺ کا اس کو اور حاضر کرنا اس کا اور رغبت کرنا بیچ اس کے کافی اور ہوگا قول حضرت ﷺ کا کہ اپنی جان مجھ کو بخش دے واسطے خوش کرنے خاطر اس کی کے اور مائل کرنے دل اس کے کو اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا ابن سعد کی روایت میں کہ حضرت ﷺ متفق ہوئے ساتھ باپ اس کے کی بیچ مقدار مہر اس کے کی اور یہ کہ اس کے باپ نے کہا کہ وہ آپ کی طرف راغبت ہے اور آپ سے نکاح کا پیغام کرتی ہے۔ (فتح) اور اس حدیث میں ہے کہ جو اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے گھر والوں میں جامل اور طلاق کا ارادہ کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر طلاق کا ارادہ نہ ہو تو طلاق نہیں پڑتی اس بنا پر واقع ہوا ہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث دراز میں جو اس کی توبہ کے قصے میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو کہلا بھیجا کہ اپنی عورت سے الگ ہو جائے تو اس نے اس سے کہا کہ اپنے گھر والوں میں جامل اور ان میں رہ یہاں تک کہ اللہ اس کام میں حکم کرے اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ أَبِيْهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ بِهٰذَا.

حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبدالرحمٰن نے حمزہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اور عباس بن سہل بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے ساتھ اس کے۔

٤٨٥٤ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

۴۸۵۴۔ حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو حیض میں طلاق دی یعنی اس کا کیا حکم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہچانتا ہے کہ بے شک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا سو آپ نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے پھر جب حیض سے پاک ہو اور ارادہ کرے کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دے میں نے کہا کہ کیا شمار کی گئی یہ طلاق؟ اس نے کہا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے تو کیا اس سے یہ طلاق ساقط ہو جائے گی؟ یعنی ساقط نہیں ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے اس روایت میں کہا کہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہچانتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس نے یہ باوجود اس کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جانتا تھا کہ وہ اس کو پہچانتا ہے اور وہی تھا جس کے ساتھ روبرو بات کرتا ہے تا کہ ثابت کرے اس کو سنت کی پیروی پر اور اوپر قبول کرنے کے اس کے ناقل سے اور یہ کہ لازم ہے عام لوگوں کو پیروی کرنا ساتھ مشہور عالموں کے ہو اس کو مقرر کیا اس چیز پر کہ لازم ہے اس کو اس سے نہ یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گمان کیا کہ وہ اس کو نہیں پہچانتا، کہا ابن منیر نے اس حدیث میں یہ نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کے روبرو ہو کے طلاق دی لیکن ظاہر حال اس کے سے یہ ہے کہ اس نے اس کو سامنے ہو کے طلاق دی اس واسطے کہ طلاق دی اس نے اس کو مخالفت اور دشمنی سے انتہی، اور نہیں ذکر کیا اس نے اپنی سند کو شقاق مذکور میں احتمال ہے کہ یہ طلاق شقاق سے نہ ہو بلکہ کسی اور سبب سے ہو اور البتہ روایت کی ہے احمد اور اربعہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے محبت رکھتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ اس کو برا جانتے تھے سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو طلاق دے دے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ کا کہا مان سو احتمال ہے کہ وہ عورت یہی ہو اور شاید جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کی طلاق کے ساتھ حکم دیا اور اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا اور اس کا حکم بجا لایا تو اتفاقا طلاق حیض میں واقع ہوئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جانا سو تھا یہی راز بیچ سوال کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس سے اس واسطے کہ وہ اس کی طرف سے واقع ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ. بیان ہے اس شخص کا جو تین طلاق کو جائز رکھتا ہے۔

فائدہ: اور ترجمہ میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سلف میں سے بعض شخص وہ ہے جو تین طلاق کے واقع ہونے کو جائز نہیں رکھتا، سو احتمال ہے کہ مراد اس کی ساتھ منع کے وہ شخص ہو جو مکروہ جانتا ہے بیونت کبریٰ کو یعنی جدا ہونا بڑا اور وہ ساتھ واقع کرنے تین طلاق کے ہے عام تر اس سے کہ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا جدا جدا اور ممکن ہے کہ تمسک کیا جائے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے کہ مبغوض تر حلال اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لایا جاتا جس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہوتیں تو اس کی پیٹھ پر مارتے اور اس کو درد پہنچاتے اور اس کی سند صحیح ہے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ عدم جواز کے وہ شخص جو قائل ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے طلاق جب کہ اس کو اکٹھی واقع کرے ایک مجلس میں واسطے نہی کے اس سے اور یہ قول شیعہ کا ہے اور بعض اہل ظاہر کا اور عام کیا ہے اس کو بعض نے ہر طلاق میں جس سے منع کیا گیا ہے مانند طلاق حیض والی کے اور یہ خلاف ہے اجماع کا اور ان میں سے بہت لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ واقع ہو جاتی ہے باوجود منع ہونے جواز اس کے کی اور حجت پکڑی ہے واسطے اس کے بعض نے ساتھ حدیث محمود بن لبید کے کہا کہ خبر دیئے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد سے کہ اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں اکٹھی دیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو

کر اٹھے سو فرمایا کہ کیا کھیلتا ہے اللہ کی کتاب سے اور حالانکہ میں تمہارے درمیان ہوں، الحدیث روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن محمود حضرت مَلَّاتِیْمُ کے زمانے میں پیدا ہوا اور نہیں ثابت ہوا ہے واسطے اس کے سماع حضرت مَلَّاتِیْمُ سے اور بر تقدیر صحیح ہونے اس کے کی پس نہیں ہے اس میں بیان اس کا کہ کیا حضرت مَلَّاتِیْمُ نے تین طلاق کو اس پر جائز رکھا باوجود انکار کرنے آپ اوپر اس کے کہ اس نے تین طلاقیں اکٹھی کیوں دیں یا نہیں سو اقل احوال اس کا یہ ہے کہ دلالت کرے اس کے حرام ہونے پر اگرچہ لازم کی گئی اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر نٹائٹہا کی حدیث کی شرح میں کہ اس نے کہا اس شخص کو جس نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں کہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوئی اور واسطے اس کے اور الفاظ ہیں مثل اس کی اور روایت کی ہے ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد کے طریق سے کہا کہ میں ابن عباس نٹائٹہا کے پاس تھا سو ایک مردان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو ابن عباس نٹائٹہا چپ رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا وہ اس کو اس کی عورت پھیر دیں گے سو کہا کہ کوئی تم میں سے چلتا ہے پس سوار ہوتا ہے حماقت پر پھر کہتا ہے اے ابن عباس! بے شک اللہ نے فرمایا کہ جو ڈرے اللہ سے وہ کر دے واسطے مخلصی اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈرا سو میں تیرے واسطے کوئی مخلصی نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوئی اور جو تحریم اور لزوم کے قائل ہیں ان میں سے بعض شخص وہ ہے جو کہتا ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی دے تو ایک ہی واقع ہوتی ہے اور یہ قول محمد بن اسحاق صاحب مغازی کا ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عباس نٹائٹہا سے کہا کہ رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر اس پر سخت غضبناک ہوا تو حضرت مَلَّاتِیْمُ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اس کو کس طرح طلاق دی؟ اس نے کہا کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں تو حضرت مَلَّاتِیْمُ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک طلاق ہے سو اس سے رجعت کر اس نے اس سے رجعت کی اور یہ حدیث نص ہے مسئلے میں نہیں قبول کرتی ہے تاویل کو جو اس کے سوائے اور حدیثوں میں کی جاتی ہے جن کا ذکر آنے والا ہے اور البتہ علماء نے اس حدیث سے چار طرح پر جواب دیا ہے ایک یہ کہ محمد بن اسحاق مختلف فیہ ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے چند احکام میں ایسی سند سے مانند اس حدیث کی کہ پھیر دیا حضرت مَلَّاتِیْمُ نے اپنی بیٹی زینب نٹائٹہا کو ابوالعاص پر ساتھ نکاح پہلے کے اور نہیں ہے ہر مختلف مردود، دوسرا جواب معارضہ ہے ساتھ فتویٰ ابن عباس نٹائٹہا کے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں کما تقدم من روایۃ مجاھد وغیرہ سو نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس نٹائٹہا کے کہ تھا پاس اس کے یہ حکم حضرت مَلَّاتِیْمُ سے پھر فتویٰ دیں برخلاف اس کے مگر ساتھ کسی ترجیح دینے والی چیز کے کہ ان کے واسطے ظاہر ہوئی اور راوی حدیث کا زیادہ تر خبر رکھنے والا ہے ساتھ روایت اپنی کے غیر سے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اعتبار ساتھ روایت راوی کے ہے نہ ساتھ رائے اس

کی کے اس واسطے کہ اس کی رائے میں احتمال ہے بھول وغیرہ کا اور بہر حال ہونا اس کا کہ تمسک کیا ہے اس نے ساتھ کسی ترجیح دینے والی چیز کے سو نہیں منحصر ہے مرفوع میں کہ مرجح صرف مرفوع حدیث سے ہوتی ہے احتمال ہے کہ تمسک کیا ہو اس نے ساتھ تخصیص کے یا تقیید کے یا تاویل کے اور ایک مجتہد کا قول دوسرے مجتہد پر حجت نہیں، تیسرا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد نے ترجیح دی ہے کہ رکانہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اپنی عورت کو بتہ طلاق دے یعنی طلاق بائن جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو رکانہ کے گھر والوں کے طریق سے اور یہ تعلیل قوی ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض راویوں نے بتہ کو تین طلاق پر حمل کیا ہو سو کہا کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں اور ساتھ اس نکتہ کے موقوف ہوگا استدلال ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ مذہب شاذ ہے پس نہ عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے اور جواب دیا گیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے نقل کیا ہے اس کو ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں اور نقل کیا ہے غنوی نے اس کو ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے مانند محمد بن تقی اور محمد بن عبدالسلام خشنی وغیرہ کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں سے مانند عطا اور طاؤس اور عمرو بن دینار کے اور تعجب ہے ابن تین سے کہ اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں اختلاف بیچ لازم ہونے تین طلاق کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو صرف تحریم میں ہے اور وجہ تعجب کی یہ ہے کہ اس میں اختلاف ثابت ہے جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور قوی کرتی ہے ابن اسحاق کی حدیث مذکور کو جو مسلم نے روایت کی ہے طاؤس سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تھی طلاق بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور دو برس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے تین طلاقیں ایک طلاق سو کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ لوگوں نے جلدی کی ایک کام میں کہ ان کے واسطے اس میں مہلت اور آہستگی تھی یعنی حکم تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق دیں یکبارگی نہ دیں سو اگر ہم اس کو ان پر جاری کریں تو خوب ہو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جاری کیا اور روایت کی ہے اس نے ابن جریج کے طریق سے اس نے روایت کی طاؤس سے کہ ابو صہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تین طلاقیں ایک طلاق ٹھہرائی جاتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور تین برس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اور روایت کی ہے اس نے حماد بن زید کے طریق سے کہ ابو صہباء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا نہ تھی تین طلاقیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ تھا یہ یعنی ایک ہی طلاق شمار کی جاتی تھی سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو لوگوں نے بہت کثرت سے طلاق دینا شروع کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جائز رکھا اور روایت کیا اس اخیر طریق کو ابو داؤد نے اور لفظ اس کا یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دیتا تھا پہلے صحبت کرنے سے تو اس کو ایک ٹھہراتے تھے، الحدیث۔ سو تمسک کیا ہے ساتھ اس سیاق کے جس نے معلول کیا

ہے حدیث کو اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو یہ صرف اس عورت کے حق میں کہا ہے جس کو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دی ہو اور یہ ایک جواب ہے اس حدیث سے اور سوائے اس کے اور بھی بہت جواب ہیں اور یہ جواب اسحق بن راھویہ اور ایک جماعت کا ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے زکریا ساجی نے شافعیوں میں سے اور انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کیا ہے کہ جس عورت سے صحبت نہ کی ہو وہ بائن ہو جاتی ہے جب کہ اس کا خاوند اس کو کہے انت طالق سو جب کہے کہ تین تو لغو ہو جاتا ہے عدد واسطے واقع ہونے اس کے کی بعد جدا ہونے کے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ قول اس کا انت طالق ثلاثا کلام متصل ہے جدا جدا نہیں سو کس طرح صحیح ہے اس کے دو کلمے ٹھہرانا کہ ہر کلمہ ایک حکم دے، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قول اس کا انت طالق اس کے معنی یہ ہیں کہ کہ تو طلاق والی ہے اور صحیح ہے تفسیر اس لفظ کی ساتھ ایک طلاق کے بھی اور تین کی بھی اور سوائے اس کے اور جواب دوسرا دعویٰ ہے کہ طاؤس کی روایت شاذ ہے اور یہ طریقہ بیہقی کا ہے یعنی یہ حدیث مخالف ہے اکثر علماء کے سو اکثر علماء کے قول کو لینا اولیٰ ہے ایک کے قول سے جب کہ ان کے مخالف ہو اور کہا ابن عربی نے کہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے پس کس طرح مقدم کی جائے گی اجماع پر اور معارض ہے اس کو حدیث محمود بن لبید کی جو نسائی سے پہلے منقول ہو چکی ہے اس واسطے کہ اس میں تصریح ہے کہ اس مرد نے تین طلاقیں اکٹھی دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رد نہ کیا بلکہ اس کو اس پر جاری کیا اور نہیں ہے حدیث کے سیاق میں تعرض واسطے جائز رکھنے اس کے کی اور نہ واسطے رد کرنے اس کے کی اور جواب تیسرا دعویٰ نسخ کا ہے نقل کیا ہے بیہقی نے شافعی سے کہا مشابہ ہے یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی چیز جانی ہو جس نے اس کو منسوخ کیا ہو اور قوی کرتی ہے اس کو وہ حدیث جو روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ دستور تھا کہ جب مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا تو اس کی رجعت کے ساتھ لائق ہوتا اگرچہ اس کو تین طلاقیں دیتا پھر یہ حکم منسوخ ہوا اور البتہ انکار کیا ہے مازری نے دعویٰ نسخ سے سو کہا اس نے کہ بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منسوخ نہیں کرتے اور اگر منسوخ کرتے اور اللہ کی پناہ اس کو تو البتہ جلدی کرتے اصحاب طرف انکار اس کے کی اور اگر مراد قائل کی یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منسوخ ہوا تو یہ منع نہیں لیکن خارج ہے ظاہر حدیث سے اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو نہ جائز ہوتا واسطے راوی کے یہ کہ خبر دے ساتھ باقی رہنے حکم کے بیچ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور کچھ خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پس اگر کہا جائے کہ کبھی اجماع کرتے ہیں اصحاب اور قبول کیا جاتا ہے ان سے یہ ہم کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا جاتا ہے ان سے اس واسطے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اجماع ان کے کی اوپر ناسخ کے اور بہر حال یہ کہ وہ اپنی طرف سے اس کو منسوخ کریں سو ان کو اللہ کی پناہ ہے اس واسطے کہ یہ اجماع ہے خطاء پر اور وہ خطاء سے معصوم ہیں اور اگر کہا جائے کہ شاید ناسخ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوا ہو ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے اس واسطے

کہ حاصل ہوا ہوگا اجماع خطاء پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور نہیں گزرنا زمانے کا بیچ شرط صحیح ہونے اجماع کے راجح قول پر میں کہتا ہوں کہ نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں اس فصل کو اور برقرار رکھا ہے اس کو اور حالانکہ پیچھا کیا گیا ہے اس کا کئی جگہ میں ایک یہ کہ جس نے نسخ حکم کا کیا ہے اس نے یہ نہیں کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو منسوخ کیا تا کہ لازم آئے اس سے جو مذکور ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جو پہلے گزرا مشابہ ہے یہ کہ اس نے کوئی چیز جاتی ہو یعنی خبردار ہوا ہو اوپر ناسخ کے واسطے حکم کے جس کو مرفوع روایت کیا اسی واسطے فتویٰ دیا اس نے برخلاف اس کے اور البتہ تسلیم کیا ہے بارزی نے اپنی کلام کے بیچ میں کہ اجماع ان کا دلالت کرتا ہے ناسخ پر اور یہی مراد ہے جو نسخ کا دعویٰ کرتا ہے دوسرا انکار کرنا اس کا یہ ظاہر سے نکلنا ہے عجیب ہے اس واسطے کہ جو قصد کرتا ہے تطبیق کا ساتھ تاویل کے وہ ضرور خلاف ظاہر کا مرتکب ہوتا ہے، تیسرا غلط ٹھہرانا اس شخص کو جو کہتا ہے کہ مراد ظاہر ہونا ناسخ کا ہے نیز عجیب ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ ظاہر ہونے نسخ کے عام اور مشہور ہونا اس کا ہے اور کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کیا جاتا ہے یہ محمول ہے اس پر کہ کرتا تھا اس کو وہ شخص جس کو نسخ نہیں پہنچا تھا پس نہیں لازم آتا جو ذکر کیا ہے اس نے اجماع کرنے اس کے سے خطا پر اور جو اشارہ کیا ہے اس نے اس کی طرف مسئلہ گزرنے عصر کے سے نہیں آتا ہے اس جگہ اس واسطے کہ عصر اصحاب کا نہیں گزرا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس واسطے کہ مراد ساتھ عصر کے ایک طبقہ ہے مجتہدین سے اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بلکہ اور ان کے بعد بھی ایک طبقہ ہے اور جواب چوتھا دعویٰ اضطراب کا ہے کہا قرطبی نے ہضم میں واقع ہوا ہے بیچ اس کے ساتھ اختلاف کے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اضطراب بیچ لفظ اس کے اور ظاہر سیاق کا تقاضا کرتا ہے نقل کو ان سب سے کہ ان میں سے اکثر کی رائے یہی تھی اور ایسے امر میں عادت یہ ہے کہ مشہور ہو حکم اور عام پس کس طرح تنہا ہوگا ایک ایک سے کہا پس یہ وجہ تقاضا کرتی ہے توقف کو عمل کرنے سے ساتھ ظاہر اس کے کی اگرچہ نہیں تقاضا کرتی قطع کو ساتھ بطلان اس کے کی، پانچواں جواب یہ دعویٰ کہ وہ وارد ہوئی ہے صورت خاص میں سو کہا ابن شریح وغیرہ نے کہ مشابہ ہے یہ کہ وارد ہوئی ہو بیچ دوہرانے لفظ کے جیسے کہے انت طالق، انت طالق، انت طالق اور ابتدا میں ان کے سینے صاف تھے قبول کیا جاتا تھا ان سے کہ انہوں نے تاکید کا ارادہ کیا ہے پھر جب بہت ہوئے لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور بہت ہوئی ان میں دغابازی اور مانند اس کی اس قسم سے کہ منع کرتی ہے قبول کرنے کو اس شخص سے جو دعویٰ کرتا ہے تاکید کا تو حمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ کو اوپر ظاہر تکرار کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر جاری کیا اور یہ جواب راضی ہوا ہے ساتھ اس کے قرطبی اور قوی کیا ہے اس کو ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ بے شک لوگوں نے جلدی طلب کی ایک امر میں کہ تھی واسطے ان کے بیچ اس کے مہلت اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ جواب صحیح تر ہے سب جوابوں میں، جواب چھٹا تاویل قول اس کے کی ہے واحدۃ اور وہ یہ ہے کہ

یہ جو کہا کان الثلاث واحدۃ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک طلاق دیتے تھے پھر جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو تین طلاقیں دیتے تھے اور اس کا محصل یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ بے شک جو طلاق کہ واقع کی گئی بیچ زمانے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تین تھی واقع کی جاتی اس سے پہلے ایک اس واسطے کہ وہ تین کو بالکل استعمال نہ کرتے تھے یا استعمال کرتے تھے اس کو نہایت کم بہر حال عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کو بہت ہوئی استعمال واسطے ان کے اور یہ جو کہا **فامضاہ علیھم واجازہ وغیر ذلک** تو اس کا معنی یہ ہے کہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیچ اس کے حکم کرنے سے ساتھ واقع کرنے طلاق کے جو کیا جاتا تھا پہلے اس کے اور ترجیح دی ہے اس تاویل کو ابن عربی نے اور اسی طرح وارد کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے ابوزرعہ سے کہ اس نے کہا کہ معنی حدیث کے نزدیک میرے یہ ہیں کہ جس چیز کو تم تین طلاقیں بولتے ہو اس کو ایک طلاق بولتے تھے، کہا نووی رحمہ اللہ نے اس بنا پر پس ہوگی خبر واقع ہوئی مختلف ہونے عادت لوگوں کے سے خاص کر نہ بدلنے حکم کے سے اور اللہ خوب جانتا ہے اور جواب ساتواں دعویٰ وقف اس کے کا ہے سو کہا بعض نے کہ نہیں ہے سیاق میں کہ یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا اور حجت تو آپ کی تقریر میں ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ قول صحابی کا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح کرتے تھے بیچ حکم رفع کے ہے راجح قول پر واسطے حمل کرنے کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے ان کے سوال پر بڑے احکام سے اور چھوٹے سے، جواب آٹھواں حمل کرنا قول اس کے کا ہے ثلاثا اس پر کہ مراد ساتھ اس کے طلاق بتہ ہے، **کما تقدم فی حدیث رکانۃ** اور وہ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے اور یہ جواب قوی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی داخل کرنا بخاری رحمہ اللہ کا اس باب میں آثار کو جن میں البتہ کا لفظ ہے اور ان حدیثوں کو جن میں تین کی تصریح ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کچھ فرق نہیں اور یہ کہ بتہ کا لفظ جب مطلق بولا جاتا ہے تو حمل کیا جاتا ہے تین طلاق پر مگر یہ کہ بولنے والے کی مراد ایک ہو پس قبول ہوگی تو شاید بعض راویوں نے بتہ کے لفظ کو تین طلاق پر محمول کیا ہے واسطے مشہور ہونے برابری کے درمیان ان کے پس روایت کیا اس کو ساتھ لفظ ثلاث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد البتہ یعنی طلاق بتہ ہے اور نہ تھے پہلے زمانے میں قبول کرتے اس شخص سے جو کہتا ہے کہ ارادہ کیا ہے میں نے ساتھ البتہ کے ایک طلاق کو سو جب عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو جائز رکھا تین طلاق کو ظاہر حکم میں، کہا قرطبی نے اور حجت جمہور کی لزوم میں باعتبار نظر کے نہایت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ تین طلاق والی عورت نہیں حلال ہوتی واسطے طلاق دینے والے کے یہاں تک کہ اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے اور نہیں فرق ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دے یا جدا جدا دے نہ لغت میں اور نہ شرع میں اور جو خیال کیا جاتا ہے فرق سے باعتبار صورت کے ہے باطل کیا ہے اس کو شرع نے اتفاقا نکاح میں اور عتق میں اور اقراروں میں سو اگر کہے ولی کہ میں نے تیرا نکاح ان تین عورتوں سے کر

دیا ایک بات میں تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے جیسے کہے کہ میں نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے اور اس عورت سے اور اس عورت سے اور اسی طرح عتق اور اقرار وغیرہ احکام میں اور جو کہتا ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی واقع ہوں تو حمل کی جاتی ہیں ایک پر تو حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جو کہے کہ میں اللہ کی تین قسمیں کھاتا ہوں تو نہیں شمار کی جاتی قسم اس کی مگر ایک قسم تو چاہیے کہ طلاق دینے والا بھی اسی طرح ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دونوں صیغے مختلف ہوں اس واسطے کہ طلاق دینے والا اپنی عورت کی طلاق کو پیدا کرتا ہے اور البتہ اس نے اس کی طلاق کی حد کو تین طلاق ٹھہرایا ہے سو گویا کہ اس نے کہا کہ تو طلاق والی ہے ساتھ تمام طلاق کے اور بہر حال جو قسم کھانے والا ہے سو اس کے قسم کے عدد کی کوئی حد نہیں سو جدا جدا ہوئی اور حاصل کلام کا جو واقع ہوا ہے اس مسئلے میں نظیر ہے اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ مسئلے متعہ کے برابر مراد قول جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ متعہ کیا جاتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور بیچ ابتدا خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو اس سے منع کیا سو ہم باز رہے سو راجح دونوں جگہوں میں حرام ہونا متعہ کا ہے اور واقع کرنا تین طلاقوں کا واسطے اس اجماع کے جو منعقد ہوا بیچ زمانے عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر اس کے اور نہیں محفوظ ہے کہ مخالف ہوا ہو فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی ان کے زمانے میں بیچ ایک مسئلے کے ان دونوں میں سے اور البتہ دلالت کی ان کے اجماع نے اوپر وجود ناسخ کے اگرچہ پوشیدہ رہا بعض سے پہلے اس کے یہاں تک کہ ظاہر ہوا واسطے سب کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پس مخالف بعد اس اجماع کے خارق ہے واسطے اس کے اور جمہور اس پر ہیں کہ جو اتفاق کے بعد اختلاف پیدا کرے اس کا اعتبار نہیں، واللہ اعلم۔ اور البتہ چھوڑا ہے میں نے باگ کو اس جگہ میں واسطے التماس اس شخص کے جس نے مجھ سے التماس کی اور اللہ سے ہے مدد طلب کی گئی۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِإِحْسَانٍ﴾.

واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ طلاق رجعی دو بار ہے پھر نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا رخصت کرنا ہے نیکی سے۔

فائدہ: البتہ مشکل جانی گئی ہے وجہ استدلال بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس آیت کے ترجمہ باب پر کہ وہ جائز رکھنا تین طلاق کا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ اگر ہو مراد اس کی ساتھ ترجمہ کے مطلق وجود تین طلاق کا جدا جدا ہوں یا اکٹھی ہوں تو آیت وارد ہے اوپر مانع کے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتی ہے اوپر مشروع ہونے اس کے کی بغیر انکار کے اور اگر ہو مراد اس کی جائز رکھنا تین اکٹھی کا اور یہی ظاہر تر ہے تو اشارہ کیا ہے ساتھ آیت کے طرف اس کی کہ وہ اس قسم سے ہے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے مخالف نے واسطے منع کے واقع ہونے سے اس واسطے کہ ظاہر آیت کا یہ ہے کہ طلاق مشروع نہیں ہوتی ساتھ تین طلاق اکٹھی کے بلکہ اوپر ترتیب مذکور کے سو اشارہ کیا اس نے طرف اس کی کہ استدلال ساتھ اس کے اوپر منع جمع تین کے باوجہ نہیں اس واسطے کہ نہیں ہے سیاق میں منع غیر

کیفیت مذکور سے بلکہ منعقد ہوا ہے اجماع اس پر کہ واقع کرنا دو طلاق کا نہیں ہے شرط اور نہ راجح بلکہ اتفاق ہے اس پر کہ واقع کرنا ایک کا راجح تر ہے واقع کرنے دو طلاق کے سے، کما تقدم پس حاصل یہ ہے کہ مراد اس کی دفع کرنا ہے مخالف کی دلیل کا ساتھ آیت کے نہ حجت پکڑنی ساتھ اس کے واسطے جائز رکھنے تین طلاق کے یہی ہے راجح نزدیک میرے اور کہا کرمانی نے کہ وجہ استدلال اس کے کی ساتھ آیت کے یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار ہے سو دلالت کی اس نے اوپر جواز طلاق کے اور جب جائز ہے جمع کرنا دو طلاق کا ایک بار تو تین طلاق کا ایک بار جمع کرنا بھی جائز ہوگا اسی طرح کہا ہے اور یہ قیاس ہے باوجود ظاہر ہونے خارق کے اس واسطے کہ جمع کرنا دو طلاق کا لازم پکڑتا ہے بیونت کبریٰ کو بلکہ باقی رہتی ہے واسطے اس کے رجعت اگر ہو رجعی اور تازہ کرنا عقد کا بغیر انتظار عدت کے اگر ہو بائن برخلاف جمع کرنے تین طلاق کے پھر کہا کرمانی نے کہ اللہ کا قول ﴿اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ عام ہے شامل ہے تین طلاق دینے کو ایک بار اور اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں لیکن تسریح بیچ سیاق آیت کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بعد واقع کرنے دو طلاق کے ہے پس نہ شامل ہوگی تین طلاق کے واقع کرنے کو اس واسطے کہ معنی اللہ کے قول ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کے اس چیز کے بنا پر کہ ذکر کی ہے اہل تفسیر نے کہ اکثر طلاق کہ ہوتا ہے بعد اس کے امساک یا رخصت کرنا دو بار ہے پھر اس وقت یا تو اختیار کرے نکاح کے بدستور رہنے کو پس رکھے بیوی کو یا جدائی کو پس چھوڑ دے اس کو ساتھ تیسری طلاق کے اور اس تاویل کو نقل کیا ہے طبری وغیرہ نے جمہور سے اور نقل کیا ہے انہوں نے سدی اور ضحاک سے کہ مراد ساتھ تسریح کے آیت میں ترک کرنا رجعت کا ہے یعنی رجعت نہ کرے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور حاصل ہو جائے بینونت اور ترجیح دیتی ہے اول معنی کو جو روایت کی ہے طبری نے ابو رزین سے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! طلاق دو بار ہے پس کہاں ہے تیسری؟ فرمایا نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ہے ساتھ نیکی کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ مَرِيْضٍ طَلَّقَ لَا أَرٰى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَتُهٗ.

یعنی کہا ابن زبیر نے ایک بیمار کے حق میں جس نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی یعنی طلاق بائن میں نہیں دیکھتا کہ وارث ہو عورت طلاق بائن والی۔

فائدہ: پورا یہ اثر اس طور سے ہے کہ کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پوچھا اس مرد کے حال سے جو اپنی عورت کو طلاق بائن دے پھر مر جائے اور عورت اس کی عدت میں ہو اس نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اس کو وارث کیا تھا اور میں تو اس کو وارث نہیں کرتا واسطے بائن کرنے اس کے کی اس کو۔ (فتح)

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَرِثُهٗ.

اور کہا شعبی نے کہ وہ اس کی وارث ہوتی ہے یعنی جب تک کہ اس کی عدت میں ہو اور اس کی عدت چار مہینے

دس دن ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ.

اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کیا نکاح کرے جب عدت گزر جائے؟ کہا شعبی نے یا اُس کے غیر نے ہاں بھلا بتلا تو کہ اگر دوسرا خاوند مر جائے تو اس نے اس سے رجوع کیا۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ خطاب دائر ہوا درمیان شعبی اور ابن شبرمہ کے لیکن سعید بن منصور کی سنن میں ہے کہ وہ اس کے غیر کے ساتھ تھا ابو ہاشم سے روایت ہے کہ اس مرد کے حق میں جو اپنی عورت کو طلاق دے بیماری کی حالت میں اگر اسی بیماری میں مر جائے تو عورت اس کی وارث ہوتی ہے تو ابن شبرمہ نے کہا بھلا بتلا تو اگر عدت گزر جائے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا ابن شبرمہ نے کیا نکاح کرے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ اگر یہ خاوند بھی مر جائے اور پہلا بھی مر جائے تو کیا دونوں خاوندوں کی وارث ہوگی اس نے کہا کہ نہیں سو رجوع کیا اس نے طرف عدت کی سو کہا کہ وارث ہوتی ہے جب تک کہ عدت میں ہو اور مبتوتہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کو کہا جائے انت طالق البتۃ اور بولا جاتا ہے اس عورت پر جو بائن ہو ساتھ تین طلاق کے۔ (فتح)

٤٨٥٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهٖ جَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ

۴۸۵۵۔ حضرت سہل بن سعد بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آیا سو اس نے اس سے کہا اے عاصم! خبر دے مجھ کو اس مرد کے حکم سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے اے عاصم! میرے واسطے یہ مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ، تو عاصم نے اس قضیہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کو برا جانا اور اس کو عیب کیا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سو جب عاصم اپنے گھر والوں کی طرف پھرا تو عویمر آیا سو کہا اے عاصم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا کہا؟ تو عاصم نے کہا کہ تو میرے پاس خیر نہیں لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا اس مسئلے کو جو تو نے پوچھا، عویمر نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں باز رہوں گا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھوں، سو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

عویمر آگے بڑھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا درمیان لوگوں کے سو کہا یا حضرت! بھلا خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پائے تو کیا اس کو مار ڈالے؟ یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کو سو تم اس کو قتل کرو گے، یعنی قاتل کو اس کے قصاص میں یا کس طرح کرے؟ یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ وحی اتاری گئی تیرے اور تیری عورت کے قضیہ میں سو جا اور اپنی عورت کو بلا لا، کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو دونوں نے لعان کیا یعنی مرد اور عورت نے اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا پھر جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا حضرت! اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا پھر اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، کہا ابن شہاب نے سو ہوا یہ قضیہ طریقہ اور دستور واسطے دو لعان کرنے والوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں آئے گی اور غرض اس سے قول اس کا ہے حدیث کے آخر میں کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، الحدیث اور البتہ تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جدائی لعان میں واقع ہوئی ہے ساتھ نفس لعان کے سو اس کو اس کا تین طلاق دینا بے موقع تھا اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حجت پکڑنی ساتھ اس کے اس جہت سے ہے کہ اس نے اس کو تین طلاقیں اکٹھی دیں اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور اگر منع ہوتا تو اس پر انکار کرتے اور اگرچہ واقع ہوئی تھی فرقت ساتھ نفس لعان کے۔ (فتح)

٤٨٥٦ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

۴۸۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رفاعہ قرظی کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک رفاعہ نے مجھ کو طلاق بتہ دی یعنی تین

عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَآئَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ وَإِنِّيْ نَكَحْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيَّ وَإِنَّمَا مَعَهٗ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ.

طلاقیں دیں سو میں نے اس کے بعد عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے ساتھ کپڑے کی بمنل اور پھندے کی طرح ہے یعنی نامرد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں یہاں تک کہ دوسرا خاوند تیرا شہد چکھے اور تو اس کا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت دوسرے کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور شاید ترجمہ کا اس سے قول اس کا ہے کہ مجھ کو طلاق بتہ دی اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ اس نے اس سے کہا انت طالق البتة اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس نے اس کو ایسی طلاق دی کہ حاصل ہوا ساتھ اس کے قطع ہونا نکاح اس کے کا اس سے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ اس نے اس کو تین طلاقیں اکٹھی دیں ہوں یا جدا جدا اور تائید کرتی ہے دوسرے احتمال کی وہ چیز کہ کتاب الادب میں آئے گی اور وجہ سے کہ کہا اس نے کہ طلاق دی اس نے مجھ کو آخر تین طلاق کے اور یہ ترجیح دیتا ہے اس کو کہ مراد ساتھ ترجمہ کے بیان اس شخص کا ہے جو جائز رکھتا ہے تین طلاق کو اور نہیں مکروہ جانتا اس کو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ترجمہ کے عام تر اس سے اور ہر حدیث دلالت کرے اوپر حکم ایک فرد کے اس سے۔ (فتح)

٤٨٥٧ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ.

۴۸۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا سو اس نے طلاق دی یعنی صحبت سے پہلے سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حلال ہوتی ہے واسطے پہلے کے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے خاوند کے واسطے درست نہیں یہاں تک کہ دوسرا خاوند اس کا شہد چکھے جیسا پہلے نے چکھا۔

بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَآءَهٗ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو اپنی عورتوں کو اختیار دے کہ خواہ اپنے نفس کو اختیار کرو اور جہاں چاہو چلی جاؤ اور یا مجھ کو اختیار کرو اور میرے پاس رہو اور اللہ نے

وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

فرمایا کہ اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں بھلی طرح سے رخصت کرنا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر سورۂ احزاب کے سبب تخییر مذکور کا اور اس چیز میں کہ جب واقع ہو تخییر اور تخییر کب تھی اور ذکر کرتا ہوں میں اس جگہ بیان حکم اس شخص کا جو اپنی عورت کو اختیار دے کہ چاہے اس کے پاس رہے چاہے چلی جائے ساتھ باقی شرح حدیث باب کے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ أَزْوَاجِهٖ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ قَالَ ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ إِلٰى ﴿أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت ﷺ کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو حضرت ﷺ نے اختیار دینا پہلے پہل مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی کرنی مناسب نہیں یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو حضرت ﷺ کی جدائی کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ نے کہا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اجرا عظیما تک یعنی یہ اختیار دیا کہ خواہ نبی کے پاس رہنا اختیار کریں یا دنیا کو اختیار کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا کہ میں کس امر میں اپنے ماں باپ سے مشورہ لوں یعنی اس میں ماں باپ کی کچھ حاجت نہیں، میں نے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کیا پھر حضرت ﷺ کی باقی بیویوں نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا۔

۴۸۵۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ

۴۸۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو اختیار دیا سو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا.

سو نہ شمار کیا گیا یہ ہم پر کچھ یعنی اقسام طلاق سے نہ رجعی نہ بائن۔

٤٨٥٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوْقٌ لَا أُبَالِيْ أَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِيْ.

۴۸۵۹۔ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اختیار دینے کا حکم پوچھا یعنی اگر مرد اپنی عورت کو طلاق اور عدم طلاق میں اختیار دے تو کیا طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا کیا پس تھی طلاق یعنی وہ طلاق نہ تھی یہ بھی طلاق نہیں ہوگی، کہا مسروق رحمہ اللہ نے میں کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ اختیار دوں میں عورت کو ایک بار یا سو بار بعد اس کے کہ اختیار کرے مجھ کو یعنی اختیار دینے میں طلاق نہیں پڑتی اگرچہ سو بار اختیار دے۔

فائدہ: اور یہی قول ہے جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا اور وہ یہ ہے کہ جو اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اپنے خاوند کو اختیار کرے تو اس بات سے اس پر طلاق نہیں پڑتی لیکن اختلاف ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو کیا واقع ہوتی ہے ایک طلاق رجعی یا بائن یا واقع ہوتی ہیں تین طلاقیں اور حکایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو واقع ہوتی ہے ایک طلاق بائن اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور ایک روایت میں رجعی ہے اور اگر اپنے خاوند کو اختیار کرے تو کچھ چیز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کو قول جمہور کا باعتبار معنی کے کہ تخییر تردید ہے درمیان دو چیزوں کے سو اگر ہوتا اختیار کرنا عورت کا اپنے خاوند کو طلاق تو البتہ دونوں چیزیں ایک ہوتیں سو دلالت کی اس نے اس پر کہ عورت کا اپنے نفس کو اختیار کرنا ساتھ معنی جدا ہونے کے ہے اور اختیار کرنا اس کا اپنے خاوند کو ساتھ معنی بقا کے ہے یعنی باقی رہنے کے اس کے نکاح میں اور لیا ہے مالک رحمہ اللہ نے ساتھ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو تین طلاقیں پڑتی ہیں اور لیا ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ جب اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائن پڑتی ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر ایراد سابق اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ تخییر کنایت ہے سو

جب خاوند اپنی عورت کو اختیار دے اور ارادہ کرے ساتھ اس کے اختیار دینے اس کے کا درمیان اس کے کہ طلاق کو اختیار کرے یا اس کے نکاح میں بدستور رہے اور وہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور ارادہ کرے عورت ساتھ اس کے طلاق کا تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر عورت کہے کہ میں نے جو اپنے نفس کو اختیار کیا تو مراد میری اس سے طلاق نہیں تو اس کی تصدیق کی جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اگر واقع ہو تصریح تخییر میں ساتھ طلاق کے تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق یقیناً۔ تنبیہ کی ہے اس پر حافظ وقت ابوالفضل عراقی نے بیچ شرح ترمذی کے اور تنبیہ کی ہے صاحب ہدایہ نے حنفیوں میں سے اوپر شرط ہونے ذکر نفس کے تخییر میں یعنی تخییر میں نفس کا ذکر کرنا شرط ہے سو اگر کہے مثلاً اختیار کر یعنی بغیر ذکر کسی اور چیز نفس وغیرہ کے اور کہے کہ میں نے اختیار کیا تو نہیں ہوتی تخییر درمیان طلاق کے اور عدم اس کے اور وہ ظاہر ہے لیکن محل اس کا اطلاق ہے سو اگر قصد کرے اس کو ساتھ اس لفظ کے تو جائز ہے اور نیز صاحب ہدایہ نے کہا کہ اگر کہے خاوند اختیار کر نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی تو عورت کے واسطے جائز ہے کہ اپنے نفس کو طلاق دے اور واقع ہوتی ہے طلاق بائن اور اگر نہ نیت کرے تو وہ باطل ہے اور اسی طرح اگر کہے اختیار کر اور عورت کہے میں نے اختیار کیا سو اگر نیت کرے اور عورت کہے کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع ہوتی ہے طلاق رجعی اور خطابی نے کہا کہ لیا جاتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا سو نہ ہوا یہ طلاق یہ کہ اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرتیں تو البتہ یہ طلاق ہوتی اور موافقت کی ہے اس کی قرطبی نے مفہم میں سو کہا اس نے اس حدیث میں ہے کہ اگر خاوند اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو نفس اس اختیار کا ہوتا ہے طلاق بغیر حاجت کے طرف بولنے کے ساتھ ایسے لفظ کے جو دلالت کرے طلاق پر کہا اور یہ نکالا گیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے جو مذکور ہے۔ میں کہتا ہوں لیکن ظاہر آیت کا دلالت کرتا ہے کہ یہ مجرد طلاق نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہے کہ خاوند اس کو صریح طلاق دے اس واسطے کہ آیت میں ہے کہ آؤ میں تم کو چھوڑ دوں اور طلاق دوں یعنی بعد اختیار کے او. دلالت منطوق کی مقدم ہے اوپر طلاق مفہوم کے اور اختلاف ہے تخییر میں کہ کیا وہ ساتھ معنی تملیک کے ہے یا ساتھ معنی توکیل کے اور شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں صحیح ان کے ساتھیوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ تملیک ہے اور یہ قول مالکیوں کا ہے ساتھ شرط جلدی کرنے عورت کے واسطے اس کے یہاں تک کہ اگر دیر کرے بقدر اس کے کہ منقطع ہو قبول ایجاب سے عقد میں پھر طلاق دی جائے تو نہیں واقع ہوتی اور ایک وجہ میں نہیں ضرر کرتی ہے تاخیر جب تک کہ دونوں مجلس میں ہوں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن قاص نے اور اسی کو ترجیح دی ہے مالکیوں اور حنفیوں نے اور یہی ہے قول ثوری اور لیث اور اوزاعی کا اور کہا ابن منذر نے راجح یہ ہے کہ وہ مقید نہیں کیا جاتا اور نہیں شرط ہے اس میں فور کہ فی الفور ہو بلکہ جب طلاق دی جائے جاری ہوتی ہے اور یہی قول ہے حسن اور زہری کا اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابو عبید اور محمد بن نصر شافعیوں میں سے اور طحاوی حنفیوں میں سے اور تمسک کیا

ہے انہوں نے ساتھ حدیث باب کے جس جگہ واقع ہوا ہے بیچ اس کے کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی کرنا مناسب نہیں یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ لے اس واسطے کہ یہ حدیث ظاہر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہلت دی جب کہ اس کو خبر دی یہ کہ نہ اختیار کرے کسی چیز کو یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے اجازت لے پھر کرے جس کی وہ صلاح دیں اور یہ تقاضا کرتا ہے عدم اشتراط فور کو بیچ جواب تخییر کے۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ فور شرط ہے یا جب تک کہ دونوں مجلس میں ہوں وقت اطلاق کے اور بہر حال اگر تصریح کرے خاوند ساتھ مہلت کے اس کی تاخیر میں ساتھ کسی سبب کے کہ تقاضا کرے اس کو تو دیر کی جائے اور یہ وہ ہے جو واقع ہوا ہے بیچ قصے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور نہیں لازم آتا اس سے کہ ہر خیار اس طرح ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ أَوْ سَرَّحْتُكِ أَوِ الْخَلِيَّةُ أَوِ الْبَرِيَّةُ أَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ.

جب کہے کہ میں نے تجھ کو جدا کیا یا چھوڑ دیا یا تو خلاص کی گئی ہے یا بیزار کی گئی ہے یا بولے وہ لفظ کہ مراد رکھی جاتی ہے ساتھ اس کے طلاق تو وہ اپنی نیت پر ہے یعنی اگر ان لفظوں سے طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر نیت نہ کرے تو واقع نہیں ہوتی۔

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو اس مسئلے میں سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ نہیں صریح ہے نزدیک اس کے مگر لفظ طلاق کا یا جو پھیرا جائے اس سے اور یہ قدیم قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور نص کی ہے جدید میں کہ صریح لفظ طلاق اور فراق اور سراح کا ہے واسطے وارد ہونے ان الفاظ کے قرآن میں ساتھ معنی طلاق کے اور حجت قدیم کے یہ ہے کہ وارد ہوا ہے قرآن میں لفظ فراق اور سراح کا واسطے غیر طلاق کے برخلاف طلاق کے کہ وہ نہیں وارد ہوا ہے مگر واسطے طلاق کے اور البتہ ترجیح دی ہے ایک جماعت نے قدیم قول کو مانند طبری اور محاملی وغیرہ کی اور یہی ہے قول حنفیہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو قاضی عبدالوہاب مالکی نے اور حکایت کی ہے دارمی نے ابن خیر سے کہ جو نہ پہچانے مگر طلاق کو تو وہ صریح ہے اس کے حق میں فقط اور یہ تفصیل قوی ہے اور مانند اس کی کہا ہے رویانی نے کہ اس نے کہا کہ اگر عربی کہے کہ میں نے تجھ کو جدا کیا اور نہ پہچانتا ہو کہ وہ صریح ہے اس کے حق میں تو نہیں ہوتی صریح اس کے حق میں اور اتفاق ہے اس پر کہ لفظ طلاق کا اور جو اس سے پھیرا جائے مانند طلق اور یطلق وغیرہ کے صریح ہے لیکن روایت کی ہے ابو عبید نے غریب الحدیث میں کہ ایک مرد عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس لایا گیا کہ اس کی عورت نے اس سے کہا مجھ کو تشبیہ دے ساتھ کسی چیز کے تو اس نے کہا جیسے تو ہرنی ہے عورت نے کہا نہیں پھر اس نے کہا جیسے تو کبوتر ہے اس نے کہا میں راضی نہیں یہاں تک کہ تو کہے انت خلیة طالق سو اس نے یہی لفظ کہہ دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ لے کہ وہ تیری عورت ہے یعنی اس کو طلاق نہیں پڑی، کہا ابو عبید نے یہ جو اس نے کہا انت خلیة

طالق یعنی اونٹنی رسی سے بندھی تھی پھر اپنی رسی سے چھوڑی گئی اور اس سے خلاص کی گئی پس نام رکھی جاتی ہے خلیہ اس لیے کہ وہ خالی کی گئی عقال سے اور طالق اس کو اس واسطے کہا گیا کہ وہ اس سے چھوڑی گئی سو اس مرد نے ارادہ کیا کہ وہ اونٹنی کے مشابہ ہے اور نہ قصد کیا تھا اس نے طلاق کا ساتھ معنی فراق کے بالکل سو ساقط کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے طلاق کو کہا ابو عبید نے اور یہ اصل ہے واسطے ہر شخص کے جو کلام کرے ساتھ کسی چیز کے الفاظ طلاق سے اور نہ ارادہ کرے فراق کا بلکہ ارادہ کرے اس کے غیر کا تو قبول کیا جائے قول اس کا بیچ اس چیز کے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن مشکل عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے یہ ہے کہ وہ ان کے پاس لایا اور وہ حاکم تھے سو اگر انہوں نے اس کو بجائے فتویٰ جاری کیا ہو اور وہاں حکم نہ ہو تو موافق ہوگا نہیں تو وہ نادر چیزوں سے ہے اور نقل کیا ہے خطابی نے اجماع کو برخلاف اس کے لیکن ثابت کیا ہے اس کے غیر نے خلاف کو واسطے داؤد کے اور حکایت کیا ہے اس کو رویانی نے لیکن تاویل کی ہے اس کی جمہور نے اور شرط کیا ہے انہوں نے قصد لفظ طلاق کا واسطے معنی طلاق کے تاکہ نکل جائے عجمی مثلاً جب کہ سیکھے کلمہ طلاق کا اور اس کو کہے اور اس کے معنی کو نہ پہچانتا ہو یا عربی بالعکس اور شرط کیا ہے انہوں نے کہ لفظ طلاق کا زبان سے قصداً بولے واسطے احتراز کرنے کے اس چیز سے کہ سبقت کرتی ہے ساتھ اس کے زبان اور شرط کیا ہے انہوں نے اختیار کو تاکہ نکل جائے زبردستی کیا گیا لیکن اگر زبردستی کیا جائے سو کہے اس کو ساتھ قصد طلاق کے تو اصح قول میں واقع ہوتی ہے۔ (فتح)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾. اور اللہ نے فرمایا کہ رخصت کرو ان کو رخصت کرنا اچھی طرح سے۔

فائدہ: شاید اشارہ ہے طرف اس کی کہ لفظ تسریح کا اس آیت میں ساتھ معنی ارسال یعنی رخصت کرنے کے ہے نہ ساتھ معنی طلاق کے اس واسطے کہ اللہ نے حکم کیا اس شخص کو جو طلاق دے پہلے دخول کے یہ کہ متعہ دے پھر رخصت کرے اور نہیں مراد ہے آیت سے طلاق دینا اس کا بعد طلاق دینے کے قطعاً۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾. اور فرمایا اور رخصت کروں میں تم کو رخصت کرنا اچھی طرح۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ اور لفظ تسریح کا اس آیت میں محتمل ہے واسطے طلاق دینے کے اور چھوڑنے کے اور جب دونوں امر کا محتمل ہے تو صریح طلاق کے واسطے نہ ہوا اور یہ راجع ہے طرف اختلاف کی اس چیز میں کہ اختیار دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اپنی بیویوں کو کہ کیا اختیار دینا طلاق اور اقامت میں تھا سو جب اپنے نفس کو اختیار کرے تو طلاق پڑے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے، کما تقدم تقریرہ فی

الباب قبلہ ، یا تھا اختیار دینے میں درمیان دنیا اور آخرت کے سو جو دنیا کو اختیار کرے اس کو طلاق دیں پھر اس کو متعہ دیں پھر اس کو چھوڑ دیں اور جو آخرت کو اختیار کرے اس کو اپنے نکاح میں رکھیں۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ﴾. اور اللہ نے فرمایا کہ پھر نگاہ رکھنا ہے موافق دستور کے یا رخصت کرنا ہے اچھی طرح سے۔

فائدہ: گزر چکا ہے پہلے باب میں بیان اختلاف کا کہ تسریح سے اس جگہ کیا مراد ہے اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے طلاق دینا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ﴿أَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾. اور اللہ نے فرمایا جدا کرو ان کو ساتھ دستور کے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ آیت اس جگہ میں ساتھ لفظ فراق کے اور وارد ہوئی ہے بقرہ میں ساتھ لفظ سراح کے اور حکم دونوں میں ایک ہے اس واسطے کہ وہ وارد ہوا ہے دونوں جگہوں میں بعد واقع ہونے طلاق کے سو نہیں ہے مراد ساتھ اس کے طلاق بلکہ رخصت کرنا اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے اگلے زمانے اور پچھلے زمانے میں اس مسئلے میں سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بریہ اور خلیہ اور بائن اور حرام تین تین طلاقیں ہیں اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ اور اوزاعی لیکن اس نے خلیہ میں کہا کہ وہ ایک طلاق رجعی ہے اور نقل کیا ہے اس کو زہری سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بریہ اور بتہ اور حرام تین تین طلاقیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خلیہ اور بریہ میں ہے کہ وہ تین طلاقیں ہیں اور یہ قول قتادہ کا ہے اور مثل اس کی ہے زہری سے فقط بریہ میں سو راجح یہ ہے کہ الفاظ مذکورہ اور جو ان کے معنی میں ہیں کنایات ہیں نہیں واقع ہوتی ہے ان سے طلاق مگر ساتھ قصد کے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر کلام جس سے جدائی مفہوم ہو اگرچہ ساتھ وقت کے ہو تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق ساتھ قصد کے اور بہر حال جب نہ مفہوم ہو جدائی لفظ سے تو نہیں واقع ہوتی ہے طلاق اگرچہ اس کا قصد کرے جیسے کہے کہا اور پی اور مانند اس کی اور یہ بیان مذہب شافعی کا ہے اس مسئلے میں اور یہی قول ہے شعبی اور عطاء اور عمرو بن دینار وغیرہم کا اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی اور یہی قول ہے اصحاب رائے کا اور حجت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر قریب آتا ہے کہ اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خیال کہ ان کے دل میں گزرے جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ کریں یا نہ بولیں اس واسطے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نیت تنہا نہیں اثر کرتی جب کہ خالی ہو کلام سے یا فعل سے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ جب خطاب کرے عورت کو ساتھ کسی لفظ کے کہ ہو اور قصد کرے طلاق کا تو طلاق پڑ جاتی ہے یہاں تک کہ اگر کہے اے فلاں اور مراد رکھے ساتھ اس کے طلاق کو تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق اور ساتھ اسی کے قائل ہے حسن بن صالح۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ.

یعنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ کے فراق کا حکم نہ کریں گے۔

فائدہ: اور مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ فراق کے اس جگہ طلاق ہے جزما اور نہیں ہے نزاع بیچ حمل کرنے کے اوپر اس کے جب کہ اس کا قصد کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نزاع تو اطلاق میں ہے، کما تقدم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ وَقَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهُ.

جب اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے، کہا حسن رحمہ اللہ نے اس کی نیت پر ہے۔

فائدہ: یعنی حمل کیا جائے گا اس کی نیت پر اگر قسم کی نیت کرے تو قسم ہوگی اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور مروی ہے مانند اس کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور طاؤس رحمہ اللہ سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے نووی رحمہ اللہ لیکن کہا اس نے کہ اگر ایک کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور حنفیہ بھی اسی طرح کہتے ہیں لیکن انہوں نے کہا کہ اگر دو کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو وہ قسم ہے اور ہوتا ہے ایلا کرنے والے اور یہ قول عجیب تر ہے اور کہا ابوثور اور اوزاعی رحمہ اللہ نے کہ حرام میں قسم کا کفارہ دے اور مروی ہے مانند اس کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ اور طاؤس رحمہ اللہ سے اور حجت پکڑی ہے ابوثور نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور اس کا بیان آئندہ باب میں آئے گا، اور کہا ابوقلابہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہ جو اپنی عورت سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو لازم آتا ہے اس پر کفارہ ظہار کا اور مثل اس کی ہے احمد رحمہ اللہ سے کہا طحاوی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ جو ارادہ کرے ساتھ اس کے ظہار کا ہوتا ہے ظہار کرنے والا اور اگر ظہار کی نیت نہ کرے تو اس پر کفارہ قسم کا آتا ہے اور وہ کفارہ ظہار کا ہے نہ یہ کہ وہ حقیقۃً ظہار ہوتا ہے اور اس میں بعد ہے اور کہا ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین نے کہ نہیں ہوتا ہے ظہار اگرچہ اس کا ارادہ کرے اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حکم رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے کہ حرام میں تین طلاقیں ہیں اور نہ سوال کیا جائے اس کی نیت سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور مسروق رحمہ اللہ اور شعبی رحمہ اللہ اور ربیعہ سے ہے کہ اس میں کچھ چیز نہیں اور یہی قول ہے اصبغ کا مالکیوں میں سے اور اس مسئلے میں اختلاف ہے سلف سے پہنچا ہے اس کو قرطبی اٹھارہ قول تک اور مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں بھی اس میں تفصیل ہے جس کا ذکر طویل ہے، کہا قرطبی نے ہمارے بعض علماء نے کہا کہ سبب اختلاف کا یہ ہے کہ نہیں واقع ہوا ہے قرآن صریح اور نہ سنت میں نص ظاہر صحیح کہ اعتماد کیا جائے اس پر اس مسئلے میں پس اختلاف کیا اس میں علماء نے سو جس نے تمسک

کیا ہے ساتھ برأت اصلی کے اس نے کہا کہ نہیں لازم آتی اس کو کچھ چیز اور جس نے کہا کہ وہ قسم ہے اس نے پکڑا ہے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ﴾ بعد اللہ کے اس قول کے ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور جس نے کہا کہ واجب ہے کفارہ اور قسم نہیں بناء کیا ہے اس نے اس کو اس پر کہ معنی قسم کے حرام کرنا ہیں پس واقع ہوا ہے کفارہ معنی پر اور جس نے کہا کہ واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق رجعی حمل کیا ہے اس نے لفظ کو اوپر اقل وجہ اس کی کے جو ظاہر ہے اور اقل وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے ساتھ اس کے عورت طلاق ہے کہ حرام کرے وطی کو جب تک کہ رجوع نہ کرے اور جو کہتا ہے کہ بائن ہے تو واسطے بدستور رہنے تحریم کے ساتھ عورت کے جب تک کہ تازہ عقد نہ کرے اور جو کہتا ہے کہ تین طلاقیں ہیں حمل کیا ہے اس نے لفظ کو اوپر منتہی وجہ کے اور جو کہتا ہے کہ ظہار ہے نظر کی ہے اس نے طرف معنی تحریم کے اور قطع کیا نظر کو طلاق سے پس بند ہوا امر نزدیک اس کے بیچ ظہار کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ.

اور کہا اہل علم نے کہ جب تین طلاقیں دے تو حرام ہوتی ہے عورت اوپر اس کے سو انہوں نے اس کا نام حرام رکھا ساتھ طلاق کے اور فراق کے۔

فائدہ: یعنی پس ضروری ہے کہ تصریح کرے قائل ساتھ طلاق کے یا قصد کرے طرف اس کی اور اگر مطلق بولے یا نیت کرے سوائے طلاق کے تو وہ محل نظر کا ہے۔

وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَّيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَّقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

اور نہیں حرام کرنا مثل اس شخص کی کہ حرام کرے طعام کو اس واسطے کہ نہیں کہا جاتا واسطے طعام حلال کے حرام اور کہا جاتا ہے واسطے طلاق والی کے حرام اور کہا تین طلاقوں میں کہ نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے یہاں تک کہ اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ اللہ کی نعمتوں سے اس مت پر اس چیز میں کہ تخفیف کی اول سے یہ ہے کہ ان سے اگلے لوگ جب کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرتے تھے تو وہ چیز ان پر حرام ہو جاتی تھی جیسے کہ واقع ہوا واسطے یعقوب علیہ السلام کے سو ہلکا کیا اللہ نے یہ بوجھ اس امت سے اور ان کو منع کیا کہ حرام کریں اپنے اوپر کوئی چیز اس قسم سے کہ حلال کی ہے اللہ نے سو اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور میں گمان کرتا ہوں کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس چیز کی طرف کہ پہلے گزری ہے اصبغ وغیرہ سے جو عورت کو کھانے پینے کے ساتھ برابر کرتے ہیں، کما تقدم نقله عنهم، سو اس نے بیان کیا کہ دونوں چیزیں اگرچہ ایک

جہت سے برابر ہیں سو کبھی جدا جدا ہوتی ہیں اور جہت سے سو عورت جب حرام کرے اس کو مرد اپنی جان پر اور ارادہ کرے ساتھ اس کے طلاق اس کی کا تو حرام ہو جاتی ہے اور کھانے پینے کو اگر اپنے اوپر حرام کرے تو نہیں حرام ہوتا اسی واسطے حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اتفاق ان کے اس پر کہ عورت تیسری طلاق سے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں حلال ہوتی ہے واسطے اس کے یہاں تک کہ اور خاوند سے نکاح کرے اور وارد ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز جو اس کی تائید کرتی ہے سو روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے کہ ایک گنوار ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو اپنے اوپر حرام کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تجھ پر حرام نہیں تو اس نے کہا خبر دے مجھ کو اللہ کے اس قول سے کہ کل طعام بنی اسرائیل کے واسطے حلال تھا مگر جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کی بیماری تھی تو انہوں نے یہ نذر مانی کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو نہ کھاؤں گا گوں کو ہر چیز سے اور حالانکہ وہ حرام نہیں ہیں یعنی اس مت پر اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اپنے اوپر کسی چیز کو حرام کرے سو کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر حرام کرے اپنی بیوی کو یا لونڈی کو اور نہ قصد کرے ساتھ اس کے طلاق کا اور نہ ظہار کا اور نہ آزاد کرنے کا تو لازم ہے اس پر کفارہ قسم کا اور اگر حرام کرے کھانے کو یا پینے کو تو لغو ہے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ واجب ہے اس پر سب میں کفارہ قسم کا، اور کہا بیہقی نے اس کے بعد کہ روایت کیا حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے ایلاء کیا اور حرام کیا سو ٹھہرایا حرام کو حلال اور کیا قسم میں کفارہ، کہا سو اس حدیث میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ لفظ حرام کا مطلق نہیں ہوتا ہے طلاق اور نہ ظہار اور نہ قسم۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ.

اور کہا لیث نے نافع رحمہ اللہ سے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب پوچھے جاتے اس شخص کے حکم سے جو اپنی عورت کو تین طلاقیں دے تو کہتے کہ اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو تیرے واسطے رجعت جائز ہوتی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کا حکم کیا اور اگر اس کو تین طلاقیں دے تو تجھ پر حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ تیرے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے سے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی اور اس کی شرح طلاق کے اول میں گزر چکی ہے اور گمان کیا ہے ابن تین نے کہ یہ جملہ حدیث کا ہے سو اس نے مشکل جانا اوپر مذہب مالک رحمہ اللہ کے ان کے قول کو کہ دو طلاقیں اکٹھی دینی بدعت ہیں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدعت کے ساتھ حکم نہیں کرتے اور اس کا

جواب یہ ہے کہ اشارہ بیچ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا طرف اس چیز کی ہے کہ حکم کیا اس کو اپنی عورت کی رجعت سے حدیث کے آخر میں اور نہیں ارادہ کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ اپنی عورت کو ایک یا دو بار طلاق دے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے سو بیان کیا واسطے سائل اس کے کی حال طلاق دینے والے کا اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا لو طلقت اس کی جزا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے لکان خیرا یعنی البتہ بہتر ہوتا یا وہ واسطے تمنی کے ہے پس نہیں محتاج ہے طرف جواب کی اور نہیں ہے جیسے اس نے کہا بلکہ جواب یہ ہے لکان لك الرجعة یعنی البتہ تیرے واسطے رجعت جائز ہوتی واسطے قول اس کے کی کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا اور تقدیر یہ ہے سو اگر طلاق ایسے طہر میں ہے جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو تو یہ طلاق سنت کے موافق ہوتی ہے اور اگر حیض میں واقع ہو تو وہ طلاق بدعت ہوتی ہے اور جو بدعی طلاق دے تو اس کو لائق ہے کہ جلدی کرے طرف رجعت کے اسی واسطے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم کیا یعنی ساتھ رجعت کے جب کہ اس نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی اور اس کے مقابل پر قول اس کا ہے کہ اگر تو تین طلاق دے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے الحاق کیا تھا دو بار اکٹھی کہنے کو ساتھ ایک بار کہنے کے سو ان کے درمیان برابری کی یعنی دونوں کا ایک حکم ہے کہ دونوں میں رجعت جائز ہے نہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تو فقط ایک ہی طلاق واقع ہوئی تھی، کما تقدم بیانه صریحا هناك اور ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ وارد کرنے اس کے کی اس جگہ شہادت طلب کرنا ساتھ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ تیری عورت تجھ پر حرام ہوئی سو نام رکھا اس کا حرام ساتھ تین طلاق دینے کے شاید مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں ہوتی ہے عورت حرام ساتھ مجرد قول اس کے کی کہ تو مجھ پر حرام ہے یہاں تک کہ ارادہ کرے ساتھ اس کے طلاق کا یا طلاق دے اس کو بائن اور پوشیدہ رہا ہے یہ مطلب شیخ مغلطائی پر اور جو اس کے تابع ہے سو انہوں نے کہا کہ اس حدیث کو ترجمہ کے ساتھ مناسبت نہیں۔ (فتح)

۴۸۶۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ

۴۸۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی سو اس عورت نے اور خاوند سے نکاح کیا پھر اس نے اس کو طلاق دی اور اس کے ساتھ کپڑے کے نبل کی مثل تھا سو وہ اس سے اپنی کسی مراد کو نہ پہنچے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ اس نے اس کو طلاق دی سو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے خاوند نے مجھ کو طلاق دی پھر میں نے اس کے سوائے اور خاوند سے نکاح کیا سو وہ میرے پاس داخل ہوا اور نہ تھا

يَكُنْ مَّعَهٗ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِيْ إِلَّا هَنَةً وَّاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّيْ إِلٰى شَيْءٍ فَأَحِلُّ لِزَوْجِي الْأَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ.

ساتھ اس کے کچھ مگر مثل پھندنے کی اور نہیں قریب ہوا مجھ سے مگر ایک بار یعنی نہیں وطی کی اس نے مجھ سے مگر ایک بار اور نہیں پہنچا مجھ سے طرف کسی چیز کی یعنی اس نے مجھ سے صحبت نہیں کی سو کیا میں پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوتی ہوں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلے خاوند کے واسطے حلال نہیں ہو گی یہاں تک کہ دوسرا خاوند تیرا شہد چکھے اور تو اس کا شہد چکھے۔

فائدہ: اور ظاہر بخاری رحمہ اللہ کے مذہب سے یہ ہے کہ لفظ حرام کا پھرتا ہے طرف نیت قائل کی اسی واسطے شروع کیا اس نے باب کو ساتھ قول حسن بصری رحمہ اللہ کے اور یہ عادت اس کی ہے بیچ جگہ اختلاف کے جو چیز کہ شروع کرے ساتھ اس کے نقل صحابی یا تابعی کے قول سے تو وہی ہے اختیار اس کا اور اللہ کی پناہ بخاری رحمہ اللہ کو یہ کہ استدلال کرے ساتھ ہونے تین طلاق کے کہ حرام کرتی ہے کہ ہر تحریم کے واسطے حکم تین طلاق کا ہے باوجود ظاہر ہونے منع حصر کے اس واسطے کہ ایک طلاق حرام کرتی ہے غیر مدخول بھا کو مطلق اور طلاق بائن حرام کرتی ہے مدخول بھا کو مگر بعد عقد جدید کے اور اسی طرح طلاق رجعی جب کہ اس کی عدت گزر جائے پس نہیں بند ہے تحریم تین طلاق میں اور نیز پس تحریم عام تر ہے تین بار طلاق دینے سے پس کس طرح استدلال کیا جائے گا ساتھ عام تر کے خاص تر پر اور اس قسم سے کہ تائید کرتا ہے اس کو جو ہم نے اختیار کیا اول پیچھے لانا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ ترجمہ کے ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اور بیان کیا اس میں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ جب حرام کرے اپنی عورت کو تو کچھ چیز نہیں، کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول میں کہ کیوں حرام کرتا ہے تو اے نبی! جو حلال کیا ہے اللہ نے تیرے واسطے۔

٤٨٦١ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِيْعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَهٗ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۴۸۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ جب اپنی عورت کو حرام کرے تو کچھ چیز نہیں اور اکثر روایت میں لیست ہے یعنی نہیں کلمہ اور وہ قول اس کا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے کچھ چیز، اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کرتے اپنے مذہب پر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ تم کو رسول اللہ میں نیک چال چلنی ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

فائدہ: اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف قصے تحریم کی اور مفصل بیان اس کا سورہ تحریم کی شرح میں ہو چکا ہے اور ذکر کیا ہے میں نے کتاب النکاح میں بیان اختلاف کا کہ کیا حرام کرنا شہد کا ہے یا ماریہ کا اور یہ کہ اس کے سبب میں اس کے سوائے کچھ اور بھی کہا گیا ہے اور میں نے تمام بیان کیا ہے جو متعلق ہے ساتھ تطبیق ان اقوال کے ساتھ حمد اللہ کے اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی تھی اس سے صحبت کیا کرتے تھے سو ہمیشہ لپٹتی رہیں ساتھ آپ کے حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام کر ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے اور یہ صحیح تر طریق اس سبب کا ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ سند صحیح کے زید بن اسلم رحمہ اللہ تابعی سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی ماں سے اپنی کسی بیوی کے گھر میں صحبت کی سو گھر والی بیوی نے کہا یا حضرت! میرے گھر میں اور میرے بچھونے پر اور سے صحبت کرتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اوپر حرام کیا تو اس نے کہا یا حضرت! کس طرح حرام کرتے ہیں اپنے اوپر حلال کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس سے صحبت نہ کریں گے سو یہ آیت اتری اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے، کہا زید بن اسلم رحمہ اللہ نے سو مرد کا اپنی عورت سے کہنا کہ تو مجھ پر حرام ہے لغو ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لازم آتا ہے اس کو کفارہ قسم کا اگر قسم کھائے اور یہ جو اس نے کہا کچھ چیز نہیں تو احتمال ہے کہ مراد ساتھ نفی کے طلاق دینا ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے عام تر ہو اور اول احتمال قریب تر ہے اور تائید کرتا ہے اس کی جو پہلے گزر چکا ہے تفسیر میں ہشام کے طریق سے ساتھ اس سند کے کہ حرام میں کفارہ دے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب مرد اپنی عورت کو حرام کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ قسم ہے کفارہ دے پس معلوم ہوا کہ مراد ساتھ قول اس کے لیس بشیء یعنی نہیں ہے طلاق اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی عورت اپنے اوپر حرام کی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو جھوٹا ہے پھر کہ آیت پڑھی اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے پھر کہا کہ لازم ہے تجھ پر آزاد کرنا ایک غلام کا اور شاید انہوں نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی ساتھ آزاد کرنے غلام کے اس واسطے کہ انہوں نے پہچانا کہ یہ مالدار ہے سو ارادہ کیا کہ سخت کفارہ دے کفارہ قسم کے سے نہ یہ کہ متعین ہے اس پر آزاد کرنا غلام کا اور دلالت کرتا ہے جو پہلے گزرا ہے اس سے تصریح کرنا ساتھ کفارے قسم کے۔ (فتح)

٤٨٦٢ ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلَى ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ﴾ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ أَبُوعَبْدِ اللّٰهِ الْمَغَافِيرُ شَبِيهٌ بِالصَّمْغِ يَكُونُ فِي الرِّمْثِ فِيهِ حَلَاوَةٌ أَغْفَرَ الرِّمْثُ إِذَا ظَهَرَ فِيهِ وَاحِدُهَا مَغْفُورٌ وَيُقَالُ مَغَاثِيرُ.

۴۸۶۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرتے اور اس کے پاس شہد پیتے سو اتفاق کیا میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم میں سے جس کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو چاہیے کہ کہے کہ میں آپ سے مغافیر کی بو پاتی ہوں آپ نے مغافیر کھایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ایک پر داخل ہوئے سو اس نے آپ سے یہ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا ہے اور میں پھر کبھی نہ پیوں گا سو یہ آیت اتری اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے تو جو حلال کیا ہے اللہ نے واسطے تیرے، اللہ کے اس قول تک کہ اگر تم دونوں اللہ کی طرف توبہ کرو یعنی اول سورت سے اس جگہ تک پڑھا، واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی یہ خطاب ان دونوں کے واسطے ہے یعنی اللہ نے فرمایا اور جب چپکے سے کہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کو ایک بات بسبب قول آپ کے کی بلکہ میں نے شہد پیا ہے یعنی مراد اللہ کے اس قول سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ بلکہ میں نے شہد پیا ہے (اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہ آیت داخل ہے پہلی آیتوں میں اس واسطے کہ وہ اللہ کے اس قول سے پہلے ہے کہ اگر تم دونوں توبہ کرو)۔

کہا امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ مغافیر ایک چیز ہے مشابہ گوند کے پیدا ہوتی ہے ان درختوں میں جن کو اونٹ چرتے ہیں اس میں شیرینی ہوتی ہے کہا جاتا ہے اغفر الرمث جب کہ ظاہر ہو اس میں گوند واحد اس کا مغفور ہے اور کہا جاتا ہے مغاثیر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں پھر کبھی نہیں پیوں گا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے قسم کھائی کسی کو ان کے ساتھ خبر نہ کرنا اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور استدلال کیا ہے قرطبی وغیرہ

نے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ البتہ میں نے قسم کھائی اس پر کہ جو کفارہ کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ قول اللہ کے ﴿ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ﴾ وہ قسم ہے یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے طرف اس کی ساتھ قول اپنے کے میں نے قسم کھائی سو ہوگا کفارہ واسطے قسم کے نہ واسطے مجرد تحریم کے اور وہ استدلال قوی ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ تحریم لغو ہے نہیں ہے کفارہ بیچ اس کے ساتھ مجرد ہونے اس کے کی یعنی فقط تحریم میں کفارہ نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ قسم نہ ہو اور حمل کیا ہے بعض نے حضرت ﷺ کے قول حلفت کو اوپر تحریم کے اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس کا اور اس حدیث میں ہے کہ شہد کا پینا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور آئندہ حدیث میں ہے کہ شہد کا پینا حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور ایک روایت میں ہے کہ شہد کا پینا سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اور طریق تطبیق کا اس اختلاف میں یہ ہے کہ یہ محمول ہے تعدد پر یعنی یہ قصہ متعدد ہے کئی بار واقع ہوا ہے پس نہیں منع تعدد سبب کا واسطے ایک امر کے پس اگر مائل کی جائے ترجیح کی تو روایت عبید بن عمیر کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ شہد کا پینا زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھا زیادہ تر ہے بسبب موافقت کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے اس کے کہ آپس میں دونوں اتفاق کرنے والیاں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اس بنا پر جو کہ پہلے گزر چکا ہے تفسیر میں اور طلاق میں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ جزم کیا سو اگر حفصہ رضی اللہ عنہا شہد والی ہوتیں تو نہ جوڑی جاتیں اتفاق کرنے میں ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیکن ممکن ہے متعدد ہونا قصے کا بیچ پینے شہد کے اور حرام کرنے اس کے کی اور خاص ہونا نزول کا ساتھ اس قصے کے جس میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے اتفاق کیا اور ممکن ہے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پینے کا قصہ مقدم ہو اور نیز راجح یہ ہے کہ شہد پلانے والی زینب رضی اللہ عنہا ہے نہ سودہ رضی اللہ عنہا، کہا قرطبی نے جس روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا تینوں نے اتفاق کیا تھا تو وہ روایت صحیح نہیں اس واسطے کہ وہ مخالف ہے واسطے تلاوت کے کہ وہ تثنیہ کے ساتھ ہے اور اگر اس طرح ہوتا تو البتہ آتی آیت ساتھ خطاب جمع مؤنث کے پھر نقل کیا اس نے اصیلی وغیرہ سے کہ روایت عبید بن عمیر کی اصح اور اولیٰ ہے اور کیا مانع ہے کہ ہو قصہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سابق سو جب کہا گیا حضرت ﷺ سے جو کہا گیا تو چھوڑ دیا آپ نے پینا شہد کا بغیر تصریح کے ساتھ تحریم کے اور نہ اتری اس میں کچھ چیز پھر جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تو حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قول پر اتفاق کیا سو حرام کیا حضرت ﷺ اس وقت شہد کو سو اتری آیت۔ (فتح)

٤٨٦٣ - حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَآءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ شہد اور حلوا کو دوست رکھتے تھے اور معمول تھا کہ جب عصر کی نماز سے فارغ ہو کے پھرتے تو اپنی بیویوں پر داخل ہوتے اور ان میں سے ایک کے قریب ہوتے یعنی سو بوسہ لیتے اور

يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَآءَ وَكَانَ إِذَا
انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ
فَيَدْنُوْ مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ
بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ
فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ أَهْدَتْ
لَهَا امْرَأَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً
فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ
بِنْتِ زَمْعَةَ إِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَإِذَا دَنَا مِنْكِ
فَقُوْلِيْ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا
فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ مِنْكَ
فَإِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ
عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ
وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكِ وَقُوْلِيْ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ
قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ
عَلَى الْبَابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أُبَادِيَهٗ بِمَا أَمَرْتِنِيْ
بِهٖ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ
فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ أَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ
حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ
الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ
فَلَمَّا دَارَ إِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ
فَلَمَّا دَارَ إِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
أَلَا أَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ
تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا

بدن سے بدن لگاتے بغیر جماع کے سو حضرت ﷺ عمر رضی اللہ عنہ
کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے اور اس کے پاس
معمول سے زیادہ ٹھہرے سو مجھ کو غیرت آئی تو میں نے اس کا
سبب پوچھا سو مجھ کو کہا گیا اس کی قوم سے ایک عورت نے اس
کو شہد کی کپی تحفہ بھیجی تھی سو اس نے اس میں سے حضرت ﷺ
کو شربت پلایا تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں
حضرت ﷺ کے واسطے کوئی حیلہ کروں گی تو میں نے
سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی سے کہا کہ بے شک حضرت ﷺ
عنقریب تجھ سے قریب ہوں گے یعنی بوسہ لیں گے سو جب
تجھ سے قریب ہوں تو آپ سے کہنا کہ آپ نے مغافیر کھایا
ہے کہ حضرت ﷺ تجھ سے کہیں کہ نہیں سو تو آپ سے کہنا کہ
کیا ہے یہ بو جو میں پاتی ہوں حضرت ﷺ تجھ سے کہیں گے
کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا تو آپ سے کہنا کہ
اس کی مکھی نے عرفط کے درخت کو چرا ہے اور میں بھی یہ کہوں
گی اور اے صفیہ! تو بھی یہی کہنا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ نہ دیر ہوئی کچھ مگر یہ کہ حضرت ﷺ
دروازے پر کھڑے ہوئے سو میں نے چاہا کہ آپ کو پکاروں
ساتھ اس چیز کے جو تو نے مجھ کو حکم کیا واسطے ڈر کے تجھ سے سو
جب حضرت ﷺ اس سے قریب ہوئے تو سودہ رضی اللہ عنہا نے
آپ سے کہا یا حضرت! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، کہا سو کیا ہے یہ بو جو میں آپ
سے پاتی ہوں فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو شہد کا شربت پلایا
ہے سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی مکھی نے عرفط کے درخت کو
چرا ہے پھر جب حضرت ﷺ میری طرف گھومے تو میں نے
بھی آپ سے اسی طرح کہا پھر جب صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف

اسْقِیْنِی. گھومے تو اس نے بھی آپ ﷺ سے اسی طرح کہا پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف گھومے یعنی دوسرے دن میں تو اس نے کہا یا حضرت! کیا میں آپ کو اس سے شہد نہ پلاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے حضرت ﷺ کو شہد پینے سے روکا میں نے اس سے کہا چپ رہ یعنی تا کہ یہ بات مشہور نہ ہو جائے پس ظاہر ہوا جو انہوں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے مکر کیا۔

فائدہ: عرفط ایک درخت کا نام ہے جس کی مغافیر گوند ہے اور کہا ابن قتیبہ نے کہ وہ ایک درخت ہے اس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں زمین پر بچھے ہوتے ہیں اور واسطے اس کے کانٹا ہوتا ہے اور پھل سفید کپاس کی طرح اس کی بو بد ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ پر بھاری ہوتا تھا کہ آپ سے بد بو آئے اس واسطے کہ آپ کے پاس فرشتہ آتا تھا اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں تو شاید پرہیز کی حضرت ﷺ نے اس سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی نزدیک آپ کے پے در پے کہنے تین عورتوں کے سے کہ پیدا ہوئی پینے اس کے سے واسطے آپ کے بو منکر سو چھوڑا حضرت ﷺ نے اس کو واسطے اکھاڑنے مادے کے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں وہ چیز ہے جو پیدا ہوئی ہیں اس پر عورتیں غیرت سے یعنی یہ ان کی پیدائشی بات ہے اور یہ کہ غیرت کرنے والی عورت معذور رکھی جائے اس چیز میں کہ واقع ہو اس سے حیلہ گری سے اس چیز میں کہ دفع کرے ساتھ اس کے سوکن کی انچائی کو اپنے اوپر سے جس وجہ سے کہ ہو اور اس حدیث میں لینا ہے پکی بات کو اور چھوڑ دینا اس چیز کا کہ مشتبہ ہو اس میں امر مباح سے واسطے خوف واقع ہونے کے منع چیز میں اور اس میں وہ چیز ہے جو شہادت دیتی ہے ساتھ بلند ہونے مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ اس کی سوکن اس سے ڈرتی تھی اور ہر بات میں اس کی فرمانبرداری کرتی تھی یہاں تک کہ ایسے امر میں ساتھ خاوند کے جو قدر میں سب لوگوں سے زیادہ ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تقویٰ سودہ رضی اللہ عنہا کی واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اس سے پشیمان ہونے سے اس کام پر کہ کیا اس واسطے کہ موافقت کی اس نے اوّل اوّل دفع کرنے انچائی حفصہ رضی اللہ عنہا کے جو اس کو ان پر تھی ساتھ زیادہ بیٹھنے کے نزدیک اس کے بسبب شہد کے اور اس نے دیکھا کہ پہنچنا طرف مراد کی اس سے واسطے اکھاڑنے مادے پینے شہد کے ہے جو سبب ہے ٹھہرنے کا نزدیک حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیکن برا جانا اس نے اس کے بعد اس بات کو کہ مرتب ہوا اس پر منع ہونا حضرت ﷺ کا اس چیز سے جس کو آپ چاہتے تھے اور وہ پینا شہد کا تھا باوجود اس چیز کے جو پہلے گزر چکی ہے

اعتراف عائشہ رضی اللہ عنہا کے سے جس نے اس کو اس کے ساتھ حکم کیا تھا بیچ ابتدا حدیث کے سو تعجب کرنے لگیں سودہ رضی اللہ عنہا اس چیز سے جو واقع ہوئی ان بیویوں سے بیچ اس کے اور نہ دلیری کی اوپر تصریح کے ساتھ انکار کے اور نہ تکرار کیا اس نے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد اس کے جب کہ کہا اس نے واسطے اس کے کہ چپ رہ بلکہ اس نے اس کا کہا مانا اور چپ رہی واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے عذر اس کے سے اس میں کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ڈرتی تھی اس واسطے کہ جانتی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سب بیویوں سے زیادہ محبت ہے سو وہ ڈری کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کی مخالفت کریں تو وہ اس پر غضبناک ہوں اور جب وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ دلائے تو نہیں بے خوف ہے اس سے کہ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بدل جائے اور وہ اس کی متحمل نہیں سو یہی معنی ہیں ڈرنے اس کے کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس حدیث میں ہے کہ عماد قسم ہے یعنی باری مقرر کرنے کا رات ہے اور یہ کہ جائز ہے دن میں جمع ہونا ساتھ سب کے لیکن ساتھ اس شرط کے کہ نہ واقع ہو صحبت مگر ساتھ اس عورت کے کہ وہ اس کی باری میں ہے، کما تقدم تقریرہ، اور اس حدیث میں استعمال کرنا کنایات کا ہے اس چیز میں کہ شرم کی جاتی ہے ذکر کرنے اس کے سے واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث میں کہ وہ ان سے قریب ہوتے تھے اور مراد یہ ہے کہ بوسہ لیتے تھے اور مانند اس کی اور ثابت کرتا ہے اس کو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر داخل ہوں تو عنقریب تجھ سے قریب ہوں گے سو کہنا کہ میں آپ سے بو پاتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں یہ تحقیق ہوتا ہے ساتھ قریب ہونے منہ کے ناک سے خاص کر جب کہ نہ بو پھیلنے والی ہو بلکہ مقام تقاضا کرتا ہے کہ بو پھیلنے والی نہ تھی۔ (فتح الباری)

بَابُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾.

نہیں ہے طلاق نکاح سے پہلے اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! جب نکاح کرو تم ایماندار عورتوں سے پھر طلاق دو ان کو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ تو نہیں واسطے تمہارے ان پر کچھ عدت کہ تم اس کو گنو سو متعہ دو ان کو اور چھوڑ دو ان کو بھلی طرح سے اور متعہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک دے اور اگر چاہے تو اسی وقت اور نکاح کر لے عدت نہیں۔

فائدہ: کہا ابن تین نے حجت پکڑی بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس آیت کے اوپر واقع ہونے طلاق کے نہیں دلالت بیچ اس کے اور کہا ابن منیر نے کہ نہیں ہے اس آیت میں دلیل اس واسطے کہ وہ خبر دیتی ہے ایک صورت سے کہ واقع ہوئی ہے اس میں طلاق بعد نکاح کے اور نہیں ہے حصر اس جگہ اور نہیں سیاق میں وہ چیز جو اس کو تقاضا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حجت پکڑنے والا ساتھ اس آیت کے واسطے اس حکم کے بخاری رحمہ اللہ سے پہلے ترجمان القرآن ہے یعنی ابن

عباس رضی اللہ عنہما، کما ساذکرہ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ ٹھہرایا ہے اللہ نے طلاق کو نکاح کے بعد۔

فائدہ: یعنی آیت مذکورہ میں اور روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نہیں کہا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اگر اس کو کہا ہے تو یہ پھسل جانا ہے عالم کا ایک مرد کے حق میں کہ کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اللہ نے فرمایا اے ایمان والو! جب تم نکاح کرو مسلمان عورتوں سے پھر ان کو طلاق دو اور اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تم ان کو طلاق دو پھر ان سے نکاح کرو اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور بیہقی نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ پوچھے گئے ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مرد کے حکم سے جو کہے کہ جب میں فلان عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ کہنا اس کا کچھ چیز نہیں اور نکاح کرے تو طلاق نہیں پڑتی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلاق تو اس عورت کے واسطے ہے جس کا مالک ہو لوگوں نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وقت معین کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ رحم کرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اگر ہوتا جس طرح وہ کہتا ہے تو اللہ فرماتا کہ جب تم طلاق دو مسلمان عورتوں کو پھر ان سے نکاح کرو اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مروان نے اس سے پوچھا کہ اگر عورت کو معین کرے سو کہے کہ اگر میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ہے طلاق یہاں تک کہ نکاح کرے اور نہیں آزاد کرنا یہاں تک کہ مالک ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ. وَيُرْوٰى فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاوُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

اور روایت کی گئی ہے اس میں علی رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابو بکر بن عبدالرحمن سے اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عبداللہ سے اور ابان بن عثمان سے اور علی بن حسین سے اور شریح سے اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور قاسم سے اور سالم سے اور طاؤس اور حسن سے اور عکرمہ سے اور عطاء سے اور عامر بن سعید سے اور جابر بن زید سے اور نافع بن جبیر سے اور محمد بن کعب سے اور سلیمان بن یسار سے اور مجاہد سے اور قاسم بن عبدالرحمن سے اور عمرو بن ہزم سے اور شعبی سے کہ اس پر طلاق نہیں پڑتی یعنی اگر کہے کہ جب میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور پھر

وَعَمْرِو بْنِ هَرْمٍ وَالشَّعْبِيِّ أَنَّهَا لَا تَطْلُقُ. اس سے نکاح کرے تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں فقط آثار کو نقل کیا ہے اور اس میں کوئی حدیث مرفوع صریح ذکر نہیں کی واسطے رمز کرنے کے طرف اس چیز کی جس کو ہم بیان کریں گے یعنی ان لوگوں سے مرفوع روایتیں بھی اس باب میں آچکی ہیں روایت کی ہے ابوداؤد اور بیہقی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھا کہ نہیں ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہیں ہے یتیم ہونا بعد احتلام یعنی بالغ ہونے کے اور عروہ سے بھی مرفوع روایت آئی ہے سو ذکر کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے محلل میں کہ اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس باب میں کون سی حدیث زیادہ تر صحیح ہے اس نے کہا کہ حدیث عمرو بن شعیب کی اپنے باپ سے اس کے دادا سے کہ نہ طلاق دے کوئی مرد جب تک کہ نکاح کرے اور نہ آزاد کرے جب تک کہ نہ مالک ہو اور روایت کی ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں حدیث عمرو بن شعیب کی اور کہا کہ نہیں ہے صحیح اور اس باب میں علی رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور فوت ہوا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث مسور بن مخرمہ کی روایت سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابو ثعلبہ خشنی سے اور روایت کی ہے بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے حکم سے کہ کہے جس دن میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق دی اس نے اس کو جس کا وہ مالک نہیں اور اس حدیث کی سند میں ابو خالد واسطی ہے اور وہ واہی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے واسطے اور طریق ہے روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ نہیں طلاق ہے مگر بعد نکاح کے کہا ابن عدی نے کہ کہا ابن صاعد نے کہ میں اس حدیث کے واسطے کوئی علت نہیں جانتا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہا کہ ولید بن یزید نے انصار کے حاکموں کی طرف لکھا کہ اس کی طرف لکھیں کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کا کیا حکم ہے اور البتہ وہ اس کے ساتھ مبتلا ہوا تھا تو اس نے اپنے عامل کی طرف یمن میں لکھا سو اس نے ابن طاؤس اور اسماعیل بن شروس اور سماک کو بلایا سو خبر دی ان کو ابن طاؤس نے اپنے باپ سے اور اسماعیل نے عطاء سے اور سماک نے وہب بن منبہ سے کہ انہوں نے کہا نہیں طلاق ہے پہلے نکاح سے کہا سماک نے اپنی طرف سے کہ نکاح تو گرہ ہے جو باندھی جاتی ہے اور طلاق اس کو کھول ڈالتی ہے اور جب پہلے گرہ ہی نہ باندھی گئی ہو تو کس چیز کو کھولے گا اور البتہ روایت کی ہے حاکم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہیں ہے آزاد کرنا مگر بعد مالک ہونے کے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عروہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے طلاق پہلے نکاح کے اور نہیں ہے آزاد کرنا پہلے مالک ہونے کے اور اسی طرح روایت کی ہے طبرانی نے عطاء سے اس نے روایت کی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی ہے بیہقی نے صدقہ بن عبداللہ کے طریق سے کہ میں محمد بن منکدر کے پاس آیا اور میں غضبناک تھا اور میں نے کہا تو نے حلال کیا

ہے واسطے ولید کے ام سلمہ کو اس نے کہا کہ میں نے حلال نہیں کی لیکن حضرت ﷺ نے حلال کی، حدیث بیان کی مجھ سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے نہیں طلاق واسطے اس کے جو نہ نکاح کرے اور نہیں آزاد کرنا واسطے اس کے جو نہ مالک ہو اور اسی طرح روایت ہے قتادہ اور مجاہد اور عمر بن عبدالعزیز سے اور شعبی سے روایت ہے کہ اگر کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے تو یہ کچھ چیز نہیں اور اگر معین کرے تو واقع ہوتی ہے جیسے کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے اور یہی ہے قول ابراہیم نخعی کا کہ معین عورت میں طلاق پڑ جاتی ہے اور تعمیم میں نہیں پڑتی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے پیروی کی ہے امام احمد رحمہ اللہ کی بیچ تکثیر نقل کے تابعین سے سو البتہ امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ پوچھے گئے امام احمد رحمہ اللہ طلاق دینے سے پہلے نکاح کے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ مروی ہے حضرت ﷺ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علی بن حسین اور ابن مسیب رحمہ اللہ سے اور چند اور بیس تابعین سے کہ انہوں نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں یعنی اس کہنے سے طلاق نہیں پڑتی۔ میں کہتا ہوں اور البتہ مجاز اختیار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے کہ منسوب کیا اس نے ان سب مذکورین کی طرف عدم وقوع کو مطلق باوجود اس کے کہ بعض تفصیل کرتے ہیں اور بعض اس میں اختلاف کرتے ہیں اور شاید یہی نکتہ ہے اس میں شروع کیا ہے اس نے نقل کو ساتھ صیغے تمریض کے اور یہ مسئلہ ان مسئلوں میں سے ہے جن میں اختلاف مشہور ہے اور علماء کے اس میں کئی مذہب ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق اور بعض کہتے ہیں نہیں واقع ہوتی طلاق مطلق اور بعض تفصیل کرتے ہیں درمیان اس کے کہ معین کرے یا عام کرے اور بعض نے توقف کیا ہے سو جمہور کا تو یہ مذہب ہے کہ طلاق نہیں واقع ہوتی، کما تقدم اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور ابن مہدی اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور اس کے اتباع اور جمہور اہل حدیث کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق اور قائل ہوا ہے ساتھ تفصیل کے ربیعہ اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اس کے تابعدار اور مالک رحمہ اللہ مشہور قول میں اور ایک روایت اس سے ہے کہ مطلق واقع نہیں ہوتی اگرچہ معین کرے اور مروی ہے قاسم سے مثل اس کی اور اس سے توقف بھی مروی ہے اور اسی طرح ثوری اور ابو عبید سے اور قائل ہیں جمہور مالکیہ ساتھ تفصیل کے سو اگر نام لے ایک عورت کا یا ایک گروہ کا یا قبیلے کا یا مکان کا یا زمان کا کہ اس وقت تک اس کا زندہ رہنا ممکن ہو تو لازم آتی ہے اس کو طلاق اور آزادی اور آیا ہے عطاء سے ایک اور مذہب مفصل درمیان اس کے کہ شرط کرے اس کو اپنی عورت کے عقد نکاح میں یا نہ شرط کرے سو اگر شرط کرے تو نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کو معین کرے نہیں تو صحیح ہو جاتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور تاویل کیا ہے زہری نے اور اس کے تابعداروں نے حدیث لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ کو کہ یہ محمول ہے اس شخص پر جو بالکل نکاح نہ کرے سو جب اس کو مثلاً کہا جائے کہ فلانی عورت سے نکاح کر اور وہ کہے کہ اس کو طلاق ہے

البتہ تو نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے کچھ چیز اور یہی ہے جس کے حق میں وارد ہوئی ہے حدیث اور اگر کہے کہ اگر میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو جب اس کو نکاح کرے گا طلاق واقع ہو گی اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے تاویل سے رد کرتے ہیں اس کو آثار صریحہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ وغیرہ مشائخ زہری سے کہ مراد ان کے نہ واقع ہونا طلاق کا ہے اس شخص سے جو کہے کہ اگر میں نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے برابر ہے کہ خاص کرے یا عام کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور واسطے مشہور ہونے اختلاف کے مکروہ جانا ہے احمد رحمہ اللہ نے مطلق اور کہا کہ اگر نکاح کرے تو میں نہیں حکم کرتا کہ جدا ہو اور اسی طرح کہا ہے ابن اسحاق نے معینہ میں اور کہا بیہقی نے اس کے بعد کہ روایت کیا ہے بہت حدیثوں کو پھر آثار کو جو وارد ہونے والے ہیں بیچ نہ واقع ہونے طلاق کے کہ یہ آثار دلالت کرتے ہیں اس پر کہ اکثر اصحاب اور تابعین نے سمجھا ہے حدیثوں سے کہ طلاق اور عتاق جو معلق کے جائیں پہلے نکاح اور ملک کے تو نہیں عمل کرتے۔ بعد واقع ہونے ان دونوں کے اور یہ تاویل مخالف کی بیچ حمل کرنے اس کے عدم وقوع کو اس پر جب کہ واقع ہو قبل ملک کے اور وقع کو اس چیز میں جب کہ واقع ہو اس کے بعد نہیں ہے کچھ چیز اس واسطے کہ ہر ایک جانتا ہے ساتھ عدم وقوع کے پہلے وجود عقد نکاح کے یا ملک کے پس نہیں باقی رہتا ہے ان اخبار میں کوئی فائدہ برخلاف اس کے جب کہ ہم اس کو اپنے ظاہر پر حمل کریں کہ اس میں فائدہ ہے اور وہ خبر دینا ہے ساتھ عدم وقوع کے اگر بعد موجود ہونے عقد کے ہو پس یہ ترجیح دیتا ہے اس چیز کو جو ہمارا مذہب ہے، حمل کرنے حدیثوں کے سے اپنے ظاہر پر اور اللہ خوب جانتا ہے اور اشارہ کیا ہے بیہقی نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے جو پہلے گزر چکی ہے زہری سے اور طرف اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں کہ مدینے میں کچھ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ جب قسم کھائے مرد ساتھ طلاق عورت کے پہلے اس سے کہ اس سے نکاح کرے پھر حانث ہو تو لازم آتی ہے اس کو جب کہ نکاح کرے حکایت کیا ہے اس کو ابن بطال نے اور تاویل کی ہے انہوں نے حدیث **لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ** کی اس شخص پر جو کہے کہ فلانے کی عورت کو طلاق ہے اور معارضہ کیا گیا ہے جو اس کو لازم کرتا ہے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو کسی عورت سے کہے کہ جب فلانا آئے تو اپنے ولی کو اجازت دیجیے یہ کہ تیرا نکاح مجھ سے کر دے تو اس عورت نے کہا کہ جب فلانا آیا تو میں نے اپنے ولی کو اجازت دی تو فلانا جب آئے نہیں منعقد ہوتا نکاح یہاں تک کہ پیدا کرے عقد جدید کو اور ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جب بیچے ایک اسباب کو جس کا وہ مالک نہیں پھر وہ اس کے ملک میں داخل ہو تو نہیں لازم آتی ہے اس کو یہ بیع اور اگر اپنی عورت سے کہے کہ اگر میں تجھ کو طلاق دوں تو میں نے تجھ سے رجعت کی پھر اس کو طلاق دی تو نہیں ہوتی ہے رجعت پس اسی طرح ہے طلاق کہ وہ بھی نکاح سے پہلے نہیں پڑتی اور جو طلاق کو واقع کرتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ اور تعلیق بھی عقد ہے جس کا اس نے التزام کیا ہے اپنے قول سے اور معلق کیا ہے اس کو شرط سے سو اگر شرط

پائی گئی تو مشروط بھی پایا جائے گا اور بعض نے اللہ کے اس قول سے حجت پکڑی ہے ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ مشروع ہونے وصیت کے اور نہیں ہے بیچ کسی کے اس سے حجت اس واسطے کہ طلاق نہیں ہے عقود میں سے اور نذر رد وہ ہے کہ قربت ڈھونڈی جاتی ہے ساتھ اس کے طرف اللہ کی نجات طلاق کے کہ وہ مبغوض تر ہے حلال میں طرف اللہ کی اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ جو کہے کہ واسطے اللہ کے مجھ پر آزاد کرنا ہے تو لازم آتا ہے اس پر آزاد کرنا اور اگر کہے کہ واسطے اللہ کے مجھ پر طلاق ہے تو ہوتا ہے یہ قول اس کا لغو بے فائدہ اور وصیت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوتی ہے بعد موت کے اور اگر معلق کرے زندہ آدمی طلاق کو ساتھ مابعد موت کے تو نہیں جاری ہوتی اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ صحیح ہونے تعلیق طلاق کے کہ جو اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگی تو تجھ پر طلاق ہے اور وہ داخل ہو تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور جواب یہ ہے کہ طلاق حق ملک خاوند کا ہے سو جائز ہے واسطے اس کے کہ اس کو فی الحال دے یا مہلت کے ساتھ دے اور یہ کہ معلق کرے اس کو ساتھ شرط کے اور یہ کہ گردانے اس کو غیر کے ہاتھ میں جیسے تصرف کرتا ہے مالک اپنے ملک میں اور جب خاوند نہ ہوا تو کس چیز کا مالک ہوگا تا کہ تصرف کرے اور کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے کہ اصل طلاق میں یہ ہے کہ ہو بیچ منکوحہ کے جو مقید ہے ساتھ قید نکاح کے اور وہی ہے جو تقاضا کرتا ہے مطلق لفظ لیکن پرہیزگاری تقاضا کرتی ہے توقف کو اس عورت سے جس کے حق میں یہ کہا جائے اگرچہ ہے اصل جائز رکھنا اس کا اور لغو کرنا تعلیق کا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهِ أُخْتِي فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِسَارَةَ هٰذِهِ أُخْتِي وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

جب کوئی اپنی عورت سے کہے اور وہ جبر کیا گیا ہو کہ یہ میری بہن ہے تو نہیں ہے اس پر کوئی چیز یعنی اس سے اس عورت پر طلاق نہیں پڑتی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے کہا کہ یہ میری بہن ہے اور یہ کہنا ان کا اللہ کی راہ یا ان کے دین میں تھا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو برا جانتا ہے یہ کہ کہے مرد اپنی عورت سے اے میری بہن اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ حضرت ﷺ ایک مرد پر گزرے اور وہ اپنی عورت سے کہتا تھا اے میری بہن! تو حضرت ﷺ نے اس کو جھڑکا، کہا ابن بطال نے اور اسی واسطے علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ہو جاتا ہے ساتھ اس کے مظاہر جب کہ اس کا قصد کرے سو اشارہ کیا اس کو حضرت ﷺ نے طرف پرہیز کرنے کی لفظ مشکل سے اور اس حدیث اور ابراہیم علیہ السلام کے قصے کے درمیان تعارض نہیں اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی مراد تو فقط یہ تھی کہ وہ اس کی بہن ہے دین میں سو جو یہ کہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ وہ دین میں بہن ہے تو وہ اس کو ضرر نہیں کرتی اور البتہ قید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ساتھ اکراہ کے یعنی جب جبر کی حالت میں کہے

تو اس سے طلاق نہیں پڑتی اور تعاقب کیا ہے اس کا بعض شارحوں نے کہ نہیں واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے اکراہ اور وہ اسی طرح ہے لیکن نہیں اعتراض ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اس واسطے کہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ ذکر قصے ابراہیم علیہ السلام کے استدلال کرنا اس پر کہ جو اکراہ کی حالت میں یہ کہے وہ اس کو ضرر نہیں کرتا واسطے قیاس کرنے کے اس چیز پر جو واقع ہوئی ہے ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے تو بادشاہ کے خوف سے کہا تھا کہ غالب ہوا اس پر واسطے سارہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کا حال یہ تھا کہ نہیں قریب ہوتے تھے بے خاوند والی عورت سے مگر ساتھ منگنی اور رضا مندی کے برخلاف خاوند والی کے کہ اس کو اس کے خاوند سے جبرا چھین لیتے تھے جب اس کو چاہتے، كما تقدم تقريره پس واسطے خوف کرنے کے سارہ رضی اللہ عنہا پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہ میری بہن ہے اور مراد رکھی برادری دین کی۔ (فتح)

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى.

باب ہے حکم طلاق کا زبردستی میں یا غصے کی حالت میں اور حکم جبر کیے گئے کے اور حکم نشے والی کے اور مجنون کے اور امروں ان کے کی کہ کیا دونوں کا حکم ایک ہے یا مختلف اور غلط اور بھول کی طلاق اور شرک وغیرہ میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ عملوں کا اعتبار ساتھ نیت کے ہے اور ہر ایک آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

فائدہ: شامل ہے یہ ترجمہ کئی احکام پر جمع کرتا ہے ان کو یہ کہ حکم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متوجہ ہوتا ہے اس آدمی پر جو عاقل ہو مختار ہو جان بوجھ کر کرنے والا ہو یا د کرنے والا ہو یعنی نہ بھولے سے اور شامل ہے اس کو استدلال ساتھ حدیث کے اس واسطے کہ جو عاقل مختار نہ ہو نہیں ہے واسطے اس کے کوئی نیت اس میں جو کہتا ہے یا کرتا ہے اور اسی طرح غلطی کرنے والا اور بھولنے والا اور جو جبر کیا گیا ہو کسی چیز پر اور اکراہ کے معنی ہیں زبردستی کرنا کہا گیا ہے اس کو یہ اس واسطے کہ بند کیا جاتا ہے او پر اس کے کام اس کا اور تنگ کیا جاتا ہے اس پر تصرف اس کا اور کہا بعض نے کہ وہ عمل کرنا ہے غصے کی حالت میں اور رد کیا ہے فارسی نے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ اغلاق کے معنی غصے کے ہیں اور کہا کہ اکثر لوگوں کی طلاق سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غصے ہی کی حالت میں ہوتی ہے اور اگر جائز رکھا جائے نہ واقع ہونا طلاق کا غصہ کی حالت میں تو البتہ جائز ہوتا واسطے ہر ایک کے کہ کہے ہر قصور میں کہ غصے کی حالت میں تھا اور مراد اس کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ غصے کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور وہ مروی ہے بعض متاخرین حنابلہ سے اور نہیں پایا گیا ہے یہ ان کے کسی متقدم سے پھر کہا گیا ہے کہ معنی اس کے یہی ہیں یعنی بدعی طلاق

دینی مطلق منع ہے اور مراد نفی ہے اس کے فعل سے نہ نفی اس کے حکم کی گویا کہ وہ کہتا ہے کہ طلاق دے واسطے سنت کے جیسا کہ حکم کیا ہے اس کو اللہ نے اور قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا والکرہ تو اس کو اغلاق پر معطوف کرنا ٹھیک نہیں مگر یہ کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہو کہ اغلاق کے معنی غضب کے ہیں اور احتمال ہے کہ یہ لفظ مکرہ ہو ساتھ صیغے مفعول کے تو تقدیر یہ ہوگی باب حکم الطلاق فی الاغلاق وحکم المکرہ والسکران والمجنون الخ اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ طلاق اس شخص کے جو جبر کیا گیا ہو سو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ ایک چیز ہے کہ بدلہ دیا ہے اس نے ساتھ اس کے اپنی جان اور یہی قول ہے اہل رائے کا اور ابراہیم نخعی سے اور بھی تفصیل آئی ہے کہ اگر مکرہ توریہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر توریہ نہ کرے تو واقع ہو جاتی ہے کہا شعبی نے کہ اگر جبر کرے اس پر چور تو طلاق واقع ہوتی ہے اور اگر زبردستی کرے اس پر بادشاہ تو واقع نہیں ہوتی اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور وجہ اس کی یہ ہے اس واسطے کہ چوروں کا حال یہ ہے کہ جو ان کی مخالفت کرے وہ اکثر اوقات اس کو مار ڈالتے ہیں برخلاف بادشاہ کے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو طلاق حالت اکراہ میں واقع ہو اس کا اعتبار نہیں ہے اور حجت پکڑی ہے عطاء نے ساتھ آیت نحل کے ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ﴾ کہا عطاء نے کہ شرک بڑا ہے طلاق سے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے اور تقریر کی ہے اس کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور سے کہ جب اللہ نے معاف کیا کفر کو اس شخص سے کہ بولے اس کو وقت مجبور ہونے کے اور ساقط کیا احکام کفر کو تو اسی طرح ساقط ہوگی مکرہ سے وہ چیز جو کفر سے کم ہے اس واسطے کہ جب بڑی چیز ساقط ہو تو ساقط ہوتی ہے وہ چیز جو اس سے کم تر ہے بطریق اولیٰ اور طرف اسی نکتہ کی اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ عطف شرک کے طلاق پر ترجمہ میں اور نشے والی کا حکم آئندہ آئے گا اور کبھی لاتا ہے نشے والا اپنی کلام اور کام جو نہیں لاتا ہے اس کو حالت صحت میں واسطے دلیل اس آیت کے ﴿حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ وہ شخص کہ جانے جو کہتا ہے تو نہیں ہوتا ہے وہ نشے کی حالت میں اور مجنون کا حکم بھی آئندہ آئے گا اور یہ جو کہا کہ غلط اور بھول طلاق اور شرک وغیرہ میں یعنی جب واقع ہو مکلف سے وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے شرک کو ساتھ غلطی کے یا بھول کے تو کیا حکم کیا جائے اس پر اس کے ساتھ اور جب کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر اس کے تو چاہیے کہ طلاق بھی اسی طرح ہو اور یہ جو کہا وغیرہ یعنی سوائے شرک کے جو اس سے کم ہے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ طلاق بھولنے سے دینے والے کے سو کہا حسن نے کہ طلاق پڑ جاتی ہے جیسے جان بوجھ کر طلاق دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے مگر یہ کہ شرط کرے سو کہا مگر یہ کہ بھولا یا جائے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نیز روایت کی ہے اس نے عطاء سے کہ وہ اس کو کچھ چیز نہیں دیکھتا تھا اور حجت پکڑتا تھا ساتھ حجت مرفوع کے جس کا ذکر آئندہ آتا ہے جیسے کہ ہم ان کی تقریر کریں گے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ بھول کر کہنے سے طلاق نہیں

پڑتی اور اسی طرح اختلاف کیا گیا ہے بیچ طلاق مخطی کے یعنی چوک جانے والے کے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور حنفیوں کا یہ قول ہے کہ جو ارادہ کرے اپنی عورت سے کچھ چیز کہنے کا اور اس کی زبان سبقت کرے سو کہا کہ مجھ کو طلاق ہے تو لازم آتی ہے اس کو طلاق یعنی اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے الغلط والنسیان طرف حدیث کی جو وارد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً کہ بے شک اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے بھول چوک کو اور جس پر مجبور کیے جائیں اس واسطے کہ برابری کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ تجاوز کے تینوں سے سو جس نے حمل کیا ہے تجاوز کو اوپر معاف ہونے گناہ کے خاص کر سوائے واقع ہونے کے اکراہ میں تو لازم آتا ہے یہ کہ کہے مثل اس کی بھول میں اور شرک کی طلاق میں بھی اختلاف ہے سو حسن اور قتادہ اور ربیعہ سے ہے کہ واقع نہیں ہوتی اور منسوب ہے یہ طرف مالک رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ واقع ہوتی ہے جیسا کہ صحیح ہے نکاح اس کا اور آزاد کرنا اس کا۔ (فتح)

وَتَلَا الشَّعْبِيُّ ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾.

اور پڑھا شعبی نے اللہ کے اس قول کو اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں یعنی یہ آیت ظاہر ہے اس میں کہ بھول یا چوک سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

وَمَا لَا يَجُوزُ مِنْ إِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ.

اور جو نہیں جائز ہے اقرار وسوسے والی کی سے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي أَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ أَبِكَ جُنُوْنٌ.

اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جس نے اپنی جان پر زنا کا اقرار کیا تھا کہ کیا تو دیوانہ ہے؟۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا جس کی شرح آئندہ آئے گی۔

وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

یعنی اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے میرے دونوں اونٹنیوں کی کوکھ چیر ڈالی سو شروع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کریں سو اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شراب سے مست ہے پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ البتہ وہ نشے میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔

فائدہ: اور یہ قوی تر دلیل ہے واسطے اس شخص کے جو نہیں مواخذہ کرتا نشے والے کو ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو اس سے حالت نشے میں طلاق وغیرہ سے اور اعتراض کیا ہے مہلب نے ساتھ اس طور کے کہ شراب اس وقت مباح تھی

پس اسی واسطے ساقط ہوا اس سے حکم اس چیز کا جس کے ساتھ وہ اس حال میں بولا اور اس کے اس اعتراض میں نظر ہے اس واسطے کہ حجت پکڑنی اس قصے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ عدم مؤاخذہ نشے والے کے ہے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو اس سے اور نہیں فرق ہے اس میں کہ شراب مباح ہو یا نہ ہو۔

وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ.

اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ہے واسطے دیوانہ کے اور نہ نشے والے کے طلاق۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَآئِزٍ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نشے والے اور جبر کیے گئے کی طلاق واقع نہیں ہوتی یعنی اس واسطے کہ نہیں عقل سکران کے جس کی عقل مغلوب ہے اور نہیں ہے اختیار واسطے مجبور کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اثر عثمان رضی اللہ عنہ کا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطے مدد چاہنے کے اس چیز پر جس پر علی رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے جو حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے یعنی نشے کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور یہی مذہب ہے عطاء اور ابوشعثاء اور طاؤس اور عکرمہ اور قاسم اور عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ان سے ساتھ سند صحیح کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ربیعہ اور لیث اور اسحاق اور مزنی اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اجماع ہے اس پر کہ طلاق معتوہ کی واقع نہیں ہوتی اور سکران معتوہ ہے اپنے نشے سے اور ایک جماعت تابعین کا یہ مذہب ہے کہ طلاق پڑ جاتی ہے یہ قول سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا اور حسن اور ابراہیم اور زہری اور شعبی کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے اوزاعی اور ثوری اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں صحیح واقع ہونا اس کا ہے اور حنبلیوں کے نزدیک اختلاف ہے لیکن ترجیح عکس میں ہے اور کہا ابن مرابط نے کہ جب یقین ہو کہ نشے والے کی عقل جاتی رہی تو نہیں لازم ہے اس کو طلاق نہیں تو لازم آتی ہے اور البتہ ٹھہرائی ہے اللہ نے حد نشے کی کہ باطل ہوتی ہے ساتھ اس کے نماز یہ کہ نہ جانے جو کہتا ہے اور نہیں انکار کرتا ہے اس تفصیل سے جو قائل ہے ساتھ عدم وقوع طلاق اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال کیا ہے اس نے جو کہتا ہے کہ واقع ہوتی ہے طلاق مطلق ساتھ اس طور کے کہ وہ گنہگار ہے ساتھ فعل اپنے کے نہیں دور ہوا اس سے خطاب ساتھ اس کے اور نہ گناہ اس واسطے کہ حکم کیا جاتا ہے وہ ساتھ قضا کرنے نمازوں وغیرہ کے اس قسم سے کہ واجب ہے اس پر پہلے واقع ہونے اس کے کی نشے میں اور جواب دیا ہے ابن منذر نے حجت پکڑنے سے ساتھ قضا نمازوں کے اس طرح کہ جو آدمی سوتا ہو اس پر نماز کا قضا کرنا واجب ہے اور نہیں واقع ہوتی ہے طلاق اس کی سو دونوں جدا جدا ہو گئے اور کہا ابن بطال نے کہ اصل سکران میں عقل ہے اور نشہ ایک چیز ہے

کہ اس کی عقل پر عارض ہوئی ہے سو جب تک کہ واقع ہو اس سے کوئی کلام مفہوم تو وہ محمول ہے اصل پر یہاں تک کہ ثابت ہو دور ہونا اس کی عقل کا۔ (فتح)

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ.

یعنی اور کہا عقبہ نے کہ نہیں جائز ہے طلاق وسوسہ والی کے یعنی نہیں واقع ہوتی اس واسطے کہ وسوسہ بات نفس کی ہے اور نہیں مواخذہ ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوتی ہے نفس میں کما سیاتی۔

وَقَالَ عَطَآءٌ إِذَا بَدَا بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ.

اور کہا عطاء نے کہ جب شروع کرے ساتھ طلاق کے تو واسطے اس کے ہے شرط اس کی۔

فائدہ: یعنی جیسے کہے ان دخلت الدار فانت طالق سو جب وہ گھر میں داخل ہو تو واقع ہوتی ہے طلاق جیسا کہ اس کے عکس میں ہے یعنی شرط کے مقدم مؤخر کرنے میں کچھ فرق نہیں۔

وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

کہا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو بتہ طلاق دی اگر باہر نکلے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر باہر نکلے گی تو اس سے جدا ہو جائے گی اور اگر نہ نکلے تو کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اگرچہ جو مسائل کہ البتہ کے ساتھ متعلق ہیں پہلے گزر چکے ہیں موافق ہونا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے واسطے جمہور کے اس میں کہ نہیں فرق ہے شرط میں کہ پہلے ہو یا پیچھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت اثر عطا کے کی اور اسی طرح جو اس کے بعد ہے اور البتہ روایت کی ہے سعید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا خلیہ اور بتہ میں کہ تین تین طلاق پڑتی ہے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِي طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِينِ فَإِنْ سَمَّى أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جُعِلَ ذٰلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ.

اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں پوچھا جائے اس سے جو اس نے کہا اور گرہ دے اس پر اپنے دل کو جب اس نے یہ قسم کھائی سو اگر نام لے کسی مدت کا جو ارادہ کی ہو اور اس پر اپنے دل کو گرہ دی ہے یعنی اس کو اپنے دل میں پکی طرح سے ٹھہرایا ہو جب کہ اس نے قسم کھائی تو ٹھہرایا جائے یہ اس کے دین اور امانت میں یعنی اس کی تصدیق کی جائے اور اس کا معاملہ اللہ پر رہا۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ قَالَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِي طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْأَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِينِ فَإِنْ سَمَّى أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِينَ حَلَفَ جُعِلَ ذٰلِكَ فِي دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ.

اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں جو کہے کہ اگر میں ایسا نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں پوچھا جائے اس سے جو اس نے کہا اور گرہ دے اس پر اپنے دل کو جب اس نے یہ قسم کھائی سو اگر نام لے کسی مدت کا جو ارادہ کی ہو اور اس پر اپنے دل کو گرہ دی ہے یعنی اس کو اپنے دل میں پکی طرح سے ٹھہرایا ہو جب کہ اس نے قسم کھائی تو ٹھہرایا جائے یہ اس کے دین اور امانت میں یعنی اس کی تصدیق کی جائے اور اس کا معاملہ اللہ پر رہا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنْ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيكِ نِيَّتُهُ.

اور کہا ابراہیم نے کہ اگر کہے کہ تجھ میں حاجت نہیں تو مراد اس کی نیت پر یعنی اگر اس کی طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوتی ہے طلاق نہیں تو واقع نہیں ہوتی۔

وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ.

اور طلاق ہر قوم کی اپنی زبان سے ہے۔

فائدہ: ابراہیم سے روایت ہے کہ طلاق عجمی کی اپنی زبان سے جائز ہے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ اگر مرد فاسی زبان میں طلاق دے تو اس کو لازم ہوتی ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ.

کہا قتادہ نے کہ جب کہے کہ جب تو حاملہ ہو تو تجھ کو تین طلاقیں ہیں تو صحبت کرے اس سے نزدیک ہر طہر کے یعنی اس کو جائز ہے کہ ہر طہر میں اس سے ایک بار صحبت کرے پھر جب اس کا حمل ظاہر ہو تو بائن ہو جاتی ہے یعنی اس پر طلاق پڑ جاتی ہے۔

فائدہ: روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے قتادہ سے مثل اس کی لیکن اس میں ہے کہ صحبت کرے اس سے ہر طہر میں ایک بار پھر اس سے باز رہے یہاں تک کہ پاک ہو اور ذکر کیا باقی کو مثل اس کی اور حسن سے مروی ہے کہ صحبت کرے اس سے جب پاک ہو حیض سے پھر باز رہے اس سے دوسرے حیض سے پاک ہوے تک وعلی هذا القیاس اور کہا ابن سیرین نے کہ جائز ہے واسطے خاوند کے صحبت کرنے اس سے یہاں تک کہ حاملہ ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور مختلف ہے روایت مالک رحمہ اللہ سے سو قاسم کی روایت میں ہے کہ اگر تعلیق کے بعد ایک بار اس سے صحبت کرے تو اس کو طلاق پڑ جاتی ہے برابر ہے کہ اس کے ساتھ اس کا حمل ظاہر ہو یا نہ ہو اور اگر صحبت کرے اس

طہر میں جس میں یہ اس کو کہا ہے بعد وطی ء کے تو اسی وقت طلاق پڑ جاتی ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا طحاوی نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جب واقع مثل اس کی بیچ تعلیق عتق کے تو نہیں واقع ہوتا ہے عتق مگر جب کہ پائی جائے شرط اور طلاق بھی اسی طرح ہے سو چاہیے کہ اسی طرح ہو۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ نِيَّتُهُ.

اور کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب کہے اپنی عورت سے کہ اپنے گھر والوں میں جامل تو اعتبار اس کی نیت کا ہے یعنی اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہوتی ہے نہیں تو نہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس مرد کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے باہر نکل جا اپنے رحم کو پاک کر چلی جا مجھ کو تیری حاجت نہیں تو یہ طلاق ہے اگر طلاق کی نیت کرے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ طلاق حاجت اسے اور عتاق وہ چیز ہے کہ اس کے ساتھ اللہ کی رضا مندی سے مقصود ہے یعنی نہیں لائق ہے واسطے کسی مرد کے کہ طلاق دے اپنی عورت کو مگر وقت حاجت کے مانند نشوز یعنی سرکشی کے برخلاف غلام آزاد کرنے کے کہ وہ ہمیشہ مطلوب ہے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِنْ قَالَ مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِيْ نِيَّتُهُ وَإِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى.

یعنی اور کہا زہری نے کہ اگر کہے کہ تو میری عورت نہیں تو اس کی نیت معتبر ہے اور اگر طلاق کی نیت کرے تو جو اس نے نیت کی یعنی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب اس کو روبرو کہے اور مراد طلاق رکھے تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ابراہیم سے روایت ہے کہ اگر مکرر کہے تو نہیں دیکھتا میں اس کو مگر طلاق اور توقف کیا ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا لیث نے کہ وہ جھوٹ ہے اور کہا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں واقع ہوتی ساتھ اس کے طلاق۔ (فتح)

وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ.

اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کیا تو نے نہیں جانا کہ اٹھایا گیا ہے قلم تین آدمیوں سے ایک مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے اور دوسرے لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو تیسرے سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور

وہ حاملہ تھی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کو سنگسار کریں تو علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ کیا تجھ کو خبر نہیں پہنچی کہ تین شخصوں سے قلم اٹھایا گیا اور لیا ہے ساتھ مقتضی اس حدیث کے جمہور نے لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ طلاق لڑکے کے سو ابن مسیب رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لازم ہوتی ہے اس کو طلاق جب کہ اس کو تمیز ہو اور حد اس کی نزدیک احمد رحمہ اللہ کے یہ ہے کہ روزہ رکھ سکے اور نماز کی گنتی کو یاد رکھے اور عطاء سے ہے کہ جب بارہ برس کو پہنچے اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب احتلام کے قریب ہو۔

وَقَالَ عَلِيٌّ وَّكُلُّ الطَّلَاقِ جَآئِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ.

یعنی اور کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ طلاق جائز ہے یعنی واقع ہو جاتی ہے مگر طلاق معتوہ کی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ معتوہ کے کم عقل اور بے وقوف ہے پس داخل ہوگا اس میں لڑکا اور دیوانہ اور مست شراب سے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جو اس سے صادر ہو اس کا اعتبار نہیں اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے اور شعبی اور ابراہیم وغیرہ سے بھی یہی روایت ہے کہ معتوہ کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

٤٨٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ إِذَا طَلَّقَ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

۴۸۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے معاف کیا ہے میری امت سے جو خیال کہ ان کے دل میں گزرے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اس کو نہ بولے یعنی جس برے کام کا خطرہ دل میں گزرے سو معاف ہے اس کا گناہ ثابت نہیں ہوتا اور اگر اس کو منہ سے نکالا یا ویسا کام کیا تو گناہ ثابت ہوا، قتادہ نے کہا کہ جب اپنے جی میں طلاق دے تو وہ کچھ چیز نہیں۔

فائدہ: اور یہ حدیث حجت ہے اس میں کہ نہیں واقع ہوتی ہے طلاق وسوسہ والے کی اور مجنون اور معتوہ کی طلاق بطریق اولیٰ واقع نہیں ہوگی اور حجت پکڑی ہے طحاوی نے ساتھ اس حدیث کے واسطے جمہور کے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے انت طالق تو طلاق والی ہے اور اپنے جی میں تین طلاق کی نیت کرے تو نہیں واقع ہوتی ہے مگر ایک طلاق برخلاف شافعی رحمہ اللہ کے اور جو اس کے موافق ہے کہا طحاوی نے اس واسطے کہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واقع ہونا طلاق کا ساتھ نیت کے کہ نہ ہو ساتھ اس کے لفظ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس نے زبان سے طلاق کا لفظ بولا ہے اور نیت کی ہے اس نے جدائی پوری کی پس وہ نیت ہے کہ اس کے ساتھ لفظ بھی ہے اور نیز حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے اس شخص کے حق میں جو اپنی

عورت سے کہے اے فلانی اور نیت کرے ساتھ اس کے طلاق کی کہ اس پر طلاق نہیں پڑتی خلاف ہے واسطے مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے اس واسطے کہ طلاق نہیں واقع ہوتی ہے ساتھ نیت کے سوائے لفظ کے اور نہیں لایا ہے کوئی صیغہ طلاق کا نہ صریح اور نہ کنایہ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو طلاق کو لکھے اس کی عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے اس واسطے کہ اس نے دل سے نیت کی ہے اور لکھنے کے ساتھ عمل کیا ہے اور یہ قول جمہور کا ہے اور شرط کیا ہے مالک نے گواہ کرنا اوپر اس کے اور حجت پکڑی گئی ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ جب اپنے دل میں طلاق دے تو طلاق پڑ جاتی ہے گو زبان سے نہ بولے اور یہ مروی ہے ابن سیرین اور زہری سے اور ایک روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور قوی کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ اس طور کے کہ جو اپنے دل میں کفر کا اعتقاد کرے کافر ہو جاتا ہے اور جو گناہ پر اصرار کرے گنہگار ہوتا ہے اور اسی طرح اپنے عمل کو دکھلانے والا اور خود پسند اور اسی طرح جو مسلمان کو اپنے دل میں حرام کاری کی تہمت لگائے اور یہ سب دل کے عمل ہیں سوائے زبان کے یعنی پس چاہیے کہ طلاق بھی اسی طرح ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ دل کے خیال کا معاف ہونا اس امت کے فضائل سے ہے اور جو کفر پر اصرار کرے وہ ان میں سے نہیں ہے یعنی اس امت میں داخل نہیں اور ساتھ اس طور کے کہ گناہ پر اصرار کرنے والا گنہگار وہ شخص ہے جو پہلے کر چکا ہو نہ وہ شخص جس نے کبھی گناہ نہیں کیا اور بہر حال ریا اور خود پسندی وغیرہ پس سب یہ عملوں کے متعلق ہیں اور حجت پکڑی ہے خطابی نے ساتھ اجماع کے اس پر کہ جو دل میں ظہار کی نیت کرے وہ مظاہر نہیں ہوتا اور اسی طرح طلاق ہے اور اسی طرح خیال کرے اپنے دل میں تہمت لگانے کا تو نہیں ہوتا ہے قاذف اور اگر دل کا خیال تاثیر کرنے والا ہوتا تو البتہ باطل کرتا نماز کو اور البتہ دلالت کی ہے حدیث صحیح نے اس پر کہ ترک کرنا خیال کا مستحب ہے سو اگر واقع ہو تو نہیں باطل ہوتی ہے نماز اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی نماز میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ میں نماز کے اندر اپنے لشکر کا سامان درست کرتا ہوں یعنی نماز کے اندر میرے دل میں لشکر کے سامان کا خیال گزرتا ہے اور یہ جو قتادہ نے کہا کہ جو اپنی عورت کو دل میں طلاق دے اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی تو یہی قول ہے جمہور کا اور مخالف ہوا ہے ان کو ابن سیرین اور ابن شہاب۔ (فتح)

۴۸۶۵۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ

۴۸۶۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد قبیلہ اسلم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ آپ مسجد میں تھے سو کہا میں نے زنا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے جس طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیرا تو اس نے اپنے اوپر چار بار گواہی دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تجھ کو جنون ہے، کیا تو شادی شدہ

فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ هَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ أَنْ يُّرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ.

ہے؟ اس نے کہا ہاں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو عید گاہ میں سنگسار کیا جائے سو جب اس کو پتھر لگے تو بھاگا یہاں تک کہ پتھریلی زمین میں پایا گیا اور مارا گیا۔

فائدہ: أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ یعنی پہنچے اس کو پتھر اپنی تیزی سے۔

۴۸۶۶ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ مِّنْ أَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْأٰخِرَ قَدْ زَنٰى يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْأٰخِرَ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ.

۴۸۶۶ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد اسلم کے قبیلے سے حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں تھے سو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا سو کہا یا حضرت! بدبخت نے زنا کیا ہے مراد رکھتا تھا وہ اپنے آپ کو سو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے اس جہت کا جس طرف حضرت ﷺ نے منہ پھیرا سو کہا کہ یا حضرت! کمینے نے زنا کیا ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا تو قصد کیا اس نے اس طرف کا جس طرف آپ نے منہ پھیرا اور یہ آپ سے کہا پھر حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا سو قصد کیا اس نے طرف حضرت ﷺ کی چوتھی بار سو جب اس نے اپنے اوپر چار بار گواہی دی تو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس نے کہا نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور پتھروں سے مار ڈالو اور وہ شادی شدہ تھا۔ زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو جس نے سنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا تھا میں ان لوگوں میں جنہوں نے اس کو سنگسار کیا سو ہم نے اس کو مدینے کی عید گاہ میں سنگسار کیا سو جب اس کو پتھر لگے تو بھاگا یہاں تک کہ ہم نے اس کو پتھریلی زمین میں پایا سو ہم نے اس کو سنگسار کیا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی اور مراد اس سے وہ چیز ہے جس کی طرف ترجمہ میں اشارہ کیا ہے آپ کے اس قول سے کہ کیا تجھ کو جنون ہے؟ اس واسطے کہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ اگر وہ دیوانہ ہوتا تو اس کے اقرار کے ساتھ عمل نہ کیا جاتا اور معنی استفہام کے یہ ہیں کہ کیا تجھ کو جنون تھا یا تو کبھی دیوانہ ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں ہوتا ہے اور یہ اس واسطے کہا کہ وہ گفتگو کے وقت ہوش میں تھا اور احتمال ہے کہ خطاب اس کو کیا ہو اور مراد استفہام عام لوگوں سے ہو جو موجود تھے اور اس کے حال کو پہچانتے تھے وسیاتی بسطہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ الْخُلْعِ. باب ہے خلع کے بیان میں۔

فائدہ: خلع ساتھ ضمہ خا اور جزم لام کے جدا ہونا عورت کا ہے مال پر یعنی عورت سے طلاق دینے کے عوض میں مال لینا ماخوذ ہے خلع ثوب سے یعنی اتارنے کپڑے کے سے اس واسطے کہ عورت لباس ہے مرد کا معنی میں اور ضمہ دیا گیا ہے مصدر اس کا واسطے تفرقہ کے درمیان حسی اور معنوی کے اور اجماع کیا ہے علماء نے اوپر مشروع ہونے اس کے کی مگر بکر بن عبداللہ مزنی تابعی مشہور اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے اپنی عورت سے اس کے چھوڑنے کے بدلے میں کچھ چیز واسطے دلیل اس قول کے ﴿فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ کہ اس میں سے کچھ نہ لے سو وارد کیا ہے علماء نے اس پر یہ قول اللہ کا ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ کہ نہیں گناہ دونوں پر اس چیز میں کہ بدلائے ساتھ اس کے عورت سے اس نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ منسوخ ہے ساتھ آیت نساء کے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اور تعاقب کیا گیا ہے باوجود شاذ ہونے اس کے کی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ نیز سورۂ نساء میں ہے ﴿فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكُلُوْهُ﴾ وَبقوله ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا﴾ الآیۃ اور ساتھ حدیث کے اور شاید وہ اس کے نزدیک ثابت نہیں ہوئی یا اس کو نہیں پہنچی اور قرار پایا ہے اجماع نے اس کے بعد اوپر معتبر ہونے اس کے کی اور یہ کہ آیت نساء کی مخصوص ہے ساتھ آیت بقرہ کے اور ساتھ پچھلی دونوں آیتوں نساء کے جو اوپر مذکور ہیں اور ضابطہ اس کا شرع میں جدا ہونا مرد کا ہے اپنی بیوی سے ساتھ خرچ کرنے کے جو قابل ہے واسطے عوض کے کہ حاصل ہوتا ہے واسطے جہت خاوند کے اور وہ مکروہ ہے مگر بیچ خوف کرنے کے اس سے کہ نہ قائم رکھیں گے دونوں ایک ان میں سے جس کے ساتھ وہ مامور ہے اور کبھی پیدا ہوتا ہے یہ کراہت عشرہ سے یا بسبب بد خوئی کے یا بسبب بدصورتی کے اور اسی طرح دور ہوتی ہے کراہت جب کہ دونوں کو خلع کی حاجت ہو واسطے اس خوف کے کہ انجام کو بینونت کبریٰ تک نوبت پہنچے۔ (فتح)

وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ. اور کس طرح ہے طلاق بیچ اس کے۔

فائدہ: یعنی کیا واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ مجرد خلع کے یا نہیں واقع ہوتی یہاں تک کہ ذکر کرے طلاق کو یا ساتھ لفظ کے یا ساتھ نیت کے اور جب واقع ہو خلع مجرد طلاق سے لفظاً یا نیۃً تو اس میں علماء کے تین قول ہیں اور یہ قول ہیں

واسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جس پر اس کی اکثر جدید کتابوں میں نص ہے یہ ہے کہ خلع طلاق ہے اور یہی ہے قول جمہور کا پس جب واقع ہو ساتھ لفظ خلع کے اور جو لفظ اس سے نکلتا ہے تو ناقص ہوتا ہے عدد اور اسی طرح اگر واقع ہو ساتھ غیر لفظ اس کے کی مقرون ساتھ نیت کے اور البتہ نص کی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے املاء میں کہ وہ صریح طلاق میں سے ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ وہ ایک لفظ ہے نہیں مالک ہے اس کا مگر خاوند سو ہوگا طلاق اور اگر فسخ ہوتا تو البتہ نہ جائز ہوتا اوپر غیر طلاق کے مانند اقالہ کی لیکن جمہور کا یہ قول ہے کہ جائز ہے ساتھ ہر چیز کے خواہ تھوڑی ہو یا بہت سو دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ طلاق ہے دوسرا اور یہ شافعی کا قدیم قول ہے کہ وہ فسخ ہے طلاق نہیں اور صحیح ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مروی ہے یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ اور عکرمہ اور طاؤس سے اور یہ مذہب مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور بیان کریں گے ہم باب کی حدیث میں شرح جو اس کو قوی کرتا ہے اور مشکل جانا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو عورت کے اختیار کو اس کے ہاتھ میں دے اور نیت طلاق کی کرے اور عورت اپنے آپ کو طلاق دے اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ محل خلاف کا وہ ہے جب کہ نہ واقع ہو لفظ طلاق کا اور نہ نیت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے لفظ خلع کا صریح جو قائم مقام ہے اس کے الفاظ سے ساتھ نیت کے کہ وہ نہیں ہوتا ہے فسخ کہ واقع ہو ساتھ اس کے جدائی اور نہیں واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے طلاق اور اختلاف کیا ہے شافعیوں نے اس میں جب کہ نیت کرے ساتھ خلع کے طلاق کی اور فرع کریں ہم اس پر کہ وہ فسخ ہے کہ کیا طلاق واقع ہے یا نہیں اور ترجیح دی ہے امام نے عدم وقوع کو اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ صریح ہے اپنے باب میں پایا گیا ہے نافذ ہونے والا اپنے محل میں سو نہ منصرف ہوگا ساتھ نیت کے طرف غیر اس کے کی اور تصریح کی ہے ابو حامد اور اکثر نے ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور نقل کیا ہے اس کو خوارزمی نے نص قدیم سے کہا وہ فسخ ہے نہیں کم کرتا طلاق کے عدد کو مگر یہ کہ نیت کریں دونوں ساتھ اس کے طلاق کی اور خدشہ کرتا ہے اس چیز میں جو اختیار کیا ہے امام نے یہ کہ نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو اس پر کہ جب خلع کے ساتھ طلاق کی نیت کرے تو طلاق واقع ہوتی ہے اور محل خلاف کا اس صورت میں ہے جب کہ نہ تصریح کرے ساتھ طلاق کے اور نہ اس کی نیت کرے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو اس کے ساتھ بالکل جدائی واقع نہیں ہوتی اور نص کی ہے اس پر شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ام میں اور قوی کیا ہے اس کو سبکی نے متاخرین میں سے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا إِلَّآ أَنْ يَّخَافَآ أَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿الظّٰلِمُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے واسطے تمہارے یہ کہ لو تم اس چیز سے کہ دی ہے تم نے عورتوں کو کچھ ظالمون تک۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے الایۃ یعنی اخیر آیت تک اور ساتھ ذکر کرنے اس کے کی ظاہر ہو گی تمام مراد اور وہ ساتھ قول اللہ کے ہے ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ اس شرط کے جو کہتا ہے کہ خلع منع ہے مگر جب کہ حاصل ہو خلاف میاں بیوی دونوں سے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ. اور جائز رکھا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلع کو بغیر بادشاہ کے

فائدہ: یعنی بغیر اجازت اس کے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ اس میں اختلاف ہے سو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے خلع بغیر بادشاہ کے اور رد کیا ہے اس کو طحاوی نے ساتھ اس کے کہ یہ قول شاذ ہے مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس پر جم غفیر ہے اور باعتبار قیاس کے بھی کہ طلاق جائز ہے سوائے حاکم کے پس اسی طرح خلع بھی جائز ہو گا پھر یہ قول جس کی طرف حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ گیا ہے مبنی ہے اس پر کہ وجود خلاف کا شرط ہے خلع میں اور جمہور اس کے برخلاف ہیں اور لیا ہے اس بات کو حسن رحمۃ اللہ علیہ نے زیاد سے جب کہ وہ معاویہ کی طرف سے کوفے کا حاکم تھا، میں کہتا ہوں اور زیادہ اس لائق نہیں کہ اس کی پیروی کی جائے۔

وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَأْسِهَا. اور جائز رکھا ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے عورت سے خلع میں ہر چیز سوائے ڈوری کے جس سے سر کے بالوں کو باندھا جاتا ہے۔

فائدہ: ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ خلع کیا میں نے اپنے خاوند سے ساتھ ہر چیز کے سوائے عقاص سر اپنے کے یعنی سب چیزیں اس کو دے دی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھی اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لے مرد خلع والی عورت سے ہر چیز یہاں تک کہ اس کے سر کے بال باندھنے کا دھاگا بھی اور قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ جب کوئی عورت سے خلع کرے تو اس کو جائز ہے کہ لے اس سے زیادہ اس چیز سے کہ دے پھر پڑھی یہ آیت ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ اور اس کی سند صحیح ہے اور ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ میرے اور میرے خاوند کے درمیان کچھ گفتگو تھی اور وہ میرے چچا کا بیٹا تھا سو میں نے اس سے کہا کہ واسطے تیرے سب چیز ہے اور مجھ کو چھوڑ دے اس نے کہا کہ میں نے کیا جو تو کہتی ہے سو اس نے سب چیز لے لی یہاں تک کہ میرا بستر بھی سو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور وہ گھر میں گھیرے ہوئے تھے یعنی وقت بلوے کے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شرط لازم ہے پکڑ ہر چیز سوائے عقاص سر اس کے کی کہا ابن بطال نے جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے خلع میں اکثر اس چیز سے کہ اس کو دے، کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو منع کرتا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے لیکن خصلتوں میں سے نہیں اور جو کہتا ہے کہ زیادہ نہ لے اس کا بیان آئندہ آئے گا۔

وَقَالَ طَاوُسٌ ﴿إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُوْدَ اللهِ﴾ فِيْمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَآءِ لَا يَحِلُّ حَتّٰى تَقُوْلَ لَا أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ.

یعنی کہا طاؤس نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں مگر یہ کہ دونوں ڈریں کہ قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کے احکام کو یعنی اس چیز میں کہ فرض کی گئی ہے واسطے ہر ایک کے دونوں میں سے اپنے ساتھی پر گزران اور ساتھ رہنے میں اور نہیں کہا طاؤس نے قول بے وقوفوں کا کہ نہیں حلال ہے خلع یہاں تک کہ کہے عورت کہ نہیں نہاؤں گی میں واسطے تیری جنابت کے سبب سے یعنی خاوند کو صحبت کرنے سے منع کرے یعنی بلکہ جائز رکھا ہے طاؤس نے خلع کو جب کہ نہ قائم ہو عورت ساتھ اس چیز کے کہ فرض کی گئی ہے اوپر اس کے واسطے خاوند اس کے کی گزران اور صحبت میں۔

فائدہ: لم یقل کا قائل ابن طاؤس ہے اور جس سے نفی حکی ہے وہ اس کا باپ ہے طاؤس، اور اشارہ کیا ہے ابن طاؤس نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ آئی ہے غیر طاؤس سے کہ بدلہ لینا جائز نہیں یہاں تک کہ بے فرمانی کرے عورت مرد کی اس چیز میں کہ مطلوب ہے اس کو اس سے یہاں تک کہ کہے کہ نہیں نہاؤں گی میں واسطے تیرے جنابت کے سبب سے اور وہ منقول ہے شعبی سے اور اسی طرح مروی ہے حسن سے اس آیت کی تفسیر میں اور ظاہر یہ ہے کہ جو حسن رحمہ اللہ وغیرہ سے منقول ہے وہ بطور مثال کے ہے نہ یہ کہ وہ شرط ہے جواز خلع میں اور قاسم سے بھی طاؤس کے قول کے موافق مروی ہے اور عروہ سے روایت ہے کہ نہیں حلال ہے واسطے اس کے بدلہ لینا یہاں تک کہ کہ فساد عورت کی طرف سے ہو اور شعبی کے قول کے موافق نہ کہتا تھا۔ (فتح)

٤٨٦٧ ـ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَّلٰكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ

۴۸۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس کا باغ اس کو پھیر دے گی؟ یعنی جو باغ اس نے تجھ کو مہر میں دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبول کر لے باغ کو اور اس کو چھوڑ دے طلاق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُتَابَعُ فِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

دے کر۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی یعنی نہیں چاہتی کہ میں اس کی جدائی کو واسطے بدخوئی اس کی کے اور نہ واسطے نقصان دین اس کے کی لیکن مجھ کو اس سے عداوت اور بغض ہے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس نے کوئی ایسی چیز نہیں کی ہے جو شکایت کو تقاضا کرے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ اس نے اس کا ہاتھ توڑ ڈالا تھا سو محمول ہوگا اس پر کہ اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہ بدخو ہے لیکن وہ اس کو اس کے سبب سے عیب نہیں کرتی بلکہ اور چیز ہے اور اسی طرح واقع ہوا ہے بیچ قصے حبیبہ بنت سہل کے نزدیک ابو داؤد کے کہ اس نے اس کو مارا سو اس کا کوئی جوڑ توڑ ڈالا لیکن دونوں میں سے کسی نے اس سبب سے شکایت نہ کی بلکہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اور سبب کے اور وہ یہ ہے کہ ثابت پست قد اور ٹھنگے تھے سو ابن ماجہ میں ہے کہ حبیبہ سہل کی بیٹی ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی اور وہ مرد پس قد تھے سو اس عورت نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو جب مجھ پر داخل ہوتا تو میں اس کے منہ پر تھوک دیتی اور عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ میری خوبصورتی کو دیکھتے ہیں اور ثابت ٹھنگنا مرد ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلا خلع جو اسلام میں ہوا یہ ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میرا اور ثابت کا سر کبھی جمع نہیں ہوگا میں نے خیمہ کا کنارہ اٹھایا سو میں نے اس کو دیکھا سامنے سے آیا چند آدمیوں میں ان سب میں زیادہ تر سیاہ تھا اور زیادہ تر ٹھنگنا اور زیادہ تر بدصورت تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسکا باغ اس کو پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں! اور اگر چاہے تو میں زیادہ بھی دیتی ہوں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کرائی اور یہ جو کہا کہ میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں یعنی میں برا جانتی ہوں یہ کہ اگر اس کے پاس رہوں یہ کہ واقع ہوں اس چیز میں کہ تقاضا کرے کفر کو اور منفی ہوئی یہ بات کہ اس نے ارادہ کیا ہو کہ باعث ہو ثابت اس کو کفر پر اور حکم کرے اس کو ساتھ اس کے نفاق کے ساتھ قول اس عورت کے کہ میں اس کی خوش خلقی اور دینداری میں عیب نہیں کرتی پس متعین ہوگا حمل کرنا اس چیز پر جو ہم نے کہی اور روایت جریر بن حازم کی باب کے اخیر میں اس کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں آیا ہے کہ مگر میں کفر سے ڈرتی ہوں گویا کہ اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ البتہ باعث ہوا اس کو سخت مکروہ جاننا اس کا ثابت کو اوپر ظاہر کرنے کفر کے تاکہ ٹوٹ جائے نکاح اس کا اس سے اور وہ پہچانتی تھی کہ یہ حرام ہے لیکن وہ ڈری کہ باعث ہو اس کو

شدت بغض کی اوپر واقع ہونے کے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ ہو مراد اس کی ساتھ کفر کے ناشکری خاوند کی اس واسطے کہ وہ تقصیر ہے عورت کی خاوند کے حق میں اور کہا طیبی نے معنی یہ ہیں کہ میں ڈرتی ہوں اپنے اوپر اسلام میں اس چیز کو جو اس کے حکم کے مخالف ہے نشوز وغیرہ سے اس قسم سے کہ امید کی جاتی ہے جوان عورت خوبصورت سے جو اپنے خاوند سے دشمنی رکھتی ہو جبکہ ہو ساتھ ضد کے عورت کی طرف سے سو جو مقتضی اسلام کے مخالف ہے اس نے اس کو کفر بولا اور احتمال ہے کہ اس کی کلام میں اضمار ہو یعنی میں برا جانتی ہوں کفر کے لوازم کو عداوت اور خلاف اور جھگڑے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے کھجوروں کے باغ پر نکاح کیا تھا اور یہ جو کہا کہ قبول کر باغ کو تو یہ امر ارشاد اور اصلاح کے واسطے ہے نہ واسطے ایجاب کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اس کو وہ باغ پھیر دیا اور حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ جدائی عورت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خلع طلاق نہیں ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو اس کو ثابت کرے یا اس کی نفی کرے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا قول کہ اس کو طلاق دے احتمال ہے کہ ارادہ کیا جائے طلاق اس کی کا اوپر اس کے پس ہو گی طلاق صریح اوپر عوض کے اور نہیں ہے بحث بیچ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو اس صورت میں ہے کہ جب واقع ہوا لفظ خلع کا یا جو اس کے حکم میں ہو بغیر تعرض کے واسطے طلاق کے صراحت سے یا کنایت سے کیا ہوتی ہے طلاق یا فسخ؟ اور اسی طرح نہیں ہے اس میں تصریح ساتھ اس کے کہ خلع طلاق ہے پہلے واقع ہوا تھا یا پیچھے یا بالعکس ہاں باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اس نے اس کو پھیر دیا اور حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا اس نے اس کو طلاق دی اور نہیں ہے صریح بیچ مقدم کرنے عطیہ کے اوپر حکم طلاق کے بلکہ یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ ہو مراد کہ اگر تجھ کو باغ پھیر دے تو اس کو طلاق دے دے۔ (فتح)

٤٨٦٨ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ بِهٰذَا وَقَالَ تَرُدِّيْنَ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهُ يُطَلِّقُهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلِّقْهَا وَعَنْ أَيُّوْبَ بْنِ أَبِيْ تَمِيْمَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

٤٨٦٨۔ حدیث بیان کی ہم سے اسحاق واسطی نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے خالد نے خالد حذاء سے اس نے روایت کی عکرمہ سے کہ عبداللہ بن اُبی منافق کی بہن ساتھ حدیث مذکور کے پھر بیان کیا اختلاف کو کہ حدیث کے متن میں ہے اور فرمایا کہ کیا تو اس کے باغ کو پھیر دے گی اس نے کہا ہاں سو اس نے وہ باغ اس کو پھیر دیا اور حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ اس کو طلاق دے اور کہا ابراہیم بن طہمان نے خالد سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے حضرت ﷺ سے اور اس کو طلاق دی اور روایت ہے ابن ابی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَا أُعْتِبُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَّلَا خُلُقٍ وَّلٰكِنِّيْ لَا أُطِيْقُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ قَالَتْ نَعَمْ.

تمیمہ سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں نہیں عیب کرتی ہوں ثابت کے دین اور خلق میں لیکن نہیں طاقت رکھتی میں اس کے بغض سے یعنی میری اور اس کی موافقت نہیں ہو سکتی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں۔

٤٨٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُوْ نُوْحٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَنْقِمُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَّلَا خُلُقٍ إِلَّا أَنِّيْ أَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا.

۴۸۶۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ نہیں عیب لگاتی میں ثابت کو دین میں اور نہ خلق میں مگر میں کفر سے ڈرتی ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کو اس کا باغ پھیر دے گی؟ اس نے کہا ہاں! سو اس نے اس کو باغ پھیر دیا اور حکم کیا اس کو سو اس نے اس کو جدا کر دیا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ جَمِيْلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد نے ابو ایوب سے اس نے روایت کی عکرمہ سے کہ جمیلہ، پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف اس بات کی کہ اختلاف کیا گیا ہے بیچ موصول ہونے اس حدیث کے اور مرسل ہونے اس کے کی سو متفق ہوا ہے ابراہیم بن طہمان اور جریر اوپر موصول کرنے اس کے کی اور مخالفت کی ہے ان دونوں کی حماد بن زید نے سو کہا ایوب نے عکرمہ سے مرسلا اور بخاری رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے تو اس سے کئی فائدے نکلتے ہیں ایک یہ کہ جب وصل کرنے والے راوی بہت ہوں اور مرسل بیان

کرنے والے تھوڑے ہوں تو مقدم کیا جاتا ہے وصل کرنے والا اگرچہ مرسل بیان کرنے والا زیادہ تر حافظ ہو اور نہیں لازم آتا اس سے مقدم ہونا روایت واصل کا مرسل بیان کرنے والے پر ہمیشہ اور ایک یہ کہ جب نہ ہو راوی ضبط کے اعلیٰ درجے میں اور موافقت کرے اس کی جو اس کی مثل ہو تو قوت پا جاتا ہے اور دونوں روایتیں متقن کی روایت کے برابر ہو جاتی ہیں اور ایک یہ کہ صحیح کی حدیثوں میں تفاوت ہے بعض حدیث صحیح ہے اور بعض اصح اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے کہ جب فقط عورت کی طرف سے مخالفت پیدا ہو تو جائز ہے خلع اور فدیہ اور یہ کہ نہیں مقید ہے یہ ساتھ اس کے کہ دونوں کی طرف سے مخالفت پائی جائے اور یہ کہ مشروع ہے یہ جب کہ برا جانے عورت مرد کے ساتھ رہنے کو اگرچہ مرد اس کو برا نہ جانے اور نہ دیکھے عورت سے وہ چیز جو تقاضا کرے اس کے فراق کو اور کہا ابو قلابہ اور محمد بن سیرین نے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے بدلہ لینا عورت سے مگر یہ کہ اس کے پیٹ پر کسی اجنبی مرد کو دیکھے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ان سے اور شاید یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی اور استدلال کیا ہے ابن سیرین نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بقرہ کی آیت نے تفسیر کیا ہے مراد کو ساتھ اس کے باوجود اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے توجیہ اس کی جو ابن سیرین نے کہا اور وہ خاص کرنا ہے اس کا ساتھ اس صورت جب کہ ہو مخالف مرد کی طرف سے ساتھ اس طور کے کہ مرد اس کو برا جانے اور عورت اس کو برا نہ جانے پس تنگ کرے اس کو تا کہ اس سے بدلے میں مال لے سو واقع ہوئی نہی اس سے مگر یہ کہ اس کو بے حیائی پر دیکھے اور نہ پائے گواہ اور نہ چاہے کہ اس کو لوگوں میں رسوا کرے پس جائز ہے اس وقت کہ بدلہ لے اس سے اور لے اس سے جس پر دونوں راضی ہوں اور اس کو طلاق دے سو نہیں ہے اس میں مخالفت حدیث کی اس واسطے کہ حدیث وارد ہوئی ہے اس صورت میں جب کہ ہو کراہت عورت سے اور اختیار کیا ہے ابن منذر نے کہ نہیں جائز ہے یہاں تک کہ واقع ہو خلاف دونوں سے اور اگر واقع ہو ایک سے تو نہیں دفع ہوتا ہے گناہ اور یہ قول موافق ہے واسطے دونوں آیتوں کے اور نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے بیچ اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے طاؤس اور شعبی اور ایک جماعت تابعین کی اور جواب دیا ہے طبری وغیرہ نے ظاہر آیت سے ساتھ اس کے کہ جب نہ قائم ہو عورت ساتھ حقوق خاوند کے کہ حکم کی گئی ہے ساتھ ان کے تو ہوگا یہ نفرت دلانے والا واسطے خاوند کے اس سے اکثر اوقات اور تقاضا کرنے والا بغض مرد کے کو واسطے اس کے سو منسوب کیا گیا خوف کرنا طرف دونوں کی اور جواب دیا ہے اس نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ نہیں طلب کی حضرت ﷺ نے تفسیر ثابت سے کہ کیا تو بھی اس کو برا جانتا ہے جیسے وہ تجھ کو برا جانتی ہے یا نہیں اور اس حدیث میں ہے کہ جب عورت خاوند سے مال کے عوض میں طلاق مانگے اور وہ اس کو طلاق دے تو واقع ہوتی ہے طلاق اور اگر نہ واقع ہو طلاق صریح اور نہ دونوں نے اس کی نیت کی ہو تو اس میں اختلاف ہے جو پہلے

گزرا اور استدلال کیا گیا ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ خلع فسخ ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے حدیث باب کی بعض طریقوں میں زیادتی سے پس بیچ روایت عکرمہ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک ابوداؤد کے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک حیض عدت کاٹے اور نزدیک ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہے حدیث ربیع معوذ کی بیٹی سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم کیا کہ ایک حیض عدت گزارے اور پیروی کی ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی ثابت کی عورت کے حق میں اور نسائی اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ثابت بن قیس نے اپنی عورت کو مارا پھر ذکر کی مثل حدیث باب کے اور اس کے اخیر میں ہے فرمایا کہ لے جو اس کے واسطے ہے اور اس کی راہ چھوڑ دے اس نے کہا بہت اچھا سو حکم کیا اس کو کہ ایک حیض عدت گزارے اور اپنے گھر والوں میں جا ملے کہا خطابی نے اس میں دلیل قوی ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ خلع فسخ ہے اور طلاق نہیں اس واسطے کہ اگر طلاق ہوتی تو نہ کفایت کرتی ساتھ ایک حیض کے واسطے عدت کے یعنی بلکہ تین حیض عدت کاٹنے کو فرماتے اور کہا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلع فسخ ہے اور کہا ایک روایت میں اور یہ کہ وہ اپنے خاوند کے سوا اور کسی کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ تین حیض گزریں سو نہ تھا نزدیک اس کے درمیان ہونے اس کے کی فسخ اور درمیان کم ہونے کے عدت سے لزوم اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہوتا یہ بدلہ دینا مگر ساتھ ہو بہو اس چیز کے کہ مرد عورت کو دے یا بقدر اس کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا تو اس کا باغ اس کو پھیر دے گی؟ اور ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت میں اس حدیث کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ حکم کیا اس کو کہ اس سے بدلہ لے اور جو دیا تھا اسے زیادہ نہ لے لیکن نہیں ہے اس میں دلالت شرط پر سو کبھی یہ واقع ہوتا ہے بطور اصلاح کے واسطے سہولت عورت کے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہ لے عورت سے زیادہ اس چیز سے کہ دے اور عطاء اور طاؤس سے بھی مروی ہے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مقابل اس کے ہے جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ لے اس سے جو اس کو دیا تھا تاکہ اس کے واسطے کچھ چیز چھوڑے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں ہمیشہ سے سنتا ہوں کہ بدلہ لینا جائز ہے ساتھ مہر کے اور ساتھ زیادہ کے اس سے واسطے دلیل اس آیت کے ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ اور واسطے حدیث حبیبہ سہل کی بیٹی کے سو جب خلاف عورت کی طرف سے ہو تو حلال ہے واسطے خاوند کے جو لے عورت سے ساتھ رضامندی اس کی کے اور اگر مرد کی طرف سے ہو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے کچھ اور پھیر دے مرد اس کو جو اس سے لیا ہو اور واقع ہوتی ہے جدائی اور کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر عورت مرد کے حق کو ادا نہ کرتی ہو اس کو برا جانتی ہو تو اس کے واسطے حلال ہے کہ بدلہ لے اس واسطے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ لے اس سے وہ چیز جس کے ساتھ اس کا دل خوش ہو بغیر سبب کے سو سبب کے ساتھ لینا اولیٰ ہے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ مہر ہے اور یہ دعویٰ مردود ہے اس واسطے کہ نہیں قید کی گئی ہے آیت میں ساتھ اس کے اور اس میں ہے کہ خلع جائز ہے حیض میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس سے تفصیل نہ پوچھی کہ کیا حیض کی حالت میں ہے یا نہیں لیکن جائز ہے یہ کہ چھوڑا ہو اس کو اس واسطے کہ یہ آپ کو پہلے سے معلوم ہو یا ہو پہلے برقرار رکھنے اس کے پس نہیں دلالت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو خاص کرتا ہے اس کو منع کرنے طلاق حیض والی کے اور یہ سب تفریع ہے اس پر کہ خلع طلاق ہے اور یہ کہ جو حدیث کہ آئی ہے کہ عورت کو اپنے خاوند سے طلاق مانگنی منع ہے تو یہ محمول ہے اس صورت پر جب کہ نہ ہو ساتھ کسی سبب کے جو اس کو تقاضا کرے واسطے حدیث ثوبان کے کہ جو عورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے اس پر بہشت کی بو حرام ہے اور دلالت کرتا ہے اس کی تخصیص پر قول اس کا اس کے بعض طریقوں میں من غیر ما باس یعنی بغیر کسی سبب کے اور اس حدیث میں ہے کہ صحابی جب فتویٰ دے برخلاف روایت اپنی کے تو معتبر وہ چیز ہے جو اس نے روایت کی نہ رائے اس کی اور نہ فتویٰ اس کا اس واسطے کہ ابن عربی نے ثابت بن قیس کی عورت کا قصہ روایت کیا جو دلالت کرنے والا ہے اس پر کہ خلع طلاق ہے اور حالانکہ فتویٰ یہ دیتے تھے کہ خلع طلاق نہیں ہے لیکن دعویٰ کیا ہے ابن عبدالبر نے شاذ ہونے اس کے کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ نہیں پہچانا جاتا ہے کوئی جس نے اس سے نقل کیا ہو کہ وہ فسخ ہے اور طلاق نہیں ہے مگر طاؤس نے اور ابن عبدالبر کے اس قول میں نظر ہے اس واسطے کہ طاؤس ثقہ ہے حافظ ہے فقیہ ہے اور نہیں ضرر کرتا اس کو تنہا ہونا اس کا اور لیا ہے علماء نے اس کو ساتھ قبول کے اور نہیں جانتا میں اس شخص کو کہ ذکر کیا اختلاف کو اس مسئلے میں مگر کہ جزم کیا ہے اس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو فسخ جانتے تھے لیکن قصہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا صریح ہے بیچ ہونے خلع کے طلاق۔

تکمیل: نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رحمہ اللہ علیہ سے کہ مختلعہ وہ عورت ہے جو اپنے سارے مال سے خلع کرے، مفتدیہ وہ ہے جو کچھ مال بدلہ دے، اور مبارءَ وہ ہے جو برأت کرے اپنے خاوند سے پہلے دخول کے کہا ابن عبدالبر نے کہ کبھی یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الشِّقَاقِ وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ﴿خَبِيْرًا﴾.

باب ہے عداوت اور خلاف کے بیان میں یعنی جو اس آیت میں واقع ہوا ہے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾ اور کیا اشارہ کرے ساتھ خلع کے وقت ضرر کے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر ڈرو تم مخالفت سے درمیان مرد اور عورت کے تو معین کرو ایک منصف مرد کے گھر والوں میں سے اللہ کے قول خبیرا تک۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ خطاب اللہ کے اس قول میں ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾

حاکموں کو ہے اور یہ کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا﴾ دونوں منصف ہیں اور یہ کہ ایک منصف مرد کی طرف سے ہو اور ایک عورت کی طرف سے مگر یہ کہ نہ پایا جائے ان دونوں کے گھر والوں میں جو صلح کروائے پس جائز ہے کہ کوئی اجنبی شخص ہو جو اس کے لائق ہو اور یہ کہ اگر دونوں مختلف ہوں تو ان کا قول جاری نہیں ہوتا اور اگر دونوں متفق ہوں تو جاری ہوتا ہے بیچ صلح کرنے کے درمیان ان کے بغیر وکیل کرنے کے اور اگر دونوں جدائی پر اتفاق کریں تو اس میں اختلاف ہے سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نافذ ہوتا ہے بغیر وکیل کرنے کے اور بغیر اجازت کے عورت اور خاوند سے اور کہا کوفیوں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ محتاج ہیں طرف اجازت کی اور بہر حال مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے سو ملحق کیا ہے اس کو ساتھ نامرد اور ایلاء کرنے والے کے کہ حاکم ان دونوں کو طلاق دیتا ہے پس اسی طرح یہ ہے اور نیز جب مخاطب ساتھ اس کے حاکم ہیں اور منصفوں کا معین کرنا ان کے سپرد ہے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ پہنچنا غایت کا جمع سے یا تفریق سے ان کے اختیار میں ہے اور چلے ہیں باقی لوگ اصل پر اور وہ یہ ہے کہ طلاق خاوند کے ہاتھ میں ہے سو اگر اجازت دے تو فبہا نہیں تو حاکم اس کی طرف سے طلاق دے۔ (فتح)

۴۸۷۰ - حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَنِی الْمُغِیْرَةِ اسْتَاْذَنُوْا فِیْ اَنْ یَّنْکِحَ عَلِیٌّ ابْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ.

۴۸۷۰۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بے شک مغیرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد مجھ سے اجازت مانگتے ہیں اس کی کہ علی رضی اللہ عنہ ان کی بیٹی سے نکاح کرے سو میں اجازت نہیں دوں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث مسور کا جس میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور اعتراض کیا ہے اس پر ابن تین نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو ترجمہ باب کے موافق ہو اور کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ ممکن ہے کہ لیا جائے یہ اس سے کہ اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ میں اجازت نہیں دوں گا اس کی طرف کہ علی رضی اللہ عنہ پیغام نکاح کا چھوڑ دے اور جب جائز ہے اشارہ ساتھ عدم نکاح کے تو ملحق ہو گا ساتھ اس کے قطع کرنے نکاح کے اور کہا کرمانی نے پکڑی جاتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس وجہ سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ راضی نہ ہوتیں سو امید تھی کہ ان کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ضد پیدا ہوتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کے وقوع کو دفع کریں ساتھ منع کرنے علی رضی اللہ عنہ کے اس سے بطور ایماء اور اشارہ کے اور یہ مناسبت عمدہ ہے اور لیا جاتا ہے آیت اور حدیث سے عمل کرنا ساتھ سد ذرائع کے اس واسطے کہ حکم کیا اللہ نے ساتھ معین کرنے دو منصفوں کے وقت خوف شقاق کے پہلے واقع ہونے اس کے اس طرح کہا ہے مہلب نے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ وجود

علامات شقاق کے جو تقاضا کرتا ہے واسطے بدستور رہنے بدی اور بدگزران کے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَكُونُ بَيْعُ الْأَمَةِ طَلَاقًا. نہیں ہوتا بیچ ڈالنا لونڈی کا طلاق۔

٤٨٧١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فِيهَا لَحْمٌ قَالُوا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ.

۴۸۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں تین حکم تھے یعنی اس کے سبب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے ایک حکم یہ ہے کہ وہ آزاد کی گئی پس اختیار دی گئی اپنے خاوند میں کہ خواہ اس کے پاس رہے یا نہ رہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا یعنی جس نے لونڈی یا غلام کو آزاد کیا اگر غلام کچھ چھوڑ کر مر جائے تو اس کے مال کا وارث آزاد کرنے والا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہانڈی گوشت سے جوش مارتی تھی سو روٹی اور گھر کا کچھ سالن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا کہ جس میں گوشت ہے؟ گھر والوں نے کہا کہ کیوں نہیں! لیکن یہ گوشت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا یعنی کسی نے اس کو یہ گوشت صدقہ دیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے تحفہ ہے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے نہیں ہے باب میں وہ چیز جو دلالت کرے اوپر ترجمہ کے لیکن اگر اس کا نکاح باقی ہوتا تو اس کو آزاد کرنے کے بعد اختیار نہ دیا جاتا اس واسطے کہ خریدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کرنا تھا مقابل اس کے اور یہ قول اس کا عجیب ہے اول اس وجہ سے کہ حدیث مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ آزاد کرنا جب نہیں لازم پکڑتا ہے طلاق کو تو بیع بطریق اولیٰ اس کو مستلزم نہ ہوگی اور نیز اختیار دینا جو نوبت پہنچاتا ہے طرف جدائی کے نہیں واقع ہوتا ہے مگر بسبب آزاد کرنے کے نہ بسبب بیع کے۔ دوم اس وجہ سے کہ اگر وہ طلاق دی جاتی ساتھ مجرد بیع کے تو نہ ہوتا واسطے اختیار دینے کے کچھ فائدہ۔ سوم اس وجہ سے کہ اس کے کلام کا آخر اس کے کلام کے اول کو رد کرتا ہے اس واسطے کہ وہ ثابت کرتا ہے مطابقت کو جس کی اس نے نفی کی ہے۔ کہا ابن بطال نے اختلاف کیا ہے سلف نے کہ کیا لونڈی کا بیچ ڈالنا طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ سو جمہور نے کہا ہے کہ اس کا بیچ ڈالنا طلاق نہیں ہوتا اور مروی ہے یہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور تابعین میں سے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوتا اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ ظاہر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ اور حجت جمہور کی باب کی حدیث ہے اور وہ یہ ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد کی گئی سو اپنے خاوند میں اختیار دی گئی سو اگر واقع ہوتی طلاق اس کے ساتھ مجرد بیع کے تو نہ ہوتی واسطے اختیار دینے کے کوئی معنی اور باعتبار قیاس کے کہ وہ عقد ہے منفعت پر پس نہیں باطل کرتا اس کو بیچ ڈالنا گردن کا جیسا کہ بیچ عین موجرہ کے ہے اور آیت نازل ہوئی ہے قیدی عورتوں کے حق میں سو وہی ہے مراد ساتھ ایک یمین کے بنابر اس کے کہ ثابت ہوا ہے صحیح میں سبب نزول اس کے سے اور روایت کی ہے حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ جب اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دے تو طلاق غلام کے ہاتھ میں ہے اور جب خاوند والی لونڈی کو خریدے تو طلاق خریدار کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے تین حکم معلوم ہوئے تو ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ چار حکم معلوم ہوئے اور اس میں اتنا زیادہ ہے اور حکم کیا اس کو یہ کہ عدت کاٹے عدت آزاد عورت کی یعنی تین حیض اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ساتھ صحیح سندوں کے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور دوسرے لوگوں سے کہ لونڈی جب غلام کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو اس کی طلاق غلام کی طلاق ہے اور اس کی عدت آزاد عورت کی عدت ہے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے عتق میں کہ علماء نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں اور یہ کہ بعض نے اس کو چار سو فائدے تک پہنچایا ہے اور نہیں مخالف ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو کہ تین حکم معلوم ہوئے اس واسطے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ چیز ہے کہ واقع ہوئی ہے احکام سے بیچ اس کے مقصود خاص لیکن چونکہ تھا ہر حکم ان میں سے شامل اوپر جمانے ایک قاعدے کے کہ استنباط کرتا ہے اس سے عالم بوجھ والا فائدے بہت تو واقع ہوئی بہتایت اس حیثیت سے اور جوڑا گیا طرف اس کی جو واقع ہوا ہے بیچ سیاق قصے کے غیر مقصود اس واسطے کہ اس میں بھی فائدے ہیں جو لیے جاتے ہیں بطور تنصیص کے یا استنباط کے یا اقتصار کے اوپر تین یا چار کے واسطے ہونے ان کے ظاہر تر اور جو ان کے سوا ہیں وہ بطور استنباط کے لیے جاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حق آزادی کا واسطے اس شخص کے ہے جس نے آزاد کیا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ کلمہ انما کا فائدہ دیتا ہے حصر کا نہیں تو البتہ نہ لازم آتا ثابت کرنے ولاء کے سے واسطے آزاد کرنے والے کے نفی اس کی غیر اس کے سے اور یہی مراد ہے حدیث سے یعنی مراد حصر ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں ولا ہے واسطے انسان کے کسی پر بغیر آزاد کرنے کے پس نفی ہوگی اس شخص کی جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو اور یہ کہ نہیں ہے ولا واسطے گرے پڑے لڑکے اٹھانے والے کے برخلاف اسحاق کے اور نہ واسطے اس شخص کے جو ہم قسم ہو ساتھ کسی آدمی کے برخلاف ایک گروہ سلف کے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور لیا جاتا ہے اس کے عموم

سے کہ اگر عربی کافر غلام کو آزاد کرے پھر دونوں مسلمان ہو جائیں تو بدستور رہتا ہے ولا واسطے اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور کہا ابن عبدالبر نے کہ وہ قیاس قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور موافق ہوا ہے اس پر ابو یوسف رحمہ اللہ اور مخالفت کی ہے اس نے اپنے ساتھیوں کی اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ واسطے غلام آزاد کے ہے اس صورت میں کہ جس کو چاہے متولی کرے اور اس کے فائدوں کا بیان بابوں کے بعد آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ. اختیار لونڈی کا غلام کے نکاح میں۔

فائدہ: یعنی جب آزاد کی جائے اور پھرنا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ سے طرف ترجیح قول اس شخص کے کی جو کہتا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند غلام تھا اور البتہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصہ میں باب المراۃ تحت العبد اور یہ بھی اس سے جزم ہے کہ وہ غلام تھا ویاتی بیان ذلك فی باب الآتی اور اعتراض کیا ہے اس پر اس جگہ ابن منیر نے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے باب کی حدیث میں کہ اس کا خاوند غلام تھا اور ثابت کرنا خیار کا واسطے اس کے نہیں دلالت کرتا اس واسطے کہ مخالف دعویٰ کرتا ہے کہ نہیں فرق ہے اس میں درمیان آزاد اور غلام کے اور جواب یہ ہے کہ بخاری رحمہ اللہ چلا ہے اپنی عادت پر اشارہ کرنے سے طرف اس چیز کے کہ حدیث کے بعض طریقوں میں ہے جس کو وارد کرے گا اور نہیں شک ہے کہ قصہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا متعدد نہیں اور البتہ راجح نزدیک اس کے یہ ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا اسی واسطے جزم کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور تقاضا کرتا ہے ترجمہ بطور مفہوم کے کہ لونڈی جب آزاد مرد کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو نہیں ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جب غلام کے نکاح میں آزاد ہو تو اس کو اختیار ہے اور آزاد کے نکاح میں اختیار نہیں ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ ثابت ہوتا ہے خیار واسطے اس عورت کے کہ آزاد کی جائے برابر ہے کہ آزاد مرد کے نکاح میں ہو یا غلام کے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث اسود بن یزید کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا اور کہا ابراہیم نے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے بیہقی نے کہ خلاف کیا ہے اسود نے سب لوگوں کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند میں اور کہا امام احمد رحمہ اللہ نے کہ اس کے خاوند کا آزاد مرد ہونا فقط اسود راوی سے ثابت ہوا ہے اور صحیح ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے کہ وہ غلام تھا اور روایت کیا ہے اس کو مدینے کے علماء نے اور جب روایت کریں مدینے کے علماء کسی چیز کو اور عمل کریں ساتھ اس کے تو وہ اصح چیز ہے اور جب لونڈی آزاد مرد کے نکاح میں ہو اور آزاد کی جائے تو عقد اس کا جس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے نہیں فسخ ہوتا ہے ساتھ امر مختلف فیہ کے وسیاتی مزید لهذا بعد بابین اور کہا ہے بعض حنفیوں نے کہ روایت اس شخص کی جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا راجح ہے اس شخص کی روایت پر جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا سو انہوں نے کہا غلامی کے پیچھے آزادی آتی ہے بغیر عکس کے لیکن محل طریق جمع کا وہ ہے جب برابر ہوں روایتیں قوت میں اور بہر حال مع تفرد کے

بیچ مقابلے اجماع کے سو اکیلی روایت شاذ ہوگی اور شاذ مردود ہے اور اسی واسطے نہیں اعتبار کیا ہے جمہور نے طریق تطبیق کے درمیان دونوں روایتوں کے باوجود قول ان کے کی کہ نہیں رجوع کیا جاتا ہے طرف ترجیح کی باوجود ممکن ہونے تطبیق کے اور جو حاصل ہوتا ہے ان کے محققوں کی کلام سے اور بہت لیا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس کے تابعداروں نے کہ محل تطبیق کا وہ ہے جب کہ نہ ظاہر ہو غلط ایک روایت میں دونوں میں سے اور بعض نے شرط کی ہے کہ قوت میں برابر ہوں، کہا ابن بطال نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ لونڈی جب آزاد ہو غلام کے نکاح میں تو اس کے واسطے اختیار ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اس واسطے کہ غلام نہیں برابر ہے آزاد کے اکثر احکام میں سو جب وہ آزاد کی جائے تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے خیار باقی رہنے سے اس کے نکاح میں یا جدائی سے اس واسطے کہ وہ وقت عقد کرنے کے ساتھ اس کے نہ تھے اختیار والوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے جو کہتا ہے کہ اس کے واسطے خیار ہے اگرچہ آزاد مرد کے نکاح میں ہو ساتھ اس طور کے کہ نکاح کرنے کے وقت اس کے واسطے کوئی رائے نہ تھی واسطے اتفاق علماء کے اس پر کہ جائز ہے واسطے مالک اس کے کہ یہ کہ نکاح کر دے اس کا بغیر رضا مندی اس کی کے سو جب آزاد کی گئی تو پیدا ہوا واسطے اس کے جدید حال جو پہلے نہ تھا اور معارضہ کیا ہے اس کا اور لوگوں نے ساتھ اس کے کہ اگر یہ مؤثر ہوتا تو البتہ ثابت ہوتا خیار واسطے کنواری کے جب کہ نکاح کر دے اس کو باپ اس کا پھر بالغ ہو اس حال میں کہ عاقلہ ہو اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح پس اسی طرح ہے لونڈی جو آزاد کے نکاح میں ہو کہ نہیں پیدا ہوا واسطے اس کے ساتھ آزاد کرنے کے وہ حال جو بند ہو ساتھ اس کے آزاد مرد سے پس ہوگی مانند کتابی عورت کی جو مسلمان کے نکاح میں ہو اور اختلاف ہے اس میں عیب اختیار کرے جدائی کو کہ کیا طلاق ہوتی ہے یا فسخ؟ سو کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہوتی ہے طلاق بائن اور ثابت ہوا ہے مثل اس کی حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اور کہا باقی لوگوں نے کہ یہ فسخ ہے طلاق نہیں۔ (فتح)

٤٨٧٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُهُ عَبْدًا يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ.

۴۸۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے اس کو غلام یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اس کو روتے دیکھا بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے چلتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالا غلام تھا اس کا نام مغیث تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا اور حکم کیا کہ عدت کاٹے۔

٤٨٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيْثٌ عَبْدُ بَنِيْ

۴۸۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ مغیث تھا غلام بنی فلاں کا یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ اس کے پیچھے پھرتا ہے مدینے کی گلیوں میں اس

فُلَانٍ يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ عَلَيْهَا.

کی جدائی میں روتا ہے۔

فائدہ: بنی فلاں کا یعنی بنی مغیرہ کا غلام تھا۔

٤٨٧٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ عَبْدًا لِبَنِيْ فُلَانٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَآئَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ.

۴۸۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالا غلام تھا اس کو مغیث کہا جاتا تھا بنی فلاں کا غلام تھا جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ مدینے کی گلیوں میں اس کے پیچھے گھومتا ہے۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زَوْجِ بَرِيْرَةَ.

سفارش کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند میں۔

فائدہ: یعنی پاس بریرہ رضی اللہ عنہا کے تا کہ اس کے نکاح میں پھر آئے، کہا ابن منیر نے موقع اس ترجمہ کا فقہ سے جائز کرنا سفارش کا ہے واسطے حاکم کے نزدیک خصم کے اس کے خصم میں یہ کہ اس سے معاف کرے یا ساقط کرے اور مانند اس کی۔

٤٨٧٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا يَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَأْمُرُنِيْ قَالَ إِنَّمَا أَنَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ.

۴۸۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند غلام تھا اس کو مغیث کہا جاتا تھا جیسے میں اس کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے پیچھے گھومتا ہے روتا ہے اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عباس! کیا تم کو تعجب نہیں آتا، مغیث کی محبت سے بریرہ کو اور بریرہ کے بغض سے مغیث کو؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تو اس کی طرف پھر رجعت کرے تو خوب ہو۔ اس نے کہا یا حضرت! کیا آپ مجھ کو حکم کرتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں اس کی سفارش کرتا ہوں سو اس نے کہا مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں۔

فائدہ: میں تو سفارش کرتا ہوں یعنی یہ بطور سفارش کے کہتا ہوں نہ بطور لزوم کے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں یعنی جب آپ مجھ کو یہ بات لازم نہیں کرتے تو میں اس کی طرف رجوع نہیں کرتی اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ قصہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا نویں یا دسویں سال میں تھا اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کیا وہ جنگ طائف کے بعد مدینے میں آ کر رہے تھے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب پہلے باب کے متعلق ہے۔

٤٨٧٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَآءٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَأَبٰى مَوَالِيْهَا إِلَّا أَنْ يَّشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ إِنَّ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ.

حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا.

۴۸۷۶۔ حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی کو خریدیں سو اس کے مالکوں نے نہ مانا مگر یہ کہ شرط کریں ولا کی کہ ولا ان کے لیے ہو تو میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اس واسطے کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا سو کہا گیا کہ یہ گوشت اس چیز سے ہے کہ صدقہ کی گئی بریرہ رضی اللہ عنہا پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔

حدیث بیان کی ہم سے آدم نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے سو اس کو اختیار دیا گیا اس کے خاوند سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ روایت کی اسود رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا خاوند آزاد مرد تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اسود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا خاوند آزاد تھا کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قول اسود کا منقطع ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ میں نے اس کو غلام دیکھا صحیح تر ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اصل تخییر بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ثابت ہے اور طریق سے اور کہا دار قطنی نے علل میں کہ نہیں اختلاف ہے عروہ پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ غلام تھا اور اسی طرح کہا ہے جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابوالاسود اور اسامہ بن زید نے قاسم سے اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ وہ آزاد تھا کہا دار قطنی نے کہ کہا عمران بن حدیر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ

آزاد تھا اور یہ وہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم دو چیز میں ہے ایک اس کے قول میں کہ وہ آزاد تھا دوسرا اس کے قول میں عن عائشۃ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ روایت کرتا ہے عکرمہ سے وہ روایت کرتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور نہیں ہے اختلاف ابن عباس رضی اللہ عنہما پر کہ وہ غلام تھا اور اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور روایتیں جو پہلے بیان ہوئیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ لفظ جو بعض روایت میں دیا ہے کہ آزاد تھا تو یہ مدرج ہے اسود راوی کے قول سے یا جو اس سے نیچے ہے اور برتقدیر اس کے کہ موصول ہو تو جس روایت میں غلام ہونے کا ذکر ہے اس روایت کو ترجیح دی جائے گی ساتھ کثرت کے کہ اس کے راوی بہت ہیں اور نیز پس آل آدمی کی زیادہ جاننے والے ہیں ساتھ حدیث اس کی کے اس واسطے کہ قاسم عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عروہ اس کا بھانجا ہے اور متابعت کی ان دونوں کی ان کے غیر نے پس روایت ان کی اولیٰ ہے اسود کی روایت سے کہ وہ دونوں اس کی حدیث کو خوب جانتے ہیں اور نیز ترجیح دی جاتی ہے اس کو ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب یہ تھا کہ لونڈی جب آزاد کے نکاح میں اور آزاد کی جائے تو اس کے واسطے خیار نہیں اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ روایت کی ہے اس سے عراق والوں نے ان کے اصل مذہب پر لازم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو لیں اور اس کی روایت کو چھوڑ دیں خاص کر یہ کہ اس کی روایت میں اختلاف ہے اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ ممکن ہے تطبیق دونوں روایتوں میں ساتھ حمل کرنے قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا اوپر اختیار کرنے اس چیز کے کہ ہے پہلے اوپر اس کے پھر آزاد کیا گیا پس اسی واسطے کہا جس نے کہا کہ وہ آزاد تھا اور رد کرتا ہے اس تطبیق کو قول عروہ کا کہ وہ غلام تھا اور اگر آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیا جاتا اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے ساتھ اس لفظ کے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا غلام کالا جس دن آزاد ہوا پس یہ معارض ہے اسود کی روایت کو جو پہلے گزری اور معارض ہے احتمال مذکور کو یہ احتمال کہ جس نے کہا آزاد تھا اس نے ارادہ کیا ہو اس کے انجام کار کا اور جب دونوں روایتوں میں تعارض واقع ہوا باعتبار سند کے اور احتمال کے تو حاجت ہوئی ترجیح کی اور اکثر کی روایت کو ترجیح ہوتی ہے اور اسی طرح احفظ کی حدیث کو اور اسی طرح الزم کی حدیث کو اور یہ سب امر موجود ہیں اس شخص کی جانب میں جو کہتا ہے کہ غلام تھا اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں بہت فائدے ہیں بہت ان میں عتق میں گزر چکے ہیں اور بعض مساجد اور زکوۃ میں جواز مکاتب کا ساتھ سنت کے واسطے برقرار رکھنے حکم کتاب کے اور لیا جاتا ہے مشروع ہونے قسطوں کتابت کے سے بیع کرنا مدت معین تک اور قرض لینا اور مانند اس کی اور اس میں لاحق کرنا لونڈیوں کا ہے ساتھ غلاموں کے اس واسطے کہ آیت ظاہر ہے مردوں میں اور اس میں جائز ہونا کتابت ایک کا ہے تو درمیان بیویوں سے جو غلام ہوں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جائز ہونا بیع ایک کا دونوں میں سے سوائے دوسرے کے اور جواز کتابت اس شخص کا جس کے پاس نہ کوئی مال ہو اور نہ کوئی پیشہ جانتا ہو اسی طرح کہا گیا ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے

اپنے حال پر مدد چاہی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور نہ اس کا کوئی پیشہ ہو اور اس میں جائز ہونا بیع مکاتب کا ہے جب کہ راضی ہو اور نہ عاجز کرنے اپنے آپ کو جب کہ واقع ہو رضا مندی ساتھ اس کے اور جو منع کرتا ہے حمل کیا ہے اس نے اس کو اس پر کہ وہ عاجز ہو گئے تھے پہلے بیع سے اور محتاج ہے طرف دلیل کی اور بعض کہتے ہیں کہ واقع ہوئی تھی بیع اوپر قسطوں کتابت کے اور یہ بہت بعید ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر کچھ چیز ہو اور متفرع ہوتا ہے اس پر جاری کرنا سب احکام غلام کا نکاح میں اور جنایتوں میں اور حدود وغیرہ میں اور یہ کہ جو اکثر قسطیں ادا کرے وہ آزاد نہیں ہوتا واسطے غالب کرنے حکم اکثر کے اور یہ کہ جو ادا کرے قسطوں سے بقدر قیمت اپنی کے وہ آزاد نہیں ہوتا اور یہ کہ جو بعض قسطیں ادا کرے نہیں آزاد ہوتا اس سے بقدر اس کے کہ ادا کیا اس واسطے اجازت دی حضرت ﷺ نے بیچ خریدنے بریرہ رضی اللہ عنہا کے بغیر تفصیل پوچھنے کے اور اس میں جواز بیع مکاتب کا ہے اور غلام کا ساتھ شرط آزاد کرنے کے اور یہ کہ جو لونڈی کہ خاوند والی ہو اس کا بیچنا طلاق نہیں اور یہ کہ آزاد کرنا اس کا نہیں ہے طلاق اور نہ فسخ واسطے ثابت ہونے تخییر کے سو اگر طلاق دی جائے ساتھ اس کے ایک تو اس کے خاوند کو رجعت کرنا درست ہے اور نہیں موقوف ہے اس کی اجازت پر یا تین طلاقیں دے تو نہ کہے واسطے اس کے کہ کاش میں اس سے رجعت کرتا اس واسطے کہ وہ اس کے واسطے حلال نہیں ہوتی مگر بعد دوسرے خاوند کے اور یہ کہ بیچ ڈالنا اس کا نہیں مباح کرتا واسطے خریدار اس کے صحبت اس کی کو اس واسطے کہ اختیار دینا اس کا دلالت کرتا ہے اوپر باقی رہنے علاقے نکاح کے اور یہ کہ مالک مکاتب کا نہ منع کرے اس کو کمانے سے اور یہ کہ کمائی اس کی کتابت کے وقت سے اسی کے واسطے ہوگی اور جواز سوال مکاتب کا اس شخص سے جو اس کو اس کی بعض قسطوں پر مدد دے اگرچہ وعدے کا وقت نہ آیا ہو اور یہ نہیں تقاضا کرتا اس کے عاجز کرنے کو اور جائز ہے مانگنا اس چیز کا کہ نہیں بے قرار ہے سائل طرف اس کی حال میں اور جواز مدد مانگنے کا خاوند والی عورت سے اور یہ کہ جائز ہے تصرف اس کا بیچ مال اپنے کے بغیر اجازت اپنے خاوند کے اور خرچ کرنا مال کا بیچ طلب کرنے ثواب کے یہاں تک کہ بیچ خریدنے کے ساتھ زیادتی کے اوپر قیمت مثل کے ساتھ قصد تقرب کے ساتھ عتق کے اور لیا جاتا ہے اس سے یہ کہ جائز ہے خریدنا اس شخص کا جو ہو مطلق التصرف اسباب کو ساتھ زیادہ کے اس کی قیمت سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقد دیا جس کو انہوں نے نو برس میں ادھار ٹھہرایا تھا واسطے حاصل ہونے رغبت کے بیچ نقد کے اکثر ادھار سے اور یہ کہ جائز ہے سوال کرنا فی الجملہ واسطے اس شخص کے کہ متوقع ہو محتاج ہونا اس کی طرف یعنی جب توقع ہو کہ حاجت پڑے گی تو اس کو سوال کرنا کسی سے درست ہے اگرچہ حال میں محتاج نہ ہو سو جو حدیثیں کہ وارد ہوئی ہیں اس میں کہ سوال کرنا منع ہے تو وہ محمول ہیں الویت پر اور یہ کہ جائز ہے سعی کرنا غلام کا بیچ چھوڑانے گردن اپنی کے اگرچہ ہو ساتھ سوال کے اس شخص سے جو اس کو خریدے تاکہ آزاد کرے اگرچہ یہ اس کے مالک کو ضرر کرے واسطے رغبت

کرنے شارع کے طرف آزاد کرنے کی اور اس میں باطل ہونا فاسد شرطوں کا ہے معاملات میں اور صحیح ہونے شرط مشروع کے واسطے مفہوم قول حضرت ﷺ کے کہ جو شرط کہ کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو استثناء کرے خدمت غلام کی وقت بیچنے اس کے کی تو نہیں صحیح ہے شرط اس کی اور یہ کہ جو شرط کرے شرط باطل وہ عقوبت کا مستحق نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے حرام ہونے کو جانتا ہو اور اس پر اصرار کرے اور یہ کہ مالک مکاتب کا نہ منع کرے اس کو کوشش کرنے سے بیچ تحصیل مال کتابت کے اگرچہ ہو حق اس کا خدمت میں ثابت اور یہ کہ جب غلام مکاتب اپنی قسطیں صدقے سے ادا کرے تو اس کا مالک اس کو رد نہ کرے اور اسی طرح جب اپنی قسطیں وعدے کے آنے سے پہلے ادا کرے تو بھی اس کو مالک رد نہ کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ وہ آزاد ہو جاتا ہے واسطے لینے کے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کے قول سے کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے تو ثواب کا ارادہ کرے اس واسطے کہ ظاہر اس کا بیچ قبول کرنے تعمیل اس چیز کے ہے کہ اتفاق کیا انہوں نے اوپر ادھار کرنے اس کے کی اور آزادی کا حاصل ہونا اس کو لازم ہے اور اس سے لیا جاتا ہے نیز کہ جو احسان کرے مکاتب پر ساتھ اس چیز کے کہ اس پر ہے تو آزاد ہو جاتا ہے اور استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اوپر نہ واجب ہونے معاف کرنے کے مکاتب سے واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں گن دوں ان کو گننا ایک بار اور نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے کہ وہ قبض کرنے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیں اور یہ کہ جائز ہے باطل کرنا کتابت کا اور فسخ کرنا عقد اس کے کا جب کہ آپس میں راضی ہوں دونوں مالک اور غلام اگرچہ ہو اس میں باطل کرنا تحریر کا واسطے برقرار رکھنے بریرہ رضی اللہ عنہا کے اوپر کوشش کے درمیان عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کے بیچ فسخ کرنے کتابت اس کی کے تا کہ خریدیں اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس میں ثابت ہونا ولاء کا ہے واسطے آزاد کرنے والے کے اور رد کرنا اوپر اس کے جو اس کے مخالف ہو اور لیے جاتے ہیں اس سے چند مسئلے مانند آزاد کرنے سائبہ کے اور لقیط کے اور حلیف کے اور مانند اس کی اور اس میں مشروع ہونا خطبہ کا ہے امر مہم میں اور کھڑا ہونا بیچ اس کے اور حمد اور ثناء کو پہلے کہنا اور کہنا اما بعد کا وقت شروع کرنے کلام کے حاجت میں اور یہ کہ جس سے منکر کام واقع ہو تو مستحب ہے نہ معین کرنا اس کا اور یہ کہ نہیں مکروہ ہے تک بندی کلام میں مگر جب کہ اس کا قصد کیا ہو اور واقع ہو مکلف اور یہ کہ جائز ہے قسم کرنی اس چیز میں کہ نہیں واجب ہے بیچ اس کے خاص کر وقت قصد کرنے ایک چیز کے کرنے پر اور یہ کہ جو قسم لغو ہو اس میں کفارہ نہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ نہ خریدیں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط کر لے اور نہیں منقول ہے کفارہ اور یہ کہ جائز ہے کان میں بات کرنا دو آدمیوں کا تیسرے کے سامنے ایسے کام میں کہ کان میں بات کرنے والا اس سے شرماتا ہو اور جانتا ہو کہ جس کے ساتھ کانا پھوسی کرتا ہے وہ تیسرے کو بتلا دے گا اور مستثنیٰ ہے یہ نہی سے جو وارد ہے بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے پوچھنا تیسرے کا کانا پھوسی مذکور سے جب کہ گمان کرے کہ اس کو اس کے

ساتھ تعلق ہے اور یہ کہ جائز ہے ظاہر کرنا راز کا بیچ اس کے خاص کر جب کہ ہو اس میں مصلحت واسطے کانا پھوسی کرنے والے کے اور یہ کہ جائز ہے قیمت چکانا معاملہ میں اور وکیل بیچ اس کے اگرچہ غلام کے واسطے ہو اور خدمت یعنی غلام سے اس کام میں کہ اس کے مالکوں کے متعلق ہے اگرچہ انہوں نے خاص کر اس کی اجازت نہ دی ہو اور اس میں ثابت ہونا ولاء کا ہے واسطے عورت آزاد کرنے والی کے پس مستثنیٰ ہے یہ اس حدیث کے عموم سے الولاء لحمة کلحمة النسب اس واسطے کہ ولاء نہیں منتقل ہوتا عورت کی طرف ساتھ وراثت کے برخلاف نسب کے اور یہ کہ کافر وارث ہوتا ہے اپنے غلام آزاد مسلمان کا اگرچہ نہیں وارث ہوتا ہے کافر اپنے قرابتی مسلمان کا اور یہ کہ ولاء نہ بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو دوسری روایت میں آیا ہے الولاء لمن اعطی الورق تو مراد ساتھ معطی کے مالک ہے نہ جو مباشر ہو ساتھ دینے کے مطلق سو نہ داخل ہوگا اس میں وکیل اور اس میں ثابت ہونا خیار کا ہے واسطے لونڈی کے جب آزاد کی جائے بنا بر تفصیل پہلی کے اور یہ کہ خیار اس کا ہوتا ہے فور پر یعنی فقط اسی وقت اختیار ہے پھر نہیں واسطے قول راوی کے اس کے بعض طریقوں میں کہ وہ آزاد کی گئی سو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور اختیار دیا سو اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور واسطے علماء کے اس میں چند قول ہیں ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فور ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دراز ہوتا ہے خیار اس کا تین دن تک اور بعض نے کہا کہ ساتھ اٹھ کھڑے ہونے اس کے کی حاکم کی مجلس سے اور بعض نے کہا کہ اپنی مجلس سے اور یہ قول اہل رائے کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کو ہمیشہ اختیار رہتا ہے اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر قدرت دے اس کو اپنی صحبت کرنے پر تو ساقط ہوتا ہے خیار اس کا اور اس قول کی دلیل یہ ہے جو ایک روایت میں ہے کہ اگر تیرے قریب ہو تو تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور یہی مروی ہے حفصہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ابن عبدالبر نے کہ میں نہیں جانتا کہ اصحاب میں سے کوئی ان کا مخالف ہو اور یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا ان میں ہیں فقہائے سبعہ اور اختلاف ہے اس میں کہ اگر صحبت کرے ساتھ اس کے پیچھے اس سے کہ وہ جانے اس بات کو کہ اس کے واسطے اختیار ہے تو کیا ساقط ہوتا ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اصح حنابلہ کے نزدیک یہ قول ہے کہ کوئی فرق نہیں اور نزدیک شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے معذور ہے ساتھ نہ جاننے کے اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ اگر تجھ سے صحبت کرے تو تجھ کو کچھ اختیار نہیں اور لیا جاتا ہے اس زیادتی سے کہ عورت جب اپنے خاوند کے ساتھ کچھ عیب پائے پھر اس کو اپنی صحبت پر قدرت دے تو اس کا اختیار باطل ہو جاتا ہے اور یہ کہ خیار فسخ ہے خاوند اس میں رجعت کا مالک نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ رجعت کا مالک ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اگر وہ اس سے رجعت کرتے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے نہیں تو بریرہ رضی اللہ عنہا کے واسطے اختیار نہ ہوتا پس متعین ہوا حمل کرنا مراجعت کا حدیث میں اس کے لغوی معنی پر اور مراد پھرنا اس کا ہے طرف نکاح اس کے کی اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ

کا ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا﴾ باوجود اس کے کہ وہ تین طلاقیں دینے والے کے حق میں ہے اور اس حدیث سے باطل ہوا قول اس شخص کا جو گمان کرتا ہے یعنی محال جانتا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے اور دوسرا اس سے بغض رکھے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کیا تو تعجب نہیں کرتا مغیث کی محبت سے بریرہ رضی اللہ عنہا کو اور بغض بریرہ رضی اللہ عنہا کے سے مغیث سے؟ ہاں اس سے لیا جاتا ہے کہ اکثر اغلب یہی ہے اسی واسطے واقع ہوا تعجب اس واسطے کہ وہ برخلاف عادت کے ہے اور جائز رکھا ہے ابو محمد بن حمزہ نے نفع دے اللہ ساتھ اس کے یہ کہ ظاہر ہوا ہو یہ کثرت استعمال مغیث کے سے واسطے اس کے ساتھ کئی قسم استعمال کے مانند ظاہر کرنے اس کے کی اس کی محبت کو اور پھرنے اس کے پیچھے اس کے کی اور رونے اس کے کی اوپر اس کے باوجود اس کے جو جوڑا جاتا ہے ساتھ اس کے استمالہ مغیث کے سے واسطے بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بات خوب کے اور دعویٰ خوب کے اور اس میں عادت یہ ہے کہ دل مائل کرتا ہے اگرچہ نفرت کرنے والا ہو سو جب مخالت کی تو واقع ہوا تعجب اور نہیں لازم آتا اس سے جو پہلوں نے کہا اور یہ کہ جب آدمی کو دو مباح چیزوں میں اختیار دیا جائے اور وہ نفع والی چیز کو اختیار کرے تو اس کو ملامت نہ کی جائے اگرچہ اس کے رفیق کو ضرر کرے اور اس میں اعتبار کرنا کفو کا ہے آزادی میں یعنی آزاد آدمی کی کفو آزاد آدمی ہے اور اس میں ساقط ہونا کفاءت کا ہے عورت کی رضا مندی سے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ جو اپنی عورت کو اختیار دے اور وہ اس کی جدائی کو اختیار کرے تو واقع ہوتی ہے جدائی اور ٹوٹ جاتا ہے نکاح درمیان ان کے اور یہ کہ اگر اختیار کرے عورت رہنے کو ساتھ اس کے تو نہیں کم ہوتا ہے شمار طلاق کا اور جو لوگوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح کی ہے انہوں نے تخییر کی بہت تفریعات بیان کی ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ جب ثابت ہو واسطے عورت کے خیار اور وہ کہے کہ مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں تو مترتب ہوتا ہے اس پر حکم فراق کا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے یہ پہلے اختیار کرنے اس کے فراق کو اور نہیں واقع ہوا ہے یہ مگر ساتھ اس کلام کے اور اس میں نظر ہے جو پہلے گزری اور اس حدیث میں جواز دخول اجنبی عورتوں کا ہے مرد کے گھر میں برابر ہے کہ وہ اس میں ہو یا نہ ہو اور اس میں ہے کہ کتابت والی عورت نہیں لاحق ہوتی اس کو آزاد ہونے میں لولا د اس کی اور نہ خاوند اس کا اور نہ حرام ہونا صدقہ کا ہے حضرت ﷺ پر مطلق اور جائز ہونا صدقہ نفل کا اس شخص پر جو ملحق ہے ساتھ حضرت ﷺ کے بیچ حرام ہونے صدقہ فرض کے جیسے آپ ﷺ کی بیویاں اور غلام آزاد کردہ اور یہ کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے غلام آزاد کردہ پر صدقہ حرام نہیں اگرچہ حرام ہے بیویوں پر اور یہ کہ جائز ہے کھانا واسطے غنی کے جو صدقہ کیا جائے فقیر پر جب کہ اس کو تحفہ بھیجے اور ساتھ بیع کے بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے واسطے مالدار کے قبول کرنا محتاج کے صدقہ کا اور یہ کہ صدقہ اور ہدیہ کے درمیان حکم میں فرق ہے اور اس میں خیر خواہی کرنا مرد کے گھر والوں کے واسطے اس کے ہر کام میں اور جائز ہے واسطے آدمی کے کھانا اس شخص کے طعام سے کہ اس کے کھانے سے وہ خوش ہو اگرچہ اس

نے اس کو خاص کر اس کے کھانے کی اجازت نہ دی ہو اور یہ کہ جب لونڈی آزاد کی جائے تو خود اس کو اپنے کاموں میں تصرف کرنا جائز ہے اور نہیں بندش ہے واسطے آزاد کرنے والے اس کے کی اوپر اس کے جب کہ ہوشیار ہو اور یہ کہ تصرف کرے اپنی کمائی میں بغیر اجازت اپنے خاوند کے اگر اس کے واسطے خاوند ہو اور اس حدیث میں جائز ہونا صدقہ کا ہے اس شخص پر جس کو اور کوئی شخص خرچ دیتا ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بریرہ رضی اللہ عنہا کو خرچ دیتی تھیں اور نہ انکار کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا پر بیچ قبول کرنے اس کے صدقہ کو اور یہ کہ جس کے گھر والوں کو کوئی چیز ہدیہ دی جائے اس کے واسطے جائز ہے کہ شریک کرے اپنے آپ کو ساتھ ان کے اس کی خبر دینے سے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ ہمارے واسطے ہدیہ ہے اور یہ کہ جس پر صدقہ حرام ہو جائز ہے واسطے اس کے کھانا ہو بہو اس صدقہ کا جب کہ بدل جائے اس کا حکم اور یہ کہ جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ داخل کرے اپنے خاوند کے گھر میں وہ چیز جس کا وہ مالک نہیں بغیر اس کے علم کے اور یہ کہ تصرف کرے اس کے گھر میں ساتھ پکانے وغیرہ کے اس کے آلات سے اور ایندھن سے اور جائز ہے کھانا مرد کا اس چیز کو جس کو اپنے گھر میں پائے جب کہ غالب ہو حلال عادت میں اور یہ کہ لائق ہے تعریف کرنی اس کے ساتھ اس چیز کے کہ خوف ہو توقف کرنے اس کے کا اس سے اور مستحب ہونا سوال کا اس چیز سے کہ مستفاد ہوتا ہو اس سے علم یا ادب یا بیان حکم کا یا دور کرنا شبہ کا اور کبھی واجب ہوتا ہے اور سوال کرنا مرد کا اس چیز سے کہ اس کو اپنے گھر میں معلوم نہ ہو اور یہ کہ ہدیہ ادنیٰ کا واسطے اعلیٰ کے نہیں مستلزم ہے بدلہ دینے کو مطلق اور یہ کہ قبول کرنا ہدیہ کا اگرچہ تھوڑا ہی ہو ہدیہ دینے والے کی خوش دلی کا سبب ہے اور یہ کہ ہدیہ ملک میں آجاتا ہے ساتھ رکھنے اس کے مہدی کے گھر میں اور نہیں حاجت ہے صریح قبول کرنے کی اور یہ کہ جس پر صدقہ کیا جائے جائز ہے واسطے اس کے تصرف بیچ اس کے جس طرح چاہے اور نہیں کم ہوتا ثواب صدقہ کرنے والے کا اور یہ کہ نہیں واجب ہے سوال اصل مال سے جو کہیں سے نہ پہنچے جب کہ نہ ہو اس میں کوئی شبہ اور نہ ذبح کی ہوئی چیز سے جب کہ ذبح کی جائے درمیان مسلمانوں کے اور یہ کہ جس شخص پر کم چیز صدقہ کی جائے اس پر غصے نہ ہو اور اس میں مشورہ عورت کا اپنے خاوند سے تصرفات میں اور سوال کرنا عالم کا دینی کاموں سے اور خبردار کرنا عالم کا ساتھ حکم کے واسطے اس شخص کے کہ دیکھے کہ اس کے اسباب کو استعمال کرتا ہے اگرچہ نہ سوال کرے اور مشورہ عورت کا جب ثابت ہو واسطے اس کے حکم تخییر کا بیچ جدا ہونے کے اپنے خاوند سے یا اس کے پاس رہنے کے اور یہ کہ جس سے مشورہ کیا جائے لازم ہے اس پر خرچ کرنا خیر خواہی کا اور یہ کہ جائز ہے مخالفت کرنا مشورہ دینے والے کا اس چیز میں کہ اشارہ کرے ساتھ اس کے بیچ غیر واجب کے اور مستحب ہے سفارش کرنا حاکم کا بیچ نرمی کرنے کے ساتھ خصم کے جس جگہ کہ ضرر نہ ہو اور نہ الزام اور نہیں ہے ملامت اس شخص پر جو مخالفت کرے اور نہیں ہے غضب اگرچہ سفارش کرنے والا عظیم الشان ہو اور باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے سفارش حاکم کی جھگڑے میں پہلے فیصل کرنے

حکم کے اور نہیں واجب ہے سفارش کی گئی پر قبول کرنا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ تقسیم سفارش میں نہیں جائز ہے اس چیز میں کہ دشوار ہو قبول کرنا اس کا مسئول پر بلکہ ہو یہ بطور عرض اور ترغیب کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سفارش کرنی پہلے اس سے کہ سوال کرے جس کے واسطے سفارش کی گئی اس واسطے کہ منقول نہیں ہے کہ مغیث نے حضرت ﷺ سے سوال کیا ہو کہ اس کے واسطے سفارش کریں اور اس حدیث کے بعض طریق میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا سوال حضرت ﷺ سے کیا تھا سو احتمال ہے کہ انہوں نے مغیث پر شفقت کرنے کے واسطے حضرت ﷺ سے سوال کیا ہو کہ حضرت ﷺ اس کی سفارش کریں یا شاید مغیث نے عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی درخواست کی ہو اور لیا جاتا ہے اس سے استحباب داخل کرنا خوشی کا اوپر دل ایماندار کے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے نفع دے اللہ ساتھ اس کے اس میں ہے کہ سفارش کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اگرچہ نہ حاصل ہو قبول کرنا اس کا اور سفارش کیا گیا جب سفارش کرنے والے کی قدر سے کم ہو تو نہیں منع ہوتی ہے سفارش اور اس میں تنبیہ ساتھی کو کی ہے اپنے ساتھی اوپر اعتبار کرنے کے ساتھ نشانیوں اللہ کے اور احکام اس کے کی واسطے تعجب حضرت ﷺ کے عباس رضی اللہ عنہ کو حسب مغیث کی سے بریرہ رضی اللہ عنہا کو کہا اس نے اور لیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ کے سب نظر حضور اور فکر سے تھی اور یہ کہ جو عادت کے مخالف ہو اس سے تعجب کیا جاتا ہے اور عبرت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اور اس حدیث میں خوبی ادب بریرہ رضی اللہ عنہا کی ہے اس واسطے کہ نہ تصریح کی اس نے ساتھ رد کرنے سفارش کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں اور یہ کہ زیادہ محبت حیا اور شرم کو دور کر ڈالتی ہے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے مغیث کے حال سے اور غلبہ وجد کے سے اوپر اس کے یہاں تک کہ وہ اس کی محبت کو چھپا نہ سکا اور اس پر انکار جو نہ کیا تو اس میں بیان ہے جواز قبول عذر اس شخص کے کا کہ ہو ویسے حال میں اس شخص سے کہ واقع ہو اس سے جو نہیں لائق ہے ساتھ منصب اس کی کے جب کہ واقع ہو بغیر اختیار اس کے کی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے عذر اللہ کی محبت کرنے والوں کا جب کہ حاصل ہو ان کے واسطے وجد سننے اس چیز کے سے کہ سمجھتے ہیں اس سے اشارہ طرف احوال اپنے کے جب کہ ظاہر ہوتی ان سے وہ چیز جو نہیں صادر ہوتی اختیار سے رقص یعنی ناچنے کودنے سے اور مانند اس کی سے اور اس میں مستحب ہونا اصلاح کا یعنی دو نفرت کرنے والوں کی آپس میں صلح کرانی مستحب ہے برابر ہے کہ دونوں میاں بیوی ہوں یا نہ اور تاکید حرمت کی درمیان بیوی کے جب کہ ہو درمیان ان کے اولاد واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ تیری اولاد کا باپ ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ سفارش کرنے والا ذکر کرے واسطے سفارش کی گئی کے اس چیز کو کہ باعث ہو اوپر قبول کرنے اس کے کی مقتضی سفارش کے سے اور حامل سے اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے خریدنا لونڈی کا سوائے اولاد اس کی کے اور یہ کہ اولاد ثابت ہوتی ہے ساتھ فراش کے اور حکم کرنا ساتھ ظاہر ہر امر کے بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے نسبت اولاد کی طرف اس کی ماں کے اور یہ کہ نہیں ہے جبر اوپر عورت

شوہر دیدہ کے اگرچہ آزاد کی گئی ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے کبیر اور شریف کے پیغام نکاح کا بھیجنا واسطے اس شخص کے جو اس سے کم ہو اور اس میں خوبی ادب کی ہے آپس میں سامنے گفتگو کے یہاں تک کہ اعلیٰ سے ساتھ ادنیٰ کے اور خوبی نرمی کی سفارش میں اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے واسطے غلام کے یہ کہ نکاح کا پیغام بھیجے بغیر حکم اپنے مالک کے اور طلاق والی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنا اجنبی شخص پر حرام نہیں جب کہ نکاح کا پیغام کرے اس کو واسطے طلاق دینے والے اس کے کی اور یہ کہ نکاح کے فسخ ہونے میں رجعت نہیں مگر جدید نکاح سے اور یہ کہ اگر میاں بیوی کے درمیان محبت یا بغض ہو تو نہیں ملامت ہے اس میں کسی پر دونوں میں سے اس واسطے کہ وہ بغیر اختیار کے ہے اور یہ کہ جائز ہے رونا محب کا اپنے یار کی جدائی میں اور اگر کوئی دینی یا دنیاوی کام ہو تو اس پر رونا بطریق اولیٰ جائز ہے اور یہ کہ نہیں عار ہے مرد پر بیچ ظاہر کرنے محبت اپنی کے واسطے بیوی اپنی کے اور یہ کہ جب عورت خاوند سے دشمنی رکھے تو نہیں ہے واسطے ولی اس کے کی جبر کرنا اس کا واسطے عشرت اس کی کے اور اسی طرح اگر اس سے محبت رکھے تو نہیں ہے واسطے ولی اس کے کی جدائی کرنی درمیان دونوں کے اور یہ کہ جائز ہے مائل کرنی مرد کی طرف اس عورت کی کہ امید رکھتا ہو اس کے نکاح میں یا رجعت میں اور یہ کہ جائز ہے واسطے مرد کے کلام کرنا اپنی طلاق والی عورت سے راہوں میں اور گھومنا پیچھے اس کے جس جگہ چلے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا وقت امن کے ہے فتنے سے اور جائز ہے خبر دینا اس چیز سے کہ ظاہر ہو حال مرد کے سے اگرچہ نہ تصریح کرے ساتھ اس کے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے عباس رضی اللہ عنہ کو جو فرمایا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے جانا کہ حضرت ﷺ کا حکم واجب الامتثال ہے سو جب عرض کیا حضرت ﷺ نے اس پر جو عرض کیا تو اس نے تفصیل پوچھی کہ کیا وہ حکم ہے پس واجب ہے بجا لانا اس کا یا مشورہ ہے کہ اس میں اس کو اختیار ہے اور یہ کہ کلام حاکم کا درمیان جھگڑنے والوں کے مشورے میں اور سفارش میں نہیں ہے حکم اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے واسطے اس شخص کے کہ سوال کیا جائے قضائے حاجت سے یہ کہ شرط کرے طالب پھر وہ چیز جس کا نفع اس کی طرف پھرے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرط کی کہ ولاء اس کے واسطے ہو جب کہ سب قیمت اکٹھی ادا کرے اور اس حدیث میں جواز ادائے دین کا ہے مدین پر اور یہ کہ وہ بری ہو جاتا ہے جب کہ کوئی غیر اس کی طرف سے ادا کر دے اور فتویٰ دینا مرد کا اپنی بیوی کو اس چیز میں کہ اس کے واسطے اس میں حظ اور غرض ہے جب کہ ہو حق اور جواز حکم حاکم کے واسطے بیوی اپنی کے ساتھ حق کے اور جواز قول غلام کے خریدار کا کہ میں اس کو خریدتا ہوں تا کہ آزاد کروں واسطے رغبت دلانے بائع کے بیچ آسان کرنے بیع کے اور جائز ہونا معاملہ کا ساتھ درہموں اور اشرفیوں کے جب کہ ہو قدر اس کی معلوم واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں ان کو اکٹھا گن دوں اور واسطے قول اس کے کہ نو اوقیے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے جائز ہونا بیع معاطاۃ کا اور اس میں جواز عقد بیع کا ہے ساتھ کنایت کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو لے لے اور مثل اس کی قول

حضرت ﷺ کا ہے واسطے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اس کو قیمت سے لیا اور یہ کہ حق اللہ کا مقدم ہے آدمی کے حق پر واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ شرط اللہ کی احق ہے اور یہ کہ جائز ہے شریک ہونا غلام میں واسطے مکرر ہونے ذکر اہل بریرہ رضی اللہ عنہا کے حدیث میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چند انصاریوں کے تھے اور احتمال ہے کہ ایک کی ہو اور اطلاق حدیث کا بطور مجاز کے ہو اور یہ کہ ہاتھ ظاہر ہیں ملک میں اور یہ کہ اسباب کا خریدار اس کے اصل سے نہ پوچھے جب کہ نہ ہو شک اور اس میں استحباب اظہار احکام عقد کا ہے واسطے عالم کے جب کہ عقد باندھنے والا اس کو نہ جانتا ہو اور یہ کہ حکم حاکم کا نہیں بدلتا حکم شرعی کو سو نہ حلال کو حرام کرتا ہے اور نہ اس کے عکس کو اور اس میں قبول کرنا خبر واحد ثقہ کا ہے اور خبر غلام اور لونڈی کا اور روایت ان کی اور اس میں ہے کہ بیان ساتھ فعل کے قوی تر ہے قول سے اور جواز تاخیر بیان کا وقت حاجت تک اور جلدی کرنا اس کی طرف وقت حاجت کے اور یہ کہ جب تقاضا کرے حاجت بیان حکم عام کو تو واجب ہے اعلان اس کا یا مستحب ہے بحسب حال کے اور یہ کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کا ساتھ معنی کے اور اختصار حدیث سے اور اقتصار بعض پر بحسب حاجت کے اس واسطے کہ واقع واحد ہے اور البتہ روایت کی گئی ہے ساتھ الفاظ مختلف کے اور زیادہ کیا ہے بعض راویوں نے جو نہیں ذکر کیا دوسرے نے اور نہیں قادح ہے اس کی صحت میں نزدیک کسی کے علماء سے اور اس حدیث میں ہے کہ عدت ساتھ عورتوں کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اس کو حکم ہوا کہ عدت کاٹے عدت آزاد عورت کی اور اگر ہوتے ساتھ مردوں کے تو البتہ حکم ہوتا اس کو کہ عدت کاٹے عدت لونڈیوں کی کہ اس کا خاوند غلام تھا اور یہ کہ عدت لونڈی کی جب آزاد کی جائے غلام کے نکاح میں اور وہ اپنے آپ کو اختیار کرے تین حیض ہیں اور جو واقع ہوا ہے بعض روایتوں میں کہ عدت بیٹھے ساتھ ایک حیض کے تو یہ روایت مرجوح ہے اور اس میں نام رکھنا احکام کا سنن اگرچہ بعض واجب ہوں اور واجب سے کم کو سنت کہنا اصطلاح عادت ہے اور یہ کہ جائز ہے جبر کرنا سردار کا اپنی لونڈی پر اور پر نکاح کرنے کے اس شخص سے جس کو وہ اختیار نہ کرے یا اس کی بدخوئی کے سبب سے یا اس کی بدصورتی کے سبب سے اور وہ لونڈی ساتھ ضد کے ہو اس سے سو کہا گیا ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا خوبصورت تھی کالی نہ تھی برخلاف اس کے خاوند کے اور حالانکہ نکاح کی گئی تھی ساتھ اس کے ظاہر ہوا عدم اختیار اس کا واسطے اس کے بعد آزاد ہونے اس کے کی اور اس میں ہے کہ کبھی میاں بیوی سے ایک دوسرے سے بغض رکھتا ہے اور نہیں ظاہر ہوتا ہے واسطے اس کے یہ اور احتمال ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا باوجود عداوت رکھنے اس کے کی مغیث سے صبر کرتی ہو اللہ کے حکم پر جو اللہ نے اس پر اس میں کیا اور نہ معاملہ کرتی تھی ساتھ اس چیز کے جو تقاضا کرے بغض کو یہاں تک کہ اللہ نے اس کی مشکل آسان کی اور اس میں تنبیہ حق دار کی ہے اس چیز پر کہ واجب ہے واسطے اس کے جب کہ اس کو معلوم نہ رہے اور مستقل ہونا مکاتب کا ساتھ عاجز کرنے اپنے نفس کے اور اطلاق اہل کا سرداروں پر اور اطلاق عبید کا ارقاء پر اور جواز نام رکھنا غلام کا

مغیث اور یہ کہ کتابت کے مال کی کوئی حد نہیں اور یہ کہ جائز ہے واسطے آزاد کرنے والے کے یہ کہ قبول کرے ہدیہ کو اپنے آزاد کیے ہوئے سے اور نہیں نقصان کرتا ہے بیچ ثواب آزاد کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے ہدیہ بھیجنا مرد کے گھر والوں کو بغیر اجازت لینے اس کے کی اور قبول کرنا عورت کا اس کو جس جگہ شک نہ ہو اور اس میں سوال کرنا مرد کا ہے اس چیز سے کہ گھر میں دیکھے اور اس کو معلوم ہو کہ وہ گھر میں نہ تھی کہ یہ کہاں سے آئی اور نہیں وارد ہوتا ہے اس پر جوام زرع کے قصے میں پہلے گزر چکا ہے مدح کے تحت میں کہ نہیں پوچھتا اس چیز سے کہ عہد کی اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں، کما تقدم کہ نہیں پوچھتا اس چیز سے کہ عہد کی اور فوت ہوئی سو نہیں کہتا اپنے گھر والوں سے کہ کہاں جاتی رہی اور اس جگہ سوال کیا ان کو حضرت ﷺ نے ایک چیز سے کہ دیکھا اس کو اپنے گھر میں اور اس کو معائنہ کیا اور اس کے سبب سے پوچھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ جانتے تھے کہ گھر والے اس کو آپ کے پاس حاضر کریں گے آپ سے چھپا نہیں رکھیں گے واسطے حرص کے اوپر اس کے بلکہ واسطے وہم حرام ہونے اس کے کی سو حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ ان کے واسطے جواز کو بیان کریں۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہ نکاح کرو شرک والی عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے شرک والی عورت سے اگرچہ تم کو خوش آئے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں پکا حکم کوئی نہیں کیا واسطے قائم ہونے احتمال کے نزدیک اس کے اس کی تاویل میں سو اکثر علماء اس پر ہیں کہ وہ عموم پر ہے اور یہ کہ وہ خاص کی گئی ہے ساتھ آیت مائدہ کے یعنی اہل کتاب کی عورتیں اس سے مخصوص ہیں کہ مسلمانوں کو ان سے نکاح کرنا جائز ہے اگرچہ ایمان نہ لائیں اور بعض سلف سے ہے کہ مراد ساتھ مشرکات کے اس جگہ بت پرست اور مجوس عورتیں ہیں حکایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے۔ (فتح)

٤٨٧٧ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِّكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ وَالْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا أَعْلَمُ مِنَ الْإِشْرَاكِ شَيْئًا أَكْبَرَ مِنْ أَنْ تَقُوْلَ الْمَرْأَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ.

۴۸۷۷۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عیسائی یا یہودی عورت کے نکاح کا حکم پوچھتا تو کہتے تھے کہ اللہ نے شرک والی عورتوں کو مسلمانوں پر حرام کیا ہے اور نہیں جانتا میں شرک کرنے سے کوئی چیز زیادہ اس سے کہ عورت کہے کہ میرا رب عیسیٰ ہے اور حالانکہ وہ ایک بندہ ہے اللہ کے بندوں میں سے۔

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف استمرار حکم عموم آیت بقرہ کے یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت کے عموم کا حکم بدستور ہے اور مائدہ کی آیت منسوخ ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابراہیم حربی نے اور رد کیا ہے اس کو نحاس نے سو حمل کیا ہے اس کو تقویٰ پر کما سیاتی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عموم آیت بقرہ کا خاص کیا گیا ہے ساتھ آیت مائدہ کے اور وہ آیت یہ ہے ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ سو ان کے سوا باقی شرک والی عورتیں اصل تحریم پر ہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اور قول ہے کہ عموم آیت بقرہ کا مراد اس سے خصوص آیت مائدہ کا ہے اور مطلق کہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت بقرہ کی منسوخ ہے ساتھ آیت مائدہ کے اور البتہ کہا گیا ہے کہ اکیلا ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما ساتھ اس کے یعنی اس مسئلے میں کوئی ان کا موافق نہیں ہے سو کہا ابن منذر نے کہ نہیں محفوظ ہے کسی پہلے سے کہ اس نے اس کو حرام کہا ہو لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند حسن کے کہ عطاء نے مکروہ جانا ہے یہودی اور عیسائی عورتوں کے نکاح کو کہا اس نے اور یہ حکم اس وقت تھا جب کہ مسلمان عورتیں کم تھیں اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ خاص کیا ہے اس نے اباحت کو ساتھ ایک حال کے سوائے دوسرے حال کے اور کہا ابو عبید نے کہ مسلمان آج رخصت پر ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے حرام نہیں جانتے تھے لیکن وہ چیز کہ حجت پکڑی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے تقاضا کرتی ہے اس کو کہ منع خاص ہے ساتھ اس شخص کے جو مشرک ہو اہل کتاب میں سے نہ وہ جو اللہ کو ایک جانتا ہو اور جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ حمل کرے حل کی آیت کو اس شخص پر جس نے ان میں سے اپنے دین کو بدل نہیں کیا اور البتہ تفصیل کی ہے بہت علماء نے درمیان ان عورتوں کے جن کے باپ دادا اس دین میں داخل ہوئے پہلے نسخ یا تحریف سے یا اس کے بعد اور یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذہب کی جنس سے ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مجوسی عورتیں مسلمانوں پر حرام ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے مجوسی عورت کو لونڈی بنایا روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نیز روایت کیا ہے اس کو ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ نے اور یہی قول ہے ابو ثور کا اور کہا ابن بطال نے کہ وہ محجوج ہے ساتھ جماعت اور قرآن کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے اجماع باوجود ثابت ہونے خلاف کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین سے اور بہر حال قرآن سو ظاہر اس کا یہ ہے کہ مجوسی اہل کتاب نہیں واسطے اس آیت کے ﴿اَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلٰى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا﴾ لیکن جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس سے جزیہ لیا تو دلالت کی اس نے کہ وہ بھی اہل کتاب ہیں پس قیاس چاہتا ہے کہ اہل کتاب کے باقی احکام بھی ان پر جاری ہوں لیکن مجوس سے جزیہ لیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تابع کیے گئے بیچ ان کے خیر کے اور نہیں وارد ہوا مثل اس کی نکاح اور ذبح کے جانوروں میں وسیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ — جو شرک والی عورتوں میں سے اسلام لائیں ان کے نکاح

وَعِدَّتِهِنَّ.

اور عدت کا بیان۔

فائدہ: یعنی ان کی عدت کی مقدار اور جمہور اس پر ہیں کہ آزاد عورت کی عدت کاٹے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ کفایت کرتا ہے کہ استبرا کرے ساتھ ایک حیض کے۔

٤٨٧٨ ۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا مُشْرِكِيْ أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهٗ وَمُشْرِكِيْ أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهٗ وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِّنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قَرِيْبَةُ بِنْتُ أَبِيْ أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ بِنْتُ أَبِيْ سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

۴۸۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرک لوگ بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں کے دو قسم تھے ایک اہل حرب اور ایک اہل عہد مشرکین اہل حرب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے تھے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے تھے اور مشرکین اہل عہد سے نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے تھے اور نہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے تھے اور دستور تھا کہ جب حربی کافروں میں سے کوئی عورت ہجرت کر کے دار الاسلام میں آتی تو نکاح کا پیغام نہ کی جاتی یہاں تک کہ اس کو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو اور جب حیض سے پاک ہوتی تو اس کے واسطے نکاح کرنا حلال ہوتا پھر اگر ہجرت کرتا خاوند اس کا پہلے اس سے کہ نکاح کی جائے تو پھیری جاتی اس کی طرف اور اگر اہل یمن سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کرتی تو وہ دونوں آزاد ہو جاتے اور ہوتا واسطے ان کے جو مہاجرین کے واسطے ہوتا حرمت اور حریت سے پھر ذکر کیا اہل عہد سے مثل حدیث مجاہد رحمہ اللہ کی اور اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی لونڈی یا غلام ہجرت کرتا تو نہ پھیرے جاتے طرف مشرکوں کی اور ان کی قیمت پھیری جاتی اور کہا عطاء رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یعنی ساتھ سند مذکور کے کہ قریبہ ابی امیہ کی بیٹی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی سو انہوں نے اس کو طلاق دی پھر معاویہ بن ابوسفیان نے اس سے نکاح کیا اور ام الحکم ابوسفیان کی بیٹی عیاض بن غنم کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو طلاق دی تو اس کے بعد عبداللہ بن عثمان نے

اس سے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اس کو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس کے کی حنفیوں نے کہ اس کی عدت ایک حیض ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ مراد تین حیض ہیں اس واسطے کہ وہ اپنے اسلام اور ہجرت کے سبب آزاد عورتوں میں سے ہوگئی ہے برخلاف اس صورت کے کہ بندیوں میں پکڑی آتی اور یہ جو کہا کہ مثل حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے کہ موصوف کیا ہے اس کو ساتھ ہم مثل ہونے کے وہ کلام جو اس کے بعد مذکور ہے اور وہ قول اس کا ہے اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی لونڈی غلام ہجرت کرے الخ اور احتمال ہے کہ مراد اس کی ساتھ اس کے کوئی اور کلام ہو جو متعلق ہے اہل عہد کی عورتوں سے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس نے مشرکین کو دو قسم پر تقسیم کیا ہے ایک اہل حرب اور ایک اہل عہد اور ذکر کیا حکم اہل حرب کی عورتوں کا پھر حکم ان کے غلاموں کا سو گویا کہ حوالہ کیا ہے اہل عہد کی عورتوں کے حکم کو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث پر پھر اس کے بعد ان کے غلاموں کا حکم ذکر کیا اور حدیث مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اس میں موصول کیا ہے اس کو عبد بن حمید نے اس سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ یعنی اگر پاؤ تم غنیمت کو قریش سے تو دو ان ان کو جن کی عورتیں جاتی رہیں مثل اس چیز کی کہ انہوں نے خرچ کی بطور عوض کے وسیاتی بسط هذا في الباب الذي يليه انشاء الله تعالىٰ اور اختلاف ہے بیچ نہ پھیر دینے عورتوں کے طرف کے والوں کی باوجود واقع ہونے صلح کے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اس پر کہ جو ان میں سے مسلمانوں کی طرف آئے اس کو مسلمان پھیر دیں اور جو مسلمانوں میں سے ان کی طرف جائے وہ اس کو نہ پھیر دیں کہ کیا عورتوں کا حکم اس سے منسوخ ہو گیا تھا سو منع کیے گئے مسلمان ان کے پھیر دینے سے یا عورتیں اصل صلح میں داخل نہ ہوئی تھیں یا وہ عام ہے کہ مراد اس سے خصوص ہے اور بیان کیا ہے اس کو وقت اترنے آیت کے اور جو دوسرے قول کے ساتھ قائل ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی مرد تمہارے پاس آئے تو اس کو پھیر دینا کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ عورتیں صلح میں داخل نہیں ہیں اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان کے طریق سے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہماری جن عورتوں نے ہجرت کی وہ ہم کو پھیر دو اس واسطے کہ ہماری شرط ہے کہ جو ہم میں سے آپ کی طرف آئے اس کو پھر دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط مردوں میں تھی عورتوں میں نہ تھی اور یہ حدیث اگر ثابت ہو تو ہو گی کاٹنے والی واسطے جھگڑے کے لیکن تائید کرتا ہے اول اور تیسرے قول کو جو شروط میں پہلے گزر چکا ہے کہ ام کلثوم عقبہ کی بیٹی نے جب ہجرت کی تو اس کے گھر والوں نے آ کر سوال کیا کہ اس کو پھر دیں تو حضرت ﷺ نے اس کو نہ پھیر دیا جب کہ اتری یہ آیت کہ جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور مراد یہ قول اللہ کا ہے کہ تو ان کو کافروں کی طرف مت پھیر دو اور ایک روایت میں ہے کہ

سبیعہ اسلمیہ نے ہجرت کی اور اس کا خاوند اس کی طلب کے واسطے آیا سو آیت اتری تو اس کو اس کا مہر پھیر دیا گیا اور عورت نہ پھیر دی گئی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ.

جب اسلام لائے شرک والی اور عیسائی عورت ذمی یا حربی کافر کے نکاح میں۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے اوپر ذکر عیسائی عورت کے اور وہ مثال ہے نہیں تو یہودی عورت کا بھی یہی حکم ہے سو اگر تعبیر کرتا ساتھ کتابیہ کے تو شامل تر ہوتا اور شاید اس نے رعایت کی ہے اثر کی جو منقول ہے بیچ اس کے اور نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے واسطے مشکل ہونے اس کے کی بلکہ وارد کیا ترجمہ کو جگہ سوال کی فقط اور البتہ جاری ہے عادت اس کی کہ دلیل حکم کی جب محتمل ہو تو نہیں جزم کرتا ساتھ حکم کے اور مراد ساتھ ترجمہ کے بیان حکم اسلام لانے عورت کا ہے اپنے خاوند سے پہلے کہ کیا واقع ہوتی ہے جدائی درمیان دونوں کے مجرد اسلام لانے عورت کے سے یا ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے خیار یا ٹھہرایا جائے عدت میں سو اگر اس کا خاوند اسلام لائے تو نکاح بدستور رہے نہیں تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو اور اس میں خلاف مشہور ہے جس کی شرح دراز ہے اور مائل بخاری رحمہ اللہ کی اس طرف ہے کہ جدائی واقع ہوتی ہے مجرد اسلام سے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالی۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اسلام لائے عیسائی عورت اپنے خاوند سے ایک گھڑی پہلے تو اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

فائدہ: اور یہ عام ہے مدخول بھا اور غیر مدخول بھا میں لیکن یہ جو کہا کہ اس پر حرام ہو جاتی ہے تو نہیں ہے یہ صریح مراد میں اور واقع ہوا ہے ابن ابی شیبہ کی روایت میں کہ وہ اپنے نفس کی زیادہ تر مالک ہے اور روایت کی ہے طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہودیہ اور نصرانیہ میں کہ یہودی اور نصرانی کے نکاح میں ہو سو مسلمان ہو جائے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اسلام دونوں کے درمیان جدائی کر ڈالتا ہے اسلام اونچا ہوتا ہے اور پست نہیں ہوتا۔

وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ وَّصَدَاقٍ.

ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے عطاء عہد والوں کی عورت سے کہ اسلام لائے پھر عدت میں اس کا خاوند بھی مسلمان ہو جائے کہ کیا وہ اس کی عورت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں مگر یہ کہ چاہے عورت نکاح جدید اور مہر سے

فائدہ: اور یہ قول عطاء کا ظاہر ہے اس میں کہ ہوتی ہے جدائی یعنی نکاح ٹوٹ جاتا ہے ساتھ اسلام لانے ایک کے

دونوں میاں بیوی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ جب اس کا خاوند عدت میں اسلام لائے تو عورت سے نکاح کرے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾.

اللہ نے فرمایا کہ نہ وہ عورتیں ان مردوں کے واسطے حلال ہیں اور نہ وہ مردان عورتوں کے واسطے حلال ہیں۔

فائدہ: یہ ظاہر ہے اس میں کہ اختیار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول کو جو پہلے گزرا اس واسطے کہ یہ کلام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور یہ استدلال کرتا ہے اس سے واسطے قوی کرنے قول عطاء رحمہ اللہ کے جو مذکور ہے باب میں اور وہ معارض ہے ظاہر میں واسطے روایت اس کی کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے باب میں اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس کو حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ مراد حیض آنے اور پاک ہونے سے اُس کے خاوند کے اسلام کی انتظار ہو جب تک کہ اس کی عدت میں ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ تاخیر کرنا پیغام نکاح کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس واسطے ہے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام نہیں کیا جاتا جب تک کہ عدت میں ہو پس بنا بر دوسرے احتمال کے نہیں باقی رہتا ہے دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض اور جو قول کہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء رحمہ اللہ کا ہے یہی قول ہے طاؤس اور ثوری اور فقہاء کوفہ کا اور موافق ہوا ہے ان کو ابو ثور اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر نے اور اسی طرف مائل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اور شرط کی ہے اہل کوفہ نے اور جو ان کے موافق ہیں کہ عرض کیا جائے اس کے خاوند پر اسلام کو اس مدت میں اور وہ باز رہے اگر ہوں دونوں دار الاسلام میں اور ساتھ قول مجاہد رحمہ اللہ کے قائل ہے قتادہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق اور ابو عبید اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ قصے ابو سفیان کے جب کہ اسلام لایا وہ دن فتح مکہ کے جس رات کو مسلمان مکے میں داخل ہوئے، کما تقدم فی المغازی اس واسطے کہ جب وہ مکے میں داخل ہوا تو اس کی عورت نے جس کا نام ہند تھا اس کی داڑھی پکڑی اور کہا کہ تو مسلمان کیوں ہو گیا ہے؟ ابو سفیان نے اس کو اسلام کی طرف بلایا وہ بھی اس کے بعد مسلمان ہو گئی اور نہ جدائی کی گئی درمیان ان دونوں کے اور نہیں ذکر کیا عقد جدید کو اور اسی طرح واقع ہوا ہے واسطے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ ان کی عورتیں ان سے پہلے اسلام لائیں مانند حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اور عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ وغیرہ کی اور نہیں منقول ہے کہ ان کے نکاح جدید باندھے گئے اور یہ مشہور ہے نزدیک اہل مغازی کے نہیں اختلاف ہے درمیان ان کے بیچ اس کے مگر یہ محمول ہے نزدیک اکثر کے اس پر کہ اسلام مرد کا واقع ہوا پہلے گزرنے عدت عورت کے جو اس سے پہلے اسلام لائے اور موطا میں زہری سے روایت ہے کہ نہیں پہنچا ہم کو کہ کسی عورت نے ہجرت کی ہو اور اس کا خاوند دار الحرب میں مقیم ہو مگر کہ ہجرت نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی

سو یہ قول محتمل ہے واسطے دونوں قول کے اس واسطے کہ جدائی احتمال ہے کہ ہو قاطعہ اور احتمال ہے کہ ہو موقوف اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق وغیرہ نے عبداللہ بن یزید خطمی سے کہ ایک عیسائی کی عورت مسلمان ہوگئی سو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اختیار دیا کہ اگر چاہے تو اس سے جدا ہو جائے اور چاہے تو اس کے پاس رہے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِيْ مَجُوْسِيَّيْنِ أَسْلَمَا هُمَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَبَى الْاٰخَرُ بَانَتْ لَا سَبِيْلَ لَهُ عَلَيْهَا.

کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے دو مجوسیوں کے حق میں کہ دونوں اسلام لائیں کہا کہ دونوں کا نکاح بدستور قائم ہے اور جب ایک اپنے ساتھی سے پہلے اسلام لائے اور دوسرا نہ مانے تو عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے نہیں کوئی راہ واسطے اس کے اوپر اس کے۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ جب ایک دوسرے ساتھی سے پہلے اسلام لائے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ امْرَأَةٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَآءَتْ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا﴾ قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ.

کہا ابن جریج نے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ مشرکوں کی ایک عورت مسلمانوں کے پاس آئی یعنی مسلمان ہوئی تو کیا اس کے خاوند کو اس کا معاوضہ دیا جائے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ دو ان کو جو انہوں نے خرچ کیا اس نے کہا کہ نہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حکم صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد والے کافروں کے درمیان تھا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهٗ فِيْ صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ سب حکم صلح میں تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان تھی۔

فائدہ: وصل کیا ہے اس روایت کو ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاسْئَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَا اَنْفَقُوْا﴾ کہا اس نے جو مسلمانوں کی عورتوں میں سے کافروں کی طرف جائیں تو چاہیے کہ کافر مسلمانوں کو ان کا مہر دیں اور چاہیے کہ اپنے پاس رکھیں ان کو اور جو کافروں کی عورتوں میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف آئے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ مسلمان ان کا مہر کافروں کو پھیر دیں یہ سب اس صلح میں تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان تھی اور زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ کافروں نے جب انکار کیا کہ پھیر دیں جو خرچ کیا مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر یعنی انکار کیا انہوں نے یہ کہ عمل کریں ساتھ حکم کے جو مذکور ہے آیت میں اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی عورت کافروں کی مسلمان ہو کے مسلمانوں کے پاس آئے تو نہ پھیر دیں اس کو

مسلمان طرف خاوند اس کے کی جو کافر ہے بلکہ دیں اس کے خاوند کو جو خرچ کیا اس نے اس پر مہر وغیرہ سے اور اسی طرح برعکس سو مسلمان لوگ تو یہ حکم بجالائے اور ان کو دیا جو انہوں نے خرچ کیا تھا اور کافروں نے اس کے بجالانے سے انکار کیا سو انہوں نے روکا جو عورت کہ ان کی طرف مرتد ہو کے آئے اور نہ دیا انہوں نے اس کے خاوند مسلمان کو جو اس نے اس پر خرچ کیا تھا سو اس واسطے یہ آیت اتری ﴿وَاِنْ فَاتَکُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ اِلَی الْکُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ کہا اور عقب وہ چیز ہے جو ادا کریں مسلمان طرف اس شخص کی جس کی عورت کافرہ نے کافروں کی طرف ہجرت کی اور روایت کیا ہے اس اثر کو طبری نے زہری سے اور اس میں ہے سو اگر چلی جائے کوئی عورت مسلمانوں کی عورتوں سے طرف کافروں کی تو پھیر دیں مسلمان لوگ طرف خاوند اس کے کی اس چیز کو جو اس پر اس نے خرچ کی عقب میں سے جو ان کے ہاتھ میں ہے جس کا ان کو حکم ہوا کہ اس کو مشرکوں کی طرف پھیر دیں اس خرچ سے جو انہوں نے اپنی بیویوں پر کیا جنہوں نے مسلمان ہو کے ہجرت کی پھر جو کچھ اس میں سے باقی رہے وہ مشرکوں کو پھیر دیں اور واقع ہوا ہے اصل میں کہ پس حکم ہوا یہ کہ دیا جائے وہ مسلمان جس کی عورت کافروں کی طرف چلی گئی جو خرچ کیا اس نے کفار کی عورتوں کے مہر سے جنہوں نے مسلمان ہو کے دار الاسلام کی طرف ہجرت کی اور معنی اس کے یہ ہیں کہ عقب جو مذکور ہے اللہ کے قول میں **فعاقبتم** یعنی پاؤ تم مشرک عورتوں کے مہر سے بدلے اس چیز کے کہ فوت ہوئی مسلمان عورتوں کے مہر سے اور یہ تفسیر زہری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے پاؤ تم غنیمت کو تو اس سے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے ایک جماعت نے تابعین میں سے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو طبری نے لیکن حمل کیا ہے اس نے اس کو اس صورت پر جب کہ نہ حاصل ہو جہت پہلی سے کوئی چیز اور یہ حمل خوب ہے اور قول اس کا خبر مذکور کے آخر میں کہ نہیں معلوم ہے کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی عورت مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور نہیں رد کرتا اس نفی کو ظاہر اس چیز کا کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت اور قصہ اس واسطے کہ مضمون قصے کا یہ ہے کہ مسلمانوں کی بعض عورتیں اپنے کافر خاوند کی طرف چلی گئیں تو اس نے انکار کیا یہ کہ دے اس کے خاوند مسلمان کو جو خرچ کیا اس نے اوپر اس کے سو برتقدیر اس کے کہ مسلمان ہو تو نفی مخصوص ہے ساتھ مہاجرات کے سو احتمال ہے کہ جس عورت سے یہ واقع ہوا وہ مہاجر عورتوں کے سوا اور عورتوں سے ہو مانند گنوار عورتوں کی مثلا اور حصر اپنے عموم پر ہو سو یہ آیت مشرک عورت کے حق میں اتری ہو گی جب کہ مثلا مسلمان کے نکاح میں ہو اور اس کو چھوڑ کر کفار کی طرف بھاگ جائے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ روایت جو پہلے گزری طبری سے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے حسن سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَاِنْ فَاتَکُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ﴾ کہا اس نے کہ اتری یہ آیت بیچ حق ام الحکم بنت ابوسفیان کے کہ وہ مرتد ہو گئی تو نکاح کیا اس سے ایک ثقفی مرد نے اور قریش میں سے اس کے سوا اور کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی پھر مسلمان ہوئی ساتھ ثقیف کے جب وہ مسلمان ہوئے پس اگر ثابت ہو یہ تو مستثنیٰ ہو گی حصر سے جو مذکور ہے زہری

کی حدیث میں اس واسطے کہ ام الحکم بہن ہے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔

تنبیہ: استطراد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اصل ترجمہ سے طرف اس چیز کی جو متعلق ہے ساتھ شرح آیت امتحان کے سو ذکر کیا اس نے اثر عطاء رحمہ اللہ کا اس چیز میں جو متعلق ہے ساتھ معاوضہ کے کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ آیت کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ پھر ذکر کیا مجاہد رحمہ اللہ کے اثر کو جو قوی کرتا ہے عطاء کے دعویٰ کو کہ تھا یہ خاص ساتھ اس زمانے کے کہ اس میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان صلح واقع ہوئی اور بند ہوا یہ دن فتح مکہ کے اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ جو واقع ہوا ہے اس وقت میں ثابت رکھنے مسلمان عورت کے مشرک کے نکاح میں واسطے انتظار اسلام اس کے کی جب تک کہ عدت میں ہو منسوخ ہے واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتے ہیں اس پر یہ آثار خاص ہونے اس کے سے ساتھ انہیں لوگوں کے اور یہ کہ حکم بعد اس کے اس عورت کے حق میں جو مسلمان ہو یہ ہے کہ نہ ثابت رکھی جائے مشرک کے نکاح میں بالکل اگرچہ اسلام لائے مرد اور عورت عدت میں ہو اور البتہ وارد ہوئی ہیں اصل مسئلے میں دو حدیثیں جو آپس میں دونوں معارض ہیں ایک وہ ہے کہ روایت کیا ہے اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے داؤد بن حصین نے عکرمہ رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ پھیر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابو العاص پر اور زینب رضی اللہ عنہا اس سے چھ برس پہلے مسلمان ہوئی تھی ساتھ نکاح اول کے اور کوئی نئی چیز پیدا نہ کی اور روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور کہا ترمذی نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ سند اس کی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور بعض روایتوں میں دو یا تین برس کا ذکر آیا ہے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد ساتھ چھ برس کے وہ مدت ہے جو زینب رضی اللہ عنہا کے اسلام اور ہجرت کے درمیان ہے اور مراد ساتھ دو یا تین برس کے وہ مدت ہے جو درمیان اترنے قول اللہ تعالیٰ ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ کے اور درمیان آنے ابو العاص کے ہے مسلمان ہو کے اس واسطے کہ ان دونوں کے درمیان دو برس اور کچھ مہینے ہیں دوسری حدیث یہ ہے جو روایت کی ہے ترمذی رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حجاج بن ارطاۃ کی روایت سے اس نے روایت کی عمرو بن شعیب سے اس نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر دیا اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ابو العاص بن ربیع پر ساتھ مہر جدید اور نکاح جدید کے کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ اس کی سند میں کلام ہے پھر روایت کی اس نے یزید بن ہارون سے کہ بیان کیا اس نے دونوں حدیثوں کو ابن اسحاق سے اور حجاج بن ارطاۃ سے پھر یزید نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث قوی ہے باعتبار سند کے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے یعنی عمل اہل عراق کا اور کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی وجہ نہیں پہچانی جاتی اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ پھیر دینا زینب رضی اللہ عنہا کا طرف خاوند اس کے کی بعد چھ برس کے یا تین برس کے مشکل ہے واسطے بعید جاننے اس بات کو کہ باقی رہے

عدت میں بیچ اس مدت کے اور نہیں گیا ہے کوئی طرف جواز تقریر مسلمان عورت کے مشرک کے نکاح میں جب کہ متاخر ہو اسلام مرد کا اسلام عورت کے سے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع کو بیچ اس کے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ بعض اہل ظاہر اس کے جواز کے ساتھ قائل ہیں اور روایت کیا ہے ان کو ساتھ اجماع مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ ثابت ہونے خلاف کے قدیم زمانے سے اور یہی منقول ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ طرق قویہ کے اور ساتھ اس کے فتویٰ دیا ہے حماد رحمۃ اللہ علیہ نے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استاد ہے کہ نکاح جدید کی کچھ حاجت نہیں اور جواب دیا ہے خطابی نے اشکال سے کہ باقی رہنا عدت کا اس مدت میں ممکن ہے اگرچہ نہیں جاری ہے عادت ساتھ اس کے غالبا خاص کر جب کہ ہو مدت دو برس اور کچھ مہینے اس واسطے کہ حیض کبھی رک جاتا ہے حیض والیوں سے واسطے عارض ہونے بیماری کے اور یہی جواب دیا ہے بیہقی نے اور یہ اولیٰ ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے اور حکایت کی ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے علل مفرد میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح تر ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے اور علت اس کی تدلیس حجاج بن ارطاۃ کی ہے اور واسطے اس کے ایک اور علت ہے جو اس سے سخت تر ہے اور وہ یہ ہے جو ابو عبید نے کتاب النکاح میں یحییٰ بن قطان سے ذکر کیا ہے کہ حجاج نے عمرو بن شعیب سے نہیں سنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اٹھایا ہے اس نے اس کو عزرمی سے اور عزرمی نہایت ضعیف ہے اور اسی طرح کہا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بعد روایت کرنے اس کے کی اور کہا اور عزرمی کی حدیث کچھ چیز نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ دونوں پہلے نکاح پر برقرار رکھے گئے اور مائل کی ہے ابن عبدالبر نے طرف ترجیح اس چیز کی کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عمرو بن شعیب کی کہا اس نے اور تطبیق دونوں حدیثوں میں ممکن ہے اور معتمد ترجیح اسناد حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اوپر حدیث عمرو بن شعیب کے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری اور واسطے ممکن ہونے حمل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اوپر وجہ ممکن کے اور دعویٰ کیا ہے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی منسوخ ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر دیا اپنی بیٹی کو ابوالعاص پر بعد پھرنے اس کے جنگ بدر سے جب کہ اس میں قید ہوا پھر چھوڑوائی دے کر چھوڑا گیا اور مسند کیا ہے اس کو طرف زہری کی اور اس میں نظر ہے اور اگر ثابت ہو تو وہ موؤل ہے اس واسطے کہ وہ قرار گیر تھی نزدیک اس کے مکے میں اور اسی نے اس کا بدلہ بھیجا تھا کما ھو مشھور فی المغازی سو یہ جو کہا کہ اس کو رد کیا یعنی اس کو برقرار رکھا اور تھا یہ پہلے تحریم کے اور ثابت اس سے یہ ہے کہ جب وہ چھوڑا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شرط کی کہ زینب رضی اللہ عنہا کو بھیج دے تو اس نے اس کو بھیجا دیا کما تقدم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پھیر دیا اس کو طرف اس کی حقیقۃً بعد اسلام کے کی اور حکایت کی ہے طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہ اس نے اور طرح سے دونوں حدیثوں میں تطبیق دی اور وہ یہ ہے کہ البتہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اطلاع ہوئی تھی اوپر حرام ہونے نکاح کفار کے بعد اس کے کہ جائز تھا پس اسی واسطے کہا کہ

پھیر دیا اس کو طرف اس کی ساتھ نکاح جدید کے اور نہیں اطلاع ہوئی اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پس اسی واسطے کہا کہ پھیر دیا اس کو ساتھ نکاح پہلے کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں گمان کیا جاتا ہے ساتھ اصحاب کے کہ جزم کریں ساتھ حکم کے بنا بر اس کے کہ بنا ساتھ کسی چیز کے کبھی ہوتا ہے امر برخلاف اس کے اور کسی طرح گمان کیا جائے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ مشتبہ ہوا اس پر اترنا آیت سورہ ممتحنہ والی کا اور منقول اس سے ساتھ بہت طریقوں کے تقاضا کرتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم مذکور پر اطلاع تھی اور وہ حرام ہونا استقرار مسلمان عورت کا ہے کافر کے نکاح میں سو اگر فرض کیا جائے اس پر مشتبہ رہنا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو نہیں ہے بدستور رہنا اشتباہ کا اوپر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تک کہ حدیث بیان کریں ساتھ اس کے بعد زمانے دراز کے اور جس دن انہوں نے حدیث بیان کی قریب ہے کہ اس دن اپنے سب اہل عصر سے اعلم ہوں اور خوب مسلک ان دونوں حدیثوں میں ترجیح دینا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو جیسے کہ ترجیح دی ہے اس کو اماموں نے اور حمل کرنا اس کا اوپر دراز ہونے عدت کے اس مدت میں کہ نزول آیت تحریم اور اسلام ابوالعاص کے درمیان تھی اور نہیں ہے کوئی مانع اس عادت میں چہ جائیکہ مطلق جواز سے اور بعض نے کہا کہ وہ بیوی ہے اس کی جب تک کہ نکاح نہ کرے اور دلیل اس کی وہ چیز ہے جو باب کی حدیث میں واقع ہوئی ہے بیچ عموم قول اس کے کی فان هاجر زوجها قبل ان تنكح ردت اليه یعنی اگر ہجرت کرے خاوند اس کا پہلے اس سے کہ نکاح کرے تو اس کی طرف پھیری جاتی۔ (فتح)

۴۸۷۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ

۴۸۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو اس آیت سے ان کا امتحان کرتے کہ اے ایمان والو! جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تو ان کو امتحان کرو یعنی ان کو جانچ لو آخر آیت تک یعنی غفور رحیم تک، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جو مسلمان عورتوں میں سے اس شرط یعنی شرط ایمان کے ساتھ اقرار کرتی تو البتہ اس نے محنت کے ساتھ اقرار کر لیا سو جب وہ اُس کے ساتھ زبان سے اقرار کرتیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے چلے جاؤ سو البتہ میں نے تم سے بیعت کی قسم ہے اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کلام کی ساتھ بیعت کے قسم اللہ کی نہیں عہد لیا

فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَآءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا.

حضرت ﷺ نے عورتوں سے مگر ساتھ اس چیز کے جو اللہ نے آپ کو حکم کی جب ان سے قول قرار لیتے تو ان سے فرماتے میں نے تم سے بیعت کی ساتھ کلام کے جو کہتے۔

فائدہ: جب مسلمان عورتیں ہجرت کرتیں یعنی مکے سے طرف مدینے کے فتح مکہ سے پہلے اور یہ جو کہا کہ امتحان کرتے ان کو یعنی جانچتے ان کو اس چیز میں کہ ایمان کے ساتھ معلق ہے اس چیز میں کہ راجع ہے طرف ظاہر حال کے سوائے اطلاع کے اس چیز پر جو دلوں میں ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ﴾ اور اصل ہجرت کا نکلنا بدوی کا ہے بادیہ سے طرف گاؤں کی اور ٹھہرنا بیچ اس کے اور مراد اس جگہ نکلنا عورتوں کا ہے مکے سے طرف مدینے کی مسلمان ہو کے اور یہ جو کہا کہ جو اس شرط کے ساتھ اقرار کرتی تو وہ محنت کے ساتھ اقرار کرتی تو ہذا اشارہ ہے طرف شرط ایمان کی اور زیادہ تر واضح اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے طبری نے عوفے کے طریق سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ عورتوں کو جانچتے تھے یہ کہ گواہی دیں اس کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ ان کا امتحان لیتے تھے ساتھ اس کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی خاوند کے بغض سے قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی واسطے منہ پھیرنے کے ایک زمین سے طرف دوسری زمین کی قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی واسطے طلب تلاش دنیا کے قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی مگر اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ہے کہ ان کی محنت یہ تھی کہ ان سے اللہ کی قسم لی جائے کہ نہیں نکالا تم کو خلاف اور ضد نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں نکالا تم کو مگر اسلام اور مسلمانوں کی محبت نے سو جب یہ کہیں تو قبول کیا جائے ان سے اور یہ سب عوفے کی روایت کے مخالف نہیں واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر زیادتی کے اور یہ جو کہا کہ اس نے محنت کے ساتھ اقرار کر لیا تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس عورت نے شرط مذکور کے ساتھ اقرار کر لیا تو اب اس نے تکلیف اور ابتلاء بالشرع کو مان لیا اور اس کی بیعت اسلام کے واسطے بھی اقرار زبانی کافی ہو گیا اس کے بعد ہاتھ کے ساتھ بیعت کرنے کی ضرورت

نہیں رہی اور یہ جو کہا کہ چلی جاؤ البتہ میں نے تم سے بیعت کی تو بیان کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آخر حدیث میں ساتھ قول اپنے کے کہ میں نے تم سے بیعت کی ساتھ کلام کے کہ اس کو کہتے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ بیعت کرتے ساتھ مارنے ہاتھ کے ہاتھ پر جیسے کہ مردوں سے بیعت کرتے اور البتہ واضح کیا اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قول اپنے کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا اور ایک روایت میں ہے کہ لیکن ان سے کلام کے ساتھ بیعت کرتے اور اختلاف ہے بیچ بدستور رہنے حکم امتحان اس عورت کے جو ہجرت کرے مسلمان عورتوں میں سے سو بعض نے کہا کہ منسوخ ہے اور بلکہ بعض نے اس کے منسوخ ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَآءُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾. ﴿فَإِنْ فَآءُوْا﴾ رَجَعُوْا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں واسطے ان لوگوں کے کہ قسم کھا بیٹھیں اپنی عورتوں سے کہ ان سے جماع نہ کریں انتظار کرنا چار مہینے ہے سمیع علیم تک اور لفظ فاؤا (جو اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی ہیں رجوع کریں یعنی قسم سے۔

فائدہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فے کے معنی ہیں رجوع کرنا ساتھ زبان کے اور مثل اس کی مروی ہے ابو قلابہ رحمہ اللہ سے اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور حسن رحمہ اللہ اور عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فے کے معنی ہیں رجوع کرنا ساتھ دل کے اور زبان کے واسطے اس شخص کے کہ مانع ہو ساتھ اس کے جماع سے اور اس کے غیر میں ساتھ جماع کے اور نیز سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر قسم کھائے کہ نہ کلام کرے اپنی عورت سے ایک دن یا ایک مہینہ تو وہ ایلاء ہے مگر یہ کہ اس سے جماع کرتا ہو اور کلام نہ کرتا ہو تو نہیں ہے وہ ایلاء کرنے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فے کے معنی ہیں جماع کرنا اور اسی طرح مسروق سے اور سعید بن جبیر سے اور شعبی سے اور سندیں ان سب کی قوی ہیں اور کہا طبری نے کہ اختلاف ان کا بیچ اس کے اختلاف ان کے سے ہے بیچ تعریف ایلاء کے سو جس نے خاص کیا ہے اس کو ساتھ ترک جماع کے کہا نہیں رجوع کرتا مگر ساتھ فعل جماع کے اور جو کہتا کہ ایلاء قسم کھانی ہے اوپر نہ کلام کرنے کے عورت سے یا اس پر کہ اس سے غضبناک رہے یا اس کو رنج دے یا مانند اس کی نہیں شرط کیا اس نے رجوع میں جماع کو بلکہ رجوع اس کا ساتھ کرنے اس چیز کے ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کرے اور نقل کیا گیا ابن شہاب رحمہ اللہ سے کہ نہیں ہوتا ہے ایلاء مگر یہ کہ قسم کھائے مرد ساتھ اللہ کے اس چیز میں کہ ارادہ کرتا ہے کہ ضرر کرے ساتھ اس کے اپنی عورت کو الگ ہونے اس کے جسے اور اگر نہ قصد کرے ضرر کرنے کا تو نہیں ہوتا ہے ایلاء اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن رحمہ اللہ اور ایک گروہ سے مروی ہے کہ نہیں ہے ایلاء مگر غصے میں سو جب قسم کھائے کہ نہ صحبت کرے اس سے ساتھ کسی سبب کی مانند خوف کی بچے پر جو اس کا دودھ پیتا ہے غیلہ سے تو نہیں ہے

ایلاء اور شعبی کے طریق سے روایت کی ہے یعنی طبری نے کہ جو قسم کہ عورت اور مرد کے درمیان مانع ہو تو وہ ایلاء ہے اور روایت کی ہے اس نے قاسم اور سالم کے طریق سے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت سے کہے کہ اگر کلام کروں میں تجھ سے ایک برس تو تجھ کو طلاق ہے کہ اگر چار مہینے گزر جائیں اور وہ اس سے کلام نہ کرے تو اس پر طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر برس سے پہلے اس کے ساتھ کلام کرے تو بھی اس کو طلاق پڑ جاتی ہے اور روایت کی ہے اس نے یزید بن اصم سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ تیری عورت کا کیا حال ہے کہ میں نے اس کو بدخو دیکھا تھا اس نے کہا کہ البتہ میں باہر نکلا اور میں اس سے کلام نہیں کرتا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کلام کر اس سے پہلے اس سے کہ چار مہینے گزریں سو اگر چار مہینے گزر گئے تو وہ ایک طلاق ہے اور روایت کی اس نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ اس آیت میں یؤلون کے معنی ہیں قسم کھا بیٹھیں کہا فراء نے تقدیر یہ ہے علی نسائھم یعنی من ساتھ معنی علی کے ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ بلکہ اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے قسم کھا بیٹھیں اوپر باز رہنے کے عورتوں سے اور ایلاء مشتق ہے البتہ ساتھ تشدید کے اور اس کے معنی ہیں قسم۔ (فتح)

۴۸۸۰ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَآئِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ.

۴۸۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایلاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے اور آپ کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا سو اپنے بالا خانے میں انتیس دن ٹھہرے پھر اترے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایک مہینہ قسم کھائی تھی فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

فائدہ: داخل کرنا اس حدیث کا اس باب میں اوپر طریقے اس شخص کے ہے جو نہیں شرط کرتا ایلاء میں ذکر جماع کا اسی واسطے کہا ابن عربی نے نہیں ہے اس باب میں یعنی مرفوع سے سوائے آیت اور اس حدیث کے اور انکار کیا ہے ہمارے شیخ نے تدریب میں داخل کرنے اس حدیث کے سے اس باب میں سو کہا کہ جس ایلاء کا باب باندھا گیا ہے وہ حرام ہے گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے جو اس کے حال کو جانے سو نہیں جائز ہے نسبت کرنی اس کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ مبنی ہے اوپر شرط ہونے ترک جماع کے بیچ اس کے اور میں نے اوائل نماز میں مطلق کہا ہے کہ مراد ساتھ قول انس رضی اللہ عنہ کے آلے قسم کھانی ہے اور نہیں مراد ہے ایلاء عرفی جو فقہ کی کتابوں میں ہے اتفاقاً پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ اس میں اختلاف ہے قدیم سے پس چاہیے کہ قید کیا جائے اس کو ساتھ اس کے کہ وہ اکثر فقہاء کی رائے پر ہے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کسی سے فقہاء امصار سے اگرچہ منعقد ہوتا ہے حکم ایلاء کا بغیر ذکر ترک جماع کے مگر حماد بن ابی سلیمان ابو

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد سے اگرچہ وارد ہوا ہے یہ بعض اس شخص سے جو اس سے پہلے گزرا اور اس کے حرام ہونے میں بھی اختلاف ہے اور البتہ جزم کیا ہے ابن بطال اور ایک جماعت نے کہ باز رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں اپنی بیویوں کی صحبت سے اور نہیں واقع ہوا میں اوپر نقل صریح کے بیچ اس کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک مہینہ ان پر داخل نہ ہوئے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ داخل ہوئی ہو آپ کے پاس کوئی بیوی آپ کے اس مکان میں جس میں آپ الگ ہوئے تھے مگر یہ کہ ہو مکان مذکور مسجد سے سو تمام ہوگا استلزام عدم دخول عورتوں کا نزدیک آپ کے باوجود بدستور رہنے اقامت کے مسجد میں واسطے حرام ہونے جماع کے مسجد میں اور ایک روایت میں ہے کہ ایلاء کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے اور حرام کیا پس ٹھہرایا حلال کو حرام اور تمسک کیا ساتھ قول اس کے کی کہ حرام کیا اس شخص نے جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جماع سے باز رہے لیکن پہلے گزر چکا ہے یہاں واضح کہ مراد ساتھ تحریم کے تحریم شرب شہد کے ہے یا حرام کرنا ماریہ قبطیہ کا اور قوی تر چیز کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے لفظ اعتزل کا ہے یعنی الگ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے۔ (فتح)

٤٨٨١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ فِي الْإِيْلَاءِ الَّذِيْ سَمَّى اللَّهُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُّمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يَعْزِمَ بِالطَّلَاقِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ لِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۸۱۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ایلاء میں کہ نام لیا ہے اس کا اللہ نے کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی کے بعد مدت معین کے (یعنی جس پر قسم کھاتا ہے کہ اس میں اپنی بیویوں سے الگ رہے گا) مگر یہ کہ نگاہ رکھے موافق دستور کے یا قصد کرے طلاق کا جب اللہ نے اس کو حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نیز ایلاء کے احکام میں سے جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ قسم کھائے چار مہینے یا زیادہ تر اور اگر اس سے کم تر مدت پر قسم کھائے تو وہ ایلاء نہیں اور کہا اسحاق نے کہ اگر قسم کھائے کہ ایک دن یا زیادہ اس سے وطی نہ کرے گا پھر اس سے وطی نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو ہوتا ہے ایلاء اور آیا ہے

بعض تابعین سے مثل اس کی اور انکار کیا ہے اس سے اکثر نے اور کاری گری بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بیچ داخل کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے ایلاء کے باب میں تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس میں اسحاق کے موافق ہے اور حمل کیا ہے ان لوگوں نے اللہ کے قول ﴿تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ﴾ کو اوپر اس مدت کے جو مقرر کی جاتی ہے واسطے ایلاء کرنے والے کے سو اگر اس کے بعد رجوع کرے تو فبھا نہیں تو لازم کیا جائے ساتھ طلاق کے اور البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عطاء سے کہ جب کوئی قسم کھائے کہ اپنی عورت کے قریب نہ جائے مدت کا نام لے یا نہ لے سو اگر چار مہینے گزر جائیں تو لازم کیا جائے حکم ایلاء کا اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے حسن بصری سے کہ جب اپنی عورت سے کہے قسم ہے اللہ کی میں آج رات اس کے قریب نہ جاؤں گا پھر اس کو اپنی قسم کے سبب سے چار مہینے چھوڑے تو وہ ایلاء ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جاہلیت کے وقت کا ایلاء ایک برس اور دو برس تھا سو اللہ نے ان کے واسطے چار مہینے مقرر کیے سو جس کا ایلاء چار مہینے سے کم ہو وہ ایلاء نہیں اور یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مدت کے بعد یا اس کو نگاہ رکھے یا طلاق کا قصد کرے تو یہی ہے قول جمہور کا کہ جب مدت گزر جائے تو قسم کا کھانے والے کو اختیار دیا جائے یا رجوع کرے یا طلاق دے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ اگر رجوع کرے ساتھ جماع کے پہلے گزرنے مدت کے تو بدستور رہتا ہے نکاح اس کا اور اگر مدت گزر جائے تو واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ نفس گزرنے مدت کے واسطے قیاس کرنے کے عدت پر اس واسطے کہ نہیں ہے انتظار کرنا عورت پر بعد گزارنے عدت کے اور تعاقب کیا گیا ان کا ساتھ اس کے کہ ظاہر قرآن کا تفصیل ہے ایلاء میں بعد گزرنے مدت کے برخلاف عدت کے اس واسطے کہ وہ مشروع ہے اصل میں واسطے طلاق والی کے اور جس کا خاوند مر گیا ہو بعد ٹوٹ جانے نکاح اس کے کی سو نہ باقی رہے بعد گزرنے عدت کے کوئی تفصیل اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ سند صحیح کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ساتھ دوسری سند کے جس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر چار مہینے گزر جائیں اور رجعت نہ کرے تو اس پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے اور ساتھ سند حسن کے علی رضی اللہ عنہ سے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی اور ایک جماعت تابعین سے کوفیوں وغیرھم سے مثل ابن حنیفہ اور قبیصہ اور عطاء اور حسن اور ابن سیرین سے مثل اس کی اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر بن عبدالرحمن اور ربیعہ اور مکحول اور زہری اور اوزاعی سے روایت ہے کہ طلاق پڑ جاتی ہے لیکن طلاق رجعی اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے جابر بن زید سے کہ جب ایلاء کرے پس چار مہینے گزر جائیں تو اس پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے لیکن اس پر عدت نہیں نہ اسی طرح اسماعیل قاضی نے احکام القرآن میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے مسروق سے جب چار مہینے گزر جائیں تو وہ جدا ہوتی ہے ایک طلاق سے اور تین حیض عدت گزارے اور روایت کی ہے اسماعیل نے ساتھ دوسری وجہ کے مسروق سے اور اس نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ ابو قلابہ سے

روایت کی ہے کہ نعمان بن شبیر نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو فرمایا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب چار مہینے گزر جائیں گے تو البتہ اس کی عورت اس سے جدا ہو جائے گی ساتھ ایک طلاق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو ٹھہرایا جائے ایلاء کرنے والا یہاں تک کہ طلاق دے اور نہیں واقع ہوتی اس پر طلاق یہاں تک کہ طلاق دے اور ذکر کیا جاتا ہے یہ ٹھہرانا عثمان رضی اللہ عنہ سے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے۔

فائدہ: روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ثابت بن عبید سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے انہوں نے کہا کہ ایلاء نہیں ہوتا ہے طلاق یہاں تک کہ ٹھہرایا جائے اور روایت کی ہے ابو صالح نے کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب سے اس مرد کے حکم سے کہ ایلاء کرے تو انہوں نے کہا کہ نہیں اس پر کچھ چیز یہاں تک کہ چار مہینے گزر جائیں پھر ٹھہرایا جائے اگر رجوع کرے تو فبہا اور نہیں تو طلاق دے اور روایت کی ہے اسماعیلی نے سلیمان بن یسار سے کہا کہ ہم نے لوگوں کو پایا ٹھہراتے تھے ایلاء کرنے والے کو جب چار مہینے گزر جائیں اور یہی ہے قول شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور تمام اہل حدیث کا مگر واسطے مالکیوں اور شافعیوں کے بعد اس کے فروعات ہیں جن کی شرح دراز ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ طلاق اس میں رجعی ہوتی ہے لیکن کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں صحیح ہوتی ہے رجعت اس کی مگر یہ کہ جماع کرے عدت میں اور کہا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہ ظاہر کتاب اللہ کا یہ ہے کہ اس کے واسطے چار مہینے ہیں اور جس کی چار مہینے مہلت ہو تو نہیں ہے کوئی راہ اس کی طرف بیچ اس کے یہاں تک کہ اس کی مہلت گزر جائے اور جب اس کی مدت گزر جائے تو جب ہے اس پر ایک امر دو میں سے یا رجعت کرے یا طلاق دے اس واسطے ہم کہتے ہیں کہ نہیں لازم ہے اس پر طلاق ساتھ مجرد گزرنے مدت کے یہاں تک کہ پیدا کرے رجوع کو یا طلاق کو پھر ترجیح دی ہے اس نے ٹھہرانے کے قول کو ساتھ اس کے کہ اکثر اصحاب کا یہی قول ہے اور ترجیح کبھی واقع ہوتی ہے ساتھ اکثر کے باوجود موافق ہونے ظاہر قرآن کے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے بعض اماموں سے کہا کہ نہیں پایا گیا کسی دلیل میں کہ عزیمت طلاق پر ہوتی ہے طلاق اور اگر جائز ہوتا تو البتہ ہوتا عزم رجوع پر رجوع اور نہیں ہے کوئی قائل ساتھ اس کے اور اسی طرح نہیں ہے کسی لغت کی کتاب میں کہ جس قسم کے ساتھ طلاق کی نیت نہ ہو تو تقاضا کرتی ہے وہ طلاق کو اور اس کے غیر نے کہا کہ عطف اربعة اشھر پر ساتھ فا کے دلالت کرتا ہے اس پر کہ تخییر بعد گزرنے مدت کے ہے اور جو متبادر ہے لفظ تربص سے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے وہ مدت ہے جو بیان کی گئی تاکہ واقع ہو تخییر بعد اس کے اور اس کے سوا اور نے کہا کہ ٹھہرایا ہے اللہ نے فئے اور طلاق کو معلق ساتھ فعل ایلاء کرنے والے کے بعد مدت کے اور وہ اللہ کے اس قول سے ہے فَاِنْ فَاؤُوْا، وَاِنْ عَزَمُوْا پس نہیں ہے باوجہ قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ واقع ہوتی ہے طلاق ساتھ مجرد گزرنے مدت کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

فائدہ: ایلاء یہ ہے کہ مرد قسم کھائے کہ اپنی عورت سے صحبت نہیں کرے گا چار مہینے یا زیادہ اس سے سو اگر صحبت نہ کی اور گزر گئے چار مہینے تو نہیں پڑتی ہے طلاق مجرد گزرنے چار مہینے کے نزدیک اکثر اصحاب کے بلکہ مدت گزر جانے کے بعد ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے یعنی حبس کرے اس کو حاکم اور کہے یا تو رجوع کر یا طلاق دے۔

بَابُ حُکْمِ الْمَفْقُوْدِ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

باب ہے بیچ بیان حکم اس شخص کے جو غائب ہے اس کے اہل اور مال میں۔

فائدہ: اسی طرح مطلق کہا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور نہیں بیان کیا حکم کو اور دخول حکم اہل کا متعلق ہے ساتھ ابواب طلاق کے برخلاف مال کے کہ اس کو اس جگہ کچھ تعلق نہیں ہے لیکن ذکر کیا ہے واسطے موافقت باب کے۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَاَتُهٗ سَنَةً.

یعنی کہا ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب غائب ہو صف میں وقت لڑائی کے تو اس کی عورت ایک سال انتظار کرے یعنی اور اس کے بعد اس کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا جائز ہے اور جب غائب ہو غیر صف میں تو چار برس انتظار کرے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا لیکن اس نے فرق کیا ہے درمیان اس کے کہ واقع ہو لڑائی دار الحراب میں یا دار الاسلام میں۔ (فتح)

وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً وَّالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنْ اَتٰى فُلَانٌ فَلِيْ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ.

اور خریدا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لونڈی کو اور اس کا مالک غائب ہوا سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک سال تلاش کیا سو نہ پایا اور گم ہوا سو ایک ایک اور دو دو درہم محتاجوں کو دینا شروع کیا اور کہا کہ الٰہی! یہ فلانے کی طرف سے ہے یعنی اس کا ثواب اس کو پہنچے سو اگر آیا تو واسطے میرے ہے ثواب اور مجھ پر ہے ڈانڈ یعنی بدلہ اور کہا کہ اسی طرح کیا کرو ساتھ گری پڑی چیز کے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ نکالا ہے اس نے اپنے فعل کو لقطہ کے حکم سے اس واسطے کہ حکم ہے کہ ایک سال اس کو مشہور کرے اور اس کے بعد اس میں تصرف کرے سو اگر اس کا مالک آئے تو واسطے اس کے ہے بدلہ اس کا سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کو صدقہ کریں سو اگر اس کے مالک نے اس کو جائز رکھا جب کہ آیا تو حاصل ہو گا ثواب واسطے اس کے اور اگر اس نے اس کو جائز نہ رکھا تو ہو گا ثواب واسطے صدقہ کرنے والے کے اور اس پر ہے

بدلہ واسطے مالک اس کے کی اور طرف اس کی اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے کہ واسطے میرے ہے اور مجھ پر ہے یعنی ثواب اور مجھ پر ہے بدلہ۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ. اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مثل اس کی۔

فائدہ: سعید بن منصور نے رفیع سے روایت کی ہے کہ اس نے مکے میں ایک مرد سے کپڑا خریدا سو وہ اس سے گم ہوا ہجوم میں اس نے کہا سو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو انہوں نے کہا جب آئندہ سال آئے تو اس کو تلاش کر اس مکان میں جس میں تو نے اس سے کپڑا خریدا تھا سو اگر تو اس پر قادر ہو تو فبہا نہیں تو اس کو صدقہ کر پھر اگر اس کے بعد آئے تو اس کو اختیار دے درمیان صدقے اور لینے درہموں کے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَسِيْرِ يُعْلَمُ مَكَانُهُ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُوْدِ.

اور کہا زہری نے قیدی کے حق میں جس کا مکان معلوم ہو کہ نہ نکاح کی جائے عورت اس کی اور نہ تقسیم کیا جائے مال اس کا اور جب اس کی خبر بند ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا تو اس کا حکم مفقود کا حکم ہے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اوزاعی کے طریق سے کہا کہ میں نے زہری سے پوچھا حکم قیدی کا دشمن کی زمین میں کہ کب نکاح کرے عورت اس کی سو اس نے کہا کہ نہ نکاح کرے جب تک جانے کہ وہ زندہ ہے اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ ٹھہرایا جائے مال قیدی کا اور اس کی عورت یہاں تک کہ دونوں مسلمان ہوں یا مر جائیں اور بہر حال یہ جو کہا کہ اس کا حکم مفقود کا حکم ہے تو مذہب زہری کا مفقود کی عورت کے حق میں یہ ہے کہ وہ چار برس انتظار کرے اور البتہ روایت کیا ہے عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے ساتھ صحیح سندوں کے عمر رضی اللہ عنہ سے ان میں سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے عبدالرزاق نے زہری کے طریق سے اس نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ حکم کیا اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں نے کہا کہ انتظار کرے عورت مفقود کی چار برس اور نیز ثابت ہوا ہے یہ عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے اور ایک جماعت تابعین سے مانند نخعی اور عطاء اور زہری اور مکحول اور شعبی کے اور اتفاق کیا ہے ان میں سے اکثر نے کہ مدت ٹھہرانی اس دن سے ہے کہ اٹھایا جائے قضیہ اس کا طرف حاکم کی اور اس پر کہ عدت کاٹے عدت وفات کے بعد گزر جانے چار برس کے اور نیز اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ اگر نکاح کرے پھر پہلا خاوند آ جائے تو اختیار دیا جائے درمیان بیوی اپنی کے اور مہر کے کہ چاہے بیوی کو لے چاہے مہر کو اور ان میں سے اکثر نے کہا کہ جب پہلا خاوند مہر کو اختیار کرے تو دوسرا خاوند اس کو مہر دے اور نہیں فرق کیا ہے اکثر نے ان میں سے درمیان احوال فقد کے مگر جو پہلے گزر چکا ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے

اور فرق کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے درمیان اس شخص کے جو لڑائی میں غائب ہو پس مقرر کی جائے واسطے اس کے مدت مذکور اور درمیان اس شخص کے جو گم ہو غیر حرب میں یعنی لڑائی کے سوا کہیں اور طرف گم ہو جائے تو اس کے واسطے مدت نہ ٹھہرائی جائے بلکہ انتظار کرے اتنی عمر کہ گمان غالب ہو کہ وہ اس سے زیادہ نہیں زندہ رہے گا اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق نے کہ جو غائب ہو اپنے گھر والوں سے سو نہ معلوم ہو خبر اس کی کہ زندہ ہے یا مردہ تو اس کے واسطے کوئی مدت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مدت تو اس شخص کے واسطے ہے جو گم ہو لڑائی میں یا دریا میں یا مانند اس کی میں اور آیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جب عورت کا خاوند غائب ہو تو نہ نکاح کرے یہاں تک کہ آئے یا مر جائے روایت کیا ہے اس کو ابو عبید نے کتاب النکاح میں اور کہا عبدالرزاق نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے موافق ہے مفقود کی عورت میں کہ وہ تمام عمر انتظار کرے اور نیز ابو عبید نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر وہ عورت کسی سے نکاح کرے تو وہ پہلے کی عورت ہے اور دوسرا خاوند اس کے ساتھ صحبت کرے یا نہ کرے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے شعبی سے کہ جب نکاح کرے پھر اس کو خبر پہنچے کہ پہلا خاوند زندہ ہے تو اس عورت اور دوسرے خاوند کے درمیان تفریق کرائی جائے اور اس سے عدت کاٹے اور اگر پہلا مر جائے تو اس سے بھی عدت بیٹھے اور اس کی وارث ہوتی ہے اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نہ نکاح کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو امر اس کا کہ زندہ ہے یا مردہ اور یہ قول فقہاء کوفہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اہل حدیث کا ہے اور اختیار کیا ہے ابن منذر نے تاجیل یعنی مدت معین کرنے کو واسطے اتفاق پانچ اصحاب کے اوپر اس کے۔ (فتح) مترجم کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت آئی ہے تو اس کی سند ضعیف ہے۔

٤٨٨٢ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ

٤٨٨٢۔ حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیگانی بھولی بھٹکی بکری کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پکڑ لے اس کو سو وہ تو تیرے واسطے ہے یا کسی اور تیرے بھائی کے واسطے ہے یا بھیڑیئے کے واسطے ہے اور کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیگانے بھولے بھٹکے اونٹ کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے واسطے اور کیا ہے اس کے واسطے یعنی بیگانے اونٹ گم ہونے سے تجھ کو کیا کام ہے چھوڑ اس کو اس واسطے کہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک موجود ہے پانی پیتا ہے اور درخت کو

مَنْ يَّعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سُفْيَانُ وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِىْ أَمْرِ الضَّالَّةِ هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَحْيٰى وَيَقُوْلُ رَبِيْعَةُ عَنْ يَّزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْيَانُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ فَقُلْتُ لَهٗ.

کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے اور کسی نے حضرت ﷺ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا فرمایا کہ اس کے باندھنے کے دھاگے اور تھیلی کو پہچان رکھ اور اس کو ایک برس شہرت دے سو اگر کوئی اس کا پہچاننے والا آئے تو فبہا نہیں تو اپنے مال میں ملا، کہا سفیان نے کہ میں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے ملا کہا سفیان نے اور نہیں یاد رکھتا میں اس سے کوئی چیز سوائے اس کے کہ میں نے کہا خبر دے مجھ کو حدیث یزید کی سے جو تابعی ہے بیچ حق بیگانی گم ہوئی چیز کے کیا وہ زید بن خالد سے جو صحابی ہے یعنی کیا حدیث موصول ہے؟ اس نے کہا، ہاں! کہا یحییٰ نے اور ربیعہ کہتا ہے یعنی روایت کرتا ہے یزید سے وہ زید بن خالد سے کہا سفیان نے سو میں ربیعہ سے ملا اور میں نے اس سے کہا یعنی کلام مذکور اور وہ یہ ہے کہ خبر دے مجھ کو حدیث یزید کی سے، الخ۔

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید نے حدیث بیان کی ہے ساتھ اس کے یزید مولیٰ منبعث کی سے مرسل پھر ذکر کیا واسطے سفیان کے کہ ربیعہ حدیث بیان کرتا ہے ساتھ اس کے یزید سے وہ روایت کرتا ہے زید بن خالد سے سو موصول کرتا ہے اس کو پس باعث ہوا یہ سفیان کو اس پر کہ وہ ربیعہ کو ملا اور اس کو اس سے پوچھا تو اقرار کیا اس نے واسطے اس کے ساتھ اس کے کہ میں اس کو موصول کرتا ہوں اور حدیث کی پوری شرح لقطہ میں گزر چکی ہے اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ تصرف غیر کے مال میں جب غائب ہو جائز ہے جب تک کہ نہ ہو مال اس قسم سے کہ اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر تفصیل درمیان اونٹ اور بکری کے اور کہا ابن منیر نے کہ جب معارض ہوئے آثار اس مسئلے میں تو واجب ہوا رجوع کرنا طرف حدیث مرفوع کے اور حدیث میں ہے کہ بیگانی گم ہوئی بکری جائز ہے تصرف بیچ اس کے پہلے تحقیق ہونے موت اس کے مالک کی سو ہوگا الحاق کرنا کل مفقود کا ساتھ اس کے باوجہ اور اس میں ہے کہ بیگانے گم ہوئے اونٹ کو نہیں پکڑنا چاہیے واسطے مستقل ہونے اس کے کی ساتھ کام اپنے کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اسی طرح گم ہوئے مرد کی بیوی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ تحقیق ہو خبر موت خاوند اس کے کی پس ضابطہ یہ ہے کہ جس چیز کے ضائع ہونے کا خوف ہو جائز ہے تصرف کرنا بیچ اس کے واسطے نگاہ رکھنے اس کے کی ضائع ہونے سے اور جو

اس طرح نہ ہو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں اور اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ حکم بیگانی گم ہوئی بکری کا حکم مال کا ہے بیچ واجب ہونے اس بات کے کہ اس کے مالک کو اس کا عوض دیا جائے جب کہ حاضر ہو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الظِّهَارِ. باب ہے ظہار کے بیان میں۔

فائدہ: ظہار ساتھ کسرہ معجمہ کے وہ کہنا مرد کا ہے اپنی عورت سے انت علی کظھر امی یعنی تو مجھ پر ہے جیسے پیٹھ میری ماں کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی پیٹھ ساتھ اس کے سوائے باقی اعضاء کے اس واسطے کہ وہ جگہ سوار ہونے کی ہے غالبًا اسی واسطے نام رکھا گیا ہے سواری کا ظہر سو تشبیہ دی گئی بیوی ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ سواری ہے مرد کی کہ مرد اس پر سوار ہوتا ہے اور اگر پیٹھ کے سوا کسی اور عضو کی طرف منسوب کرے جیسے پیٹ مثلا تو ہوتا ہے ظہار اظہر قول پر نزدیک شافعیہ کے اور اختلاف ہے اس صورت میں جب کہ نہ معین کرے ماں کو جیسے کہے کہ تو مجھ پر جیسے پیٹھ میری بہن کی مثلا تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے قدیم قول میں ہے کہ وہ ظہار نہیں ہوتا بلکہ خاص ہے ساتھ ماں کے جیسے کہ وارد ہوا ہے قرآن میں اور اسی طرح ہے خولہ کی حدیث میں جس سے اس نے ظہار کیا تھا اور کہا جدید قول میں کہ ہوتا ہے ظہار اور یہی ہے قول جمہور کا لیکن اختلاف کیا ہے انہوں نے اس عورت کے حق میں جو ہمیشہ کے واسطے حرام نہیں یعنی اگر ایسی عورت کے عضو کے ساتھ تشبیہ دے ہمیشہ کے واسطے حرام نہیں تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نہیں ہوتا ہے ظہار اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ظہار ہے اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں مانند دونوں مذہب کے سو اگر کہے کہ تو مجھ پر جیسے پیٹھ میرے باپ کی تو نہیں ہے ظہار نزدیک جمہور کے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ ظہار ہے اور جاری کیا ہے اس نے اس کو ہر اس شخص میں جس کی وطی اس پر حرام ہے یہاں تک کہ چوپائے میں بھی اور واقع ہوتا ہے ظہار ساتھ ہر لفظ کے کہ دلالت کرے اوپر حرام کرنے بیوی کے لیکن بشرط مقرون ہونے اس کے کی ساتھ نیت کے اور واجب ہے کفارہ اس کے قائل پر جیسے کہ اللہ نے فرمایا لیکن بشرط رجعت کرنے کے طرف زوجہ کی نزدیک جمہور کے اور ثوری کے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے کفارہ ساتھ مجرد ظہار کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾.

یعنی اور بیچ بیان اس آیت کے البتہ سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اللہ کے اس قول تک پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا۔

فائدہ: استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَإِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا﴾ اس پر کہ ظہار حرام ہے اور البتہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب میں آثار کو اقتصار کیا ہے آیت پر اور ان پر اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر آیت کے طرف حدیث مرفوع کی جو وارد ہے اس کے سبب میں اور البتہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

اس کے بعض طریقوں کو ساتھ تعلیق کے کتاب التوحید میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے وسیاتی ذکرہ اور اس میں نام ہے اس شخص کا جس نے ظہار کیا اور نام اس عورت کا جس نے جھگڑا کیا اور وہی ہے جس سے ظہار کیا اور یہ کہ راجح یہ ہے کہ وہ خولہ ثعلبہ کی بیٹی ہے اور وہ پہلا ظہار ہے جو اسلام میں ہوا جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تھا ظہار جاہلیت میں حرام کرنا عورتوں کو سو پہلے پہل اسلام میں جس نے ظہار کیا اوس بن صامت ہے اور اس کی عورت خولہ تھی اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سنا میں نے اہل علم بالقرآن سے کہتے تھے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ تین چیز سے طلاق دیتے تھے ظہار سے اور ایلاء سے اور طلاق سے سو اللہ نے طلاق کو طلاق برقرار رکھا اور حکم کیا ظہار اور ایلاء میں ساتھ اس چیز کے جو قرآن میں بیان کیا اور ابوداؤد میں خولہ سے ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ کی طرف شکایت کرتی اور ابوداؤد اور ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے ظہار کیا سو اس نے اس سے جماع کیا کفارہ دینے سے پہلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے الگ رہ یہاں تک کہ تو اپنی طرف سے کفارہ دے اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ تو کرے جو اللہ نے تجھ کو حکم کیا اور ان حدیثوں کی سندیں حسن ہیں اور حکم کفارے ظہار کا منصوص ہے ساتھ قرآن کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے احکام میں کئی جگہوں میں کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف بعض احکام کی آثار میں جن کو باب میں وارد کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ آیت ظہار اور آیت لعان کے اور اوپر قول کے ساتھ عموم کے اگرچہ وارد ہو سبب خاص میں اور اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر دخول سبب کے اور یہ کہ شامل ہے حکم ظہار کا اوس بن صامت کو اور مشکل کیا ہے اس کو سبکی نے اس بہت سے کہ سبب مقدم ہے اور نزول متاخر ہے سو کس طرح پھرے گا اس چیز پر جو پہلے گزری باوجود اس کے کہ نہیں شامل ہے آیت مگر اس شخص کو جس سے ظہار پایا جائے بعد اترنے اس کے اس واسطے کہ بیچ قول اللہ تعالیٰ کے فتحریر رقبۃ دلالت کرتی ہے اس پر کہ مبتدا شامل ہے معنی شرط کو اور غیر شامل ہے بمعنی جزا کو اور معنی شرط کے مستقل ہیں اور جواب دیا ہے اس نے کہ داخل ہونا فا کا خبر میں استدعا کرنا ہے عموم کو ہر ظہار کرنے والے میں اور یہ شامل ہے حاضر اور مستقبل کو کذا قال اور ممکن ہے کہ حجت پکڑی جائے الحاق پر ساتھ اجماع کے۔ (فتح)

وَقَالَ لِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَّصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

اور کہا مجھ سے اسماعیل نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کسی نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ آزاد مرد کے ظہار کی مانند ہے کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ غلام کے روزے دو مہینے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غلام کا ظہار آزاد مرد کے ظہار کے مانند ہے تو احتمال ہے کہ تشبیہ سب احکام میں ہو یعنی سب

احکام میں آزاد کی مانند ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ تشبیہ کے مطلق صحیح ہونا ظہار کا ہو جیسے کہ صحیح ہے آزاد مرد سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے سب احکام میں اس کی مانند ہو لیکن نقل کیا ہے ابن بطال نے اجماع کو اس پر کہ غلام جب ظہار کرے تو اس پر لازم ہو جاتا ہے اور یہ کہ کفارہ اس کا ساتھ روزے کے دو مہینے ہیں مانند آزاد مرد کی ہاں اختلاف کیا ہے کھانا کھلانے اور آزاد کرنے میں سو کہا کوفیوں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں کفایت کرتا اس کو مگر روزہ فقط اور کہا ابن قاسم نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر کھانا کھلائے اپنے مالک کی اجازت سے تو اس کو کفایت کرتا ہے اور جو دعویٰ کیا ہے اس نے اجماع کا مردود ہے سو نقل کیا ہے شیخ موفق نے مغنی میں بعض سے کہ نہیں صحیح ہے ظہار غلام کا اس واسطے کہ اللہ نے فرمایا ﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ اور غلام نہیں مالک ہے گردن کا اور پیچھا کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ آزاد کرنا غلام کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس پر ہے جو اس کو پائے سو ہو گا مانند معسر کی سو فرض اس کا روزہ ہے اور لیکن جو ذکر کیا ہے اس نے مقدار روزے کے سے سو البتہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابراہیم سے کہ اگر ایک مہینہ روزہ رکھے تو کفایت کرتا ہے اور اسی طرح روایت ہے عطاء سے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ سَوَآءٌ.

یعنی کہا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ظہار آزاد مرد اور غلام کا آزاد عورت اور لونڈی سے برابر ہے۔

فائدہ: ابن اعرابی نے ہمام سے روایت کی ہے کہ پوچھے گئے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس مرد سے جو اپنی لونڈی سے ظہار کرے سو اس نے کہا کہ کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مثل ظہار آزاد عورت کی ہے اور یہ قول فقہاء سبعہ کا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس طور کے کہ وہ فرج حلال ہے سو حرام ہوتا ہے ساتھ حرام کرنے کے اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے حسن سے کہ اگر اس سے وطی کی ہو تو وہ ظہار ہے اور اگر وطی نہ کی ہو تو ظہار نہیں اور یہ قول اوزاعی کا ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَآءِ.

کہا عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر ظہار کرے اپنی لونڈی سے تو کچھ نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظہار تو عورتوں سے ہوتا ہے۔

فائدہ: اور یہی ہے قول جمہور کا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور کوفیوں کا اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مِنْ نِّسَآئِهِمْ﴾ اور نہیں ہے لونڈی نساء میں سے یعنی اس کو عورت نہیں کہا جاتا لونڈی کہا جاتا ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ظہار طلاق تھا پھر حلال ہوا ساتھ کفارے کے سو جس طرح لحاظ کیا واسطے لونڈی کے طلاق میں اسی طرح لحاظ کیا واسطے اس کے ظہار میں اور روایت کی ہے سعید بن منصور نے داؤد بن

ابی ہند سے کہا کہ میں نے مجاہد رحمہ اللہ کو لونڈی سے ظہار کرنے کا حکم پوچھا تو گویا اس نے اس کو کچھ چیز نہ دیکھا میں نے کہا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا ﴿مِنْ نِسَآئِهِمْ﴾ کیا نہیں ہے لونڈی نساء میں سے اس نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾ کیا نہیں غلام مردوں میں سے کیا پس جائز ہے گواہی غلام کی اور عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا خلاف بھی مروی ہے اور احتمال ہے کہ جو منقول عکرمہ رحمہ اللہ سے لونڈی منکوحہ کے حق میں سو نہ ہو گا درمیان قول اس کے کی اختلاف۔ (فتح)

وَفِي الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوْا أَيْ فِيْمَا قَالُوْا. یعنی استعمال کیا جاتا ہے کلام عرب میں عاد لکذا ساتھ معنی عاد فیه کے یعنی اس میں رجوع کیا اور اس کو باطل کیا اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾ یعنی پھر اپنے قول میں رجوع کریں اور اس کو باطل کریں۔

وَفِيْ نَقْضِ مَا قَالُوْا. یعنی اور بیچ توڑنے اس چیز کے کہ انہوں نے کہی۔

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ لائے ساتھ فعل کے جو توڑ ڈالے اس کے پہلے قول کو اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا شرط ہے فعل کہ نہ جائز ہو واسطے اس کے وطی اس کی مگر بعد اس کے کہ کفارہ دے یا کفایت کرتا ہے قصد کرنا اس کی وطی پر یا قصد کرنا اس کے رکھنے پر اور نہ جدا کرنے پر پہلا قول لیث کا ہے اور دوسرا قول حنفیوں اور مالک رحمہ اللہ کا اور اس سے محکی ہے کہ وہ بعینہ وطی ہے بشرطیکہ مقدم ہو اس پر کفارہ اور تیسرا قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور جو اس کے تابع ہیں اور چوتھا قول آئندہ آتا ہے۔

وَهٰذَا أَوْلٰى لِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ. اور یہ معنی اولیٰ ہیں اس واسطے کہ اللہ نے نہیں دلالت کی منکر اور جھوٹ بات پر۔

فائدہ: یہ کلام بخاری رحمہ اللہ کا ہے اور مراد اس کی رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ شرط عود کی اس جگہ یہ ہے کہ واقع ساتھ قول کے اور وہ دوہرا لفظ ظہار کا ہے اور اشارہ کیا طرف اس قول کی اور جزم کیا ساتھ اس کے کہ یہ قول مرجوح ہے اگرچہ ظاہر آیت کا ہے اور یہ قول اہل ظاہر کا ہے اور البتہ مروی ہے یہ ابو العالیہ اور بکیر بن اشج تابعین سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے فراء نحوی اور اللہ کے قول ﴿لِمَا قَالُوْا﴾ کے معنی یہ ہیں الی قول ما قالوا یعنی طرف کہنے اس چیز کی جو انہوں نے پہلے کہی اور البتہ مبالغہ کیا ہے ابن العربی نے بیچ انکار کرنے اس کے کی اور منسوب کیا ہے اس نے اس کے قائل کو طرف جہل کی اس واسطے کہ بیان کیا ہے اس کو اللہ نے کہ وہ نامعقول بات اور جھوٹ ہے سو کس طرح کہا جائے گا کہ جب دوہرائے قول حرام منکر کو تو واجب ہے اس پر یہ کہ کفارہ دے پھر حلال ہوتی ہے واسطے اس کے عورت اور طرف اسی کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے اس واسطے کہ نہیں دلالت کی

اللہ نے اوپر نا معقول اور جھوٹ بات کے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ جب اللہ کے قول ﴿ثُمَّ يَعُودُونَ﴾ کے بعد ﴿فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ﴾ واقع ہوا تو اس نے دلالت کی اس پر کہ مراد ضد اس چیز کی ہے کہ واقع ہوئی اس سے مظاہرۃ سے اور اختلاف ہے اس میں کہ اللہ کے قول ﴿لِمَا قَالُوا﴾ میں لام کے کیا معنی ہیں سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں پھر پھرتے ہیں طرف جماع کی پس آزاد کرنا گردن کا ہے یعنی پس لازم ہے ان پر آزاد کرنا غلام کا بسبب اس کے کہ انہوں نے کہا کہ سو انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ لام متعلق ہے ساتھ محذوف کے اور وہ قول اس کا علیہم ہے اور بعض نے کہا لام ساتھ معنی عن کے ہے یعنی رجوع کرتے ہیں اپنے قول سے اور یہ موافق ہے واسطے اس شخص کے جو واجب کرتا ہے کفارے کو ساتھ مجرد وقوع کلمے ظہار کے اور کہا ابن بطال نے مشابہ تر ہے یہ کہ ہو ما ساتھ معنی من کے یعنی وہ عورتیں جن کے واسطے انہوں نے کہا کہ تم ہم پر جیسے ہماری ماؤں کی پیٹھ۔ (فتح)

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُورِ.

باب ہے بیچ بیان اشارہ کرنے کے طلاق میں اور امور میں یعنی حکمیہ وغیرہ میں۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا فَأَشَارَ إِلٰى لِسَانِهِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نہیں عذاب کرتا آنکھ کے آنسو سے لیکن عذاب کرتا ہے اس سے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔

فائدہ: یہ حدیث جنازوں کے بیان میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ أَسْمَاءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّي فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ وَقَالَ أَنَسٌ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ لَا حَرَجَ وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کیا کہ آدھا قرض لے اور آدھا معاف کر دے (یہ حدیث ملازمت میں گزر چکی ہے) اور کہا اسماء رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کے گہن میں نماز پڑھی تو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا؟ اور وہ نماز پڑھتی تھی تو اس نے اپنے سر سے سورج کی طرف اشارہ کیا سو میں نے کہا کیا نشانی ہے؟ تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! یعنی جیسے کہ کتاب الایمان اور صلوۃ الکسوف میں گزر چکا ہے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ لوگوں کا امام بنے اور

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ أَ أَحَدٌ مِّنكُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا.

ان کو نماز پڑھائے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کچھ حرج نہیں جیسا کہ علم میں گزر چکا ہے اور کہا ابو قتادہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم کے شکار کرنے کے حق میں کیا کوئی تم میں سے ہے جس نے اس کو حکم کیا ہو کہ حملہ کرے اوپر اس کے یا اس کی طرف اشارہ کیا ہو؟ اصحاب نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا پس کھاؤ جیسے کہ حج میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

٤٨٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَكَانَ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِحَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ.

۴۸۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طواف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانے کعبے کا اپنے اونٹ پر جب رکن کے پاس آتے تھے تو اس کی طرف اشارہ کرتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور کہا زینب رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھولا گیا یاجوج ماجوج کی دیوار سے مانند اس کی اور گرہ باندھی نوے کی یعنی بیچ کی انگلی کے سر اور انگوٹھے کے سر کو جوڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے اور وجہ داخل کرنے اس کے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ گرہ کرنی اوپر صفت مخصوص کے واسطے ارادے عدد معلوم کے بجائے اشارے کے ہے جو سمجھانے والا ہے اور جب کفایت کی ساتھ اس کے نطق یعنی بولنے سے باوجود قادر ہونے کے اوپر بولنے کے تو دلالت کی اس نے اوپر معتبر ہونے اشارے کے اس شخص سے جو نہیں قادر ہے بولنے پر بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٤٨٨٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ قَائِمٌ

۴۸۸۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے کہ مسلمان کھڑا نماز پڑھتا اللہ سے بھلائی مانگے اور اس ساعت کے موافق پڑ جائے تو اللہ اس کو ضرور دے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے اور اپنی انگلیوں کے سر بیچ کی انگلی اور چھوٹی انگلی کے

يُصَلِّيْ فَسَأَلَ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ وَوَضَعَ أُنْمُلَتَهٗ عَلٰى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصِرِ قُلْنَا يُزَهِّدُهَا.

درمیان رکھے ہم نے کہا اس کے کم ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں یعنی وہ ساعت تھوڑی دیر رہتی ہے۔

فائدہ: اور البتہ بعض نے کہا کہ مراد ساتھ رکھنے سر انگلیوں کے ہتھیلی کے بیچ میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ ساعت جمعہ کے دن کے بیچ میں ہے اور ساتھ رکھنے ان کے کی چھوٹی انگلی پر اشارہ ہے طرف اس کی کہ دن کی پچھاڑی میں ہے اس واسطے کہ خنصر ہاتھ کی سب انگلیوں سے پچھاڑی میں ہے۔

وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَارِيَةٍ فَأَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَأْسَهَا فَأَتٰى بِهَا أَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيْ آخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ أُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ لِغَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا قَالَ فَقَالَ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ أَنْ لَا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَأْسُهٗ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لڑکی پر تعدی کی سو اس نے اس کا زیور لے لیا اور اس کا سر کچل ڈالا سو اس لڑکی کے گھر والے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور حالانکہ وہ اخیر دم میں تھی اور اس کی زبان بند ہو گئی تھی یعنی لیکن اس کی عقل وہوش باقی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ کیا فلاں نے جس نے اس کو مارا تھا اس کے سوا اور کا نام لیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلان نے مارا؟ مارنے والے کے سوا اور مرد کا نام لیا سو اس نے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے والے کا نام لیا سو فرمایا کہ کیا فلاں نے تجھ کو مارا؟ سو اس نے اشارہ کیا کہ ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم کیا سو اس کا سر دو پتھروں میں کچلا گیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ پہلی بار اشارہ کیا کہ نہیں پھر اشارہ کیا کہ ہاں۔

٤٨٨٥۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفِتْنَةُ مِنْ هَا هُنَا وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ.

۴۸۸۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ فتنہ فساد ادھر سے ہے اور اشارہ کیا پورب کی طرف۔

٤٨٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ أَمْسَيْتَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَا هُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ.

۴۸۸۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے سو جب آفتاب ڈوبا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد سے فرمایا کہ اتر سو ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا یا حضرت! اگر شام کریں تو خوب ہو پھر فرمایا اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ شام کریں تو خوب ہو بے شک آپ کے اوپر تو دن ہے یعنی آپ روزے دار ہیں اور ابھی دن باقی ہے فرمایا کہ اتر اور ہمارے واسطے ستو گھول سو وہ اترا اور اس نے آپ کے واسطے ستو گھولے تیسرے بار میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو پیا پھر اپنے ہاتھ سے پچھم کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات آئے ادھر سے یعنی سیاہی پورب سے نمود ہو تو روزہ دار کے روزہ کھولنے کا وقت آیا۔

فائدہ: اور مراد اس جگہ یہ قول آپ کا ہے پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پورب کی طرف۔

٤٨٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَآءُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ أَذَانُهُ مِنْ سَحُوْرِهِ فَإِنَّمَا يُنَادِيْ أَوْ قَالَ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ أَنْ يَقُوْلَ كَأَنَّهُ يَعْنِي الصُّبْحَ أَوِ الْفَجْرَ وَأَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرٰى.

۴۸۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ روکے کسی کو بلال کی اذان اس کی سحری کھانے سے اس واسطے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتا ہے یا راوی نے کہا کہ بانگ دیتا ہے رات سے تا کہ تم میں سے جو نماز تہجد پڑھتا ہو وہ آرام کرے اور نہیں جو اشارہ کرے اس طرح گویا کہ مراد آپ کی صبح یا فجر ہے (یہ راوی کا شک ہے) یعنی وہ فجر نہیں جو اس طرح اشارہ کرے یعنی جو اونچی لمبی روشنی اول ہوتی ہے اس کا نام صبح نہیں اور یزید راوی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کیا پھر ایک کو دوسرے سے دائیں بائیں کھینچا یعنی صبح وہ ہے جس کی روشنی چوڑی ہو۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے یہ حدیث مسلم میں ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں ہے فجر معترض لیکن مستطیل اور ساتھ اس کے

ظاہر ہوگی مراد اشارے مذکور سے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ لَدُنْ ثَدْيَيْهِمَا إِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ أَثَرَهٗ وَأَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ يُوْسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعِهٖ إِلٰى حَلْقِهٖ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی مثل جیسے دو مردوں کی مثل جن پر دو کرتے ہوں لوہے کے ان کے پستان کے قریب سے ان کی گردن تک بہر حال خیرات کرنے والا سو نہیں خیرات کرتا کچھ چیز مگر کہ زرہ اس کے بدن پر دراز اور لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سر کو چھپا لیتی ہے اور اس کے قدم کے نشان پر گھسٹتی جاتی ہے اور بہر حال بخیل سو نہیں ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے کا مگر کہ ہر ایک حلقہ زرہ کا اپنی جگہ میں چمٹ جاتا ہے اور جدا نہیں ہوتا سو وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتی اور اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فائدہ: اور موضع ترجمہ کی اس سے یہ قول اس کا ہے کہ اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتا ہے کہا ابن بطال نے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اشارہ جب ہو سمجھانے والا تو وہ بجائے بولنے کے ہے اور خلاف کیا ہے اس کا حنفیوں نے بعض صورتوں میں اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رد کیا ہے اوپر ان کے ساتھ ان حدیثوں کے جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے کو بولنے کے قائم مقام ٹھہرایا ہے اور جب جائز ہوا اشارہ احکام مختلفہ میں دیانت میں تو وہ واسطے اس شخص کے جو بولنے پر قادر نہ ہو زیادہ تر جائز ہوگا کہا ابن منیر نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارادہ کیا ہے کہ اشارہ ساتھ طلاق وغیرہ کے گونگے وغیرہ سے کہ سمجھا جائے اس سے اصل اور عدد جاری ہوتا ہے مانند لفظ کی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وارد کیا ہے اس ترجمہ کو اور اس کی حدیثوں کو طوطیہ واسطے اس چیز کے کہ ذکر کرے گا بحث سے آئندہ باب میں ساتھ اس شخص کے جس نے فرق کیا ہے درمیان لعان اخرس کے اور طلاق اس کی کے، واللہ اعلم اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اشارے سمجھانے والے کے بہر حال اللہ کے حقوق میں سو کہا انہوں نے کہ کفایت کرتا ہے اگرچہ اس شخص سے ہو جو بولنے پر قادر ہو اور بہر حال آدمیوں کے حقوق میں مانند عقود اور اقرار اور وصیت کے اور مانند اس کی کے تو اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جس کی زبان گونگی ہو تیسرا قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ اگر بولنے سے ناامید ہو تو جائز ہے اور بعض حنابلہ سے ہے کہ اگر متصل ہو ساتھ موت کے اور ترجیح دی ہے اس کی طحاوی نے اور اوزاعی سے روایت ہے کہ اگر پہلے کلام کیا ہو جائز ہے اور نقل کیا گیا ہے مکحول سے

اگر کہا کہ فلانا آزاد ہے پھر چپکا کیا گیا یعنی اس کی زبان بند ہوگئی سو اس سے کہا گیا کہ فلانا بھی اور اس نے اشارہ کیا تو صحیح ہے اور جو بولنے پر قادر ہو تو اکثر کے نزدیک اس کا اشارہ بولنے کے قائم مقام نہیں ہوتا اور اختلاف ہے کہ کیا اسے قائم مقام نہیں ہوتا اور اختلاف ہے کہ کیا اس سے قائم مقام نیت کے ہوتا ہے جیسے کہ اپنی عورت کو طلاق دے سو اس سے کہا جائے کہ کتنی طلاقیں اور وہ اپنی انگلی سے اشارہ کرے۔ (فتح)

بَابُ اللِّعَانِ. باب ہے لعان کے بیان میں۔

فائدہ: اور لعان ماخوذ ہے لعن سے اس واسطے کہ لعان کرنے والا کہتا ہے کہ اللہ کی لعنت اوپر اس کے اگر ہوں جھوٹوں میں سے اور اختیار کیا گیا ہے لفظ لعن کا سوائے غضب کے تسمیہ میں اس واسطے کہ وہ قول مرد کا ہے اور اس کے ساتھ شروع کیا گیا ہے آیت میں اور نیز وہی اس کو شروع کرتا ہے اور جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ رجوع کرے اس سے پس ساقط ہوتا ہے عورت سے بغیر عکس کے اور بعض نے کہا کہ نام رکھا گیا ہے لعان اس واسطے کہ لعن کے معنی ہے دور کرنا اور وہ دونوں کے درمیان مشترک ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی عورت ساتھ لفظ غضب کے واسطے بڑے ہونے گناہ کے بہ نسبت اس کی اس واسطے کہ مرد جب جھوٹا ہو تو اس کا گناہ اس حد کو نہیں پہنچتا کہ قذف سے زیادہ ہو اور اگر جھوٹی ہو تو اس کا گناہ بہت بڑا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے آلودہ کرنے فراش کے سے اور تعرض ہے واسطے الحاق کرنے اس شخص کے جو نہیں ہے خاوند سے سو پھیل جائے گی محرمیت اور ثابت ہوگی ولایت اور میراث واسطے اس شخص کے جو ان کا مستحق نہیں اور اجماع ہے اوپر مشروع ہونے لعان کے اور اس پر کہ جائز ہے باوجود عدم تحقیق کے اور اختلاف ہے اس کے واجب ہونے میں خاوند پر لیکن اگر ثابت ہو کہ بچا اس سے نہیں ہے تو قوی ہوتا ہے وجوب۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور نہ ہو ان کے واسطے گواہ اللہ کے قول صادقین تک۔

فائدہ: اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تمسک کیا ہے ساتھ عموم یرمون کے عیب لگاتے ہیں اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ لفظ کے یا اشارے کے جو سمجھانے والا ہو اور البتہ تمسک کیا ہے اس کے غیر نے واسطے جمہور کے ساتھ اس آیت کے اس میں کہ نہیں شرط ہے لعان کرنے میں یہ کہ کہے مرد کہ میں نے اس کو زنا کرتے دیکھا اور نہ یہ کہ اس کے حمل سے انکار کرے اگر حاملہ ہو یا اس کے بچے کا اگر اس نے جنا ہو برخلاف مالک کے بلکہ کفایت کرتا ہے یہ کہ کہے کہ وہ زانیہ ہے یا اس نے زنا کیا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ مشروع کی ہے اللہ نے قذف کی اجنبی شخص

پر جو بے عیب عورت کو تہمت دے پھر شروع کیا لعان میں ساتھ عیب لگانے بیوی کے سوا اگر کوئی اجنبی مرد کہے کہ اے زانیہ! تو واجب ہوتی ہے اس پر حد قذف کی اور اسی طرح ہے حکم لعان کا اور وارد کیا ہے انہوں نے مالکیوں پر اتفاق کو اوپر مشروع ہونے لعان کے واسطے اندھے کے سوا جدا ہوا ہے اس سے ابن قصار ساتھ اس کے کہ اس کی شرط یہ ہے کہ کہے کہ میں نے اس کی شرم گاہ کو اس کی شرم گاہ میں چھوا، واللہ اعلم۔ (فتح)

فَإِذَا قَذَفَ الْأَخْرَسُ امْرَأَتَهُ بِكِتَابَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ بِإِيْمَاءٍ مَّعْرُوْفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَازَ الْإِشَارَةَ فِي الْفَرَآئِضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ.

اور جب تہمت لگائے گونگا اپنی عورت کو ساتھ لکھنے کے یا اشارے کے یا ایماء معروف کے تو وہ مانند کلام کرنے والے کے ہے اس واسطے کہ جائز رکھا ہے حضرت ﷺ نے اشارے کو فرض کاموں میں اور یہ قول بعض اہل حجاز اور اہل علم کا ہے یعنی سوائے اہل حجاز کے۔

فائدہ: اور خلاف کیا ہے حنفیہ اور اوزاعی اور اسحاق نے اور یہ ایک روایت ہے احمد سے اختیار کیا ہے اس کو بعض متاخرین نے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سو اشارہ کیا مریم علیہا السلام نے طرف عیسیٰ علیہ السلام کی انہوں نے کہا ہم کس طرح بات کریں اس شخص سے جو ہو پنگھوڑے میں لڑکا۔

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ جب انہوں نے مریم علیہا السلام سے کہا کہ البتہ تو لائی یہ چیز طوفان تو اس نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے کلام کرو تو انہوں نے کہا کیا تو ہم کو حکم کرتی ہے کہ ہم کلام کریں اس شخص سے جو ہو گود میں لڑکا زیادتی اس پر جو لائی تو طوفان سے اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے نذر مانی تھی کہ نہ بولے سو ہوئی وہ گونگے کے حکم میں سو اشارہ کیا اس نے اشارہ سمجھانے والا کہ کفایت کی انہوں نے ساتھ اس کے پھر پوچھنے مریم علیہا السلام کے سے اگرچہ انہوں نے انکار کیا تھا اس پر جس کی طرف اس نے اشارہ کیا اور ثابت ہو چکا ہے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں بیچ معنی قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ یعنی نہ بولنے کی۔

وَقَالَ الضَّحَّاكُ ﴿إِلَّا رَمْزًا﴾ إِلَّا إِشَارَةً.

یعنی کہا ضحاک نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا﴾ کہ رمز کے معنی ہیں اشارہ کرنا۔

فائدہ: سو مخصوص اور مستثنیٰ کیا ہے اللہ نے رمز کو کلام سے پس دلالت کی اس نے کہ واسطے اس کے ہے حکم اس کا اور اسی طرح مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ أَنَّ الطَّلَاقَ بِكِتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيْمَآءٍ جَائِزٌ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَإِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا بِكَلَامٍ قِيْلَ لَهُ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَجُوْزُ إِلَّا بِكَلَامٍ وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ.

یعنی اور کہا بعض لوگوں نے کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان یعنی ساتھ اشارے کے گونگے وغیرہ سے پھر گمان کیا اس نے کہ اگر طلاق دے ساتھ لکھنے کے یا اشارے کے یا ایماء کے تو جائز ہے اور حالانکہ طلاق اور قذف میں کچھ فرق نہیں اور اگر کہے کہ قذف نہیں ہوتی ہے مگر کلام سے تو اس سے کہا جائے گا کہ اسی طرح طلاق نہیں ہوتی ہے مگر کلام سے یعنی اور حالانکہ تو نے موافقت کی ہے اوپر واقع ہونے طلاق کے بغیر کلام کے سو لازم آئے گا تجھ کو مثل اس کی لعان اور حد میں بھی نہیں تو باطل ہو گی طلاق اور قذف اور اسی طرح آزاد کرنا ہے یعنی حکم اس کا حکم قذف کا ہے سو واجب ہے کہ اس کا اشارہ آزاد کرنے کے ساتھ بھی باطل ہو لیکن وہ قائل ہے ساتھ صحیح ہونے عتق اس کے کی۔

فائدہ: یعنی لازم ہے کہ یا تو ان سب کاموں میں اشارے کا اعتبار کیا جائے اور یا سب میں نہ کیا جائے سو باطل ہوں گے سب ساتھ اشارے کے نہیں تو دونوں کے درمیان فرق کرنا بغیر دلیل کے تحکم ہے اور بعض حنفیوں نے اس بحث میں بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے اور کہا کہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ سب کام باطل ہوں لیکن عمل کیا ہم نے ساتھ اس کے بیچ غیر لعان اور حد کے واسطے استحسان کے اور ان میں سے بعض نے کہا منع کرتے ہیں ہم اس کو لعان اور حد میں واسطے شبہ کے اس واسطے کہ وہ متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے یعنی کہے کہ تو نے زنا کیا مانند قذف کی وہ بھی متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے سو نہ کفایت کی جائے گی بیچ اس کے ساتھ اشارے کے اس واسطے کہ وہ صریح نہیں اور یہ عمدہ دلیل ہے اس شخص کی جو موافق ہوا ہے حنفیوں کو حنابلہ وغیرہ سے اور رد کیا ہے اس کو ابن تین نے ساتھ اس طور کے کہ مسئلہ مفروض ہے اس صورت میں جب کہ ہو اشارہ سمجھانے والا سمجھانا واضح طور سے کہ اس کے ساتھ کچھ شک باقی اور نیز ان کی حجت یہ ہے کہ قذف متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے سوائے اس کے معنی کے بدلیل اس کے کہ جو دوسرے سے کہے کہ تو نے وطی کی وطی حرام تو نہیں ہوتا ہے قذف احتمال ہے کہ اس نے شبہ سے وطی کی ہو اور قائل نے اعتقاد کیا ہو کہ وہ حرام ہے اور نہیں واضح ہوتی ہے ساتھ اشارے کے تفصیل دونوں معنوں میں اسی واسطے نہیں واجب ہے حد تعریض میں اور جواب دیا ہے ابن قصار نے ساتھ نقض کے اوپر ان کے ساتھ نافذ ہونے قذف کے

بغیر زبان عربی کے اور وہ ضعیف ہے اور نقض کیا ہے اس کے غیر نے ساتھ قتل کے اس واسطے کہ قتل تقسیم ہوتی ہے طرف عمد کی اور شبہ عمد کی اور خطا کی اور جدا ہوتی ہے ساتھ اشارے کے اور یہ قوی ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ لعان گواہی ہے اور گواہی گونگے کی مردود ہے بالاجماع اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ذکر کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے قبول ہونے کو پس نہیں ہے اجماع اور ساتھ اس کے کہ لعان اکثر کے نزدیک قسم ہے کما سیاتی البحث فیہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

وَكَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ. اور اسی طرح بہرہ لعان کرتا ہے اور اس کا بہرہ ہونا لعان کو مانع نہیں۔

فائدہ: یعنی جب کہ اشارہ کیا جائے اس کی طرف یہاں تک کہ سمجھے، کہا مہلب نے کہ اس کے کام میں اشکال ہے لیکن کبھی دور ہوتا ہے ساتھ مکرر کرنے اشارے کے یہاں تک کہ معلوم ہو کہ اس نے اس کو سمجھ لیا ہے، میں کہتا ہوں کہ اطلاع اوپر معرفت اس کی کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ پہچانی جاتی ہے اس کے بولنے سے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ فَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ تَبِيْنُ مِنْهُ بِاِشَارَتِهٖ. اور کہا شعبی اور قتادہ نے کہ جب کہے کہ تجھ کو طلاق ہے اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرے تو جدا ہوتی ہے اس سے عورت اس کی اشارے سے۔

فائدہ: وصل کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اس لفظ کے کہ پوچھا گیا شعبی تو اس نے کہا کہ پوچھا گیا ایک مرد ایک بار کیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دی؟ تو اس نے اپنے ہاتھ کی چار انگلیوں سے اشارہ کیا اور نہ کلام کیا سو اپنی عورت کو جدا کیا کہا ابن تین نے اس کے معنی یہ ہیں کہ تعبیر کی اس نے اس چیز سے کہ نیت کی اس نے عدد سے ساتھ اشارے کے تو انہوں نے اس پر اس کا اعتبار کیا۔

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْاَخْرَسُ اِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهٖ لَزِمَهٗ. اور کہا ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب گونگا اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو اس پر لازم ہوتی ہے۔

فائدہ: اور نقل کیا ہے ابن تین نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ گونگا جب لکھے طلاق کو یا اس کی نیت کرے تو لازم ہوتی ہے اس کو طلاق اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہوتی ہے طلاق یعنی ہر ایک دونوں میں سے علیحدہ طلاق نہیں ہوتی لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ واقع ہو جاتی ہے برابر ہے کہ گونگا ہو یا بولنے والا۔

وَقَالَ حَمَّادٌ الْاَخْرَسُ وَالْاَصَمُّ اِنْ قَالَ بِرَاْسِهٖ جَازَ. اور کہا حماد نے یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد نے کہ گونگا اور بہرہ اگر سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مراد الزام دینا ہے کوفیوں کو ساتھ قول ان کے کی اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل جواز کا وہ

صورت ہے جب کہ سابق ہو وہ چیز کہ منطبق ہو اس پر جواب سر کے اشارے سے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان یعنی گونگے کی قذف میں نہ حد ہے اور نہ لعان ہے یعنی اس کی قذف کا اعتبار نہیں اور اس سے لعان بھی ثابت نہیں ہوتا ہدایہ میں ہے کہ نہیں متعلق ہوتا ہے لعان ساتھ قذف گونگے کے اس واسطے کہ لعان متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے یعنی صریح زنا کا نام لے جیسے کہ حد قذف متعلق ہے ساتھ صریح زنا کے اور یہ اس واسطے کہ وہ شبہ سے خالی نہیں اور حد ساقط ہوتی ہے شبہ سے اور طلاق گونگے کی واقع ہوتی ہے اس واسطے کہ اشارہ طلاق کا معہود اور معلوم ہے پس قائم کیا گیا مقام عبارت کے واسطے دفع حاجت کے یہ حاصل ہے بعض الناس کے قول کا جس کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں ہے حد اور نہ لعان۔

٤٨٨٨ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ.

۴۸۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ ایک محلے کے جو انصاریوں کے سب محلوں سے بہتر ہے؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا سب میں بہتر نجار کی اولاد کا محلّہ ہے پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی حارث کی اولاد پھر وہ لوگ جو ان سے ملے ہوئے ہیں یعنی ساعدہ کی اولاد پھر اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے سو اپنی انگلیوں کو بند کیا پھر ان کو کھولا جیسے کوئی کچھ اپنے ہاتھ سے پھینکتا ہے پھر فرمایا کہ انصار کے سب محلوں میں خیر اور خوبی ہے۔

فائدہ: اور مقصود حدیث سے اس جگہ یہ قول ہے کہ پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو اپنی انگلیوں کو بند کیا پھر ان کو کھولا اور دراز کیا اور یہ جو کہا کہ الرامی بیدہ یعنی مانند اس شخص کی جس کے ہاتھ میں کچھ چیز ہو اپنی انگلیوں کو اس پر جوڑا ہو پھر اس کو پھینک دے پس انگلیاں کھل جائیں۔

٤٨٨٩ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ سَمِعْتُهُ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ

۴۸۸۹۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں متصل ہیں جیسے کہ اس انگلی کو اس انگلی سے نسبت ہے یا فرمایا جیسے یہ دونوں یعنی کلے کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔

كَهٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ أَوْ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ ، کہا کرمانی نے کہ البتہ گزر چکا ہے حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے آج تک یعنی سات سو ساٹھ تک سات سو اور اسی برس سو کس طرح ہوگا آپس میں قریب ہونا دونوں کا اور جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ اس کے کہ مراد یہ ہے کہ جو زمانہ باقی ہے وہ بہ نسبت گزرے زمانے کی بقدر زیادتی بیچ کی انگلی کے ہے کلمے کی انگلی سے۔ (فتح) کہا عینی نے کہ مراد شدت قرب کی ہے اور بعید نہیں کہ کہا جائے کہ جب قیامت کی نشانیوں کا ظاہر ہونا حضرت ﷺ کی پیغمبری کے زمانے سے قریب ہے تو ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قیامت قریب ہے اسی واسطے حضرت ﷺ کو نبی آخر الزمان کہتے ہیں اور قریب ہونا بھی نسبتی امر ہے کہ بہ نسبت بعثت نوح علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں کی اور قریب ہونے ان کے کی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ﷺ کی پیغمبری کا زمانہ قیامت کے ساتھ متصل ہے۔ (تیسیر)

٤٨٩٠ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ ثَلَاثِيْنَ ثُمَّ قَالَ وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

۴۸۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ اس طرح ہے اور اس طرح اور اس طرح اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے تین بار یعنی مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے پھر فرمایا اور اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے۔

٤٨٩١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ الْإِيْمَانُ هَا هُنَا مَرَّتَيْنِ أَلَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

۴۸۹۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا کہ ایمان تو ادھر ہے اور خبر دار ہو کہ کڑا پن اور دلوں کی سختی ان لوگوں میں ہے جو چلایا کرتے ہیں اونٹوں کے دم پاس جس جگہ شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں ربیعہ اور مضر کی قوم میں۔

فائدہ: اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یمن والوں کی تعریف کی اس واسطے کہ وہاں کے لوگ بہت جلد ایمان لائے

تھے اور پورب والوں کی طرف اشارہ کیا یعنی ربیعہ اور مضر کی مذمت کی اس واسطے کہ وہ اسلام کے بہت مخالف تھے۔

٤٨٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

۴۸۹۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کا پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ دونوں انگلیاں اور اشارہ کیا طرف کلمے کی انگلی کی اور بیچ کی انگلی کی اور دونوں کے درمیان کچھ فرق کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ. جب تعریض کرے ساتھ نفی ولد کے۔

فائدہ: نفی ولد کے یہ معنی ہیں کہ کہنا کہ یہ میرا نہیں اور تعریض ذکر کرنا ایک چیز کا ہے کہ سمجھی جائے اس سے چیز دوسری جو مذکور نہ ہو اور فرق تعریض اور کنایت میں یہ ہے کہ کنایت ذکر کرنا ایک چیز کا ہے ساتھ غیر لفظ موضوع کے کہ اس کے قائم مقام ہو اور باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس حدیث کے حدود میں ما جاء في التعريض اور شاید لیا ہے اس نے اس کو اس کے قول سے جو اس کے بعض طریقوں میں ہے يعرض بنفيه یعنی تعریض کرتا تھا ساتھ نفی ولد کے اور البتہ اعتراض کیا ہے اس پر ابن منیر نے سو کہا اس نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ تعریض کا پیچھے ترجمہ اشارے کے واسطے مشترک ہونے دو کے بیچ سمجھانے مقصود کے لیکن کلام اس کا مشعر ہے ساتھ لغو کرنے حکم تعریض کے سو متناقض ہوگا مذہب اس کا اشارے میں اور جواب یہ ہے کہ اشارہ معتبرہ وہی ہے کہ نہ سمجھے جائیں اس سے مگر معنی مقصود برخلاف تعریض کے کہ احتمال اس میں یا راجح ہے یا مساوی سو دونوں جدا جدا ہوں گے۔ کہا شافعی رحمہ اللہ نے ام میں کہ ظاہر قول گنوار کا یہ ہے کہ اس نے اپنی عورت کو عیب لگایا لیکن جب کہ تھی واسطے قول اس کے وجہ سوائے قذف کے تو نہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ساتھ حکم قذف کے سو دلالت کی اس پر کہ نہیں ہے حد تعریض میں اور اس قسم سے کہ دلالت کرتا ہے کہ تعریض کے واسطے حکم تصریح کا نہیں اجازت ساتھ منگنے عدت والی عورت کے ساتھ تعریض کے نہ ساتھ تصریح کے پس نہ جائز ہوگی، واللہ اعلم۔

٤٨٩٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ

۴۸۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میرے یہاں ایک کالا لڑکا پیدا ہوا یعنی اور میں گورا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا، سرخ، فرمایا کہ کیا ان میں

لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّهُ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ.

کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا یہ رنگ مخالف کہاں سے آیا؟ اس نے کہا شاید کسی رگ نے ان کو کھینچا یعنی ان کی اصل میں کوئی اونٹ اس رنگ کا ہوگا یہ بھی ان کے مشابہ ہوا فرمایا شاید تیرے اس بیٹے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہوگا۔

فائدہ: یہ جو کہا اس نے کہ میرے یہاں ایک کالا لڑکا پیدا ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا اس نے کہ انکار کیا میں نے اس سے یعنی برا جانا میں نے اس کو اپنے دل میں اور اس کی یہ مراد نہیں کہ انکار کیا اس نے ہونے اس کے سے بیٹا اس کا اپنی زبان میں نہیں تو ہوتی تصریح ساتھ نفی ولد کے نہ تعریض اور وجہ تعریض کی یہ ہے کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا یعنی اور میں گورا ہوں سو وہ مجھ سے کیونکر ہوگا اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ وہ اس وقت تعریض کرتا تھا ساتھ اس کے کہ اس کی نفی کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ تعریض ساتھ قذف کے نہیں ہے قذف اور یہی قول ہے جمہور کا اور استدلال کیا ہے شافعی رحمہ اللہ نے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے اور مالکیوں سے ہے کہ واجب ہے حد جب کہ ہو مفہوم و اجابوا عن الحديث بما سياتي بيانه في آخر شرحه کہا ابن دقیق العید نے کہ اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس واسطے کہ سائل پر نہ حد واجب ہے اور نہ تعزیر۔ میں کہتا ہوں اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ کبھی سوال کرتا ہے ساتھ ایسے لفظ کے جو قذف کو تقاضا نہیں کرتا اور کبھی سوال ایسے لفظ کے ساتھ ہوتا ہے جو اس کو تقاضا کرتا ہو پہلی قسم سے ہے یہ کہ کہے مثلا جب کہ خاوند عورت کا گورا ہو اور عورت کالا لڑکا جنے کیا حکم ہے اور دوسری قسم سے ہے یہ کہ کہے مثلا کہ میری عورت نے کالا لڑکا جنا اور میں گورا ہوں پس ہوگی تعریض یا زیادہ کرے اس میں مثلا کہ کہے کہ اس نے زنا کیا پس ہوگی تصریح اور جو وارد ہوا ہے باب کی حدیث میں دوسرا قسم ہے پس تمام ہوگا استدلال اور البتہ تنبیہ کی ہے خطابی نے اس کے عکس پر سو کہا اس نے کہ جب تصریح کرے خاوند ساتھ اس کے کہ جو لڑکا اس کی عورت نے جنا وہ اس کا نہیں تو اس سے خاوند پر حد قذف لازم نہیں آتی واسطے اس احتمال کے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ وہ وطی کی گئی شبہ سے یا اس نے پہلے خاوند سے جنا ہو جب کہ ہو ممکن اور اورق وہ ہے جس میں سیاہی ہو پر سخت سیاہی نہ ہو بلکہ غبار کی طرف مائل ہو اور یہ جو کہا کہ یہ رنگ مخالف کہاں سے آیا یعنی کہاں سے آیا اس کو یہ رنگ جو ان کے مخالف ہے کیا وہ بسبب نر کے ہے جو ان کے رنگ کے سوا کسی اور رنگ کا ہو جو ان پر عارض ہوا یا کسی اور وجہ سے اور یہ جو کہا شاید کسی رگ نے اس کو کھینچا ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ شاید ہو ان کے اصل نسب میں کوئی شخص اس رنگ مذکور کا یعنی کالا ہو سو اس نے اس کو اپنی طرف کھینچا ہو سو وہ اس کے رنگ پر آیا اور مراد ساتھ رگ کے اصل ہے نسب سے تشبیہ دی ہے اس کو ساتھ جڑ درخت کے اور نزع کے معنی جذب

ہیں اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اوپر مائل کے اور اس حدیث میں بیان کرنا مثل کا ہے اور تشبیہ دینی مجہول کی ساتھ معلوم کے واسطے سمجھنے سائل کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے صحت عمل بالقیاس کے کہا خطابی نے کہ وہ اصل ہے بیچ قیاس شبہ کے کہا ابن عربی نے کہ اس میں دلیل ہے اوپر صحیح ہونے قیاس کے اور اعتبار کے ساتھ نظیر کے اور توقف کیا ہے اس میں ابن دقیق العید نے سو اس نے کہا کہ وہ تشبیہ ہے بیچ امر وجودی کے اور جھگڑا تو صرف احکام شرعیہ کے تشبیہ دینے میں ہے طریق واحد قوی سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے انکار کرنا اپنے بیٹے سے ساتھ مجرد گمان کے اور یہ کہ لڑکا لاحق ہوتا ہے ساتھ اس کے اگرچہ اس کا رنگ اس کی ماں کے رنگ کے مخالف ہو اور کہا قرطبی نے نہیں خلاف ہے اس میں کہ نہیں حلال ہے نفی کرنا ولد کا یعنی کہنا کہ یہ میرا نہیں ساتھ مختلف ہونے رنگوں کے جو آپس میں قریب قریب ہوں مانند ادمت اور سمرۃ کے اور نہ سفیدی اور سیاہی میں جب کہ اس نے وطی کے ساتھ اقرار کیا ہو اور مدت استبراء کی نہ گزری ہو اور گویا کہ اس نے ارادہ کیا ہے اتفاق اپنے مذہب کا نہیں تو خلاف ثابت ہے نزدیک شافعیوں کے ساتھ تفصیل کے سو انہوں نے کہا اگر نہ جوڑا جائے ساتھ اس کے قرینہ زنا کا نہیں جائز ہے نفی سو اگر اس کو عیب لگائے سو وہ عورت لڑکا جنے اس مرد کے رنگ پر جس کے ساتھ اس نے اس کو تہمت دی تھی تو جائز ہے نفی کرنا یعنی کہنا کہ یہ میرا نہیں صحیح قول پر اور بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو لعان میں آتی ہے وہ چیز ہے جو اس کو قوی کرتی ہے اور نزدیک حنبلیوں کے جائز ہے نفی کرنا ساتھ قرینہ کے مطلق اور خلاف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وقت نہ ہونے اس کے ہے اور وہ برعکس ترتیب خلاف کے ہے نزدیک شافعیہ کے اور اس میں مقدم کرنا حکم فراش کا ہے بنا بر اس چیز کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے مخالف شبہ کی اور اس میں احتیاط ہے واسطے نسبوں کے اور باقی رکھنے ان کے بقدر امکان کے اور زجر ہے تحقیق کرنے بدظنی کے سے کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس سے منع ہونا تسلسل کا اور یہ کہ ضروری ہے واسطے حوادث یعنی نئی پیدا ہونے والی چیزوں کے یہ کہ تکیہ کرنے والے ہوں طرف اول کی جو حادث نہیں بلکہ قدیم ہے اور حادث وہ چیز ہے جو نئی پیدا ہو آگے نہ ہو اور اس میں ہے کہ تعریض ساتھ قذف کے نہیں ثابت کرتی حکم قذف کو یہاں تک کہ واقع ہو تصریح برخلاف مالکیہ کے اور جواب دیا ہے بعض مالکیوں نے کہ جس تعریض کے ساتھ ان کے نزدیک قذف واجب ہوتی ہے وہ چیز وہ ہے کہ سمجھی جائے اس سے قذف جیسے کہ سمجھی جاتی ہے تصریح سے اور نہیں ہے اس حدیث میں حجت واسطے دفع کرنے اس کے اس واسطے کہ اس مرد نے قذف کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ آیا تھا وہ سوال کرنے کو پوچھنے کو حکم اس چیز کے سے کہ واقع ہوئی واسطے اس کے اس سے سو جب حضرت ﷺ نے اس کے واسطے مثال بیان کی تو اس کو یقین آیا، کہا مہلب نے کہ تعریض جب ہو بر سوال کے تو نہیں ہے حد بیچ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں حد تو اس تعریض میں ہے جب کہ ہو بطور مواجہت اور مشاتت کے کہا ابن منیر نے کہ فرق درمیان خاوند اور اجنبی کے تعریض میں یہ ہے کہ اجنبی کا مقصود محض ایذا دینا

ہوتا ہے اور خاوند کبھی معذور رکھا جاتا ہے بہ نسبت بچانے اور نگاہ رکھنے نسب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِحْلَافِ الْمُلَاعِنِ. لعان کرنے والے کو قسم دینا۔

٤٨٩٤ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۴۸۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت لگائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو قسم دی پھر ان کے درمیان جدائی کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے کا درمیان ایک مرد اور عورت کے اور مراد ساتھ قسم کے اس جگہ بولنا ہے ساتھ کلمات لعان کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ لعان قسم ہے اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ لعان شہادت ہے اور یہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور بعض نے کہا کہ شہادت ہے اس میں ملاوٹ قسم کی ہے اور بعض نے کہا بالعکس اسی واسطے بعض علماء نے کہا کہ نہ قسم ہے نہ شہادت اور بنی ہے خلاف پر کہ لعان مشروع ہے درمیان بیوی کے خواہ دونوں مسلمان ہوں یا کافر آزاد ہو یا غلام، عادل ہوں یا فاسق بنا بر اس کے کہ لعان قسم ہے سو جس کی قسم صحیح ہے اس کا لعان بھی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں صحیح ہے لعان مگر میاں بیوی سے جو آزاد اور مسلمان ہوں اس واسطے کہ لعان شہادت ہے اور نہیں صحیح ہے شہادت اس شخص کی جو قذف میں حد مارا گیا ہو اور یہ حدیث حجت ہے واسطے پہلے لوگوں کے یعنی جو لعان کو قسم ٹھہراتے ہیں واسطے برابری کرنے راوی کے درمیان لعان اور حلف کے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ قسم وہ چیز ہے جو دلالت کرے اوپر رغبت دلانے کے یا منع کرنے کے یا تحقیق خبر کے اور وہ اس جگہ اسی طرح ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بعض طریقوں میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ قسم کھا اس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں بے شک میں سچا ہوں یہ چار بار کہے روایت کیا ہے اس کو حاکم اور بیہقی نے اور آئندہ آئے گا کہ اگر قسم نہ ہوتی تو البتہ میرے اور اس کے واسطے ایک شان ہوتا اور حجت پکڑی ہے بعض حنفیوں نے ساتھ اس کے کہ اگر وہ قسم ہوتی تو مکرر نہ ہوتی یعنی ان سے چار قسمیں نہ لی جاتیں ایک بار کافی ہوتی اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ خارج ہوئی ہے قیاس سے یعنی قیاس چاہتا تھا کہ ایک کفایت کرتی چار بار کہلائی گئی واسطے تاکید حرمت شرم گاہوں کے جیسے کہ خارج ہوئی ہے قسامت قیاس سے واسطے حرمت اور ادب جانوں کے اور نیز ساتھ اس طور کے کہ اگر شہادت ہوتی تو بھی مکرر نہ ہوتی اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ وہ باعتبار جزم کرنے کے ساتھ نفی کذب کے اور اثبات صدق کے قسم ہے لیکن اطلاق کی گئی ہے اس پر

شہادت واسطے شرط ہونے اس بات کے کہ نہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ گمان کے بلکہ ضروری ہے وجود ہر ایک کے دونوں میں سے ساتھ دونوں امروں کے ایسا علم کہ صحیح ہو ساتھ اس کے یہ کہ گواہی دی جائے ساتھ اس کے اور تائید کرتا ہے ہونے اس کے کو قسم یہ کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں کہ البتہ اس طرح تھا تو وہ قسم کھانے والا گنا جاتا ہے اور البتہ کہا ہے قفال نے کہ مکرر کی گئی قسم لعان کی اس واسطے کہ وہ قائم مقام چار گواہوں کے ہے اس کے غیر میں تا کہ اس پر حد قائم کی جائے اسی واسطے نام رکھا گیا اس کا شہادت۔ (فتح)

بَابُ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ. پہلے مرد لعان کرے پھر عورت۔

٤٨٩٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ.

۴۸۹۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو حرام کاری کا عیب لگایا سو وہ آیا اور اس نے شہادت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بے شک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے پھر عورت کھڑی ہوئی اور اس نے گواہی دی۔

فائدہ: شاید لیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کو اس کے قول سے پھر کھڑی ہوئی عورت سو اس نے گواہی دی اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے اس میں کہ مرد عورت سے پہلے لعان کرے اور وارد ہو چکا ہے یہ صریح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کما سیاتی اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جو اس کے تابع ہے اور اشہب مالکی اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے اور کہا ابن قاسم نے کہ اگر پہلے عورت لعان کرے تو بھی صحیح ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ عطف کیا ہے اس پر اللہ نے ساتھ واؤ کے اور وہ نہیں تقاضا کرتی ترتیب کو اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے لوگوں کے یعنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ساتھ اس کے کہ لعان مشروع ہوا ہے واسطے ہٹانے حد کے مرد سے اور تائید کرتا ہے اس کو فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے نہیں تو تیری پیٹھ پر حد ماری جائے گی سو اگر پہلے عورت سے لعان کروایا جائے تو البتہ ہوگا دفع کرنا واسطے ایک امر کے جو نہیں ثابت ہوا اور ساتھ اس کے کہ ممکن ہے واسطے مرد کے یہ کہ رجوع کرے بعد لعان کرنے کے کما تقدم پس نہ رفع ہوگا عورت سے برخلاف اس صورت کے کہ پہلے عورت لعان کرے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس جگہ مختصر طور سے وارد کیا ہے اور پہلے گزر چکی ہے سورہ نور کی تفسیر میں دراز طور سے اور اس میں شرح ہے اس کی اس قول کی کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ پر حد لگے گی اور اس میں قول ہلال رضی اللہ عنہ کا ہے کہ البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد تہمت سے پاک کرے سو لعان کی

آیت اتری اور اس میں ہے کہ اس نے تہمت کی اپنی عورت کو ساتھ شریک کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب پانچویں بار ہوئی تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس عورت کو ٹھہرایا اور کہا کہ یہ واجب کرنے والی ہے تفریق کو یا عذاب کو اور واقع ہوا ہے بیچ نسائی کے اس قصے میں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ایک مرد کو کہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھے یعنی پانچویں بار پھر اسی طرح عورت کے منہ پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ پیچھے ہٹی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ رجوع کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں نہیں رسوا کرنی اپنی قوم کو ساری عمر اور نیز اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ اس کو دیکھو الخ اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ. باب ہے لعان کے بیان میں اور جو طلاق دیتا ہے بعد لعان کے۔

فائدہ: لعان تقسیم کیا جاتا ہے طرف واجب اور مکروہ اور حرام کی واجب یہ ہے کہ اپنی عورت کو زنا کرتے دیکھے یا عورت زنا کے ساتھ اقرار کرے اور وہ اس کو سچا جانے اور یہ اس طہر میں ہے کہ جس میں اس سے صحبت نہ کی ہو پھر الگ رہے اس سے مدت عدت کی سو وہ لڑکا جنے تو لازم ہے اس پر قذف کرنا عورت کو واسطے نفی کرنے لڑکے کے تا کہ نہ لاحق ہو اس کو سو مترتب ہو اس پر فساد دوسرا یہ ہے کہ دیکھے اجنبی مرد کو اس کے پاس اندر جاتا ہے اس طور سے کہ غالب ہو اس کے ظن پر کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے سو اس کو جائز ہے کہ لعان کرے لیکن اگر ترک کرے تو اولی ہے واسطے پردہ پوشی کے اس واسطے کہ ممکن ہے اس کو جدا ہونا اس سے ساتھ طلاق کے۔ تیسرا قسم ماسوائے اس کے ہے لیکن اگر مشہور ہو تو دو وجہیں ہیں واسطے اصحاب شافعی رحمہ اللہ علیہ اور احمد رحمہ اللہ علیہ کے سو جو اس کو جائز رکھتا ہے تمسک کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے انظروا فان جاء ت به پس ٹھہرایا ہے شبہ کو دال اوپر نفی کرنے اس کے کی اس سے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے لعان صورت مذکورہ میں اور جو منع کرتا ہے اس نے تمسک کیا ہے ساتھ حدیث اس شخص کی جس نے اپنے لڑکے کے مشابہ ہونے سے انکار کیا کہ یہ میرا نہیں اور یہ جو کہا کہ جو طلاق دیتا ہے یعنی اس کے بعد کہ لعان کرے اور اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی کہ کیا واقع ہوئی ہے جدائی لعان میں ساتھ نفس لعان کے یا ساتھ واقع کرنے حاکم کے بعد فراغ کے یا ساتھ واقع کرنے خاوند کے سو مذہب مالک رحمہ اللہ علیہ اور شافعی رحمہ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے کہا مالک رحمہ اللہ علیہ اور اس کے غالب اصحاب نے کہ بعد فارغ ہونے عورت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے کہ بعد فراغ خاوند کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ لعان کرنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوا ہے واسطے دفع کرنے حد کے عورت سے برخلاف مرد کے کہ زیادہ ہوتا ہے اس پر اس کے حق میں نفی کرنا نسب کی اور لاحق ہونا ولد کا اور دور ہونا فراش کا اور ظاہر ہوتا ہے فائدہ خلاف کا باہم وارث ہونے میں اگر

دونوں میں سے ایک مر جائے بعد فارغ ہونے مرد کے اور اس صورت میں کہ معلق کرے ایک عورت کی طلاق کو دوسرے کی جدائی سے اور کہا ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں نے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی یہاں تک کہ واقع کرے اس کو ان دونوں پر حاکم اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ ظاہر اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے لعان کی حدیثوں میں اور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے دو روایتیں ہیں اور عثمان بتی ایک شخص ہے اس کا یہ مذہب ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی یہاں تک کہ واقع کرے اس کو خاوند اور اس کی حجت یہ ہے کہ نہیں مذکور ہے جدائی قرآن میں اور نیز اس واسطے کہ ظاہر حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند ہی نے اول طلاق دی اور یہی ہے مذہب بعض تابعین کا اور مقابل اس کے قول ابو عبید کا ہے کہ جدائی درمیان خاوند کے واقع ہوتی ہے ساتھ نفس قذف کے اگرچہ نہ واقع ہو لعان اور گویا کہ یہ مفرع ہے اوپر واجب ہونے لعان کے اس شخص پر جو اس کو عورت سے تحقیق معلوم ہو سو جب اس نے اس میں غفلت کی تو عقاب کیا گیا ساتھ جدائی کے واسطے تغلیظ اور تشدید کے اوپر اس کے۔ (فتح)

٤٨٩٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰى أَهْلِهِ جَآءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ

۴۸۹۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آیا سو اس نے کہا اے عاصم! خبر دے مجھ کو حکم ایک مرد کے سے کہ اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پائے یعنی اس کو زنا کرتے دیکھے تو کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے؟ اے عاصم! میرے واسطے یہ مسئلہ پوچھ، سو عاصم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کو برا جانا اور اس کو عیب کیا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سو جب عاصم اپنے گھر والوں کی طرف پھرا تو عویمر اس کے پاس آیا سو کہا اے عاصم! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو کیا کہا؟ تو عاصم نے عویمر سے کہا کہ تو میرے پاس خیر نہیں لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا اس مسئلے کو جو تو نے پوچھا تو کہا عویمر نے قسم ہے اللہ کی نہ باز رہوں گا میں یعنی نہ پھروں گا پوچھنے سے اگرچہ اس سے منع کیا جاؤں یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھوں سو آگے بڑھا عویمر یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا لوگوں کے درمیان سو اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِيْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا أَنْتَهِيْ حَتّٰى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

نے عرض کی یا حضرت! خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے مار ڈالنا اس کو سو تم اس کو قتل کرو گے یا کس طرح کرے یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ وحی اتاری گئی تیرے اور تیری عورت کے قضیے میں سو جا اور اس کو لا، سہل رضی اللہ عنہ نے کہا سو دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا سو جب دونوں اپنے لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا کہ یا حضرت! اگر میں اس کو رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں، کہا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے سو ہوا یہ قضیہ دستور واسطے دو لعان کرنے والوں کے۔

فائدہ: یہ جو کہا سو تم اس کو قتل کرو گے یعنی اس کے قصاص میں اس واسطے کہ وہ قصاص کے حکم کو پہلے سے جانتا تھا واسطے عام ہونے قول اللہ تعالیٰ کے النفس بالنفس لیکن راہ پائے طرف اس کی احتمال نے کہ خاص ہو اس سے وہ چیز جو واقع ہو ساتھ سبب کے کہ اکثر اوقات اس پر صبر نہیں ہو سکتا غیرت سے جو آدمی کی پیدائش میں ہے اسی واسطے اس نے کہا کہ یا کس طرح کرے اور اس طرح ہے قول سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو تلوار سے مار ڈالوں اور قول حضرت ﷺ کا واسطے ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے جب کہ اس نے آپ سے ایسا مسئلہ پوچھا کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ پر حد لگے گی اور یہ سب لعان اترنے سے پہلے ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور تحقیق ہوا امر سو وہ اس کو مار ڈالے تو کیا اس کے بدلے میں مارا جائے سو کہا جمہور نے کہ بدلہ لیا جائے یعنی اس کے قصاص میں اس کو مارا جائے مگر یہ کہ زنا کے گواہ لائے یا مقتول پر ساتھ اس کے کہ اس نے اقرار کیا تھا یا اقرار کریں ساتھ اس کے وارث اس کے پس نہ قتل کیا جائے قاتل کو بدلے اس کے بشرط کہ مقتول شادی شدہ ہو اور بعض نے کہا کہ بلکہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ قائم

کرے حد کو بغیر اجازت امام کے اور کہا بعض سلف نے کہ بلکہ نہ قتل کیا جائے بالکل اور تعزیر دیا جائے اس فعل میں جو اس نے کیا جب کہ اس کے سچے ہونے کی نشانیاں ظاہر ہوں اور شرط کی ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے کہ گواہ لائے کہ اس نے اس کو اس سبب سے قتل کیا ہے اور موافقت کی ہے ان کی ابن قاسم اور ابن حبیب مالکی نے لیکن زیادہ کیا ہے اس نے یہ کہ ہو مقتول شادی شدہ اور کہا قرطبی نے کہ ظاہر تقدیر عویمر کی ان کے قول کی تائید کرتی ہے اور یہ جو کہا یا کس طرح کرے تو احتمال ہے کہ ہو ام متصلہ اور تقدیر یہ ہے کیا صبر کرے عار پر اور احتمال ہے کہ منقطعہ ہو ساتھ معنی اضراب کے یعنی بلکہ اس جگہ اور حکم ہے میں اس کو نہیں پہچانتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس پر اطلاع پائے اسی واسطے کہا اے عاصم! میرے واسطے پوچھ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا اس نے عاصم کو اس واسطے کہ وہ اس کی قوم کا رئیس تھا اور شاید اس کو بھی اس پر اطلاع ہوئی تھی لیکن اس کو تحقیق معلوم نہیں ہوا تھا اسی واسطے اس کے ساتھ تصریح نہیں کی یا اس کو حقیقت پر اطلاع ہوئی تھی لیکن اس نے خوف کیا اگر تصریح کرے ساتھ اس کے عقوبت سے جو بغل گیر ہے اس کو پاک عورت کی تہمت لگانے سے بغیر گواہوں کے اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن عربی نے کہا اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے اس سے کوئی چیز نہ واقع ہوئی ہو لیکن اتفاقا اس نے دل میں ارادہ کیا ہو کہ حکم پر اطلاع پائے سو تقدیر اس کے ساتھ مبتلا ہوا جیسے کہا جاتا ہے کہ بلا مؤکل ہے ساتھ کلام کے اور اسی واسطے اس نے کہا کہ جو میں نے تجھ سے پوچھا تھا اس کے ساتھ میں مبتلا ہوا اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ اگر کلام کرے تو تم اس کو کوڑے مارو گے اور اگر قتل کرے تو تم اس کو قتل کرو گے اور اگر چپ رہا غصے پر اور یہ پوری روایت ہے ان معنوں پر اور یہ جو کہا یہاں تک کہ بھاری گزرا عاصم پر تو اس کا سبب یہ ہے کہ باعث واسطے عاصم کے سوال پر غیر اس کا ہے یعنی عویمر اس کو اس کے پوچھنے پر باعث ہوا تھا اس نے خود اپنے واسطے نہیں پوچھا تھا سو خاص کیا گیا وہ ساتھ انکار کے اوپر اس کے اسی واسطے جب وہ پھرا اور عویمر نے اس سے پوچھا تو کہا تو خیر نہیں لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو مکروہ جانا تو اس کا سبب یہ ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وحی اترنے کے زمانے میں جن مسئلوں میں کچھ حکم نہیں اترا تھا ان کا پوچھنا منع تھا تا کہ وحی اس کے حرام کرنے کے ساتھ نہ اترے اس چیز میں جو پہلے حرام نہ تھی پھر حرام ہوئی اور گواہی دیتی ہے واسطے اس کے حدیث صحیح کہ سب لوگوں میں زیادہ گنہگار وہ شخص ہے جو سوال کرے ایک چیز سے جو نہ حرام ہو پھر اس کے سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مراد مکروہ ہونا اس مسئلوں کا ہے جن کی حاجت نہ ہو خاص کر جس میں مسلمان کے ستر کی ہتک ہو یا اشاعت فاحشہ باشناعت کے ہو اوپر اس کے اور نہیں مراد ہیں وہ مسئلے جن کی حاجت ہے جب کہ واقع ہوں اس واسطے کہ دستور تھا کہ مسلمان مسئلے پوچھتے تھے جب کہ واقع ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بغیر کراہت کے جواب دیتے سو جب کہ عاصم کے سوال میں شناعت تھی اور مترتب ہوتا تھا اس پر قادر ہونا یہود اور منافقوں کا مسلمانوں کی آبروؤں پر تو

حضرت ﷺ نے اس کے پوچھنے کو مکروہ جانا اور اکثر اوقات مسئلے میں تنگی ہوتی تھی اور حضرت ﷺ اپنی امت پر آسانی چاہتے تھے اور اس کے گواہ حدیثوں میں بہت ہیں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں اتری آیت لعان کی مگر واسطے بہت ہونے سوال کے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان کی آیت عویمر کے سبب سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ وہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے سبب سے اتری، تطبیق یہ ہے کہ شاید ہلال رضی اللہ عنہ نے پہلے پوچھا ہو پھر عویمر نے پوچھا ہو سو وہ دونوں کے حال میں اکٹھی اتری اور احتمال ہے کہ عاصم نے اس کے اترنے سے پہلے سوال کیا ہو پھر اس کے بعد ہلال رضی اللہ عنہ آیا ہو سو اتری ہو آیت وقت سوال اس کے کی سو آیا ہو عویمر دوسری بار میں جس میں کہا کہ جو مسئلہ میں نے تجھ سے پوچھا تھا اس کے ساتھ میں مبتلا ہوا سو پایا آیت کو اتری ہلال رضی اللہ عنہ کے حال میں سو حضرت ﷺ نے اس کو بتلایا کہ وہ اس کے حال میں اتری یعنی اتری وہ ہر اس شخص کے حق میں جو واقع ہو واسطے اس کے یہ اس واسطے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ہلال رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو کہا کہ جا اور اس کو لا یعنی اور وہ گیا اور اس کو لایا سو حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اس نے انکار کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لعان ہو نزدیک حاکم کے اور اس کے حکم سے سو اگر وہ دونوں حاکم کے سوا کسی اور کے ساتھ راضی ہوں جو ان کے درمیان لعان کروا دے اور وہ لعان کرے تو نہیں صحیح ہوتا ہے لعان اس واسطے کہ لعان میں سختی اور گوشمالی ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ خاص ہوں ساتھ اس کے حاکم اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے سو حضرت ﷺ نے سورہ نور کی آیتوں کو اس پر پڑھا یعنی جن میں لعان کا ذکر ہے اور اس کو وعظ کیا اور نصیحت کی اور خبر دی کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اس مرد نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا پھر حضرت ﷺ نے عورت کو بلایا اور اس کو نصیحت کی اور اس کو خبر دی کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا البتہ وہ جھوٹا ہے اور یہ جو کہا کہ دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے پاس تھا تو ایک روایت میں ہے کہ عصر کی نماز کے بعد تھا نزدیک منبر کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ مجموع اس کے کی اس پر کہ لعان حاکموں کے سامنے ہوتا ہے اور لوگوں کے جمع میں اور یہ ایک قسم سزا ہے دوسرے وقت ہے تیسری جگہ ہے اور یہ سزا مستحب ہے اور بعض نے کہا کہ واجب ہے۔

تنبیہ: نہیں دیکھا میں نے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کسی طریق میں صفت لعان کرنے ان دونوں کے سوائے اوزاعی کی روایت میں جو تفسیر میں گزری کہ اس میں ہے کہ حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ لعان کے ساتھ اس صفت کے کہ بیان کیا ہے اللہ نے اپنی کتاب میں اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ نہیں زیادہ کیا دونوں نے کچھ اس چیز پر کہ آیت میں ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نزدیک مسلم کے صریح ہے بیچ اس کے کہ اس میں ہے کہ ابتدا کی ساتھ مرد کے سو اس نے گواہی دی چار بار ساتھ اللہ کے کہ البتہ وہ سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہا کہ لعنت اللہ کی مرد پر اگر ہو

جھوٹوں میں سے پھر اس کے بعد اسی طرح عورت سے کہلوایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی طرح ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ عورت لعان کرنے لگی حضرت ﷺ نے فرمایا اس نے نہ مانا سو اس نے لعان کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ابو یعلیٰ کے نزدیک اور اس کی اصل مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بلایا سو فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے ساتھ اللہ کے کہ تو سچوں میں سے ہے؟ اس چیز میں کہ تو نے اس کو زنا کی تہمت دی، سو اس نے چار بار اس کے ساتھ گواہی دی پھر پانچویں بار اس سے فرمایا کہ اللہ کی لعنت تجھ پر اگر تو جھوٹوں میں سے ہو سو اس نے کہا جو حضرت ﷺ نے فرمایا پھر عورت کو بلایا پس ذکر کیا مثل اس کی سو جب پانچویں بار ہوئی تو چپ رہی وہ چپ رہنا یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں رسوا نہیں کرتی اپنی قوم کو ساری عمر گزری وہ اپنے قول پر اور یہ جو کہا کہ اس نے اس کو تین طلاقیں دیں تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدائی درمیان دونوں لعان کرنے والوں کے موقوف اوپر طلاق دینے مرد کی **کما تقدم نقلہ عن عثمان التبی** اور جواب دیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ جدائی کی حضرت ﷺ نے درمیان دونوں لعان کرنے والوں کے اس واسطے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی دونوں ایک قصے میں ہیں اور ظاہر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ جدائی واقع ہوئی ساتھ تفریق حضرت ﷺ کے اور یہ جو کہا **لا سبیل لك علیها** تو استدلال کیا ہے ہمارے بعض اصحاب نے واسطے واقع ہونے جدائی کے ساتھ نفس طلاق کے عموم لفظ اس کے سے نہ خصوص سیاق سے اور یہ جو کہا کہ ہوا یہ طریقہ درمیان دو لعان کرنے والوں کے یعنی ان کے درمیان تفریق کی جائے پھر دونوں کبھی جمع نہ ہوں اور اسم کانت کا فرقت ہے یعنی ہوئی یہ جدائی دستور۔ (فتح)

بَابُ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ. مسجد میں لعان کرنے کا بیان۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس باب کے طرف اختلاف حنفیہ کے کہ لعان نہیں متعین ہے مسجد میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جس جگہ ہو امام یا جس جگہ چاہے۔ (فتح)

٤٨٩٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ جَآءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ

۴۸۹۷۔ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابن شہاب رحمہ اللہ نے لعان کرنے سے اور سنت سے کہ بیچ اس کے ہے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو بنی ساعدہ کا بھائی ہے کہ ایک انصاری مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو حکم اس مرد کے سے جو اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یا کس طرح کرے؟ سو اللہ نے اس کے حال میں اتارا جو

أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَأْنِهٖ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى لِأُمِّهٖ قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِيْ مِيْرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهٗ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ جَاءَتْ بِهٖ أَحْمَرَ قَصِيْرًا كَأَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهٖ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ.

قرآن میں مذکور ہے امر لعان کرنے کے سے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ حکم کیا ہے اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں سو دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں موجود تھا سو جب دونوں مرد اور عورت لعان سے فارغ ہوئے تو مرد نے کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حکم کریں اس کو حضرت ﷺ جب کہ فارغ ہوئے دونوں لعان کرنے سے سو جدا کیا اس نے اس کو پاس حضرت ﷺ کے سو فرمایا یہ تفریق ہے درمیان دو لعان کرنے والوں کے۔ کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے کہ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہ ان کے بعد سنت ہوئی کہ دونوں لعان کرنے والوں میں جدائی کی جائے اور وہ عورت حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کے نام پر بلایا جاتا تھا پھر جاری ہوئی سنت اس عورت کی میراث میں کہ وہ اپنے بیٹے کی وارث ہو اور وہ اس کا وارث بنے جو اللہ نے مقرر کیا ہے، کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے اس نے روایت کی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنے وہ عورت بچہ سرخ رنگ والا پست قد جیسے بامنی کا رنگ ہے تو نہیں گمان کروں گا میں اس عورت کو مگر کہ وہ سچی ہے اور مرد نے اس پر جھوٹ بولا اور اگر وہ جنے بچہ کالی آنکھ والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کروں گا مگر کہ اس نے اس پر سچ بولا سو اس نے بری صفت پر بچہ جنا۔

فائدہ: اگر جنے بچہ سرخ رنگ کا تو عورت سچی ہے یعنی اس واسطے کہ اس کا خاوند سرخ رنگ تھا سو اگر بچہ سرخ رنگ ہوا تو اس کے خاوند کا ہوگا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو وہ عورت بچہ جنی اس صفت پر جو حضرت ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ.

بیان میں قول حضرت ﷺ کے کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرنے والا ہوتا؟۔

فائدہ: یعنی جو انکار کرے نہیں تو جو اقرار کرے وہ بھی سنگسار کیا جاتا ہے۔

٤٨٩٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهٖ خَدْلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ

۴۸۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس لعان کرنے کا ذکر ہوا یعنی اس مرد کے حکم کا ذکر ہوا جو اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دے تو عاصم بن عدی نے اس میں بات کہی یعنی سوال کیا اس نے حضرت ﷺ کو اس حکم سے جس کے پوچھنے کا عویمر نے اس کو حکم کیا سو عاصم پھرا سو اس کی قوم میں سے ایک مرد یعنی عویمر اس کے پاس آیا اس کی طرف گلہ کرتا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو پایا تو کہا عاصم نے کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر اپنی بات کے سبب سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھا سو ہو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور خبر دی آپ کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور تھا وہ مرد یعنی جس نے اپنی عورت کو تہمت لگائی زرد رنگ والا کم گوشت یعنی دبلے بدن والا سیدھے بال والا اور جس پر اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا وہ موٹی پنڈلیوں والا سرخ رنگ والا موٹے بدن والا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بیان کر سو اس نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے لعان کرنے کا درمیان اول دونوں کے کہا ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں کہ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سنگسار کرتا بغیر گواہوں کے تو اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں

بْنُ يُوْسُفَ اٰدَمَ خَدِلًا. یہ وہ عورت ہے جو اسلام میں زنا کو ظاہر کرتی تھی۔

فائدہ: کہا ابو عاصم نے نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس کے مگر بسبب قول میرے کے تو یہ اس نے اس واسطے کہا کہ عویمر کے نکاح میں عاصم کی بیٹی یا بھتیجی تھی اسی واسطے نسبت کیا اس نے اس امر کو طرف نفس اپنے کے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں مبتلا ہوا میں مگر اپنے قول سے یعنی بسبب سوال کرنے میرے کے اس چیز سے جو نہیں واقع ہوئی گویا کہ اس نے کہا کہ سزا دیا گیا میں ساتھ واقع ہونے اس امر کے اپنے گھر والوں میں اور قوی یہ بات ہے کہ قصہ لعان کا متعدد ہے یعنی کئی بار واقع ہوا ہے کئی شخصوں کے ساتھ اور یہ جو کہا مصفرا تو اس کے معنی ہیں قوی زردی والا اور نہیں مخالف ہے یہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ اس میں ہے کہ سرخ رنگ تھا اس واسطے کہ یہ سرخ اس کا اصلی رنگ تھا اور زردی اس پر عارضی تھی اور آدم کے معنی ہیں کہ اس کا رنگ سیاہی سے قریب تھا اور کثیر اللحم یعنی سارے بدن میں اور یہ تعمیم ہے بعد تخصیص کے اور جاءت کے معنی ہیں اس نے بچہ جنا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان لعان کروایا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ لعان دونوں کے درمیان متاخر ہوا یہاں تک کہ اس نے بچہ جنا سو یہ محمول ہوگا اس پر کہ قول اس کا فلاعن بعد قول اس کے ہے سو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور خبر دی ان کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور یہ جو کہا کہ تھا یہ مرد زرد رنگ الخ تو یہ جملہ معترضہ ہے اور باعث اس پر وہ چیز ہے جو پہلے بیان کی ہم نے کہ یہ روایت قاسم کی موافق ہے واسطے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو کہا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قائل ہے کہ انکار کرنا عورت کا لعان سے نہیں واجب کرتا اس پر حد کو کہ وریہ قول اوزاعی اور اصحاب رائے کا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نہیں ثابت ہوتی ہیں حدیں ساتھ نکول کے اور ساتھ اس کے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لو كنت راجما نہیں واقع ہوا بسبب لعان کے فقط اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ جب باز رہے تو قید کی جائے اور میں ڈرتا ہوں کہ کہوں کہ سنگسار کی جائے اس واسطے کہ اگر اقرار کرے صریح پھر پھر جائے تو نہیں سنگسار کی جاتی سو کس طرح سنگسار کی جائے گی جب کہ انکار کرے لعان سے۔ (فتح)

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ. باب ہے بیچ بیان مہر لعان کی گئی عورت کے۔

فائدہ: یعنی بیچ بیان حکم اس کے کی اور البتہ منعقد ہو چکا ہے اجماع اس پر کہ جس عورت سے صحبت کی ہو وہ سارے مہر کی مستحق ہے اور جس سے صحبت نہ کی ہو اس کے مہر میں اختلاف ہے جمہور کا یہ قول ہے کہ اس کے واسطے آدھا مہر جیسے کہ اس کے سوا اور طلاق والیوں کو آدھا مہر دیا جاتا ہے پہلے دخول سے اور بعض نے کہا کہ بلکہ اس کے واسطے سارا مہر ہے یہ قول ابو زناد اور حکم اور حماد کا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے بالکل کچھ چیز نہیں یہ قول زہری کا ہے اور مروی ہے مالک رحمہ اللہ سے۔ (فتح)

۴۸۹۹ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ إِنَّ فِي الْحَدِيْثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

۴۸۹۹۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو حرام کاری کا عیب لگایا یعنی اس کا کیا حکم ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی کروائی اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا سو دونوں نے توبہ سے انکار کیا پھر فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ایک تم میں سے جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا دونوں نے نہ مانا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان جدائی کروائی کہا ایوب نے کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا کہ حدیث میں ایک چیز ہے میں نہیں دیکھتا کہ تو اس کو بیان کرے کہا کہ اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! میرا مال اس عورت سے دلوا دیجیے یعنی جو میں نے اس کو مہر میں دیا تھا، کہا راوی نے کہا کہ تجھ کو مال نہ ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی بدکاری کا سچ دعویٰ کیا تھا سو تو نے اس سے صحبت کی یعنی جو تو نے اس سے صحبت کی تھی اس کے بدلے میں وہ مال گیا اور اگر تو اس دعویٰ میں جھوٹا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے۔

فائدہ: سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم کوفے میں تھے ہم میں سے بعض کہتے تھے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کی جائے اور بعض کہتے تھے کہ نہ تفریق کی جائے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ خلاف اس مسئلے میں قدیم سے ہے اور بدستور رہا عثمان فقہاء کوفہ میں سے اس پر کہ لعان جدائی کو تقاضا نہیں کرتا اور شاید اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نہیں پہنچی اور یہ جو کہا کہ کیا ہے دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ تھا یہ پہلے صادر ہونے لعان کے درمیان دونوں کے وسیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ کہا ایوب نے الخ تو اس کا حاصل یہ ہے کہ عمرو بن دینار اور ایوب دونوں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اکٹھی حدیث سنی سو یاد رکھا اس میں عمرو نے جو نہیں یاد رکھا ایوب نے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سفیان بن عیینہ نے جس جگہ روایت کیا دونوں سے اکٹھی آئندہ باب میں سو واقع

ہوا ہے بیچ روایت اس کی کے عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند اس کی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تم دونوں کا حساب اللہ پر ہے اللہ آپ کا حساب کرے گا تم دونوں سے ایک جھوٹا ہے نہیں کوئی راہ تجھ پر اوپر اس کے اس نے کہا میرا مال فرمایا مال تجھ کو نہیں ملے گا اور لا سبیل کے معنی ہیں کہ نہیں قابو اور بہر حال قول اس کا مالی سو یہ فاعل ہے فعل محذوف کا گویا کہ جب اس نے سنا کہ تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں تو اس نے کہا کہ کیا میرا مال جاتا رہے گا اور مراد ساتھ اس کے مہر ہے، کہا ابن عربی نے مال میرا یعنی مہر جو میں نے اس کو دیا تھا سو اس کو جواب ملا کہ تو نے اس کو پورا پایا ہے ساتھ اس کے کہ تو نے اس پر دخول کیا اور اس نے تجھ کو اپنی جان پر قدرت دی اور یہ جو کہا کہ یہ زیادہ تر بعید ہے واسطے تیرے یعنی مطالبہ اس کے سے تا کہ نہ جمع ہو اس پر ظلم اس کی آبرو میں اور مطالبہ اوپر اس کے ساتھ مال کے کہ قبض کیا ہے اس نے تجھ سے قبض کرنا صحیح کہ اس کی وہ مستحق ہے اور معلوم ہوا کہ قیل کا فاعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ جو کہا دخلت بھا تو تفسیر کیا ہے اس کو سفیان کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے **فھو بما استحللت من فرجھا** یعنی جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے مال گیا اور ایک روایت میں ہے **فذلك ابعد لك** اور ذلک اشارہ ہے طرف جھوٹ کی اس واسطے کہ باوجود سچ کے بعید ہے اس پر دوہرانا مال کا تو جھوٹ میں زیادہ تر بعید ہوگا اور مستفاد ہوتا ہے اس کے اس قول سے **فھو بما استحللت من فرجھا** کہ لعان کرنے والی عورت اگر لعان کے بعد اپنے نفس کو جھٹلائے اور زنا کا اقرار کرے تو واجب ہوتی ہے اس پر حد لیکن اس کا مہر ساقط نہیں ہوتا۔

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ.

کہنا امام کا دونوں لعان کرنے والوں کو کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟۔

فائدہ: کیا ہے تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا؟ احتمال ہے کہ ہو یہ بطور ارشاد کے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوا دونوں میں سے اور نہ ایک سے اقرار اور اس واسطے کہ اگر خاوند اپنے نفس کو جھٹلاتا تو ہوتی توبہ اس سے۔ (فتح)

٤٩٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ حَدِيْثِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ

۴۹۰۰۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دو لعان کرنے والوں کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ دونوں کا حساب اللہ پر ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اس نے کہا میرا مال دلوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو مال نہیں ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی بدکاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت

عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوبُ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَىْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ.

کی تھی اس کے بدلے میں وہ مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے علی بن عبداللہ نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ یاد رکھا میں نے اس کو عمرو سے یعنی سماع سفیان کا عمرو سے ثابت ہے اور کہا ایوب نے کہ سنا میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو زنا کا عیب لگایا اس کا کیا حکم ہے یعنی سفیان نے عمرو اور ایوب دونوں سے یہ حدیث روایت کی ہے وہ دونوں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا اور سفیان نے اپنی دو انگلیوں یعنی سبابہ اور بیچ کی انگلی کے درمیان فرق کیا یہ جملہ معترضہ ہے مراد ساتھ اس کے بیان کرنا کیفیت کا ہے اور جدائی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان دو بھائیوں قوم بنی عجلان کے اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ایک تم دونوں میں سے جھوٹا ہے سو کیا کوئی تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا ہے؟ تین بار فرمایا کہا سفیان نے یاد رکھا میں نے اس کو عمرو اور ایوب سے جیسے میں نے تجھ کو خبر دی یہ سفیان نے علی بن عبداللہ سے کہا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام بعد فارغ ہونے دونوں کے لعان سے سو اس سے لیا جاتا ہے عرض کرنا توبہ کا گنہگار پر اگرچہ بطور اجمال کے ہو اور یہ کہ لازم آتی ہے جھوٹ مارنے اس کے سے توبہ اس سے اور کہا داؤدی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لعان سے پہلے فرمایا واسطے ڈرانے دونوں کے اس سے اور اول اظہر اور اولیٰ ہے ساتھ سیاق کلام کے میں کہتا ہوں کہ جو داؤدی نے کہا وہ اولیٰ ہے اور جہت سے اور وہ مشروع ہونا وعظ کا ہے پہلے واقع ہونے سے گناہ میں بلکہ وہ لائق تر ہے اسی چیز سے کہ واقع ہونے کے بعد ہو اور بہر حال سیاق کلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں سو دونوں امروں کا محتمل ہے اور بہر حال حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سو اس کا سیاق ظاہر ہے اس چیز میں کہ کہا داؤدی نے پس بیچ روایت جریر بن حازم کے ایوب سے اس نے روایت کی عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک طبرانی اور حاکم وغیرہ کے ہلال رضی اللہ عنہ

کے قصے میں کہا سو دونوں کو حضرت ﷺ نے بلایا جب کہ لعان کی آیت اتری سو فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے کوئی تم میں سے توبہ کرنے والا؟ سو کہا ہلال رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی البتہ میں سچا ہوں، الحدیث اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث عکرمہ رحمہ اللہ کی روایت سے اور قصے میں ہے اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث اور قصے میں ہے سو دونوں امر صحیح ہیں باعتبار تعدد کے۔ (فتح الباری)

بَابُ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

دولعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرنا۔

٤٩٠١ ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ قَذَفَهَا وَأَحْلَفَهُمَا.

۴۹۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد اور اس کی عورت کے درمیان جدائی کی کہ اس نے اس کو حرام کاری کی تہمت لگائی تھی اور ان کو قسم دی۔

٤٩٠٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

۴۹۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک انصاری مرد اور اس کی عورت کے درمیان لعان کروایا اور ان دونوں کے درمیان جدائی کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کی سو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ نہیں واقع ہوتی ہے جدائی درمیان دولعان کرنے والوں کے ساتھ نفس لعان کے یہاں تک کہ واقع کرے اس کو حاکم اور روایت ابن جریج کی جو پہلے گزر چکی ہے **فكانت سنة المتلاعنين لا يجتمعان ابدا** یعنی ہوئی یہ جدائی سنت دولعان کرنے والوں میں نہ جمع ہوں گے یہ دونوں کبھی یہ روایت تائید کرتی ہے اس امر کی کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے اور ساتھ اس کے تائید ہوتی ہے اس شخص کے قول کو جو حمل کرتا ہے تفریق کو باب کی حدیث میں اس پر کہ وہ بیان کرنا حکم کا ہے نہ واقع کرنا تفریق کا یعنی جدائی کا حکم بیان فرمایا اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے دوسری روایت میں کہ تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ جواب واسطے سوال مرد کے اپنے مال سے جو عورت نے اس سے لیا تھا اور جواب دیا گیا ہے کہ اعتبار ساتھ عام ہونے لفظ کے ہے اور یہ نکرہ ہے بیچ سیاق نفی کے اور نہیں ہے واسطے عورت کے مکان رہنے کا اس واسطے کہ وہ دونوں جدا جدا ہوتے ہیں غیر طلاق کے اور بغیر مرنے خاوند کے اس سے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جدائی واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے ساتھ نفس لعان کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ قول راوی کا سہل رضی اللہ عنہ کی

حدیث میں سو اس نے اس کو تین طلاقیں دیں پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ اس کو حکم کریں ساتھ جدائی اس کی کے کہ مرد نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو طلاق دی پہلے اس سے کہ جانے کہ جدائی واقع ہوتی ہے ساتھ نفس لعان کے سو جلدی کی اس نے طرف طلاق دینے اس کے کی واسطے شدت نفرت اس کی کے اس عورت سے اور یہ جو کہا کہ وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوں گے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جدائی لعان کی ابدی ہے یعنی وہ عورت اس پر ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے کبھی ساتھ اس کے نکاح کرنا درست نہیں اگرچہ حلالہ کے بعد ہو اور یہ کہ لعان کرنے والا مرد اگر اپنے نفس کو جھٹلائے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے اس سے بعد اس کے اور بعض نے کہا کہ اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ساتھ لعان کے ایک طلاق بائن یہ قول حماد رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور محمد بن حسن رحمہ اللہ کا ہے اور صحیح ہو چکا ہے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا انہوں نے کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے اس سے بعد اس کے اور بعض نے کہا کہ اس مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے ساتھ لعان کے ایک طلاق بائن یہ قول حماد اور ابو حنیفہ اور محمد بن حسن کا ہے اور صحیح ہو چکا ہے سعید بن مسیب سے کہ انھوں نے کہا کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو ہوتا ہے نکاح کا پیغام کرنے والا اور شعبی اور ضحاک سے روایت ہے کہ جب اپنے نفس کو جھٹلائے تو اس کی عورت اس کی طرف پھیری جائے، کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ میرے نزدیک تیسرا قول ہے ۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اس کے قول ردت الیہ کے یہ معنی ہوں یعنی بعد عقد جدید کے پس موافق ہوگا پہلے قول کو کہا سمعانی نے کہ نہیں واقف ہوا میں اوپر دلیل تائید فرقت کے باعتبار قیاس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیروی اس میں نص کی ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے اس کے واسطے ایک فائدہ بیان کیا ہے یعنی یہ جو کہا کہ وہ دونوں کبھی آپس میں جمع نہیں ہوں گے تو اس کی وجہ یہ ہے تاکہ نہ جمع ہو ملعون ساتھ غیر ملعون کے اس واسطے کہ ایک دونوں میں سے فی الجملہ ملعون ہے برخلاف اس صورت کے جب کہ نکاح کرے عورت لعان کرنے والے کے سوا اور مرد سے اس واسطے کہ وہ تحقیق نہیں ہوتا اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس کے کہ اگر اس طرح ہوتا تو دونوں کو نکاح کرنا منع ہوتا اس واسطے کہ ایک دونوں میں سے تحقیق ملعون ہے اور ممکن ہے کہ جواب دیا جائے ساتھ اس طور کے کہ اس صورت میں فی الجملہ جدا جدا ہو جاتے ہیں کہا سمعانی نے کہ وارد کیا ہے بعض حنفیوں نے کہ قول اس کا المتلاعنان تقاضا کرتا ہے کہ فرقت ابدی کے واسطے شرط ہے کہ لعان مرد اور عورت دونوں سے ہو اور شافعیہ کفایت کرتے ہیں فرقت ابدی میں ساتھ لعان خاوند کے فقط کما تقدم اور جواب دیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جب کہ تھا لعان مرد کا بسبب لعان عورت کے اور صریح لفظ لعن کا مرد کی جانب میں پایا جاتا ہے سوائے عورت کے تو نام رکھا گیا ہے اس چیز کا کہ موجود ہے اس سے ملاعنت اور اس واسطے کہ لعان مرد کا سبب ہے

بیچ ثابت کرنے زنا کے اوپر عورت کے پس لازم پکڑتا ہے یہ نفی نسب ولدیت کو پس دور ہو گا فراش اور جب دور ہوا فراش تو ٹوٹ جائے گا نکاح سو اگر کہا جائے کہ جب لعان کرنے والا اپنے نفس کو جھٹلائے تو لازم آتا ہے مرتفع ہونا ملاعنت کا از روئے حکم کے اور جب لعان کا حکم اٹھ گیا تو ہو گی عورت محل نفع اٹھانے کی ہم کہتے ہیں کہ لعان تمہارے نزدیک گواہی ہے اور گواہ جب حکم کے بعد رجوع کرے تو نہیں مرتفع ہوتا ہے حکم اور ہمارے نزدیک تو قسم ہے اور قسم جب حجت ہو جائے اور متعلق ہو ساتھ اس کے حکم تو نہیں اٹھتا اور جب اس نے اپنے نفس کو جھٹلایا تو البتہ اس نے گمان کیا کہ نہیں پائی گئی اس سے وہ چیز جو ساقط کرے حد کو اس سے پس واجب ہوتی ہے اس پر حد اور نہیں مرتفع ہوتا ہے موجب لعان کا۔ (فتح)

بَابُ يَلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ. لاحق ہوتا ہے بچہ ساتھ لعان کرنے والی عورت کے۔

فائدہ: یعنی جب کہ دور ہو مرد اس سے بچہ جننے سے پہلے ہو یا پیچھے۔

٤٩٠٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

۴۹۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی عورت کے درمیان لعان کا حکم فرمایا سو وہ مرد اس عورت کے لڑکے سے دور ہوا یعنی اس نے کہا کہ یہ میرا نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کی اور لڑکے کو عورت کے ساتھ لاحق کیا۔

فائدہ: نافع رحمہ اللہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو عیب لگایا اور اس کے لڑکے سے دور ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا سو دونوں نے لعان کیا سو اس سے ظاہر ہوا کہ دور ہونا بچے سے سبب ہے لعان کرنے کا نہ عکس اس کا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر مشروع ہونے لعان کے واسطے نفی کرنے ولد کے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نفی ہوتی ہے ولد کی ساتھ مجرد لعان کے اگرچہ نہ ذکر کرے اس کو مرد لعان میں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس کو اپنے ساتھ ملانا چاہے تو اس کے ساتھ مل جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مرد کا لعان یہ تاثیر کرتا ہے کہ حد قذف کی اس سے دور ہو جاتی ہے اور عورت کا زنا ثابت ہو جاتا ہے پھر جب عورت لعان کرے تو اس سے بھی حد ساقط ہو جاتی ہے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر لعان میں مرد فرزند کی نفی کرے تو دور ہو جاتا ہے اور اگر اس کے واسطے تعرض نہ کرے تو جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ دوہرائے لعان کو واسطے دور ہونے اس کے کی اور نہیں لازم ہے دوہرانا لعان کا عورت پر اور اگر ممکن ہو اٹھا لے جانا اس قضیے کا طرف حاکم کی اور تاخیر کرے اس میں بغیر عذر کے یہاں تک کہ عورت بچہ جنے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ نفی کرے اس کی جیسا کہ شفعہ میں حکم ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ نہیں شرط ہے بیچ نفی حمل کے تصریح کرنی مرد کی ساتھ اس کے کہ

اس نے زنا کا بچہ جنا ہے اور نہ یہ کہ استبرا کیا ہے اس نے اس کو ساتھ ایک حیض کے اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ شرط ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے جو ان کے مخالف ہیں ساتھ اس کے کہ نفی کی اس نے حمل کی آپ سے بغیر اس کے کہ تعرض کرے واسطے اس کے برخلاف لعان کے جو پیدا ہونے والا ہے عورت کے قذف سے اور حجت پکڑی ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ حامل کو کبھی حیض آتا ہے پس نہیں ہے کوئی معنی واسطے شرط ہونے استبرا کے اور یہ جو کہا **الحق الولد بامه** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا اس کو واسطے عورت کے اور دور کیا اس کو خاوند سے سو نہیں ہے باہم وارث ہونا درمیان دونوں کے اور بہر حال اس کی ماں تو وہ اس کی وارث ہوگی جو حصہ کہ اللہ نے اس کے واسطے مقرر کیا ہے **کما وقع صریحا فی حدیث سهل کما تقدم فی شرح حدیثه فی آخره** کہ اس کا بیٹا اس کے نام سے پکارا جاتا ہے پھر جاری ہوئی سنت اس کی میراث میں کہ وہ اس کی وارث ہو اور وہ اس کا وارث ہو جو مقرر کیا ہے اللہ نے واسطے اس کے اور بعض نے کہا کہ معنی لاحق کرنے کے یہ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو اس کا باپ ٹھہرایا سو وہ وارث ہوگی اس کے تمام مال کی جب کہ کوئی وارث نہ ہو اولاد اور مانند اس کی سے اور یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور واثلہ اور ایک گروہ کا ہے اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ماں کے عصبے اس کے عصبے ہو جاتے ہیں اور یہ قول علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے اور مشہور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور بعض نے کہا کہ وارث ہوتی ہے اس کی ماں اس کی اور بھائی اخیافی اس کے ساتھ فرض کے اور رد کے یعنی کچھ مال اس کا ان کو ساتھ حصہ مقرر کے پہنچتا ہے اور کچھ بطور رد کے اور یہ قول ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور ایک روایت احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ بچہ نفی کیا گیا ساتھ لعان کے اگر لڑکی ہو تو حلال ہے واسطے لعان کرنے والے کے نکاح کرنا اس سے اور یہ ایک وجہ شاذ ہے واسطے شافعیوں کے اور اصح قول ان کا مانند قول جمہور کے ہے کہ وہ حرام ہے اس واسطے کہ وہ فی الجملہ ربیبہ ہے یعنی گود کی پالی ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ. امام کا کہنا کہ الٰہی! بیان کر۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ نہیں معنی اس دعاء کے طلب کرنا ثبوت صدق کا دونوں میں سے فقط بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت بچہ جنے تا کہ ظاہر ہو مشابہت اس کی ساتھ خاوند کے یا ساتھ دوسرے مرد کے اور نہیں منع ہے دلالت عورت کی ساتھ موت بچے کے مثلا پس نہ ظاہر ہو بیان اور حکمت اس میں منع کرنا اس شخص کا ہے جو اس کو دیکھے اختلاط کرنے سے ساتھ ایسے کام کے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتی ہے قبیح سے اگرچہ ساقط ہو۔

٤٩٠٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ

۴۹۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو لعان کرنے والوں کا ذکر ہوا تو عاصم نے اس میں بات کہی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حکم پوچھا

الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهٗ أَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدْلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَّرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْءَ فِي الْإِسْلَامِ.

جو عویمر نے اس کو کہا تھا کہ اس کے واسطے پوچھے پھر وہ پھرا سو اس کی قوم میں سے ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے اس کے آگے ذکر کیا کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک اجنبی مرد کو پایا سو کہا عاصم نے کہ نہیں مبتلا ہوا میں ساتھ اس امر کے مگر اپنے قول کے سبب سے یعنی بسبب سوال کرنے میرے کے اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی سو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو خبر دی آپ کو ساتھ اس چیز کے جس پر اپنی عورت کو پایا اور تھا وہ مرد یعنی اس کا خاوند زرد رنگ دبلا کم گوشت والا سیدھے بالوں والا اور جس کو اس نے اپنی عورت کے پاس پایا تھا وہ گندم گوں موٹی پنڈلیوں والا موٹے بدن والا نہایت گھنگریالے بالوں والا سو حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی! بیان کر سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا تھا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے پاس پایا سو حضرت ﷺ نے ان دونوں کے درمیان لعان کروایا تو ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مجلس میں کہا کہ کیا یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر گواہوں کے سنگسار کرتا تو البتہ اس عورت کو سنگسار کرتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں یہ ایک عورت ہے جو اسلام میں کھلم کھلا بے حیائی کرتی تھی۔

فائدہ: یہ جو کہا سو اس عورت نے بچہ جنا مشابہ اس مرد کے کہ اس کے خاوند نے ذکر کیا کہ اس نے اس کو اپنی عورت کے ساتھ پایا سو حضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کروایا تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ لعان تاخیر کیا گیا بچہ جننے تک لیکن میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اس قصے میں ہے جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور پہلے گزر چکا ہے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لعان ان کے درمیان بچہ جننے سے پہلے ہوا بنا بر اس کے فا اس کے قول فلاعن میں معقب ہے یعنی فلاعن اس کے اس قول کے بعد ہے سو خبر دی اس کو ساتھ اس چیز کے جس پر اس

نے اپنی عورت کو پایا اور بہر حال قول اس کا کان ذلك الرجل الخ تو یہ جملہ معترضہ ہے درمیان دو جملوں کے اور احتمال ہے کہ لعان ایک بار قذف کے سبب سے واقع ہوا ہو اور ایک بار نفی کے سبب سے واقع ہوا ہو، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تو یہ مرد عبداللہ بن شداد ہے اور یہ جو کہا کانت تظهر فی الاسلام السوء یعنی کھلم کھلی بے حیائی کرتی تھی لیکن نہیں ثابت ہوا یہ ساتھ گواہ کے اور نہ اقرار، کہا داؤدی نے اس میں جواز عیب اس شخص کا ہے جو بدی کی راہ چلے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا نام نہیں لیا سو اگر ارادہ کرے اظہار عیب کا بطور ابہام کے تو محتمل ہے اور البتہ گزر چکا ہے تفسیر میں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو لا ما مضی من كتاب الله لكان لی ولها شان یعنی اگر نہ ہوتی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے حکم اللہ کے سے یعنی لعان دفع کرتا ہے حد کو عورت سے تو البتہ میں اس پر حد کو قائم کرتا بسبب مشابہت ظاہر کے ساتھ اس شخص کے کہ تہمت لگائی گئی اس کو ساتھ اس کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے ساتھ اجتہاد کے اس مسئلے میں کہ نہیں اتاری گئی اس میں آپ پر وحی خاص یعنی خاص کر جس مسئلے میں وحی نہ اتری ہو اور جب اترتی وحی حکم کی اس مسئلے میں تو قطع کرتے نظر کو اجتہاد سے اور عمل کرتے ساتھ اس حکم کے کہ اترتا اور جاری کرتے امر کو ظاہر پر اگرچہ قائم ہوتا قرینہ جو تقاضا کرے خلاف ظاہر کو اور لعان کی حدیثوں میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے یہ کہ مفتی جب سوال کیا جائے کسی مسئلے سے اور اس کے حکم کو نہ جانتا ہو اور امید وار ہو کہ اس میں کوئی نص پائے تو نہ جلدی کرے طرف اجتہاد کی بیچ اس کے اور اس میں سفر کرنا ہے واسطے مسئلے کے جو پیش آئے اس واسطے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے عراق سے مکے کی طرف سفر کیا واسطے پوچھنے مسئلے لعان کے اور اس میں آنا ہے عالم کے پاس اس کی جگہ میں اگرچہ اس کے قیلولہ کی جگہ ہو جب کہ آنے والا پہچانتا ہو کہ یہ اس پر بھاری نہیں گزرے گا اور اس میں تعظیم عالم کی ہے اور خطاب کرنا اس کو ساتھ کنیت اس کی کے اس واسطے کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ لعان کا مسئلہ پوچھنے کے واسطے مکے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر میں گئے اور ان کو کہا اے ابو عبدالرحمٰن! یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سن کر سبحان اللہ کہا اور اشعار ہے ساتھ فراخ ہونے علم سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تعجب کیا کہ ایسا حکم اس پر کس طرح پوشیدہ رہا اور احتمال ہے کہ ہو تعجب کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطے جاننے ان کے کی ساتھ اس کے کہ حکم مذکور پہلے مشہور تھا سو بعض لوگوں پر کس طرح پوشیدہ رہا اور اس میں بیان کرنا پہلی چیزوں کا ہے اور کوشش کرنی ساتھ پہچاننے ان کے واسطے قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ پہلے پہل فلاں نے یہ مسئلہ پوچھا تھا اور قول انس رضی اللہ عنہ کا پہلا لعان کہ تھا اور اس میں ہے کہ بلا موقوف ہے کلام پر اور یہ کہ اگر نہ واقع ہو بلا ساتھ بولنے والے کے تو واقع ہوتی ہے ساتھ اس شخص کے جس کو اس کے ساتھ جوڑ ہو اور یہ کہ حاکم ہٹائے مدعی کو اڑ رہنے سے باطل پر

ساتھ وعظ اور نصیحت اور ڈرانے کے اور اس کو مکرر کرے تا کہ ہو ابلغ اور اس میں ارتکاب اخف دو مفسدوں کا ہے ساتھ ترک کرنے ثقیل تر کے دونوں میں سے اس واسطے کہ مفسدہ صبر کا برخلاف اس چیز کے کہ واجب کرتی ہے اس کو غیرت باوجود قبیح اور سخت ہونے اس کے آسان تر ہے آگے بڑھنے سے قتل پر جو نوبت پہنچاتا ہے طرف بدلہ لینے کی قاتل سے اور مقرر کی ہے واسطے اس کے شارع نے راہ طرف آرام اور بچنے کی اس سے یا ساتھ طلاق کے یا ساتھ لعان کے اور اس میں کہ استفہام ساتھ ارایت کے قدیم سے ہے اور یہ کہ عمل کیا جائے ساتھ خبر واحد کے جب کہ ہو ثقہ اور یہ کہ مسنون ہے واسطے حاکم کے وعظ کرنا لعان کرنے والوں کو وقت ارادے لعان کے اور مؤکد ہے نزدیک پانچویں بار کے اور اس میں ذکر کرنا دلیل کا ہے ساتھ بیان حکم کے اور یہ کہ مکروہ ہے پوچھنا اس مسئلوں کا جس میں مسلمان کی ہتک ہو یا اذیت خواہ کسی سبب سے ہو اور شافعی رحمہ اللہ کی کلام میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ مکروہ ہونا اس کا حضرت ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھا سبب اترنے وحی کے تا کہ نہ واقع ہو سوال مباح چیز سے سو وہ سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور ثابت ہو چکا ہے صحیح میں کہ سب لوگوں میں زیادہ تر گنہگار وہ شخص ہے جو سوال کرے ایک چیز سے جو نہ حرام ہو پھر اس کے سوال کرنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور بدستور قائم رہی ہے ایک جماعت سلف سے اوپر مکروہ ہونے سوال کے اس چیز سے جو نہ واقع ہوئی ہو لیکن اکثر کا عمل اس کے برخلاف ہے سو نہیں گنی جاتی ہے وہ چیز کہ نکالا ہے اس کو فقہاء نے مسئلوں سے پہلے واقع ہونے ان کے اور اس میں ہے کہ اصحاب تھے پوچھتے حکم سے جس میں وحی نہ اتری ہو اور اس میں ہے کہ عالم جب سوال کو مکروہ جانے تو اس کو عیب کرے اور یہ کہ جس کو کوئی چیز مکروہ پیش آئے غیر کے سبب سے تو اس کو اس پر عتاب کرے اور یہ کہ جو کسی حکم پہچاننے کی طرف محتاج ہو وہ عالم کو پوچھنے سے باز نہ رہے اگرچہ عالم اس کے سوال کو برا جانا اور اس پر غضبناک ہو بلکہ اس سے دوہرا کر پوچھے یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری ہو اور یہ کہ سوال کرنا اس چیز سے کہ لازم ہے دین کے کاموں میں مشروع ہے چھپی اور ظاہر اور نہیں اس میں عیب سائل پر اگرچہ ہو اس قسم سے کہ قبیح سمجھی جاتی ہو اور اس میں حرص دلانا ہے توبہ پر اور عمل کرنا ساتھ پردہ پوشی کے اور منحصر ہونا حق کا ایک جانب میں وقت مشکل ہونے واسطہ کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور یہ کہ دو جھگڑنے والے جھوٹے نہ سزا دی جائے کسی کو دونوں میں سے اگرچہ معلوم ہو کہ ایک جھوٹا ہے بغیر تعیین کے اور اس میں ہے کہ لعان جب واقع ہو تو ساقط ہوتی ہے حد قذف کی لعان کرنے والے سے واسطے عورت کے اور اس کے جس کے ساتھ اس کو تہمت دی گئی اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں مقذوف کا نام صریح آچکا ہے اور باوجود اس کے منقول نہیں ہوا کہ قاذف کو حد ماری گئی ہو کہا داؤدی نے کہ نہیں قائل ہے ساتھ اس کے مالک اس واسطے کہ اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور اگر اس کو پہنچتی تو اس کے ساتھ قائل ہوتا اور جواب دیا ہے اس شخص نے جو قائل ہے حنفیوں اور مالکیوں میں سے کہ حد مارا جائے ساتھ اس طور

کے کہ مقذوف نے طلب نہیں کیا اور وہ اس کا حق ہے اسی واسطے نہیں منقول ہے کہ قاذف حد مارا جائے اور اس میں ہے کہ نہیں ہے امام پر کہ معلوم کروائے مقذوف کو وہ چیز جو واقع ہوئی ہے قاذف سے اور اس میں ہے کہ حمل والی عورت لعان کرے پہلے بچہ جننے کے واسطے قول حضرت ﷺ کے حدیث میں کہ دیکھتے رہو کس رنگ کا بچہ جنتی ہے، الخ کما تقدم.فی حدیث سھل اور مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ آیا مرد اور اس کی عورت سو دونوں نے لعان کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امید ہے کہ لڑکا جنے یہ عورت کالا گھنگریالے بالوں والا سو اس نے لڑکا جنا کالا گھنگریالے بالوں والا اور یہی قول ہے جمہور کا اور بعض اہل رائے نے اس کا خلاف کیا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ حمل معلوم نہیں ہوتا اس واسطے کہ کبھی پھونک ہوتی ہے اور حجت جمہور کی یہ ہے کہ لعان مشروع ہوا ہے واسطے دفع کرنے حد قذف کے مرد سے اور دفع کرنے حد رجم کے عورت سے پس نہیں فرق ہے کہ حامل ہو یا حائل اسی واسطے مشروع ہے لعان ساتھ اس عورت کے جو حیض سے نا امید ہو اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے چھوٹے لڑکے میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرد جب اس کو قذف کرے تو واسطے اس کے ہے کہ لعان کرے واسطے دفع کرنے حد قذف کے اس سے سوائے عورت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں ہے کفارہ بیچ قسم غموس کے اس واسطے کہ اگر واجب ہوتا تو اس قصے میں بیان کیا جاتا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حانث معین نہیں ہوا اور جواب دیا گیا ہے کہ اگر واجب ہوتا تو البتہ بیان کیا جاتا مجمل طور سے مثلا اس طرح کہتے کہ جو تم دونوں میں سے حانث ہو وہ کفارہ دے جیسا کہ ارشاد کیا ایک کو دونوں میں سے طرف توبہ کی اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہ لا نہیں تو تیری پیٹھ میں حد لگے گی تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ قاذف اگر گواہوں سے عاجز ہو اور مقذوف سے قسم طلب کرے تو نہ جواب دیا جائے اس واسطے کہ حصر مذکور نہیں متغیر ہوئی اس سے مگر زیادتی مشروعیت لعان کی اور اس میں جواز ذکر اوصاف مذمومہ کا ہے وقت ضرورت کے جو داعی ہو طرف اس کی اور نہیں ہوتی ہے یہ غیبت حرام سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لعان نہیں مشروع ہے مگر واسطے اس شخص کے جس کے واسطے گواہ نہ ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر وہ مرد عورت کے زنا پر گواہ قائم کر سکتا تو اس کے واسطے جائز ہوتا کہ اس سے لعان کرے واسطے نفی ولد کے اس واسطے کہ وہ نہیں منحصر ہے زنا میں اور یہی قول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا اور اس میں ہے کہ حکم متعلق ہوتا ہے ساتھ ظاہر کے اور باطن کے کام اللہ کے سپرد ہیں اور حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر قبول کرنے توبہ زندیق کے اور حجت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے تحقیق جان لیا تھا کہ ایک جھوٹا ہے اور تھے حضرت ﷺ قادر اوپر معین کرنے جھوٹے کے لیکن خبر دی کہ حکم ساتھ ظاہر شرع کے تقاضا کرتا ہے کہ چھپے کاموں کو نہ چھیڑا جائے اور البتہ ظاہر ہوئے قرینے ساتھ معین کرنے جھوٹے کے دونوں لعان کرنے والوں میں سے اور باوجود اس کے جاری کیا ان پر حکم ظاہر شرع کا اور نہ سزا

دی عورت کو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حاکم نہ کفایت کرے ساتھ ظن اور اشارے کے حدوں میں جب کہ مخالف ہو مانند قسم مدعی علیہ کی جب انکار کرے اور گواہ نہ ہو اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے شافعی رحمہ اللہ نے اوپر باطل کرنے استحسان کے جو حنفیوں میں مروج ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ اگر قسم نہ ہوتی تو ہوتا واسطے میرے اور اس کے ایک شان یعنی اس پر حد کو قائم کرتا اور اس میں ہے کہ حاکم جب خرچ کرے اپنی کوشش کو اور پورا کرے شرطوں کو تو نہیں توڑا جاتا ہے حکم اس کا مگر یہ کہ ظاہر ہو اس پر چھوڑنا کسی شرط کا یا قصور کسی سبب میں اور اس میں ہے کہ لعان مشروع ہے ہر عورت میں اس کے ساتھ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور نقل کیا ہے اس میں ابن منذر نے اجماع کو اور بیچ مہر اس عورت کے جس سے صحبت نہ کی ہو خلاف ہے واسطے حنبلیوں کے سو اگر نکاح کرے فاسد یا طلاق دے بائن سو وہ عورت بچے جنے اور ارادہ کرے نفی ولد کا تو واسطے اس کے لعان کرنا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ لاحق ہوتا ہے ساتھ اس کے بچہ اور نہیں ہے نفی اور نہ لعان اس واسطے کہ وہ اجنبی عورت ہے اور اسی طرح اگر تہمت کرے اس کو پھر بائن کرے اس کو ساتھ تین طلاقوں کے تو واسطے مرد کے ہے لعان اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہے لعان اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ اگر اس کو تین طلاقیں دے پھر وہ بچہ جنے اور مرد اس سے انکار کرے تو واسطے مرد کے ہے لعان کرنا تو حارث نے اس سے کہا کہ اللہ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ﴾ سو بتلا تو کہ کیا وہ اس کی بیوی ہو؟ تو شعبی نے کہا کہ میں شرماتا ہوں اللہ سے کہ جب میں حق کو دیکھوں تو اس کی طرف رجوع نہ کروں اور اگر لعان کرے مرد تین بار فقط یعنی پانچ بار نہ کرے جیسے حکم ہے اور عورت بھی تین بار ہی کرے اور حاکم ان دونوں کے درمیان جدائی کرے تو نہیں واقع ہوتی ہے جدائی نزدیک جمہور کے اس واسطے کہ ظاہر قرآن کا یہ ہے کہ حد دونوں پر واجب ہو چکی ہے اور یہ کہ وہ دفع نہیں ہوتی مگر ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی پس متعین ہوا لانا تمام کو یعنی پانچ بار لعان کرے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ اس نے سنت سے خطا کی اور حاصل ہوتی ہے جدائی اس واسطے کہ وہ اکثر کو لایا ہے یعنی تین بار کو اور اقل کو چھوڑا ہے یعنی دو بار کو پس متعلق ہوگا ساتھ اس کے حکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لعان کرنے سے حمل کی نفی ہو جاتی ہے کہ یہ میرا نہیں برخلاف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ اس کو دیکھتے رہو، الخ اس واسطے کہ یہ حدیث ظاہر ہے اس میں کہ وہ حاملہ تھی اور باوجود اس کے لاحق کیا بچے کو ساتھ ماں اس کی کے اور اس میں جواز حلف کا اس چیز پر کہ غالب ہو گمان پر اور ہو سند اس کی تمسک ساتھ اصل کے یا قوت امید کے اللہ سے وقت تحقیق ہونے سچ کے واسطے قول اس شخص کے جس سے ہلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا قسم ہے اللہ کی البتہ تجھ کو حد ماریں گے اور واسطے قول ہلال رضی اللہ عنہ کے قسم ہے اللہ کی مجھ کو ماریں گے اور البتہ آپ نے جانا ہے کہ میں نے دیکھا یہاں تک کہ پوچھا اور اس میں ہے کہ جس قسم کے ساتھ حکم میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ ہے جو واقع ہو حاکم کی اجازت کے بعد اس واسطے کہ ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ

میں سچا ہوں پھر نہ حساب کیا گیا ساتھ اس کے لعان کے پانچ کلموں سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے ساتھ باطل کرنے حکم قیافہ شناس کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باطل کرنا حکم مشابہت کا اس جگہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اس واسطے کہ ظاہر شرع کا حکم اس کو معارض ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قیافہ شناس کے حکم کا اعتبار اس جگہ کیا جاتا ہے جس جگہ نہ پایا جائے کوئی ظاہر کہ تمسک کیا جائے ساتھ اس کے اور واقع ہو اشتباہ پس رجوع کیا جائے اس وقت طرف قیافہ شناس کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا.

جب مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دے پھر وہ عورت عدت کے بعد اس کے سوا کسی اور خاوند سے نکاح کرے اور دوسرے خاوند نے اس سے صحبت نہ کی ہو۔

فائدہ: یعنی کیا حلال ہے واسطے پہلے خاوند کے نکاح کرنا اس عورت سے اگر طلاق دے دوسرا بغیر صحبت کرنے کے اور بعض نسخوں میں اس جگہ کتاب العدۃ واقع ہوا ہے اور بعض میں نہیں اور اولیٰ ثابت رکھنا ہے اس جگہ اس واسطے کہ نہیں تعلق ہے اس باب کو ساتھ لعان کے اس واسطے کہ لعان کرنے والی عورت نہیں پھرتی طرف اس مرد کی جس نے اس سے لعان کیا برابر ہے کہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔ (فتح)

٤٩٠٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ آخَرَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّهُ لَا يَأْتِيهَا وَأَنَّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ.

۴۹۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس کو طلاق دی سو اس نے اور مرد سے نکاح کیا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور ذکر کیا کہ وہ اس سے صحبت نہیں کرتا اور یہ کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر جیسے کپڑے کا ہلبل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے یہاں تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت دوسرے خاوند کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے۔

فائدہ: سو اس نے اور مرد سے نکاح کیا یعنی عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے فاعترض یعنی حاصل ہوا واسطے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے کوئی عارضہ جو اس کو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے مانع ہوا یا جنون کے سبب سے یا بیماری کے سبب سے اور یہ جو کہا کہ نہیں ساتھ اس کے مگر جیسے ہدبہ اور ہدبہ کے معنی ہیں کنارہ کپڑے کا جو بنا ہوا نہ ہو

اور مراد اس کی یہ تھی کہ اس کا ذکر مشابہ ہدبہ کے ہے سست ہونے میں اور نہ اٹھنے میں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وطی دوسرے خاوند کی نہیں ہوتی ہے حلال کرنے والی پہلے خاوند کی رجوع کو واسطے عورت کے مگر یہ کہ وطی کے وقت اس کا ذکر منتشر اور اٹھا ہوا ہو اور اگر اس کا ذکر اشل ہو یا نامرد ہو یا لڑکا ہو تو نہیں کفایت کرتا اصح قول پر علی رضی اللہ عنہ کے دو قول سے اور شافعیہ کے نزدیک یہی صحیح تر ہے اور یہ جو کہا عسیلہ تو یہ تصغیر ہے عسل کی بعض نے کہا کہ تانیث باعتبار وطاءت کے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ وہ کفایت کرتی ہے مقصود میں حلال کرنے اس کے سے واسطے پہلے خاوند کے اور بعض نے کہا کہ مراد قطعہ شہد کا ہے اور تصغیر واسطے تقلیل کے ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ قدر قلیل کافی ہے بیچ حاصل کرنے حلت کے کہا ازہری نے صواب یہ ہے کہ معنی عسیلہ کے شیرینی جماع کی ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ غائب کرنے حشفہ کے بیچ فرج کے اور تانیث کرنا اس کا واسطے مشابہت کے ہے ساتھ قطعہ شہد کے اور بعض نے کہا کہ معنی عسیلہ کے نطفہ ہیں اور یہ موافق ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اور کہا جمہور علماء نے کہ چکھنا شہد کا مراد جماع کرنے سے ہے اور وہ غائب کرنا حشفہ مرد کا ہے عورت کی شرم گاہ میں اور زیادہ کیا ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل ہونا انزال کا اور اکیلا ہوا ہے وہ ساتھ اس شرط کے جماعت سے کہا ہے اس کو ابن منذر اور لوگوں نے اور کہا ابن بطال نے کہ تنہا ہوا ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیچ اس کے اور خلاف کیا ہے اس نے سب فقہاء کا کہا انہوں نے کہ کفایت کرتا ہے اس سے جو واجب کرے حد کو اور محصن کرے شخص کو اور واجب کرے پورے مہر کو اور فاسد کرے حج اور روزے کو اور کہا ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عسیلہ جماع کی لذت ہے اور عرب ہر لذیذ چیز کو عسیلہ کہتے ہیں اور وہ تشدید میں مقابل ہے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو رخصت میں اور رد کرتا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو یہ کہ اگر انزال کرنا شرط ہوتا تو البتہ ہوتا کافی اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے جب ہو بعید العہد ساتھ جماع کے مثلاً تو انزال کرتا ہے یعنی منی ڈالتا ہے پہلے تمام کرنے دخول کے اور جب ہر ایک نے دونوں میں سے ذکر فرج میں داخل کرنے سے پہلے انزال کیا تو اس نے اپنے ساتھی کا شہد نہ چکھا نہ اگر تفسیر کیا جائے عسیلہ کو ساتھ امنا کے نہ ساتھ لذت جماع کے کہا ابن منذر نے اجماع کیا ہے علماء نے اوپر شرط ہونے جماع کے تاکہ حلال ہو واسطے پہلے خاوند کے مگر سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر اس نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ساتھ سند صحیح کے کہا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ اول خاوند کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ دوسرا خاوند اس سے صحبت کرے اور میں کہتا ہوں کہ جب نکاح کرے اس سے نکاح صحیح نہ ارادہ کرتا ہو ساتھ اس کے حلال کرنے اس کے کا واسطے اول خاوند کے تو نہیں ہے کچھ ڈر اس میں کہ نکاح کرے اس سے اول خاوند یعنی جب کہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت گزر جائے اور اسی طرح روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے اور اس میں تعقب ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ قول سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے صحت کو نہیں پہنچتا کہا ابن منذر نے

نہیں جانتا میں کہ کسی نے اس کو اس میں موافقت کی ہو مگر خارجیوں کے ایک گروہ نے اور شاید اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی سو اس نے لیا ہے ظاہر قرآن کو کہ اس میں فقط نکاح کا ذکر ہے جماع کا نہیں اور حکایت کی ہے ابن جوزی نے کہ داؤد کا بھی یہی قول ہے کہا قرطبی نے کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے جمہور کے قول پر کہ حکم متعلق ہے ساتھ کم تر چیز کے کہ اطلاق کیا جائے اس پر اسم برخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ضروری ہے حاصل ہونا تمام کا اور یہ جو کہا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے، الخ تو اس میں اشعار ہے ساتھ ممکن ہونے اس کے کی لیکن قول اس عورت کا کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر مثل ہدبہ کی ظاہر ہے بیچ دشوار ہونے جماع کے جو شرط کیا گیا ہے سو جواب دیا ہے کرمانی نے اس اشکال سے کہ مراد اس کے ساتھ ہدبہ کے تشبیہ دینی ہے ساتھ اس کے وقت اور رقت میں نہ سست ہونے اور نہ ہلنے میں اور بعید ہے جو اس نے کہا اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ اس نے اس سے نہ منتشر ہونے کی شکایت کی تھی اور نہیں مانع ہے اس سے قول حضرت ﷺ کا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے اس واسطے کہ معلق کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ امکان کے اور وہ جائز الوقوع ہے سو گویا کہ فرمایا کہ صبر کر یہاں تک کہ حاصل ہو اس سے یہ اور اگر دونوں جدا جدا ہو جائیں تو ضروری ہے واسطے اس عورت کے اگر رفاعہ کی طرف رجوع کا ارادہ رکھتی ہو کہ اور خاوند سے نکاح کرے جس سے اس کے واسطے یہ حاصل ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق وجود ذوق کے دونوں سے واسطے اشتراط علم زوجین کے یعنی شرط ہے کہ دونوں کو اس کا علم ہو یہاں تک کہ اگر صحبت کرے اس سے خاوند اس حال میں کہ عورت سوتی ہو یا بیہوش تو نہیں کفایت کرتا ہے یہ اور مبالغہ کیا ہے ابن منذر نے سو نقل کیا ہے اس کو تمام فقہاء سے اور تعاقب کیا گیا ہے اور کہا قرطبی نے کہ اس میں حجت ہے واسطے ایک کے دو قول میں سے اس میں کہ اگر صحبت کرے سونے یا بیہوشی کی حالت میں تو نہیں حلال ہوتی ہے اور جزم کیا ہے ابن قاسم نے کہ وطی مجنون کی حلال کرتی ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اشہب نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز رجوع اس کے کی واسطے اول خاوند کے جب کہ حاصل ہو جماع دوسرے خاوند سے لیکن شرط کی ہے مالکیوں نے یہ کہ نہ ہو اس میں دغا بازی دوسرے خاوند سے اور نہ ارادہ حلال کرنے عورت کے کا واسطے اول خاوند کے اور یہی منقول ہے عثمان رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور اکثر علماء نے کہا کہ اگر شرط کرے اس کو عقد میں تو عقد فاسد ہو جاتا ہے نہیں تو نہیں اور اتفاق ہے اس پر کہ اگر نکاح فاسد میں ہو تو نہیں حلال کرتا اور اکیلا ہوا ہے حکم سو کہا کہ کفایت کرتا ہے اور یہ کہ جو نکاح کرے کسی لونڈی سے پھر اس کو تین طلاقیں دے پھر اس کا مالک ہو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہ کہ وطی کرے اس سے یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بعض اصحاب اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حلال ہوتی ہے واسطے اس کے ساتھ ملک یمین کے اور اختلاف ہے اس میں جب کہ صحبت کرے اس سے حیض کی حالت میں یا اس کے بعد کہ پاک ہو پہلے اس سے کہ پاکی حاصل کرے یا ایک دونوں میں سے

روزے دار ہو یا محرم اور کہا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ لیا ہے حنفیہ نے ساتھ شرط کے جو اس حدیث میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یعنی جماع کرنا اور یہ زائد ہے ظاہر قرآن پر اور نہیں لیا ہے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیچ شرط ہونے پانچ بار دودھ پینے عورت کے پستان سے اس واسطے کہ وہ زائد ہے ظاہر قرآن پر سو لازم ہے اُن پر کہ پانچ بار دودھ چوسنے کے حکم کو لیں یا باب کی حدیث کو چھوڑ دیں اور جواب دیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ نکاح نزدیک ان کے حقیقت ہے وطی میں پس حدیث موافق ہے واسطے ظاہر قرآن کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو طلاق بتہ دی سو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس قول کے اس پر کہ بتہ تین طلاقیں ہیں اور یہ عجیب ہے اس شخص سے جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ بتہ کے معنی قطع کرنے کے ہیں کہ بالکل کچھ لگاؤ نہ رہے اور مراد ساتھ اس کے قطع کرنا عصمت کا یعنی نکاح کا اور وہ عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ اکٹھی تین طلاق کے یا ساتھ واقع ہونے تیسری طلاق کے جو تین طلاق کے آخری ہے اور لباس میں صریح آئے گا کہ اس نے اس کو تین طلاق کے اخیر کی طلاق دی سو باطل ہوا حجت پکڑنا ساتھ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ نہیں حق ہے واسطے عورت کے صحبت میں اس واسطے کہ اس نے شکایت کی تھی کہ اس کا خاوند اس سے صحبت نہیں کرتا اور اس کا ذکر کھڑا نہیں ہوتا اور یہ کہ نہیں ہے ساتھ اس کے جو اس کی حاجت روائی کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے اس کا نکاح نہیں توڑا اور اسی واسطے کہا ابراہیم بن اسماعیل نے کہ نہ فسخ کیا جائے نکاح ساتھ نامردی کے اور مقرر کی جائے واسطے نامرد کے مدت معین کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے اس عورت کے حق میں جو اپنے خاوند سے جماع طلب کرے سو اکثر نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ ایک بار صحبت کی ہو تو نہ مقرر کی جائے واسطے اس کے مدت نامرد کی اور یہ قول اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابوثور نے کہ اگر ترک کیا جماع کو واسطے کسی علت اور بیماری کے تو اس کے واسطے ایک سال مدت مقرر کی جائے اور اگر بغیر علت کے ہو تو پھر کوئی مدت نہیں اور کہا عیاض نے کہ اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ واسطے عورت کے حق ہے جماع میں پس ثابت ہوگا خیار واسطے اس کے اور جب کہ نکاح کرے عورت مجبوب اور ممسوح سے ان کے حال کو نہ جانتی ہو اور مقرر کی جائے واسطے نامرد کے مدت ایک سال کی واسطے احتمال دور ہونے اس علت کے کہ اس کے ساتھ ہے اور بہر حال استدلال داؤد کا ساتھ قصے عورت رفاعہ کے سو نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دی تھی جیسا کہ واقع ہوا ہے مسلم میں صریح عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پھر دوسرے مرد نے اس سے نکاح کیا پھر دوسرے خاوند نے بھی اس کو طلاق دی پہلے اس سے کہ اس کے ساتھ دخول کرے پھر پہلے خاوند نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلے سے پوچھے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں درست ہے یعنی یہاں

تک کہ تو اس کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے اور اصل اس کی بخاری میں ہے کما یاتی فی اللباس کہ وہ عورت اس کے بعد اس سے جدا ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! اس نے مجھ سے مس کی اور ہاتھ لگایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنے پہلے قول کو جھٹلایا سو میں اخیر قول میں تیری تصدیق نہیں کرتا پھر وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تو انہوں نے بھی اس کو منع کیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو عورتیں نا امید ہوئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اگر تم کو شبہ پڑ گیا ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہیں۔

فائدہ: بعض نسخوں میں اس جگہ کتاب العدۃ واقع ہوا ہے اور عدت اسم ہے واسطے اس مدت کے کہ انتظار کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نکاح کرنے سے اپنے خاوند کے مرنے کے بعد یا اس کے جدا ہونے کے بعد یا ساتھ جننے کے یا ساتھ حیضوں کے یا ساتھ مہینوں کے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ إِنْ لَمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ أَوْ لَا يَحِضْنَ وَاللَّائِي قَعَدْنَ عَنِ الْمَحِيضِ ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ﴾ ﴿فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ﴾.

اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر تم نہ جانو کہ ان کو حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور جو حیض سے بیٹھیں یعنی بڑی بوڑھی ہو گئیں اور جن کو حیض نہیں آتا تو عدت ان کی تین مہینے ہیں۔

فائدہ: یعنی تفسیر کیا ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے قول ﴿إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ کو ساتھ ان لم تعلموا کے یعنی اگر تم نہ جانو اور قول مجاہد کا والائی لم یحضن فعدتھن ثلاثه اشهر یعنی حکم ان عورتوں کا جن کو بالکل سرے سے حیض نہیں آیا حکم ان کا عدت میں حکم ان عورتوں کا ہے جو نا امید ہوئیں سو ہوگی تقدیر آیت کی والائی لم یحضن کذلك اس واسطے کہ واقع ہوئی وہ بعد قول اس کے کی فعدتھن ثلاثه اشهر اور اختلاف ہے اس عورت کے حق میں جس کو پہلے حیض آتا ہو پھر بند ہو گیا ہو سو شہروں کے اکثر فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ وہ انتظار کرے حیض کا یہاں تک کہ داخل ہو اس عمر میں جس میں ایسی عورتوں کو حیض نہیں آتا سو اس وقت تو مہینے عدت کاٹے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ نو مہینے انتظار کرے پھر اگر اس کو حیض آئے تو فبہا نہیں تو تین مہینے عدت کاٹے اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ اگر جوان ہو تو ایک سال عدت کاٹے اور حجت جمہور کی ظاہر قرآن کا ہے کہ وہ صریح ہے آئسہ اور چھوٹی کے حق میں اور لیکن جس عورت کو اول حیض آتا ہو پھر بند ہو گیا ہو تو وہ آئسہ نہیں یعنی جو حیض سے نا امید ہو لیکن واسطے مالک کے پیشوا ہے اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور جمہور کے نزدیک ان ارتبتم کے معنی ہیں یعنی حکم میں نہ نا امیدی میں۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں۔

يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾.

٤٩٠٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحِيْهِ حَتّٰى تَعْتَدِّيْ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَمَكَثَتْ قَرِيْبًا مِّنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْكِحِيْ.

۴۹۰۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم میں سے ایک عورت جس کو سبیعہ کہا جاتا تھا اپنے خاوند کے نکاح میں تھی اس کا خاوند اس سے مر گیا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو ابو سنابل نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا اس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا تو کہا ابو سنابل نے قسم ہے اللہ کی نہیں جائز ہے یہ کہ تو اس سے نکاح کرے یہاں تک کہ دونوں مدتوں میں سے دراز تر مدت عدت کاٹے سو وہ قریب دس دن کے ٹھہری پھر اس نے بچہ جنا پھر حضرت ﷺ کے پاس آئی نکاح کا حکم پوچھنے کو حضرت ﷺ نے فرمایا نکاح کر لے یعنی اب تجھ کو دوسرے خاوند سے نکاح کرنا جائز ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابو سنابل نے اس کو نکاح کا پیغام کیا تو ایک روایت میں آیا ہے کہ دو مردوں نے اس کو نکاح کا پیغام کیا ایک جوان نے اور ایک بوڑھے نے سو وہ جوان کی طرف جھکی تو کہا بوڑھے نے کہ تو حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ دراز تر مدت عدت کاٹے اور اس عورت کے گھر والے موجود نہ تھے اس بوڑھے نے امید رکھی کہ اس کو اختیار کریں یعنی اس کو امید تھی کہ شاید اس کے گھر والے اس کا نکاح اس کے ساتھ کریں اور مراد بوڑھے سے ابو سنابل ہے اور ساتھ اس روایت کے ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے کی باب کی حدیث میں کہ کہا ابو سنابل نے قسم ہے اللہ کی نہیں جائز ہے واسطے تیرے یہ کہ نکاح کرے تو اس سے الخ۔

٤٩٠٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ يَسْأَلَ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ

۴۹۰۷۔ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن بکیر نے اس نے روایت کی لیث سے اس نے یزید سے کہ ابن شہاب رحمہ اللہ نے اس کو لکھا کہ عبید اللہ بن عبداللہ نے خبر دی اس کو اپنے باپ سے کہ اس نے ابن ارقم کی طرف لکھا کہ سبیعہ سے

كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَفْتَانِيْ إِذَا وَضَعْتُ أَنْ أَنْكِحَ.

پوچھ کس طرح حضرت ﷺ نے اس کو فتویٰ دیا تھا سو اس نے کہا کہ فتویٰ دیا تھا مجھ کو حضرت ﷺ نے کہ جب میں بچہ جنوں تو نکاح کروں۔

٤٩٠٨ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ.

۴۹۰۸۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ نے اپنے خاوند کے مرنے سے چند روز پیچھے بچہ جنا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے نکاح کرنے کی اجازت مانگی، حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی تو اس نے اور خاوند سے نکاح کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تو یہ حجت ہے بیچ جواز روایت کے ساتھ مکاتبت کے اور یہ جو کہا کہ اپنے خاوند کے مرنے سے چند روز پیچھے جنا تو ادنیٰ سے ادنیٰ مدت جو روایتوں میں آئی ہے آدھا مہینہ ہے اور زیادہ دو مہینے اور البتہ کہا ہے جمہور نے سلف سے اور ائمہ فتویٰ نے جو شہروں میں ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو حلال ہو جاتی ہے ساتھ بچہ جننے کے اور گزر جاتی ہے عدت وفات کی اور حلال ہوتا ہے اس کو نکاح کرنا دوسرے خاوند سے اور مخالفت کی ہے اس میں علی رضی اللہ عنہ نے سو کہا کہ دونوں مدت میں سے دراز تر مدت عدت کاٹے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چار مہینے دس دن گزرنے سے پہلے بچہ جنے تو انتظار کرے چار مہینے دس دن اور نہیں حلال ہوتی ہے ساتھ مجرد بچہ جننے کے اور اگر چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں تو بچہ جننے تک انتظار کرے روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے علی رضی اللہ عنہ سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے اس سے رجوع کیا اور قوی کرتی ہے اس کو یہ بات کہ منقول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تابعداروں سے وہ چیز ہے جو سب فقہاء کے موافق ہے اور پہلے گزر چکا ہے طلاق کی تفسیر میں کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے انکار کیا ابن سیرین پر اس کے اس قول میں کہ بچہ جننے سے عدت گزر جاتی ہے اور انکار کیا اس نے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا قائل ہو اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ساتھ کئی طریقوں کے کہ وہ سب فقہاء کے موافق تھے یہاں تک کہ کہتے تھے کہ جو چاہے میں اس سے اس پر مباہلہ کرتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے مجموع طرق سے کہ ابو سنابل نے رجوع کیا تھا اپنے اس فتویٰ سے کہ وہ حلال نہیں یہاں تک کہ عدت وفات کی گزرے اس واسطے کہ روایت کیا ہے اس نے قصہ سبیعہ کا اور رد کیا حضرت ﷺ نے جو فتویٰ دیا ابو سنابل نے کہ وہ دوسرے خاوند کے واسطے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کے واسطے چار مہینے دس دن گزریں اور نہیں وارد ہوئی ابو سنابل سے تصریح

اس کے حکم میں اگر چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں تو کیا تھا قائل ساتھ ظاہر اطلاق اس کی کے گزرنے عدت کے سے یا نہیں لیکن نقل کیا ہے کئی لوگوں نے اجماع کو اس پر کہ نہیں گزرتی ہے عدت اس کی اس دوسری حالت میں (یعنی جب کہ چار مہینے دس دن بچہ جننے سے پہلے گزر جائیں) یہاں تک کہ بچہ جنے اور سحنون مالکی نے بھی اس مسئلے میں علی رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے اور یہ شذوذ مردود ہے اس واسطے کہ یہ پیدا کرنا خلاف کا ہے بعد قرار پانے اجماع کے اور باعث اس کو اس پر حرص ہے اوپر عمل کرنے کے ساتھ دونوں حالت کے جن کے عموم میں تعارض ہے سو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ عام ہے عورت میں جس کا خاوند مر گیا ہو شامل ہے حامل کو اور غیر حامل کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ نیز عام ہے شامل ہے طلاق والی کو اور اس کو جس کا خاوند مر گیا ہو سو تطبیق دی ہے ان لوگوں نے دونوں عموم میں ساتھ بند کرنے دوسری آیت کے طلاق والی پر ساتھ قرینے گنتی طلاق والیوں کے مانند آئسہ اور صغیرہ کی پہلے دونوں کے پھر نہیں مہمل چھوڑا انہوں نے اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت دوسرے عموم سے لیکن قصر کیا ہے انہوں نے اس کو اس عورت پر کہ چار مہینے دس دن اس پر گزر جائیں بچہ جننے سے پہلے سو ہوگی تخصیص بعض عموم کے اولیٰ اور اقرب طرف عمل کی ساتھ مقتضی دونوں آیتوں کے ایک کے لغو کرنے سے بیچ حق بعض اس شخص کے کہ شامل ہے اس کو عموم کہا قرطبی رحمہ اللہ نے یہ نظر خوب ہے اس واسطے کہ تطبیق اولیٰ ہے ترجیح سے ساتھ اتفاق اہل اصول کے لیکن حدیث سبیعہ کی نص ہے اس میں کہ وہ بچہ جننے سے حلال ہو جاتی ہے پس ہوگا اس میں بیان واسطے مراد کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ کہ یہ اس عورت کے حق میں ہے جس نے بچہ جنا ہو اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے کہ آیت طلاق کی نازل ہوئی بعد آیت بقرہ کے اور بعض نے اس سے سمجھا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ پہلی آیت منسوخ ہے ساتھ دوسری کے اور نہیں ہے یہ مراد اس کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ خاص کرنے والی ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ اس نے نکال لیا ہے بعض چیزوں کو جن کو اس کا عموم شامل ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر حدیث سبیعہ کی نہ ہوتی تو البتہ ہوتا قول جو علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس واسطے کہ وہ دونوں عدتیں جمع ہونے والی ہیں ساتھ دو صفتوں کے اور البتہ جمع ہوئی ہیں دونوں اس عورت میں جس کا خاوند مر جائے سو نہ خارج ہوگی اپنی عدت سے مگر ساتھ یقین اسی عدت میں حاصل ہوتا ہے جو دونوں عدتوں میں سے زیادہ تر دراز ہو اور البتہ اتفاق کیا ہے فقہاء نے اہل حجاز اور عراق سے اس پر کہ ام الولد اگر خاوند والی ہو اور اس کا خاوند اور مالک دونوں اکٹھے مر جائیں یہ کہ عدت بیٹھے اور استبرا کرے بایں طور کہ انتظار کرے چار مہینے دس دن کہ اس میں ایک حیض ہو یا بعد اس کے اور نیز ترجیح دی گئی ہے جمہور کے قول کو ساتھ اس کے کہ دونوں آیتیں اگرچہ عام ہیں ایک وجہ سے لیکن

خاص ہیں ایک وجہ سے سو احتیاط اس میں تھی کہ نہ گزرے عدت مگر ساتھ اس عدت کے جو دونوں مدتوں سے دراز تر ہو لیکن جب کہ مقصود اصلی عدت سے رحم کی پاکی تھی خاص کر اس عورت کے حق میں جس کو حیض آتا ہو تو حاصل ہوگا مقصود ساتھ بچہ جننے کے اور موافق ہوگا اس چیز کو جس پر سبیعہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور قوی کرتا ہے اس کو قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیچ متاخر ہونے نزول آیت طلاق کے بقرہ کی آیت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فتویٰ دیا ساتھ اس کے کہ جب میں بچہ جنوں تو حلال ہوں یہ کہ جائز ہے نکاح کرنا اس سے جب کہ بچہ جنے اگرچہ نفاس کے خون سے پاک نہ ہو اور ساتھ اس کے قائل ہیں جمہور اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن شہاب رحمہ اللہ نے بیچ آخر حدیث اپنی کے جو مسلم میں ہے ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں دیکھتا میں کچھ ڈر یہ کہ نکاح کرے جب کہ بچہ جنے اگرچہ اپنے خون میں ہو یعنی نفاس میں لیکن اس کا خاوند اس سے صحبت نہ کرے یہاں تک کہ خون سے پاک ہو اور کہا شعبی اور حسن اور نخعی اور حماد بن سلمہ نے کہ نکاح نہ کرے یہاں تک کہ پاک ہو کہا قرطبی نے اور حدیث سبیعہ کی حجت ہے اوپر ان کے اور نہیں حجت ہے واسطے ان کے قول بیچ اس کے کہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں **فلما تعلت من نفاسها** اس واسطے کہ جس طرح جائز ہے کہ تعلت کے معنی یہ ہوں کہ وہ پاک ہوئی اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ ہو بے باک ہوئی الم نفاس سے اور اگر پہلے معنی تسلیم کیے جائیں تو بھی اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ وہ حکایت ہے سبیعہ کے واقع کی اور حجت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں ہے کہ وہ حلال ہوئی جب کہ اس نے بچہ جنا جیسے کہ زہری کی حدیث میں ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور بیچ روایت معمر کے زہری سے کہ تو حلال ہو گی جب کہ تو بچہ جنے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبیعہ کو حکم کیا کہ نکاح کرے جب کہ بچہ جنے اور یہی معلوم ہوتا ہے ظاہر قرآن سے ﴿اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ سو معلق کیا حلال ہونے کو ساتھ بچہ جننے کے اور بند کیا اس کو اوپر اس کے اور یہ نہیں کہا کہ جب تو پاک ہو اور نہ یہ فرمایا کہ جب تیرا خون بند ہو سو صحیح ہوا قول جمہور کا اور سبیعہ کے قصے میں بہت فائدے ہیں ایک یہ کہ اصحاب تھے فتویٰ دیتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور یہ کہ مفتی کو جب کسی چیز کی طرف مائل ہو تو نہیں لائق ہے واسطے اس کے کہ اس میں فتویٰ دے تاکہ نہ باعث ہو اس کو میل طرف ترجیح اس چیز کی کہ وہ مرجوح ہو جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابو سنابل کے کہ اس نے فتویٰ دیا سبیعہ کو کہ وہ بچہ جننے سے حلال نہیں ہو گی اس واسطے کہ اس نے اس کو نکاح کا پیغام کیا تھا اور اس نے نہ مانا اور اس نے امید رکھی کہ جب وہ اس سے یہ بات قبول کرے گی اور مدت گزرنے تک انتظار کرے گی تو اس کے گھر والے حاضر ہو جائیں گے اور اس کو ترغیب دیں گے بیچ نکاح کرنے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی اور اس حدیث میں بیان ہے سبیعہ کی بوجھ اور دانائی کا کہ اس کو تردد ہوا اس چیز میں کہ جس کے ساتھ ابو سنابل نے اس کو فتویٰ دیا یہاں تک کہ باعث ہوا اس کو یہ

اوپر دریافت کرنے حکم کے شارع سے اور اسی طرح لائق ہے واسطے اس شخص کے جو شک کرے بیچ فتویٰ مفتی کے یا حکم حاکم کے اجتہاد کی جگہوں میں یہ کہ بحث کرے نص سے اور ڈھونڈے نص کو اس مسئلے میں اور شاید جو واقع ہوا ہے ابو سنابل سے اس میں وہی راز ہے بیچ مطلق فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ فتویٰ مذکور میں جھوٹا ہے جیسا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے علاوہ ازیں کبھی بولا جاتا ہے خطا جھوٹ پر اور یہ اہل حجاز کی کلام میں بہت ہے اور بعض علماء نے اس کو اپنے ظاہر پر حمل کیا ہے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جھٹلایا اس واسطے کہ وہ قصے کو جانتا تھا اور اس نے اس کے برخلاف فتویٰ دیا اور یہ بعید ہے اور اس میں رجوع کرنا ہے واقعات میں طرف زیادہ تر عالم کی اور خود سوال کرنا عورت کا جو واقع اس پر اترے اگرچہ ہو وہ اس قسم سے کہ عورتیں اس سے شرماتی ہیں لیکن وہ رات کے وقت اپنے گھر سے نکلی تا کہ اس کے واسطے زیادہ پردہ ہو جس طرح سبیعہ نے کیا اور اس میں ہے کہ جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت بچہ جننے سے گزر جاتی ہے جس صفت پر ہو گوشت کی بوٹی ہو یا خون کی پھٹکی اور برابر ہے کہ آدمی کی صورت ظاہر ہوئی ہو یا نہ ظاہر ہوئی ہو اس واسطے کہ مترتب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو بچہ جننے پر بغیر تفصیل کے اور توقف کیا ہے اس میں ابن دقیق العید نے اس جہت سے کہ غالب بیچ اطلاق وضع حمل کے وہ حمل پورا ہے جو پیدا کیا گیا ہو اور نکلنا گوشت کی بوٹی یا خون کی پھٹکی کا نادر ہے اور حمل غالب پر قوی تر ہے اسی واسطے منقول ہے شافعی رحمہ اللہ سے قول ساتھ اس کے کہ نہیں گزرتی ہے عدت ساتھ نکلنے گوشت کی بوٹی کے کہ نہ ہو اس میں صورت نہ ظاہر نہ پوشیدہ اور جواب دیا گیا ہے جمہور کی طرف سے کہ مقصود عدت کے گزرنے میں پاک ہونا رحم کا ہے اور وہ حاصل ہے ساتھ نکلنے گوشت کی بوٹی کے یا خون کی پھٹکی کے برخلاف ام الولد کے کہ مقصود اس سے بچہ جننا ہے اور جس چیز پر یہ صادق نہ آئے کہ وہ اصل آدمی کا ہے نہیں کہا جاتا ہے اس میں کہ اس نے بچہ جنا اور اس میں جواز زینت کرنا عورت کا ہے بعد گزرنے عدت اپنی کے واسطے اس شخص کے جو اس کو نکاح کا پیغام کرے اس واسطے کہ زہری کی روایت میں جو مغازی میں ہے یہ ہے کہ کیا ہے مجھ کو کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو نے منگنی کرنے والوں کے واسطے زینت کی ہے یہ قول ابو سنابل کا ہے ایک روایت میں ہے کہ اس نے ہاتھ رنگے تھے اور خوشبو ملی تھی اور آنکھ میں سرمہ ڈالا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں واجب ہے عورت پر نکاح کرنا واسطے قول اس کے کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا نکاح کرنے کا اگر میرے واسطے ظاہر ہو یعنی مجھ کو اجازت دی اور اس حدیث میں ہے کہ نہ نکاح کی جائے عورت شوہر دیدہ مگر اس کی رضا مندی سے جس کو وہ چاہے اور نہیں ہے زبردستی واسطے کسی کے اوپر اس کے وقد تقدم بیانہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾.

باب ہے بیچ بیان قول اللہ تعالیٰ کے اور طلاق والی عورتیں انتظار کروائیں اپنے آپ کو تین حیض تک۔

فائدہ: اور مراد ساتھ طلاق والیوں کے اس جگہ وہ عورتیں ہیں جن کو حیض آتا ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت سورہ طلاق کی جو مذکور ہوئی اور مراد ساتھ تربص کے انتظار کرنا ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهٗ ثَلَاثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ وَلَا تَحْتَسِبُ بِهٖ لِمَنْ بَعْدَهٗ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تَحْتَسِبُ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلٰى سُفْيَانَ يَعْنِيْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ.

اور کہا ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرد کے حق میں جو نکاح کرے عورت سے عدت میں اس کو اس کے پاس تین حیض آئیں کہ بائن ہوتی ہے پہلے خاوند سے اور نہ حساب کیا جائے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے کہ اس کے بعد ہے یعنی دوسرے خاوند کے اور کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حساب کیا جائے ساتھ اس کے اور یہ یعنی قول زہری رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب تر ہے طرف سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے۔

فائدہ: کہا ابن عبدالبر نے نہیں جانتا میں کسی کو ان لوگوں میں سے جنہوں نے کہا کہ اقراء سے مراد طہر ہیں سوائے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اس نے یہ بات کہی ہو یعنی حیض کا دوسری عدت میں شمار ہونا اور لازم آتا ہے اس کے قول پر کہ عدت والی عورت نہ حلال ہو یہاں تک کہ داخل ہو چوتھے حیض میں اور البتہ اتفاق کیا ہے مدینے کے علماء نے اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں اور اسی طرح شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں نے اس پر کہ جب تیسرے حیض میں لگے تو پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ واقع ہو طلاق اس کے طہر میں اور اگر طلاق حیض میں واقع ہو تو نہ اعتبار کیا جائے ساتھ اس حیض کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جس عورت پر دو عدتیں جمع ہوں وہ دونوں عدتیں کاٹے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ کفایت کرتی ہے واسطے اس کے ایک عدت مانند قول زہری رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہی ہے ایک روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِيْ بَطْنِهَا.

اور کہا معمر نے کہ کہا جاتا ہے اقراءت المرأۃ جب کہ قریب ہو حیض اس کا اور نیز کہا جاتا ہے اقراءت جب کہ قریب ہو طہر اس کا اور کہا جاتا ہے ما قرأت بسلی قط جب کہ نہ جمع کرے بچے کو اپنے پیٹ میں یعنی جب کہ اس کے پیٹ میں حمل نہ ٹھہرے۔

فائدہ: سلے اس پردے کو کہتے ہیں جس میں بچہ ہوتا ہے اور کہا اخفش رحمۃ اللہ علیہ نے کہ قرأ حیض کا گزرنا ہے اور بعض نے کہا کہ خود حیض کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ اضداد میں سے ہے اور مراد معمر کی یہ ہے کہ قرأ آتا ہے ساتھ معنی طہر کے بھی اور ساتھ معنی حیض کے بھی اور ساتھ معنی جوڑنے اور جمع کرنے کے بھی اور یہ شک ہے اور جزم کیا ہے

ساتھ اس کے ابن بطال نے اور کہا جب آیت میں دونوں معنی کا احتمال ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے ساتھ اقراء کے آیت میں تو ترجیح پائے گا قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ اقراء کے معنی طہر کے ہیں ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اپنی عورت کو طہر میں طلاق دے اور کہا اس حدیث میں سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق میں ہوا کرے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ قراء کے طہر ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ. باب ہے بیچ بیان قصے فاطمہ رضی اللہ عنہا قیس کی بیٹی کے۔

فائدہ: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بہن ہے ضحاک کی جو عراق کا حاکم ہوا یزید بن معاویہ کی طرف سے اور وہ اس سے عمر میں بڑی تھی اور تھی ان عورتوں میں سے جنہوں نے پہلے ہجرت کی اور تھی وہ بہت عقلمند اور خوبصورت تھی اور نکاح کیا اس سے ابو عمرو بن حفص نے اور وہ چچا زاد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے سو وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا سو اس نے اس کو تیسری طلاق کہلا بھیجی جو اس کی طلاقوں میں سے باقی رہتی تھی اور حکم کیا اس نے اپنے چچیرے بھائیوں حارث اور عیاش کو کہ اس کو کھجور اور جو دیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کم جانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں واسطے تیرے مکان رہنے کا اور نہ خرچ اسی طرح روایت کیا ہے مسلم نے قصے اس کے کو بہت طریقوں سے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ وہ بائن ہوئی ساتھ طلاق کے اور بعض روایتوں میں ہے کہ وہ مر گیا تھا سو مراد یہ ہے کہ پہلے اس نے طلاق دی تھی پھر مر گیا تھا اور بخاری میں اس کا قصہ نہیں ہے اس میں تو صرف یہ باب باندھا ہے جو تو دیکھتا ہے اور وارد کیا ہے اس نے کئی چیزوں کو اس کے قصے سے بطور اشارے کے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَّتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ ، ﴿أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

اور اللہ نے فرمایا اور ڈرو اللہ سے جو تمہارا رب ہے اور نہ نکالو ان کو ان کے گھروں سے اور رکھو ان کو جہاں خود رہو، یسرا تک۔

إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

٤٩٠٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ اتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلٰى بَيْتِهَا قَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

۴۹۰۹۔حضرت قاسم اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمٰن بن حکم یعنی مروان کے بھائی کی بیٹی کو طلاق دی اور مروان اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے سو اس کا باپ عبدالرحمٰن اس کو اس کے رہنے کے گھر سے باہر لایا (جس میں یحییٰ نے اس کو طلاق دی تھی) سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو کہلا بھیجا اور وہ اس وقت مدینے کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ ڈر اللہ سے اور اس کو اس کے گھر کی طرف پھیر لا کہا مروان نے سلیمان کی حدیث میں کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا کہا قاسم نے کہ مروان نے کہا کہ کیا نہیں پہنچا تجھ کو اے عائشہ! حال فاطمہ رضی اللہ عنہا کا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تجھ کو کچھ ضرر نہیں کرتا یہ کہ نہ ذکر کرے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو تو مروان نے کہا کہ اگر تیرے پاس شر ہے تو کفایت کرتی ہے تجھ کو جو درمیان دونوں میاں بیوی کے ہے شر سے۔

فائدہ: پہلے سعید بن عاص مدینے کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے پھر اس کے بعد اس کی طرف سے مروان مدینے کا حاکم ہوا پھر معاویہ کے بعد خود خلیفہ ہوا اور یہ جو مروان نے کہا کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا یعنی اس نے میرا کہا نہ مانا میں نے چاہا تھا کہ اس کو اس کے گھر میں رہنے دے تو اس کے باپ نے نہ مانا اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ وہ غالب ہوا مجھ پر ساتھ حجت کے اس واسطے کہ اس نے حجت پکڑی ساتھ شر کے جو دونوں کے درمیان تھا اور یہ جو مروان نے کہا کہ اگر تیرے پاس شر ہے یعنی اگر ہو تیرے پاس یہ کہ سبب نکلنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کا وہ چیز ہو جو اس عورت کے اور اس کے خاوند کے قرابتیوں کے درمیان واقع ہوئی شر سے تو یہ سبب بیان بھی موجود ہے اور اسی واسطے اس نے کہا کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو جو ان دونوں کے درمیان ہے شر سے اور یہ پھرنا ہے مروان سے طرف رجوع کی رد کرنے حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سے یعنی اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو قبول کیا اور پہلے اس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا تھا کما اخرجہ النسائی یعنی رجوع کیا اس نے طرف جواز کی بشرط وجود عارض کے جو تقاضا کرے جواز خروج اس کے کو طلاق دینے کی جگہ سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تجھ کو ضرر نہیں کرتا یہ کہ نہ ذکر کرے فاطمہ رضی اللہ عنہا

کی حدیث کو یعنی نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے جائز ہونے انتقال طلاق والی کے اپنے گھر سے بغیر سبب کے اور یہ جو کہا کہ مروان نے سلیمان کی حدیث میں الخ یعنی سلیمان راوی نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ مروان نے کہا کہ عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہوا اور قاسم راوی نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ مروان نے کہا کہ اے عائشہ! کیا تجھ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال نہیں پہنچا۔ (فتح)

٤٩١٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ أَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ يَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ.

۴۹۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کیا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کیوں نہیں ڈرتی اللہ سے یعنی اس کے اس کہنے میں کہ نہیں ہے واسطے طلاق والی کے سکنیٰ یعنی جگہ رہنے کی اور نہ نفقہ یعنی خرچ کھانے پینے اور کپڑے کا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے بیچ روایت مسلم کے اس وجہ سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بہتر نہیں کہ اس کو ذکر کرے گویا کہ یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ سبب اجازت کا بیچ انتقال فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وہ چیز ہے جو پہلے گزری اس حدیث میں جو پہلے ہے اور تائید کرتی ہے اس کی جو نسائی نے روایت کی ہے وہ زبان دراز اور بدخو تھی۔

٤٩١١ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرَىْ إِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ قَالَ أَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

۴۹۱۱۔ حضرت قاسم سے روایت ہے کہ عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا فلانی عورت حکم کی بیٹی یعنی پوتی کو کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق بتہ دی وہ اپنے گھر سے باہر نکلی سو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے برا ہے جو اس نے کیا یعنی اس کو اپنے گھر سے نکلنا لائق نہ تھا تو عروہ نے کہا کہ کیا تو نے نہیں سنا قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خبردار ہو بے شک اس کو اس حدیث کے ذکر کرنے میں خیر نہیں ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ برا ہے جو اس نے کیا تو ایک روایت میں مذکر کا لفظ ہے یعنی اس کے خاوند نے کہ اس کو اس کی قدرت دی یا اس کے باپ نے کہ اس نے اس کی موافقت کی اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے چچا مروان کو کہلا بھیجا اور وہ مدینے کا حاکم تھا کہ اس کو اپنے گھر کی طرف پھیر لائے اور ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ویران مکان میں تھی سو اس پر خوف کیا گیا پس اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اپنے مکان سے اٹھ آنے کی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں سو میں ڈرتی ہوں کہ مجھ پر

ہجوم کیا جائے حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی وہ وہاں سے اٹھ آئی اور البتہ پکڑا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ کو مجموع اس چیز سے کہ وارد ہوئی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں سو اس نے مرتب کیا جواز کو ایک امر پر دونوں میں سے یا خوف ہجوم کے اوپر اس کے کہ کوئی چور وغیرہ اس کو پڑے اور یا یہ کہ واقع ہو اس سے اس کے خاوند کے قرابتیوں پر زبان درازی اور بیہودہ گوئی اور نہیں دیکھا اس نے دونوں امروں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں کوئی معارضہ واسطے احتمال واقع ہونے ان دونوں کے اکٹھے اس کے حال میں کہا ابن منیر نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں دو علتوں کو اور باب میں فقط ایک کو ذکر کیا ہے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے طرف دوسری کے یا واسطے وارد ہونے اس کے کی اس کی غیر شرط پر اور یا اس واسطے کہ جب خود اس کا ڈرنا چور وغیرہ سے اس کے نکلنے کو تقاضا کرتا ہے تو اس سے ڈرنا بھی مثل اس کی ہوگا بلکہ امید ہے کہ ہو اولیٰ بیچ اخراج اس کے کی سو جب صحیح ہوئی نزدیک اس کے معنی علت دوسری تو شامل ہوا اس کو ترجمہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اقتصار کرنا بیچ بعض طرق حدیث کے بعض پر نہیں منع کرتا قبول بعض آخر کو جب کہ صحیح ہو طریق اس کا پس نہیں ہے کوئی مانع کہ ہو اصل گلہ اس کا وہ چیز جو پہلے گزری کم جاننے نفقہ کے سے اور یہ کہ اس کا فتنہ فساد اپنے سسرال کے ساتھ اسی سبب سے شروع ہوا تھا کہ اس کے خاوند نے اس کو خرچ کم دیا اور اطلاع پائی حضرت ﷺ نے اس پر ان کی طرف سے اور ڈرے حضرت ﷺ کہ اگر وہ بدستور وہاں رہی تو عجب نہیں یہ کہ چھوڑیں اس کو تنہا بغیر کسی غم خوار کے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کو ساتھ اٹھ آنے کے اس جگہ سے۔ میں کہتا ہوں اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ دوسری چیز کے طرف اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو باب میں پہلے اس سے کہ مروان نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر ہے تیرے ساتھ کوئی شر اس واسطے کہ وہ ایما کرتا ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو اپنی جگہ میں رہنے کے ساتھ حکم نہ کیا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو اس کے اور اس کے خاوند کے قرابتیوں کے درمیان واقع ہوئی فتنے فساد سے کہا ابن دقیق العید نے کہ سیاق حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ سبب حکم کا یہ ہے کہ وہ وکیل کے ساتھ جھگڑی اس سبب سے کہ اس نے کم جانا اس چیز کو جو اس نے اس کو دی خرچ سے اور یہ کہ جب وکیل نے اس سے کہا کہ تیرے واسطے خرچ نہیں تو اس نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ نہیں ہے نفقہ واسطے اس کے اور نہ رہائش تو اس نے تقاضا کیا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعلیل بسبب اس چیز کے ہے جو جاری ہوئی جھگڑے سے نہ بسبب خوف اور بدگوئی کے سو اگر قائم ہو کوئی دلیل جو اس سے قوی تر ہو تو عمل کیا جائے گا ساتھ اس کے میں کہتا ہوں کہ جو چیز کہ اس کے سب طریقوں میں متفق علیہ ہے یہ ہے کہ جھگڑا نفقہ میں تھا پھر روایتوں میں اختلاف ہوا سو بعض روایتوں میں تو ہے کہ نہ تیرے واسطے خرچ ہے اور نہ رہائش اور بعض روایتوں میں ہے کہ جب فرمایا کہ نہیں واسطے تیرے نفقہ تو اس نے اجازت مانگی وہاں سے اٹھ آنے میں حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی اور یہ سب صحیح مسلم میں ہے سو جب

جمع کیے جائیں الفاظ حدیث کے اس کے سب طریقوں سے تو اس سے حاصل ہوگا کہ سبب اجازت مانگنے اس کے واسطے اُٹھ آنے کے وہ چیز ہے جو ذکر کی گئی ہے کہ اس کو اس مکان سے خوف تھا اور اس کے قرابتیوں کو اس کی زبانی سے خوف تھا اور قائم ہوگا اس وقت استدلال اس پر کہ رہائش نہیں ساقط ہوئی اپنی ذات سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساقط ہوا تھا واسطے سبب مذکور کے ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ جزم کرتی تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا ساتھ ساقط کرنے سکنیٰ بائن کے اور استدلال کرتی تھی واسطے اس کے کما سیاتی اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر انکار کرتی تھی۔

تنبیہ: طعن کیا ہے ابن حزم نے ابو زناد کی روایت میں جو معلق ہے سو اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابو زناد نہایت ضعیف ہے اور حکم کیا ہے اس کی روایت پر ساتھ بطلان کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ضعیف ہونے میں اختلاف ہے اور جس نے اس میں طعن کیا ہے نہیں ذکر کی اس نے وہ چیز جو دلالت کرے اس کے ترک پر چہ جائیکہ اس کی روایت کے باطل ہونے پر اور البتہ جزم کیا ہے یحییٰ بن معین نے کہ وہ ثابت تر ہے سب لوگوں سے ہشام بن عروہ کی روایت میں اور یہ روایت اس کی ہشام سے ہے سو واسطے اللہ کے ہے نیکی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کس قدر زیادہ ہے یاد اس کی اور کیا خوب ہے دست رسی اس کی حدیث اور فقہ میں اور البتہ اختلاف ہے سلف کو بیچ نفقہ بائن طلاق والی کے اور اس کے سکنیٰ میں سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے واسطے اس کے نفقہ اور واسطے اس کے سکنیٰ ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے واسطے ثابت کرنے سکنیٰ کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ﴾ یعنی رکھو ان کو جہاں تم رہو اور واسطے ساقط کرنے نفقہ کے ساتھ مفہوم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ یعنی اگر حمالہ ہوں تو ان کو خرچ دو یہاں تک کہ بچہ جنیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر حاملہ نہ ہوں تو ان کے واسطے نفقہ نہیں، نہیں تو نہ ہوں گے واسطے خاص کرنے ان کے کی ساتھ ذکر کے کوئی معنی اور سیاق سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ غیر رجعی میں ہے یعنی بائن طلاق میں ہے اس واسطے کہ نفقہ رجعی طلاق والی کا واجب ہے اگرچہ حاملہ نہ ہو اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ نہ اس کے واسطے نفقہ ہے اور نہ سکنیٰ بنا بر ظاہر حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے اور جھگڑا کیا ہے انہوں نے بیچ شامل ہونے آیت پہلی کے بائن طلاق والی کو اور البتہ حجت پکڑی ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو اس قصے والی ہے مروان پر جب کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مروان کا انکار پہنچا ساتھ قول اپنے کے کہ میرے اور تمہارے درمیان منصف اللہ کی کتاب ہے اللہ نے فرمایا نہ نکالو ان کو ان کے گھروں سے اس کے اس قول تک ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ یعنی شاید کہ اللہ پیدا کرے بعد طلاق کے کوئی کام یعنی وہ رجوع کرے کہا یہ آیت اس شخص کے حق میں ہے جس کے واسطے رجعت جائز ہے سو کون سا کام ہے جو تین طلاق کے بعد پیدا ہو اور جب اس کے واسطے نفقہ نہ ہو اور نہ حاملہ ہوئی تو اس کو کیوں روکتے ہو اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہیں اس میں کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَعَلَّ اللّٰهَ

یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ رجعت ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے ان سے اور نہیں حکایت کیا اس نے ان کے سوائے کسی سے خلاف اس کا اور حکایت کی ہے اس کے غیر نے کہ مراد ساتھ امر کے اس آیت میں وہ چیز ہے جو اللہ کی طرف سے آئے نسخ سے یا تخصیص سے یا مانند اس کے سو نہیں بند ہے یہ رجعت میں اور یہ جو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب اس کے واسطے نفقہ نہیں تو اس کو کیوں روکتے ہو یعنی جب نفقہ نہیں تو سکنیٰ بھی نہیں سو جواب دیا ہے بعض علماء نے اس سے کہ سکنیٰ جس کے ساتھ نفقہ ہے وہ بیچ حال زوجیت کے ہے کہ ممکن ہو ساتھ اس کے فائدہ اٹھانا اگرچہ رجعی ہو اور بہر حال سکنیٰ بعد بائن ہونے کے تو یہ حق اللہ کا ہے اس واسطے کہ اگر میاں بیوی دونوں اتفاق کریں اوپر ساقط کرنے عدت کے تو نہیں ساقط ہوتی برخلاف رجعی کے سو اس نے دلالت کی کہ سکنیٰ اور نفقہ کے درمیان کوئی لزوم نہیں اور جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے وہی قول ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تابعداروں کا اور حنفیہ وغیرہ اہل کوفہ کا یہ مذہب ہے کہ واسطے اس کے ہے نفقہ اور لباس اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس طور کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں قید کیا ہے اللہ نے نفقہ کو ساتھ حالت حمل کے تاکہ دلالت کرے اوپر واجب کرنے اس کے کی بیچ غیر حالت حمل کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ مدت حمل کی اکثر دراز ہوتی ہے اور رد کیا ہے اس کو سمعانی نے ساتھ منع کرنے علت کے بیچ دراز ہونے مدت حمل کے بلکہ ہوتی ہے مدت حمل کی کم تر غیر اس کے سے ایک بار یعنی کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی دراز ہوتی ہے اور ساتھ اس طور کے کہ قیاس غیر حامل کا حامل پر فاسد ہے اس واسطے کہ وہ شامل ہے اس قید کے ساقط کرنے کو جس کے ساتھ قرآن اور حدیث میں نص وارد ہوئی ہے اور یہ جو بعض نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے سلف نے انکار کیا ہے **کما تقدم من کلام عائشة** اور جیسا کہ مسلم میں ہے قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا **لا یدع کتاب ربنا وسنة نبینا لقول امرأة لا تدری لعلها حفظت او نسیت قال اللہ تعالیٰ لا تخرجوهن من بیوتهن** یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں چھوڑتے ہم اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو واسطے قول ایک عورت کے ہم نہیں جانتے کہ شاید اس نے یاد رکھا یا بھول گئی اللہ نے فرمایا نہ نکالو ان کو گھروں سے سو جواب اس کا یہ ہے کہ کہا دارقطنی نے کہ قول اس کا عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں **وسنته نبینا** محفوظ نہیں اور شاید باعث دارقطنی کو اس پر یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں یہ زیادتی نہیں لیکن یہ نہیں رد کرتا نفقہ کی روایت کو اور شاید مراد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ساتھ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ چیز ہے کہ دلالت کریں اس پر احکام اس کے کتاب اللہ کی پیروی سے نہ یہ کہ مراد اس کی سنت مخصوص ہے بیچ اس کے اور البتہ تھا حق بولتا عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سو بے شک قول اس کا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی البتہ ظاہر ہوا مصداق اس کا اس میں کہ اس نے مطلق بولا بیچ جگہ قید کرنے کے یا عام کیا تخصیص کی جگہ میں **کما تقدم بیانه** اور نیز پس نہیں ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کلام میں جو تقاضا کرے نفقہ کے واجب کرنے کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس نے اسقاط سکنیٰ سے

اور دعویٰ کیا ہے بعض حنفیوں نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طریقوں میں ہے واسطے تین طلاق والی کے نفقہ اور سکنیٰ ہے اور رد کیا ہے اس کو سمعانی نے بایں طور کے یہ بعض اٹکل کرنے والوں کے قول سے ہے پس نہیں حلال ہے روایت اس کی اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بالکل ثابت نہیں اور شاید مراد اس کی وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے اور البتہ مبالغہ کیا ہے طحاوی نے بیچ ثابت کرنے اپنے مذہب کے سو کہا اس نے کہ خلاف کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اس واسطے کہ روایت کی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے برخلاف اس چیز کے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی سو نکلے معنی جن پر عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا نکلنا صحیح اور باطل ہوئی حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پس نہیں واجب ہے عمل ساتھ اس کے ہرگز اور عمدہ دلیل طحاوی کی اس پر وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ واسطے اس کے سکنیٰ ہے اور نفقہ اور یہ حدیث منقطع ہے نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ اس کے حجت۔ (فتح)

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِيْ مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْذُوَ عَلٰى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ.

جب خوف کیا جائے طلاق والی پر اس کے خاوند کے رہنے کے جگہ میں یہ کہ ہجوم کیا جائے اوپر اس کے یعنی بغیر اجازت کے اس کے اندر کوئی گھس آئے یا اپنے گھر والوں پر بد گوئی کرے یعنی تو اس کو اپنے خاوند کی جگہ سے اٹھ آنا جائز ہے۔

٤٩١٢ - حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۱۲۔ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس بات سے انکار کیا اور زیادہ کیا ہے ابن ابی زناد نے ہشام سے اس نے اپنے باپ سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سخت عیب کیا اور کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ویران مکان میں تھی سو اس کی جانب پر خوف کیا گیا سو اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی اُٹھ آنے کی۔

فائدہ: اور مسلم میں کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اجازت مانگی بیچ نکلنے اپنے کے اپنے گھر سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا اُٹھ جانے کا طرف ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی سو انکار کیا مروان نے یہ کہ تصدیق کرے بیچ نکلنے طلاق والی عورت کے اپنے گھر سے اور کہا عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اس بات کا انکار کیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَبَلِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور نہیں حلال ان کو یہ کہ چھپائیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹوں میں حیض اور حمل سے۔

فائدہ: یہ تفسیر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور بعض روایتوں میں ارحامھن اور من کے درمیان فاصلہ ہے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مراد ساتھ اس کے تفسیر ہے نہ یہ کہ وہ قرأت ہے اور روایت کی ہے طبری نے ایک گروہ سے کہ مراد ساتھ اس کے حیض ہے اور روایت کی ہے اور لوگوں سے کہ مراد ساتھ اس کے حمل ہے اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حیض اور حمل دونوں مراد ہیں اور مقصود آیت سے یہ ہے کہ امر عدت کا جب کہ دائر ہے حیض اور طہر پر اور اطلاع اس پر اکثر اوقات عورتوں کی طرف سے واقع ہوتی ہے تو ٹھہرائی گئی عورت امانت دار اوپر اس کے اور کہا اسماعیل قاضی نے کہ دلالت کی آیت نے کہ مراد یہ ہے کہ عدت والی عورت امانت دار ہے اپنے رحم پر حمل اور حیض سے مگر یہ کہ لائے اس سے وہ چیز کہ پہچانا جائے بیچ اس کے جھوٹ اس کا اور حیض کی اکثر اور اقل مدت کا بیان کتاب الحیض میں گزر چکا ہے۔

٤٩١٣ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلٰى بَابِ خِبَآءِهَا كَئِيْبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرٰى أَوْ حَلْقٰى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ إِذًا.

۴۹۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کوچ کا ارادہ کیا یعنی مکے سے بعد ادا کرنے حج کے سال حجۃ الوداع کے تو اچانک دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمے کے دروازے پر غمناک کھڑی ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا عقری یا حلقی بے شک تو ہم کو روکنے والی ہے کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اب کوچ کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے اس میں اشارہ ہے واسطے تصدیق عورتوں کے اس چیز میں کہ دعویٰ کریں اس کو حیض سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ سفر کو مؤخر کریں اور رکیں جو آپ کے ساتھ ہیں بسبب حیض صفیہ رضی اللہ عنہا کے اور نہ امتحان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بیچ اس کے اور نہ جھٹلایا اس کو اور کہا ابن منیر نے کہ جب مرتب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض صفیہ رضی اللہ عنہا کے قول پر کہ اس کو حیض آیا ہے سفر کے مؤخر کرنے کو تو لیا جاتا ہے اس سے متعدی ہونا حکم کا طرف خاوند کی پس تصدیق کی جائے عورت کی حیض اور حمل میں باعتبار رجعت خاوند کے اور ساقط ہونے رجعت کے اور لاحق کرنے حمل کے ساتھ اس کے۔ (فتح) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تھا کہ انہوں نے طواف زیارت نہیں کیا اب ٹھہرنا پڑے گا اس لیے فرمایا عقری حلقی یعنی ہلاک کرے تجھ کو اللہ اور زخمی کرے

یہ اصل میں بد دعا ہے لیکن یہاں ارادہ بد دعا کا نہیں ہے بلکہ عادت عرب کی جاری ہے کہ ایسے کلمات از راہِ پیار کے بولتے ہیں اور کوچ کریعنی مدینے کو بغیر طواف وداع کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾ فِي الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور ان کے خاوند لائق تر ہیں ساتھ پھیر لینے ان کے بیچ عدت کے اور کس طرح رجعت کرے عورت سے جب کہ طلاق دے اس کو ایک یا دو۔

فائدہ: ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بردھن اور فی العدۃ کے درمیان دائرہ ہے اور یہ اشارہ اس کی طرف کہ مراد ساتھ لائق تر ہونے رجعت کے وہ عورت ہے جو عدت میں ہو اور یہ قول مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت اہل تفسیر کا ہے۔ (فتح)

٤٩١٤ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوَّجَ مَعْقِلٌ أُخْتَهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً.

٤٩١٥ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ أَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلّٰى عَنْهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذٰلِكَ أَنَفًا فَقَالَ خَلّٰى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَقَادَ لِأَمْرِ اللّٰهِ.

۴۹۱۴، ۴۹۱۵۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک مرد کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو طلاق دی پھر اس سے الگ ہوا یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی پھر اس نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا سو ترک کیا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اس فعل کو ترفع اور عار سے سو کہا از روئے اعتراض کے کہ وہ اس سے الگ ہوا اور حالانکہ وہ اس پر قادر تھا پھر اس کو نکاح کا پیغام بھیجتا ہے سو اس نے اس کو اپنی بہن سے روکا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت تک تو نہ روکو ان کو کہ نکاح کریں اپنے خاوند سے آخر آیت تک سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس پر یہ آیت پڑھی سو اس نے حمیت اور عار کو چھوڑا اور اللہ کا حکم مانا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب لا نکاح الا بولی میں گزر چکی ہے۔

٤٩١٦ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ

۴۹۱۶۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو ایک طلاق دی حیض کی حالت میں سو

عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَّهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَّاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِيْنَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيْهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِيْ بِهٰذَا.

حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے یعنی طلاق کو باطل کر کے پھر اس کو اپنی بیوی بنائے پھر اس کو اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اس کو اس کے پاس دوسرا حیض آئے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ اپنے حیض سے پاک ہو پھر جب اس کو طلاق دینی چاہے تو چاہیے کہ طلاق دے اس کو طہر کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم کیا کہ عورتوں کی طلاق میں ہوا کرے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اسے پوچھے جاتے تو ایک سے کہتے کہ اگر تو نے اس کو تین طلاقیں دی ہیں تو البتہ عورت تجھ پر حرام ہوئی یہاں تک کہ تیرے سوائے اور خاوند سے نکاح کرے اور زیادہ کیا ہے اس میں اس کے غیر نے لیث سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو تجھ کو رجعت جائز ہوتی سو بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کا حکم کیا یعنی رجعت کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق کے اول میں گزر چکی ہے اور کہا ابن بطال نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رجعت دو قسم پر ہے ایک رجعت عدت میں ہے سو وہ بنا بر اس چیز کے ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو رجعت کے ساتھ حکم کیا اور نہیں مذکور ہے کہ اس کو نکاح جدید کی حاجت ہوئی ہو اور دوسری رجعت بعد عدت کے ہے سو وہ بنا بر اس چیز کے ہے جو معقل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور البتہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ جب آزاد مرد آزاد عورت کے دخول کے بعد ایک یا دو طلاق دے تو وہ لائق تر ہے ساتھ رجعت اس کی کے اگرچہ عورت اس کو برا جانے سو اگر نہ رجوع کیا یہاں تک کہ عدت گزر گئی تو پھر وہ اجنبی ہو جاتی ہے سو نہیں حلال ہوتی ہے واسطے اس کے مگر ساتھ نکاح جدید کے اور اختلاف ہے سلف کو اس چیز میں کہ ہوتا ہے مرد ساتھ اس کے رجوع کرنے والا سو کہا اوزاعی نے کہ جب اس سے جماع کرے تو یہی رجعت ہوئی اور آیا ہے یہ بعض تابعین سے اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بشرطیکہ نیت کرے ساتھ اس کے رجعت کی اور کوفیوں کا بھی وہی قول ہے جو اوزاعی کا قول ہے اور زیادہ کیا ہے انہوں نے یہ کہ اگرچہ ہاتھ لگائے اس کو ساتھ شہوت کے یا اس کی شرم گاہ کی

طرف شہوت سے دیکھے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ نہیں ہوتی ہے رجعت مگر ساتھ کلام کے اور مبنی ہے اس خلاف پر جواز وطی کا اور حرام ہونا اس کا اور حجت شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ طلاق دور کرنے والی ہے واسطے نکاح کے اور قریب تر وہ چیز ہے جو ظاہر کرے اس کو بیچ حلال ہونے وطی کے اور نہ حلال ہونے اس کے کی اس واسطے کہ حلال ہونا ایک معنی ہیں کہ جائز ہیں کہ رجوع کریں نکاح میں اور پھر آئیں جیسے کہ بیچ اسلام لانے ایک کے ہے دو مشرک عورت خاوند سے پھر اسلام دوسرے کے عدت میں اور جیسے کہ دور ہوتی ہے علت ساتھ روزے کے اور احرام کے اور حیض کے پھر پھر آتی ہے ساتھ دور ہونے ان معنوں کے اور حجت اس شخص کی جو جائز رکھتا ہے یہ کہ ہے نکاح اگر دور ہو تو نہیں پھرتی عورت مگر ساتھ عقد جدید کے اور ساتھ صحیح ہونے خلع کے رجعیت میں اور واسطے واقع ہونے طلاق تیسری کے اور جواب ان سب سے یہ ہے کہ نکاح نہیں دور ہوا اصل اس کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دور ہوئی ہے وصف اس کی اور کہا سمعانی نے حق یہ ہے کہ قیاس تقاضا کرتا ہے کہ جب واقع ہو طلاق تو نکاح دور ہو جاتا ہے مانند آزاد کرنے کے لیکن شرع نے ثابت کیا ہے رجعت کو نکاح میں نہ عتق میں سو دونوں جدا جدا ہوئے۔ (فتح)

بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ.

حیض والی عورت سے رجعت کرنے کا بیان یعنی جائز ہے۔

٤٩١٧ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ بْنُ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيْقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ.

۴۹۱۷۔ حضرت یونس بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا یعنی حکم حیض والی کا تو اس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس سے رجعت کرے پھر اس کو طلاق دے عدت شروع ہونے سے پہلے میں نے کہا سو اس طلاق کو اعتبار کیا جائے کہا بھلا بتلا تو کہ اگر عاجز ہو یا احمق بنے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں یعنی حساب کی جائے گی اور عجز اور حماقت مانع نہیں ہوتی۔

بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

جس عورت کا خاوند مر گیا ہو وہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

فائدہ: کہا اہل لغت نے کہ اصل احداد کے معنی ہیں منع کرنا اور اسی واسطے نام رکھا گیا ہے دربان کا حداد کہ وہ اندر

گھنے والے کو منع کرتا ہے اور اسی واسطے نام رکھا گیا ہے سزا کا حد اس واسطے کہ وہ ہٹاتی ہے گناہ سے کہا ابن درستویہ نے کہ احداد کے معنی ہیں کہ منع کرے عدت والی عورت اپنی جان کو زینت سے اور اپنے بدن کو خوشبو سے اور منع کرنا نکاح کے پیغام کرنے والوں کو نکاح کے پیغام سے اور اس کی امید سے جیسے منع کرتی ہے حد گناہ کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا أَرٰى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا الطِّيْبَ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ.

کہا زہری رحمۃ اللہ علیہ نے میں نہیں دیکھتا کہ قریب ہو لڑکی جس کا خاوند مر گیا ہو خوشبو کو اس واسطے کہ اس پر عدت ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اس واسطے کہ اس پر عدت ہے تو شاید یہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف ہے اور تعلیل میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سبب الحاق لڑکی کا ساتھ بالغہ کے سوگ کرنے میں واجب ہونا عدت کا ہے اوپر ہر ایک کے دونوں میں سے اتفاقا اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کے ساتھ حجت پکڑی ہے اور نیز حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ حرام ہے نکاح کرنا ساتھ اس کے بلکہ خطبہ اس کا عدت میں۔ (فتح) اگر چھوٹی لڑکی کا خاوند مر جائے تو وہ زینت کو ترک کرے یا نہ کرے اس میں اختلاف ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس پر زینت کا ترک کرنا واجب نہیں اور باقی تین اماموں کے نزدیک واجب ہے۔

٤٩١٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَبُوْهَا أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ

۴۹۱۸۔ حضرت حمید بن نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اس نے روایت کی زینب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے کہ خبر دی اس نے اس کو ساتھ ان تینوں حدیثوں کے یعنی اول حدیث یہ ہے کہ کہا زینب رضی اللہ عنہا نے کہ میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی پر داخل ہوئی جب کہ اس کا باپ ابو سفیان فوت ہوا سو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی کہ اس میں زردی تھی خلوق تھی وہ خوشبو یا غیر اس کا سو اس سے کچھ خوشبو لڑکی کو لگائی پھر اپنے دونوں رخساروں کو لگائی پھر کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں حلال عورت مسلمان کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی کے غم میں سوگ کرے اور اپنا سنگھار چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

۴۹۱۹ ۔ قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ أَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

۴۹۱۹۔ اور دوسری روایت میں کہ کہا زینب رضی اللہ عنہا نے سو میں زینب جحش کی بیٹی پر داخل ہوئی جب کہ اس کا بھائی فوت ہوا سو اس نے خوشبو منگوا کر لگائی پھر کہا خبردار! قسم ہے اللہ کی مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے منبر پر کہ نہیں حلال ہے اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مرد کے غم میں سوگ کرے اور زینت چھوڑے مگر اپنے خاوند کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

۴۹۲۰ ۔ قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَتَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ. قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهٖ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ

۴۹۲۰۔ کہا زینب نے اور میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہتی تھی کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میری بیٹی کا خاوند مر گیا اور البتہ اس کی آنکھیں آئی ہیں کیا ہم اس کو سرمہ لگائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ دو بار پوچھا یا تین بار ہر بار فرماتے تھے نہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو چار مہینے اور دس دن عدت ہے یعنی اس میں زینت کرنی درست نہیں اور کفر کے وقت تم عورتوں میں سے ہر ایک مینگنی پھینکتی تھی برس دن کے بعد۔ کہا حمید نے سو میں نے زینب سے کہا کہ کیا مینگنی پھینکتی تھی برس کے بعد؟ یعنی اس کلام کا کیا مطلب ہے جس کے ساتھ عورت خطاب کی گئی، کہا زینب نے کہ کفر کے زمانے میں دستور تھا کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو تنگ اور ٹوٹے گھر میں عدت بیٹھتی اور بدتر کپڑے پہنتی اور خوشبو نہ لگاتی یہاں تک کہ اس کے واسطے ایک سال گزر جاتا پھر کوئی جانور لایا جاتا گدھا یا بکری یا پرندہ سو اپنے بدن یا شرم گاہ کو اس کے ساتھ ملتی سو نہ ملتی وہ اپنے بدن کو

بِشَیْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعَرَةً فَتَرْمِیْ ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِیْبٍ أَوْ غَیْرِهٖ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهٖ قَالَ تَمْسَحُ بِهٖ جِلْدَهَا.

ساتھ کسی چیز کے مگر کہ مر جاتی پھر گھر سے باہر نکلتی سو مینگنیاں دی جاتی سو ان کو سر پڑ سے پشت پر پھینکتی پھر رجوع کرتی اس کے بعد جو چاہتی خوشبو وغیرہ سے۔ پوچھے گئے امام مالک رحمہ اللہ کہ تفتض بہ کے کیا معنی ہیں؟ کہا کہ اپنے بدن کو اس کے ساتھ ملے۔

فائدہ: پہلی دو حدیثوں کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا کہ حلال نہیں تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خاوند کے سوائے اور کسی پر سوگ کرنا حرام ہے اور یہ استدلال واضح ہے اور اوپر واجب ہونے سوگ کے مدت مذکورہ خاوند پر یعنی چار مہینے اور دس دن اور مشکل جانا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ واقع ہوا ہے استثناء بعد نفی کے پس دلالت کرے گا حلال ہونے پر زیادہ تین دن سے خاوند پر نہ واجب ہونے پر اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واجب ہونا اس کا مستفاد ہوتا ہے اور دلیل سے مانند اجماع کے اور رد کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ منقول حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ سوگ کرنا واجب نہیں ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور نقل کیا ہے خلال نے شعبی سے کہ وہ سوگ کو نہ پہچانتا تھا کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ عراق میں ان دونوں میں سے زیادہ تر کوئی عالم متبحر نہ تھا یعنی حسن اور شعبی سے اور حالانکہ پوشیدہ رہا سوگ کرنا اوپر ان کے اور مخالفت ان دونوں کی نہیں قدح کرتی حجت پکڑنے میں ساتھ اجماع کے اگرچہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے اجماع کا اور بیچ اثر شعبی کے تعاقب ہے ابن منذر پر کہ اس نے کہا کہ اس مسئلے میں خلاف نہیں مگر حسن سے اور نیز پس حدیث اس عورت کی جس کی آنکھ بیمار تھی اور وہ باب کی تیسری حدیث ہے دلالت کرتی ہے اوپر واجب ہونے کے نہیں تو نہ منع ہوتا دوا کرنا جو مباح ہے اور نیز جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ سیاق دلالت کرتا ہے اوپر واجب ہونے کے اس واسطے کہ جس چیز سے منع کیا گیا ہو جب دلالت کرے کوئی دلیل اس کے جائز ہونے پر تو ہوتی ہے وہی دلیل بعینہ دلالت کرنے والی وجوب پر مانند ختنہ کرنے کے اور زیادہ ہونے رکوع کے خسوف میں اور مانند اس کی اور یہ جو فرمایا لامرأة واسطے عورت کے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی حنفیوں نے سو انہوں نے کہا کہ نہیں واجب ہے سوگ کرنا چھوٹے لڑکے پر اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ اس پر بھی سوگ کرنا واجب ہے جیسے کہ واجب ہے عدت اور جواب دیا ہے انہوں نے تقیید کرنے سے ساتھ عورت کے کہ خارج ہوئی ہے وہ تقیید باعتبار غالب کے اور جواب دیا ہے انہوں نے ہونے اس کے سے غیر مکلفہ ساتھ اس کے کہ ولی وہ مخاطب ہے ساتھ منع کرنے اس کے اس چیز سے کہ منع کی جاتی ہے اس سے عدت والی اور یہ جو فرمایا امرأة تو یہ عام ہے داخل ہے اس کے عموم میں وہ عورت جس سے صحبت کی ہو اور جس سے صحبت نہ کی ہو اور آزاد ہو یا لونڈی اگرچہ معتقہ ہو یا مکاتبہ یا ام ولد جب کہ اس کا خاوند مر جائے نہ سردار اس کا اس واسطے کہ

حدیث مقید ہے ساتھ خاوند کے برخلاف حنفیہ کے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے حنفیوں نے کہ نہیں ہے سوگ ذمی کافر کی عورت پر اس واسطے کہ حدیث میں ایمان کی قید آئی ہے اور یہی قول ہے بعض مالکیہ اور ابوثور کا اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ راہ مسلمانوں کی ہے اور کبھی اس میں ان کے سوائے اور لوگ بھی چلتے ہیں اور نیز پس سوگ کرنا حق خاوند کا ہے اور وہ ملحق ہے ساتھ عدت کے بیچ حفظ نسب کے سو باعتبار معنی کے کافرہ عورت بھی اس میں داخل ہوگی جیسے کہ داخل ہے کافر بیچ نہی کے سودہ کرنے سے اپنے بھائی کے سودہ کرنے پر اور اس واسطے کہ وہ حق ہے واسطے زوجیت کے پس متشابہ ہوگا نفقہ اور سکنیٰ کو کہا ثوری نے کہ قید کی ہے ساتھ وصف ایمان کے اس واسطے کہ متصف ساتھ اس کے وہی ہے جو فرمانبردار ہوتا ہے واسطے شرع کے کہا ابن دقیق العید نے اول اولیٰ ہے اور بیچ ایک روایت کے نزدیک مالکیہ کے ہے کہ کافرہ عورت جس کا خاوند مر جائے وہ اقراء کے ساتھ عدت بیٹھے کہا ابن العربی نے یہ قول اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ اس پر سوگ نہیں اور یہ جو کہا کہ مردے پر تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں سوگ ہے اس شخص کی عورت پر جو گم ہوا ہو اس واسطے کہ نہیں تحقیق ہوئی موت اس کی برخلاف مالکیوں کے اور یہ جو فرمایا مگر خاوند کے مرنے پر تو لیا گیا ہے اس حصر سے کہ خاوند کے سوائے کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جائے باپ ہو یا کوئی اور، اور ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اجازت دی عورت کو یہ کہ سوگ کرے اپنے باپ پر سات دن اور اس کے سوائے اور پر تین دن ہو اگر صحیح ہو تو باپ اس عموم سے مخصوص ہوگا لیکن وہ مرسل ہے یا معضل اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے صحیح تر قول کے نزدیک شافعیہ کے کہ نہیں سوگ ہے اوپر طلاق ولی عورت کے اور رجعی طلاق والی پر تو بالاجماع سوگ واجب نہیں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو بائن طلاق والی میں ہے سو کہا جمہور نے کہ نہیں ہے سوگ اوپر اس کے اور کہا حنفیوں اور ابوثور نے کہ اس پر سوگ ہے واسطے قیاس کرنے کے اس عورت پر جس کا خاوند مر جائے اور یہی قول ہے بعض شافعیوں اور مالکیوں کا اور حجت پکڑی ہے پہلے لوگوں نے ساتھ اس کے کہ سوگ مشروع ہے اس واسطے کہ خوشبو لگانا اور کپڑا پہننا اور زینت کرنا جماع کی طرف بلاتا ہے سو منع کی گئی عورت اس سے واسطے زجر کے اس سے سو ہوگا یہ ظاہر مردے کے حق میں اس واسطے کہ مردہ اپنی عورت کو عدت میں نکاح کرنے سے منع نہیں کرتا اور نہ وہ اس کی رعایت کرتی ہے اور نہ اس سے ڈرتی ہے برخلاف طلاق والی کے کہ جس کا خاوند زندہ ہو ان سب چیزوں میں اسی واسطے واجب ہے عدت ہر اس عورت پر جس کا خاوند مر گیا ہو اگرچہ اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو برخلاف اس عورت کے جس کو دخول سے پہلے طلاق دی جائے سو نہیں ہے سوگ اس پر بالاتفاق اور ساتھ اس کے کہ بائن طلاق والی کو ممکن ہے پھر آنا طرف خاوند کی ساتھ عقد جدید کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں ہے سوگ لعان والی عورت پر اور جواب دیا گیا ہے

ساتھ اس کے کہ نہ ہونا سوگ کا اوپر اس کے واسطے نہ پائے جانے ہو بہو خاوند کے ہے نہ واسطے نہ پائے جانے زوجیت کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز سوگ کے غیر خاوند پر قریبی سے اور مانند اس کی ہے یعنی مانند باپ بھائی وغیرہ کے تین دن اور اس سے کم اور اس سے زیادہ حرام ہے اور گویا کہ مباح کیا گیا ہے اس قدر بہ سبب حفظ نفس کے اور رعایت اس کی کے اور غلبے طبع بشریٰ کے اسی واسطے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگائی تا کہ سوگ کے ذمے سے نکلیں اور تصریح کی ہر ایک نے دونوں میں سے ساتھ اس کے کہ نہیں خوشبو لگائی واسطے ساحاجت کے واسطے اشارے کے طرف اس کی کہ غم کی نشانیاں باقی ہیں نزدیک ان کے لیکن نہ گنجائش ملی اس کو کسی بات کی سوائے بجالانے حکم کے اور یہ جو فرمایا کہ چار مہینے اور دس دن تو بعض نے کہا کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ پوری ہوتی ہے پیدائش بچے کی اور پھونکی جاتی ہے اس میں روح بعد گزرنے ایک سو بیس دن کے اور زیادتی ہے چار مہینوں پر ساتھ نقصان چاندوں کے سو جبر کی گئی کسر طرف عقد کی بطور احتیاط کی اور ذکر کیا گیا عشر مؤنث واسطے ارادے راتوں کے اور مراد راتیں ساتھ دنوں اپنے کے ہیں نزدیک جمہور کے پس نہیں حلال ہوتی ہے یہاں تک کہ داخل ہو رات گیارہویں اور اوزاعی اور بعض سلف سے ہے گزر جاتی ہے عدت ساتھ گزرنے دس راتوں کے بعد گزرنے مہینوں کے اور حلال ہو جاتی ہے دسویں دن کے اول میں اور استثناء کی گئی ہے حامل کما تقدم شرح حالها اور یہ جو فرمایا دو بار یا تین بار کہ نہ تو ایک میں ہے کہ سرمہ نہ ڈالے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس میں دلیل ہے اس پر کہ سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا حرام ہے برابر ہے کہ اس کو اس کی حاجت ہو یا نہ ہو اور مؤطا میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رات کو ڈالے اور دن کو مل ڈالے اور وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ جب اس کی حاجت نہ ہو تو حلال نہیں اور جب حاجت ہو تو دن کو جائز نہیں رات کو جائز ہے باوجودیکہ اولیٰ ترک کرنا اس کا ہے اور اگر کرے تو دن کو مل ڈالے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کی آنکھ اندھی ہو جائے فرمایا نہ اگرچہ اس کی آنکھ پھوٹ جائے اور یہ ایک قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ مطلق منع ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جائز ہے جب کہ اپنی آنکھ پر ڈرے اس قسم سے جس میں خوشبو نہ ہو اور یہی قول ہے شافعیہ کا مقید ساتھ رات کے اور جواب دیا ہے انہوں نے قصے عورت کے سے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حاصل ہوتی ہو واسطے اس کے صحت بغیر سرمہ کے مانند لیپ کرنے کی ساتھ صبر کے اور بعض نے تاویل کی ہے نہی کی ساتھ سرمہ مخصوص کے اور وہ وہ ہے جو تقاضا کرے زینت کو اس واسطے کہ محض دور کرنا کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے زینت بیچ اس کے پس نہیں منحصر ہے اس چیز میں کہ اس میں زینت ہے اور علماء کے ایک گروہ نے کہا کہ جائز ہے یہ اگرچہ ہو اس میں خوشبو اور حمل کیا ہے نہی کو تنزیہ پر اور یہ جو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ چار مہینے اور دس دن ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے مدت کے بہ نسبت اس کی کہ پہلے تھی اور آسان ہونا صبر کا اوپر اس کے اسی واسطے اس کے بعد کہا کہ کفر کے زمانے

میں کوئی تم میں سے برس کے بعد مینگنی پھینکتی تھی اور جاہلیت کے ساتھ جو اس کو قید کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ اسلام میں حکم اس کے برخلاف ہو گیا ہے اور وہ اسی طرح ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ بیان کیا فعل جاہلیت کا لیکن تقدیر ساتھ برس کے بدستور ہے اسلام میں ساتھ نص قرآن کے ﴿وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ﴾ پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ اس آیت کے جو اس سے پہلے ہے اور وہ یہ ہے ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ اور یہ جو فرمایا کہ کفر کے زمانے میں تم میں سے ایک برس کے بعد مینگنیاں پھینکتی تھی الخ یعنی اسلام میں برس دن کی مصیبت گئی آسانی ہوئی سو تم سے یہ بھی نہیں ہو سکتا اور مینگنیاں پھینکنے سے کیا مراد ہے سو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اس نے پھینک دیا عدت کو مانند پھینکنے مینگنی کے اور بعض نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ انتظار کرنا اور صبر کرنا بلا پر جس میں وہ تھی جب گزر گیا تو ہو گیا وہ بجائے پھینکنے کے جس کو اس نے ناچیز جان کر پھینکا اور واسطے تعظیم حق خاوند کے۔ (فتح)

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ.

سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا۔

٤٩٢١ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَلَى عَيْنَيْهَا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكَحَّلْ قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعَرَةٍ فَلَا حَتّٰى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَّسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُّسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۴۹۲۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا سو انہوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر خوف کیا یعنی درد سے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ سرمہ لگائے سو البتہ دستور تھا کہ تم میں سے ایک اپنے بدتر کپڑے یا بدتر گھر میں عدت بیٹھتی یہ راوی کا شک ہے کہ دونوں لفظ میں سے کوئی لفظ فرمایا پھر جب برس گزر جاتا اور کتا گزرتا تو مینگنی پھینکتی سو نہ سرمہ لگائے یہاں تک کہ چار مہینے اور دس دن گزر جائیں اور سنا میں نے زینب رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے حدیث بیان کرتی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال کسی عورت مسلمان کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

فائدہ: ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس کا مینگنی کو پھینکنا موقوف تھا اوپر گزرنے کتے کے برابر ہے کہ اس کے گزرنے کی

انتظار کا زمانہ دراز ہو یا کم اور بعض نے کہا کہ پھینکتی تو سامنے آتا کتا ہوتا یا غیر اس کا جو لوگ اس وقت موجود ہوتے وہ دیکھتے کہ اس کا سال بھر عدت بیٹھنا آسان تر تھا اوپر اس کے مینگنی سے جو کتے وغیرہ کو مارے۔ (فتح)

٤٩٢٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ.

۴۹۲۲۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا کہ خاوند کے سوا کسی مرد پر تین دن سے زیادہ سوگ کریں۔

بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ.

سوگ کرنے والی عورت کو حیض سے پاک ہونے کے وقت قسط کا استعمال کرنا جائز ہے یعنی جب کہ ہو ان عورتوں سے جن کو حیض آتا ہو۔

٤٩٢٣ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَطَّيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَّحِيْضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَّكُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ الْقُسْطُ وَالْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ.

۴۹۲۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کو منع ہوا کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ رکھیں مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا جائز ہے اور نہ ہم سرمہ لگائیں اور نہ خوشبو اور نہ پہنیں یعنی عدت میں کپڑا رنگین مگر کپڑا عصب کا اور البتہ ہم کو رخصت ملی وقت طہر کے یعنی جب کہ ہم میں سے کوئی اپنے حیض سے پاک ہو بیچ استعمال کرنے کچھ کست ظفار کے اور ہم کو منع ہوا جنازے کے ساتھ جانے سے۔ کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ یعنی بخاری نے کہا جاتا ہے کست اور قسط دونوں طرح سے اور کافور اور قافور یعنی جائز ہے ہر ایک کے دونوں میں سے کاف اور قاف اور ت اور ط۔

فائدہ: عصب یمن کی چادر ہے اس کا سوت باندھا جاتا ہے پھر رنگا جاتا ہے پھر بنا جاتا ہے بندھا ہوا اور جو بندھا ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں بندھا جاتا ہے صرف تانا سوائے پیٹے کے کہا ابن منذر نے اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے سوگ والی عورت کے پہننا اس کپڑے کا جو کسم سے رنگا ہوا ہو اور نہ رنگے ہونے کا مگر سیاہی سے رنگا ہوا ہو سو رخصت دی ہے اس میں مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے کہ وہ زینت کے لیے نہیں لیا جاتا بلکہ وہ غم کا لباس ہے اور عروہ نے عصب کو بھی مکروہ جانا ہے اور مکروہ جانا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ

نے اس کے موٹے کو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح تر ہمارے اصحاب کے نزدیک حرام ہونا اس کا ہے مطلق اور یہ حدیث حجت ہے واسطے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے کہا ابن دقیق العید نے لیا جاتا ہے اس حدیث کے مفہوم سے جائز ہونا اس کپڑے کا جو رنگا ہوا نہ ہو اور وہ سفید کپڑے ہیں اور منع کیا ہے بعض مالکیہ نے قیمتی کپڑے کو اس سے جس کے ساتھ زینت کی جاتی ہے اور اسی طرح کالا کپڑا بھی جب کہ ہو اس قسم سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ رخصت دی ہے ہمارے اصحاب نے اس کپڑے میں کہ نہ زینت کی جاتی ہو ساتھ اس کے اگرچہ رنگا ہو اور اختلاف کیا گیا ہے ریشمی کپڑے میں شافعیہ کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ رنگا ہو یا نہ رنگا ہو اس واسطے کہ وہ مباح کیا گیا ہے واسطے عورتوں کے واسطے زینت کرنے کے ساتھ اس کے اور سوگ والی عورت منع کی گئی ہے زینت کرنے سے سو ہوگا اس کے حق میں جیسے مردوں کے حق میں ہے اور بہر حال سونے اور چاندی اور موتیوں کا زیور پہننا سو اس میں دو وجہ ہیں صحیح تر جواز اس کا ہے اور اس میں نظر ہے باعتبار معنی کے مقصود میں اس کے پہننے سے اور مقصود میں ساتھ سوگ کرنے کے اس واسطے کہ تاویل کے وقت منع کو ترجیح ہوتی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قسط اور ظفار دونوں معروف ہیں بخور سے اور نہیں دونوں مقصود خوشبو کے سے اجازت دی گئی ہے اس میں واسطے اس عورت کے جو حیض سے پاک ہونے کے وقت تھا وہ واسطے دور کرنے بدبو کے تلاش کرے ساتھ اس کے نشان خون کے نہ واسطے خوشبو حاصل کرنے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز استعمال کرنے اس چیز کے کہ اس میں اس کے واسطے نفع ہو جنس اس چیز کی سے کہ منع کی گئی ہے اس سے جب کہ نہ ہو واسطے زینت حاصل کرنے کے یا واسطے خوشبو حاصل کرنے کے مانند ملنے زیتون کی سر کے بالوں وغیرہ میں۔ (فتح)

بَابُ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ.

پہنے سوگ والی عورت کپڑا اعصب کے یعنی جائز ہے۔

٤٩٢٤ ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ.

۴۹۲۴۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال اس عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ خاوند کے سوا کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سو بے شک وہ نہ سرمہ لگائے اور نہ رنگا کپڑا پہنے مگر کپڑا اعصب کا۔

فائدہ: ایک روایت میں تین دن کا ذکر ہے اور ایک روایت میں تین رات کا اور تطبیق یہ ہے کہ مراد تین راتیں ہیں سمیت دنوں کے اور مذہب اوزاعی کا یہ ہے کہ وہ فقط تین راتیں سوگ کرے سو اگر رات کے اول میں مر جائے تو

تیسرے دن کے اول میں اٹھے اور اگر رات کے درمیان مرے یا دن کے اول یا درمیان میں تو نہ اٹھے مگر چوتھے دن کی صبح میں۔

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسَّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ وَّأَظْفَارٍ.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے معنی یہ کہ سوگ کرے عورت تین دن سے زیادہ کسی مردے پر مگر خاوند پر کہ اس پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرے اور نہ چھوئے خوشبو کو مگر وقت نزدیک ہونے طہر اپنے کے جب کہ حیض سے پاک ہو ساتھ استعمال کرنے کچھ قسط اور ظفار کے۔

بَابُ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں وہ انتظار کروائیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن آخر آیت تک۔

٤٩٢٥ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ﴾ قَالَ جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَّعِشْرِينَ لَيْلَةً وَّصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ

۴۹۲۵۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو لوگ کہ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تھی یہ عدت کہ عدت بیٹھے عورت نزدیک اہل اپنے خاوند کے واجب سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور جو لوگ کہ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں تو لازم کی گئی ان پر وصیت کرنی اپنی عورتوں کے واسطے ساتھ اس کے کہ خرچ دیں ان کو ایک سال تک نہ نکال دینا پھر اگر نکل جائیں تو گناہ نہیں تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں دستور کے موافق سو ٹھہرایا اللہ نے واسطے اس کے تمام سال کے بعد چار مہینے دس دن کے ہے ساتھ مہینے اور بیس دن یعنی سال کا پورا کرنا اس صورت سے ہوتا ہے یہ وصیت ہے اگر چاہے تو اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکل جائے اور یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے غیر اخراج یعنی نہ نکال دینا سو اگر نکل جائیں تو گناہ نہیں تم پر سو عدت جیسے کہ ہے واجب ہے اوپر اس کے یعنی چار مہینے اور دس دن اور باقی سال واجب نہیں

عَنْ مُجَاهِدٍ. اور یہ بموجب وصیت خاوند کے ہے اور عورت کو اختیار ہے کہ خاوند کی وصیت کو قبول کرے یا نہ کرے۔

فائدہ: یہ جو کہا عند اهل زوجها واجبا تو واجبا یا صفت ہے محذوف کی یعنی امر واجب اور بغل گیر ہے عدت اعتداد کی معنی کو اور ایک روایت میں واجب آیا ہے اور وہ خبر ہے مبتدا محذوف کے کہا ابن بطال نے کہ مذہب مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ آیت ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ اس آیت سے پہلے اتری جس میں ہے کہ وصیت کریں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک سال تک نہ نکال دینا جیسے کہ وہ تلاوت میں پہلے ہے اور شاید باعث اس کو اس پر مشکل جاننا اس بات کا ہے کہ ہو ناسخ پہلے منسوخ کے سو اس نے دیکھا کہ عمل کرنا ساتھ دونوں کے ممکن ہے ساتھ حکم غیر متدافع کے اس واسطے کہ جائز ہے کہ واجب کرے اللہ عدت بیٹھنے والی عورت پر انتظار کرنا چار مہینے اور دس دن اور واجب کرے اس کے اہل پر یہ کہ باقی رہے نزدیک ان کے ساتھ مہینے اور بیس دن تمام سال کا اگر ان کے پاس رہے، کہا ابن بطال نے کہ یہ قول اس کے سوا کسی مفسر نے نہیں کہا اور نہ فقہاء میں سے کسی نے اس کی متابعت کی ہے بلکہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ آیت سال کی منسوخ ہے اور سکنیٰ عدت کی تابع ہے سو جب منسوخ ہوا سال عدت میں ساتھ چار مہینے اور دس دن کے تو سکنیٰ بھی منسوخ ہوا کہا ابن عبدالبر نے نہیں اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ عدت ساتھ سال کے منسوخ ہوگئی ہے طرف چار مہینے اور دس دن کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ قول اللہ کے غیر اخراج سو جمہور اس پر ہیں کہ یہ بھی منسوخ ہے اور روایت ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ یہ منسوخ نہیں اور نہیں متابعت کیا گیا اوپر اس کے اور نہیں قائل ہے ساتھ اس کے کوئی علماء مسلمین اصحاب اور تابعین میں سے بیچ مدت عدت کے بلکہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے جس طرح اور سب لوگوں کا قول ہے سو دور ہوا اختلاف اور خاص کیا گیا ہے جو منقول ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے ساتھ مدت سکنیٰ کے علاوہ اس کے وہ بھی شاذ ہے نہیں اعتماد کیا جاتا اوپر اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ وَقَالَ عَطَآءٌ إِنْ شَآءَتْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهَا وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ

اور کہا عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ منسوخ کر ڈالا ہے اس آیت نے عورت کی عدت کو نزدیک اہل اس کے کی سو عدت بیٹھے جس جگہ چاہے اور قول اللہ کا غیر اخراج، کہا عطاء نے کہ اگر چاہے تو خاوند کے گھر والوں کے پاس عدت بیٹھے اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکل جائے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے سو نہیں گناہ تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں موافق دستور کے کہا

أَنْفُسِهِنَّ﴾ قَالَ عَطَآءٌ ثُمَّ جَآءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا.

عطاء نے پھر آئی میراث سو منسوخ کیا اس نے سکنیٰ کو سو عدت بیٹھے جس جگہ چاہے اور نہیں ہے سکنیٰ واسطے اس کے۔

فائدہ: کہا عطاء نے یعنی خروج کی آیت نے منسوخ کیا ہے اعتداد کے واجب ہونے کو نزدیک اہل خاوند اس کے کی پھر منسوخ کیا میراث کی آیت نے سکنیٰ کو نزدیک اہل مرد کے پس نہیں ہے واسطے اس کے یہ اور یہ جو کہا نہیں سکنیٰ واسطے اس کے تو یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ جس کا خاوند مر جائے اس کے واسطے سکنیٰ نہیں اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے مانند نفقہ کی اور ظاہر تر قول اس کا وجوب ہے اور مذہب مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ واسطے عورت کے سکنیٰ ہے جب کہ ہو گر ملک مردے کا۔ (ق)

٤٩٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ أَبِيْ سُفْيَانَ لَمَّا جَآءَهَا نَعِيُّ أَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

۴۹۲۶۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنے باپ ابو سفیان کی موت کی خبر آئی تو اس نے خوشبو منگوائی اور اپنے دونوں بازو کو ملی اور کہا کہ مجھ کو خوشبو کی کچھ حاجت نہیں لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں حلال ہے کسی عورت کو جو اللہ کو اور قیامت کو مانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسی مردے پر سوگ کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن سوگ کرنا فرض ہے۔

فائدہ: اور مطابقت اس جہت سے ہے کہ اس میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ عدت والی کے اور ترجمہ بھی عدت میں ہے۔

بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ.

باب ہے بیچ بیان مہر حرام کار عورت کے اور مہر اس عورت کے جو نکاح کی گئی ساتھ نکاح فاسد کے یعنی ساتھ شبہ کے اخلال شرط سے یا مانند اس کی سے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَّهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَهَا مَا أَخَذَتْ

اور کہا حسن نے جب نکاح کرے حرام کار عورت سے اور اس کو خبر نہ ہو تو ان کے درمیان تفریق کی جائے اور

وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَهَا صَدَاقُهَا.

واسطے عورت کے ہے جو اس نے لیا اور نہیں واسطے اس کے کچھ سوائے اس کے بعد کہا کہ اس کو اس کا مہر دے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ احتراز ہے اس چیز سے جب کہ جان بوجھ کر کرے اور ساتھ اس قید کے اور مفہوم اس کے کی مطابقت ہو جاتی ہے ساتھ ترجمہ کے، کہا ابن بطال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں دو قول پر سو بعض نے کہا کہ اس کے واسطے مہر معین ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے مہر مثل ہے اور یہ اکثر کا قول ہے۔ (فتح)

٤٩٢٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ.

۴۹۲۷۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور کاہن کی شیرینی اور حرام کار عورت کی خرچی سے منع فرمایا۔

٤٩٢٨ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ وَنَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ.

۴۹۲۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے اور لعنت کی سود کے کھانے والے کو اور کھلانے والے کو یعنی سود دینے والے کو اور منع فرمایا کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی سے اور لعنت کی تصویر بنانے والوں کو۔

٤٩٢٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ.

۴۹۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا یعنی جو لونڈیوں کے زنا پر خرچی لی جائے۔

فائدہ: ان تینوں حدیثوں کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے، کہا ابن بطال نے کہ جمہور کا یہ قول ہے کہ جو نکاح کرے ساتھ محرم کے اور حالانکہ وہ جانتا ہو تحریم کو تو واجب ہے اس پر حد واسطے اجماع کے اوپر حرام ہونے عقد کے پس نہیں ہے اس جگہ شبہ کہ ساقط کی جائے ساتھ اس کے حد اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نکاح میں شبہ ہے پس ساقط ہوگی ساتھ اس کے حد اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ اگر وطی کرے اس لونڈی سے جس میں اس کی شرکت ہو سو وہ حرام ہے اس پر بالاتفاق اور نہیں ہے حد اس پر واسطے شبہ کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے

کہ جو حصہ اس کا ملک سے اس میں ہے وہ تقاضا کرتا ہے شبہ کے حاصل ہونے کو برخلاف محرم کے کہ اس میں اس کا بالکل کوئی ملک نہیں اور نہ کوئی حصہ ہے سو دونوں میں فرق ہو گیا۔ اور اسی واسطے ابن قاسم نے مالکیوں میں سے کہا کہ واجب ہے حد بیچ وطی آزاد عورت کے اور نہیں واجب ہے لونڈی مملوکہ میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُوْلِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُوْلُ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْمَسِيْسِ.

واجب ہونا مہر کا واسطے اس عورت کے جس سے صحبت کی ہو اور کس طرح ہے دخول یا طلاق دے اس کو پہلے دخول کرنے اور ہاتھ لگانے کے۔

فائدہ: اور کس طرح ہے دخول یہ اشارہ ہے طرف خلاف کے بیچ اس کے اور البتہ تمسک کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کی باب کی حدیث میں فقد دخلت بھا اس پر کہ جو دروازہ بند کرے اور عورت پر پردہ ڈالے تو البتہ واجب ہوتا ہے واسطے اس عورت کے مہر اور اس پر ہے عدت اور ساتھ اس کے قائل ہے لیث اور اوزاعی اور اہل کوفہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آیا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کوفیوں نے کہ واجب ہوتا ہے مہر پورا ساتھ خلوت صحیحہ کے برابر ہے کہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو مگر یہ کہ دونوں میں سے ایک بیمار ہو یا روزے دار یا محرم یا ہو عورت حائض سو واسطے اس کے آدھا مہر ہے اور اس پر عدت ہے پوری اور نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے کہ غالب وقت بند کرنے دروازے کے اور ڈالنے پردے کے عورت پر واقع ہونا جماع کا ہے پس قائم کیا گیا مظنہ جگہ مئنہ کے واسطے اس چیز کے کہ پیدا کیے گئے ہیں اس پر نفس نہ صبر کرنے جماع پر غالبًا واسطے غلبے شہوت کے اور زیادہ ہونے باعث کے اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک گروہ کا یہ ہے کہ نہیں واجب ہوتا ہے مہر پورا مگر ساتھ جماع کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ اور اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾ اور آیا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور شریح سے اور شعبی سے اور ابن سیرین سے اور جواب باب کی حدیث سے یہ ہے کہ ثابت ہو چکا ہے باب کی حدیث کی دوسری روایت میں فھو بما استحللت من فرجھا یعنی وہ اس کے بدلے میں گیا جو تو نے اس سے صحبت کی پس نہ ہوگی بیچ قول اس کے کی دخلت علیھا حجت واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ مجرد دخول کفایت کرتا ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب داخل ہو ساتھ عورت کے اپنے گھر میں تو عورت نے اس پر سچ کہا اور جب داخل ہوا اس پر اس کے گھر میں تو مرد نے اس پر سچ کہا اور نقل کیا ہے ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت کوفیوں کے قول کی طرح ہے اور یہ جو کہا یا طلاق دے اس کو پہلے دخول کے تو کہا ابن بطال نے کہ تقدیر یہ ہے یا کس طرح ہے طلاق اس کی پس کفایت کی ساتھ ذکر کرنے فعل کے ذکر مصدر کے سے۔ میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ہو تقدیر یا کس طرح ہے حکم جب طلاق

دے اس کو پہلے دخول کے اور مسیس معطوف ہے دخول پر۔ (فتح)

۴۹۳۰ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوبُ فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ فِي الْحَدِيثِ شَيْءٌ لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِي قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ.

۴۹۳۰۔ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم بنی عجلان کے دو بھائیوں کے درمیان جدائی کی اور فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا ہے کوئی تم دونوں میں سے توبہ کرنے والا؟ سو دونوں نے کہا نہ مانا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ تو دونوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کی، کہا ایوب راوی نے کہ عمرو بن دینار نے مجھ سے کہا کہ حدیث میں ایک چیز ہے کہ میں نہیں دیکھتا کہ تو اس کو بیان کرے یعنی میں نہیں جانتا کہ تجھ کو یاد ہو کہا کہ اس مرد نے کہا کہ میرا مال دلوا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو مال نہ ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی حرام کاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے میں مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال پھیر لینا زیادہ تر بعید ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لعان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾.

باب ہے بیچ بیان متعہ کے واسطے اس عورت کے کہ نہیں مقرر کیا گیا واسطے اس کے مہر واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں گناہ تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مہر مقرر نہ کیا ہو اور ان کو متعہ دو وسعت والے پر بقدر حال اس کے ہے اور تنگدست پر بقدر حال اس کے کی اللہ کے اس قول تک کہ بے شک۔

اللہ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو دیکھنے والا ہے۔

فائدہ: اور تقیید اس کی ساتھ اس عورت کے کہ نہیں مقرر کیا گیا واسطے اس کے مہر البتہ استدلال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے ساتھ قول اللہ کے آیت میں یا نہ مقرر کیا ہو اواسطے ان کے مہر اور وہ پھرنا ہے بخاری رحمہ اللہ سے طرف اس کی کہ او واسطے تنویع کے ہے یعنی واسطے نوع بیان کرنے کے سونفی کی گناہ کی طلاق دینے اس عورت کے سے جو طلاق دی جائے پہلے ہاتھ لگانے کے سونہیں ہے متعہ واسطے اس کے اس واسطے کہ وہ کم کیا گیا ہے مہر معین اس کا یعنی آدھا پس کس طرح ثابت ہوگا واسطے اس کے قدر زائد اس عورت سے کہ مقرر کیا گیا ہے واسطے اس کے قدر معلوم باوجود ہاتھ لگانے کے اور یہ ایک قول ہے علماء کے دو قول میں سے اور نیز ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہے کہ خاص ہے متعہ ساتھ اس عورت کے کہ اس کو صحبت سے پہلے طلاق دے اور نہ مقرر کرے واسطے اس کے مہر اور کہا لیث نے کہ نہیں واجب ہے متعہ بالکل اور ساتھ اس کے قائل ہے مالک رحمہ اللہ اور حجت پکڑی ہے اس کے لیے اس کے بعض تابعداروں نے ساتھ اس کے کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہ مقرر ہونا اس کے اندازے کا نہیں منع کرتا وجوب کو جیسے کہ قریب کا نفقہ ہے اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ شریح کہتا ہے کہ متعہ دے اگر ہے تو احسان کرنے والا متعہ دے اگر ہے تو پرہیز گار اور نہیں ہے دلالت اس میں اوپر ترک وجوب کے اور ایک گروہ سلف کا یہ مذہب ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے متعہ ہے بغیر استثناء کے اور شافعی رحمہ اللہ سے مثل اس کی ہے اور یہی ہے راجح اور اسی طرح واجب ہوتا ہے بیچ ہر فرقت کے مگر اس فرقت میں جو عورت کے سبب سے ہو۔ (فتح) اختلاف ہے علماء کو اس عورت کے متعہ میں جس کو صحبت سے پہلے طلاق دی جائے اور مہر مقرر نہ ہوا ہو ایک گروہ کا مذہب ہے کہ واجب ہے واسطے اس کے متعہ یہ قول عطاء اور شعبی اور نخعی اور زہری کا ہے اور یہی مذہب ہے کوفیوں کا کہ مہر اور متعہ کو جمع نہ کیا جائے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ متعہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے ہے مدخول بہا ہو یا نہ ہو اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ متعہ کسی صورت میں واجب نہیں اور یہ منقول ہے ابن ابی لیلیٰ اور مالک رحمہ اللہ اور لیث رحمہ اللہ سے اور استدلال کیا ہے مؤلف نے ساتھ اس آیت کے یعنی ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ الخ کے اس پر کہ متعہ ہر مطلقہ کے واسطے ہے مدخول بہا ہو یا نہ ہو اور یہ آیت نازل ہوئی ایک انصاری مرد کے حق میں کہ اس نے اپنی عورت کے دخول سے پہلے طلاق دی۔ (ت)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور واسطے طلاق والی عورتوں کے متعہ ہے موافق دستور کے لازم کیا گیا ہے پرہیز گاروں پر۔

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے واسطے متعہ ہے اور خاص کیا ہے اس کو جس نے تفصیل کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ گزر چکی ہے پہلی آیت میں۔ (فتح) اور جو لوگ کہتے ہیں کہ متعہ واجب نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے ساتھ اول آیت کے یعنی ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ الآیۃ کے۔ (ت)

وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حِيْنَ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا.

اور نہیں ذکر کیا حضرت ﷺ نے لعان کرنے والی عورت میں متعہ کو جب کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی۔

فائدہ: لعان کی حدیثوں کے سب طریقے پہلے گزر چکے ہیں اور ان میں سے کسی چیز میں متعہ کا ذکر نہیں سو شاید اس نے تمسک کیا ہے بیچ ترک کرنے متعہ کے واسطے لعان کرنے والی عورت کے ساتھ عدم کے اور وہ مبنی ہے اس پر کہ نہیں واقع ہوتی جدائی ساتھ نفس لعان کے اور جو اس کا قائل ہے کہ واقع ہوتی ہے جدائی ساتھ نفس لعان کے تو اس نے جواب دیا ہے قول اس کے سے جو حدیث میں ہے سو اس نے اس کو طلاق دی ساتھ اس کے کہ تھا یہ پہلے معلوم کرنے اس کے کی ساتھ حکم کے اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ واقع ہوتی ہے جدائی ساتھ نفس لعان کے کما تقدم تقریرہ اور اس وقت پس نہ داخل ہوگی لعان کرنے والی عورت بیچ عموم طلاق والی عورتوں کے۔ (فتح)

٤٩٣١ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا.

۴۹۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے دو لعان کرنے والوں سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ پر ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تجھ کو اس پر کوئی راہ نہیں اس نے کہا یا حضرت! میرا مال مجھ کو دلوا دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو مال نہیں ملے گا اگر تو نے اپنی عورت کی حرام کاری کا سچا دعویٰ کیا تھا تو جو تو نے اس سے صحبت کی اس کے بدلے میں مال گیا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ باندھا تھا تو تجھ کو اس سے مال لینا زیادہ تر بعید ہے اس سے۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

کتاب ہے نفقوں کے بیان میں یعنی نفقوں کے احکام میں

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾.

باب ہے بیان میں فضیلت نفقہ کے گھر والوں پر اور اللہ نے فرمایا اور پوچھتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں کہا خرچ کرو عفو کو اللہ کے اس قول تک فی الدنیا والآخرۃ۔

وَقَالَ الْحَسَنُ الْعَفْوُ الْفَضْلُ.

کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عفو کے معنی ہیں وہ مال جو حاجت سے زیادہ ہو۔

فائدہ: اور نیز روایت کی ہے عبد بن حمید نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہ خرچ کر سب مال اپنے کو پھر بیٹھا لوگوں سے مانگے سو پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد اس کے قول الفضل یعنی جو نہ اثر کرے مال میں سو مٹا دے اس کو اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مرسل یحییٰ بن کثیر سے ساتھ سند صحیح کے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو کہا کہ ہمارے واسطے غلام ہیں اور گھر والے سو کیا خرچ کریں ہم اپنے مالوں سے سو یہ آیت اتری اور ساتھ اس کے ظاہر ہوتی ہے مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وارد کرنے اس کے سے اس باب میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت سے آیا ہے کہ مراد ساتھ فضل کے وہ چیز ہے جو گھر والوں سے زیادہ ہو اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ عفو کے صدقہ فرض ہے اور جب ان اقوال میں اختلاف ہے تو جو اس کے سبب نزول میں آیا ہے اس کو لینا اولیٰ ہے۔ (فتح)

٤٩٣٢ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا

۴۹۳۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے گھر والوں پر کچھ خرچ کرے اور وہ اس کے ساتھ اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو یعنی ثواب کے واسطے تو وہ اس کے واسطے صدقہ ہوتا ہے۔

كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ مقید ہے اور واسطے مطلق اس چیز کے کہ آئی ہے کہ خرچ کرنا گھر والوں پر صدقہ ہے جیسے کہ حدیث سعد رضی اللہ عنہ کی جو باب کی چوتھی حدیث ہے اس واسطے کہ اس میں کہا کہ جو خرچ کرے تو سو واسطے تیرے صدقہ ہے اور مراد ساتھ احتساب کے قصد طلب ثواب کا ہے اور مراد ساتھ صدقہ کے ثواب ہے یعنی اس کے واسطے ثواب ہے اور اطلاق صدقہ کا ثواب پر بطور مجاز کے ہے اور قرینہ اس کا اجماع ہے اوپر جواز انفاق کے اوپر بیوی ہاشمیہ کے مثلا اور مراد ساتھ اس کے اصل ثواب ہے نہ اس کی کمیت اور نہ کیفیت اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ عمل کے مگر جب کہ اس کے ساتھ نیت مقرون ہو اس واسطے کہ داخل کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جو مذکور ہے بیچ باب ما جآء ان الاعمال بالنیة والحسبة اور حذف کیا ہے مقدار کو قول اپنے سے اذا انفق واسطے ارادے تعیم کے تا کہ شامل ہو تھوڑے اور بہت کو اور یہ جو کہا اپنے گھر والوں پر تو احتمال ہے کہ ہو یہ شامل زوجہ اور قرابتیوں کو اور احتمال ہے کہ خاص ہو ساتھ زوجہ کے اور جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولیٰ اس کے ساتھ ملحق ہوگا اس واسطے کہ جب ثابت ہو اس چیز میں کہ وہ واجب ہے تو ثبوت اس کا اس چیز میں کہ واجب نہیں اولیٰ ہے اور کہا طبری نے کہ خرچ کرنا گھر والوں پر واجب ہے اور جو خرچ کرتا ہے اس کو اس پر ثواب ملتا ہے باعتبار قصد اس کے کی اور نہیں منافات ہے درمیان ہونے اس کے کی واجب اور درمیان نام رکھنے اس کے کی صدقہ بلکہ وہ افضل ہے صدقہ نفل سے اور کہا مہلب نے کہ صدقہ گھر والوں پر واجب ہے بالاجماع اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شارع نے اس کا نام صدقہ رکھا واسطے اس خوف کے کہ لوگ گمان کریں کہ قیام ان کا ساتھ واجب کے نہیں ثواب ہے واسطے ان کے کی بیچ اس کے اور حالانکہ البتہ پہچانا ہے انہوں نے جو صدقہ میں ہے ثواب سے سو شارع نے ان کو معلوم کروایا کہ وہ واسطے ان کے صدقہ ہے تا کہ نہ نکالیں ان کو طرف غیر اہل کی مگر اس کے بعد کہ کفایت کریں ان کو واسطے ترغیب دلانے ان کے بیچ مقدم کرنے صدقہ واجب کے اوپر صدقہ نفل کے۔ کہا ابن منیر نے کہ نام رکھنا نفقہ کا صدقہ اس جنس سے ہے کہ مہر کو نحلہ نام رکھنا پس جب کہ تھا محتاج ہونا عورت کا طرف مرد کی مانند محتاج ہونے مرد کے کی طرف اس کی لذت میں اور لگاؤ میں اور تخصیص میں اور طلب اولاد میں تو اصل یہ تھا کہ نہ واجب ہو واسطے عورت کے اوپر مرد کے کچھ چیز مگر یہ کہ اللہ نے خاص کیا ہے مرد کو ساتھ فضیلت کے عورت پر ساتھ قائم ہونے کے اوپر اس کے اور بلند کیا ہے درجہ اس کا اوپر اس کے سو اسی واسطے جائز ہوا اطلاق نحلہ کا مہر پر اور صدقہ کا نفقہ پر۔ (فتح)

٤٩٣٣ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

۴۹۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے آدم کے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ أُنْفِقْ عَلَيْكَ.

بیٹے! مال کو خرچ کیا کر تو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ اللہ سخی کو عوض کا وعدہ کیا یعنی سخی کبھی محتاج نہیں ہوگا اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے فرمایا سو دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے باب کی حدیث میں اے آدم کے بیٹے! خود حضرت ﷺ ہیں اور احتمال ہے کہ مراد جنس آدمی کی ہو اور ہو تخصیص حضرت ﷺ کی ساتھ نسبت کرنے آپ کے کی طرف نفس اپنے کے واسطے ہونے آپ کے کی سردار سب لوگوں کے پس متوجہ ہوا خطاب آپ کی طرف تاکہ عمل کریں ساتھ اس کے اور پہنچائیں اپنی امت کو اور نفقہ کو جو کسی چیز معین کے ساتھ مقید نہیں کیا تو اس میں وہ چیز ہے جو راہ دکھلاتی ہے اس کی طرف کہ رغبت دلانا خرچ کرنے پر شامل ہے تمام انواع خیر کو۔ (فتح)

٤٩٣٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوِ الْقَآئِمِ اللَّيْلَ الصَّآئِمِ النَّهَارَ.

۴۹۳۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور جو رات کو تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔

فائدہ: اور مراد ساعی سے وہ شخص ہے جو آئے جائے بیچ حاصل کرنے اس چیز کے جو نفع دے بیوہ اور محتاج کو اور مطابقت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ اہل یعنی قرابتیوں کا دونوں صفت مذکورہ کے ساتھ متصف ہونا ممکن ہے سو جب یہ فضیلت ثابت ہوئی واسطے اس شخص کے جو خرچ کرے اس شخص پر جو نہیں قرابتی ان لوگوں میں سے جو دونوں صفت کے ساتھ متصف ہوں تو خرچ کرنے والا متصف پر اولیٰ ہے۔ (فتح الباری)

٤٩٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَأَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِيْ مَالٌ أُوْصِيْ بِمَالِيْ

۴۹۳۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں بیمار تھا سو حضرت ﷺ میری بیمار پرسی کرتے تھے تو میں نے کہا یا حضرت! میں مال دار ہوں اپنے سب مال کے ساتھ وصیت کروں یعنی سارا مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا آدھا مال

كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِيْ فِي امْرَأَتِكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرُّ بِكَ آخَرُوْنَ.

خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، پھر میں نے کہا تہائی مال خیرات کروں؟ فرمایا ہاں! تہائی خیرات کر اور تہائی بھی خیرات کے واسطے بہت ہے فرمایا اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر جو ان کے ہاتھوں میں ہے اور جو کچھ کہ تو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اس کا ثواب تجھ کو ضرور ملے گا یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جس کو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب ملے گا اور شاید کہ تجھ کو اللہ بلند کرے گا اور تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح وصایا میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہاں یہ قول ہے کہ جو کچھ کہ تو خرچ کرے گا تو وہ واسطے تیرے صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو اپنی عورت کے منہ میں ڈالے اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ اگر تو ایک اشرفی محتاج کو دے اور ایک گردن چھوڑانے میں دے اور ایک اللہ کی راہ میں دے اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کرے تو جو اشرفی کہ تو نے اپنے گھر والوں پر خرچ کی اس میں سب سے زیادہ تر ثواب ہے اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل اشرفی جس کو مرد خرچ کرے وہ اشرفی ہے جس کو اپنے عیال یعنی بیوی، لڑکوں پر خرچ کرے اور وہ اشرفی جس کو اپنے چوپائے پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ اشرفی جس کو اپنے ساتھیوں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے، کہا ابو قلابہ نے کہ شروع کیا ساتھ عیال کے اور کون مرد ہے زیادہ تر ثواب میں اس مرد سے جو اپنے عیال پر خرچ کرے اللہ اس کے ساتھ ان کو نفع دے اور کہا طبری نے کہ خرچ کرنے میں عیال کے ساتھ شروع کرنا شامل ہے نفس کو بھی اس واسطے کہ نفس آدمی کا منجملہ اس کے عیال کے ہے بلکہ اس کا حق اس پر باقی عیال سے زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ کسی کے واسطے جائز نہیں کہ اپنے نفس کو ضائع کر کے اپنے غیر کو زندہ کرے پھر اپنے عیال پر خرچ کرنا بھی اسی طرح ہے۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ.

باب ہے بیچ بیان واجب ہونے نفقہ کے گھر والوں اور عیال پر۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اہل کے ترجمہ میں زوجہ ہے اور عطف عیال کا اس پر عطف عام کا ہے خاص پر یا

مراد ساتھ اہل کے زوجہ اور قرابت والے ہیں اور مراد ساتھ عیال کے زوجہ اور خادم ہیں تو گویا کہ زوجہ دو بار ذکر کیا گئی واسطے تاکید حق اس کے کی اور نفقہ زوجہ کے واجب ہونے کی دلیل پہلے گزر چکی ہے اور سنت سے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مسلم میں کہ واسطے ان کے تم رزق ان کا ہے اور لباس ان کا ہے موافق دستور کے اور معنی کے جہت سے کہ عورت روکی گئی ہے کمانے سے واسطے حق خاوند کے اور منعقد ہو چکا ہے اجماع اوپر واجب ہونے کے لیکن اختلاف ہے اس کے اندازے میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ کفایت کے یعنی جو کفایت کرے اور جس قدر حاجت ہو اور شافعی رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد کے یعنی موافق آمدنی اور مقدور کے اور موافقت کی ہے جمہور کی شافعیوں میں سے اصحاب حدیث نے مانند ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہ کے اور کہا رویانی نے حلیہ میں کہ یہی ہے قیاس اور تمسک کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ اس کے کہ اگر مقدر کیا جائے ساتھ حاجت کے تو البتہ ساقط ہو نفقہ بیمار عورت اور مال دار عورت کا بعض دنوں میں پس واجب ہے لاحق کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ مشابہ ہو دوام کو اور وہ کفارہ ہے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ برقرار رہنے کے ذمہ میں اور قوی کرتا ہے اس کو قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ﴾ پس اعتبار کیا ہے انہوں نے کفارے کو ساتھ اس کے اور امداد معتبر ہے کفارے میں اور خدشہ کرتا ہے اس دلیل میں یہ کہ صحیح کیا ہے انہوں نے اعتیاض کو مرد سے اور ساتھ اس کے کہ اگر عورت اس کے ساتھ عادت کے موافق کھائے تو ساقط ہو جاتا ہے برخلاف کفارے کے بیچ دونوں کے اور راجح باعتبار دلیل کے یہ ہے کہ واجب کفایت ہے خاص کر نقل کیا ہے بعض اماموں نے اجماع فعلی زمانے اصحاب اور تابعین کے سے اوپر اس کے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے خلاف اس کا۔ (فتح)

٤٩٣٦ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِيْ وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِيْ وَاسْتَعْمِلْنِيْ وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ أَطْعِمْنِيْ إِلٰى مَنْ تَدَعُنِيْ فَقَالُوْا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۴۹۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ افضل وہ خیرات ہے جو مال داری سے ہے یعنی محتاج اور قرض دار کو خیرات کرنا ضروری ہے بلکہ خیرات کرنا مال دار کو چاہیے جس کا مال حاجت شرعی سے زیادہ ہو اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے بہتر ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے اور اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا نفقہ تجھ پر واجب ہے یعنی اپنے اہل وعیال سے عورت کہتی ہے یا مجھ کو کھانا دے یا مجھ کو طلاق دے اور غلام کہتا ہے کہ مجھ کو کھانا دے اور مجھ سے کام لے اور بیٹا کہتا ہے کہ مجھے کھانا دے مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

ہے یعنی یہ سب عیال کھانا مانگتا ہے اور ان کا حق واجب ہے پس چاہیے کہ اول ان سے دینا شروع کرے پھر اگر ان سے کچھ بچے تو غیروں کو دے لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ! تو نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا نہیں یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دانائی سے ہے۔

فائدہ: وابداء بمن تعول یعنی اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا خرچ تجھ پر واجب ہے کہا جاتا ہے عال الرحل اهله جب کہ قائم ہو ساتھ اس چیز کے جس کی ان کو حاجت ہے کھانے اور کپڑے وغیرہ سے اور یہ امر ہے ساتھ مقدم کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اس چیز پر جو واجب نہیں ہے اور کہا ابن منذر نے کہ اختلاف ہے بیچ نفقہ اس شخص کے جو بالغ ہو اولاد میں سے اور اس کے پاس نہ مال ہو اور نہ کسب سو ایک گروہ نے کہا کہ سب اولاد کا خرچ واجب ہے بالغ ہوں یا نابالغ مرد ہوں یا عورتیں جب کہ نہ ہو ان کے پاس مال جس کے ساتھ بے پرواہ ہوں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ واجب ہے کہ ان پر خرچ کرے یہاں تک کہ لڑکا بالغ ہو اور لڑکی نکاح کی جائے نہیں ہے خرچ باپ پر مگر جب کہ بے دست و پا ہوں سو اگر ان کے واسطے مال ہو تو نہیں واجب ہے باپ پر اور شافعی رحمہ اللہ نے پوتے کو بھی بیٹے کے ساتھ لاحق کیا ہے اگرچہ نیچے کے درجے کا ہو اور یہ جو حدیث کے آخر میں کہا کہ نہیں یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیس سے ہے تو اسماعیلی کی روایت میں واقع ہوا ہے لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ! یہ چیز تو اپنی رائے سے کہتا ہے یا پیغمبر ﷺ کے قول سے؟ کہا یہ میری کیس ہے یعنی اس کے حاصل سے ہے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس کی استنباط سے ہے جو سمجھا حدیث مرفوع سے ساتھ واقع کے اور یہ جو کہا کہ بیٹا کہتا ہے کہ مجھ کو کھانا دے مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا ہے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اولاد میں ہے جس کے پاس مال ہو یا کوئی پیشہ ہو تو نہیں واجب ہے نفقہ اس کا باپ پر اس واسطے کہ جو کہتا ہے کہ مجھ کو کس کی طرف چھوڑتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ شخص وہ ہے جو نہ رجوع کرے طرف کسی چیز کی سوائے نفقہ باپ کے یعنی اس کو باپ کے خرچ کے سوا کوئی جگہ پھرنے کی نہ ہو اور جس کے پاس کوئی حرفہ یا مال ہو وہ اس بات کے کہنے کا محتاج نہیں اور یہ جو کہا کہ عورت کہتی ہے کہ یا مجھ کو کھانا دے یا طلاق دے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ جب مرد نفقہ سے تنگ دست ہو اور عورت کو خرچ نہ دے سکے اور عورت اس سے جدا ہونا چاہے تو مرد اور اس کی عورت کے درمیان تفریق کرائی جائے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور کوفیوں نے کہا لازم ہے عورت پر صبر کرنا اور متعلق ہوتا ہے نفقہ اس کے ذمے میں اور استدلال کیا ہے جمہور نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا﴾ اور جواب دیا ہے مخالف نے ساتھ اس کے کہ اگر جدا ہونا واجب ہوتا تو البتہ نہ جائز ہوتا باقی رہنا جب کہ راضی ہو عورت اور رد

کیا گیا ہے اوپر اس کے ساتھ اس کے کہ اجماع نے دلالت کی ہے اس پر کہ جائز ہے باقی رہنا جب کہ راضی ہو سو باقی رہی جو چیز اس کے سوا ہے عموم نہی پر اور طعن کیا ہے بعض نے بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس آیت مذکورہ کے ساتھ اس کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت نے تابعین میں سے کہا کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو اپنی عورت کو طلاق دیتا تھا سو جب عدت گزرنے کے قریب ہوتی تو رجعت کرتا اور جواب یہ ہے کہ ان کے قاعدے سے ہے یہ بات کہ اعتبار ساتھ عموم لفظ کے ہے یہاں تک کہ تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے اسکنوا فی الصلوۃ واسطے ترک کرنے رفع یدین کے وقت رکوع کے باوجودیکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے وہ بیچ اشارہ کرنے کے ہاتھ سے ساتھ سلام کے التحیات میں کما رواہ مسلم فی صحیحہ اور اس جگہ تمسک کیا ہے حنفیوں نے ساتھ سبب کے اور نیز استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ قیاس کرنے کے غلام اور حیوان پر اس واسطے کہ جو اس کو خرچ دینے سے تنگ دست ہو جبر کیا جاتا ہے وہ اس کے بیچنے پر اتفاقا، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٣٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ.

۴۹۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہتر خیرات وہ ہے جو مال داری سے ہو یعنی جو حاجت شرعی سے زیادہ ہو وہ خرچ کرے اور اول اس شخص سے دینا شروع کر جس کا نفقہ تجھ پر واجب ہے۔

بَابُ حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى أَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ.

نگاہ رکھنا مرد کا خرچ ایک سال کا اپنے گھر والوں کے واسطے اور کس طرح ہیں خرچ عیال کے یعنی کتنا کتنا دینا چاہیے یا واجب ہے یا فرض۔

٤٩٣٨ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِي مَعْمَرٌ قَالَ لِيَ الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِأَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ أَوْ بَعْضِ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِي ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۹۳۸۔ حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا کہ تو نے کچھ سنا ہے اس مرد کے حق میں جو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر یا بعض سال کا خرچ جمع کرے سو مجھ کو یاد نہ آیا جو ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو جواب دوں پھر یاد کی میں نے یہ حدیث جو بیان کی مجھ سے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے روایت کی مالک بن اوس رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ بنی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ. نضیر کی کھجوروں کے باغ بیچتے اور اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے۔

فائدہ: یہ حدیث مطابق ہے واسطے رکن اول کے ترجمہ سے اور بہر حال رکن دوسرا اور وہ کیفیت نفقہ کی ہے عیال پر سو نہ ظاہر ہوئی واسطے میرے اول وجہ لینے اس کے کی حدیث سے پھر میں نے دیکھا کہ ممکن ہے کہ لی جائے دلیل اندازے کی اس حدیث سے اس واسطے کہ جب سال بھر کی مقدار پہچانی جائے تو پہچانا جاتا ہے اس سے تقسیم کرنا اس کا برس کے دنوں پر سو پہچانا جائے گا حصہ ہر دن کا اس سے سو گویا کہ اس نے کہا کہ ہر ایک کے واسطے ہر دن میں قدر معین ہے حاصل مذکور سے اور اصل اطلاق میں برابری کرنا ہے اور یہ جو معمر نے کہا کہ ثوری نے مجھ سے کہا تو اس سے لیا جاتا ہے مذاکرہ کرنا ساتھ علم کے اور ڈالنا عالم کا مسئلے کو اپنے نظیر پر تا کہ نکالا جائے اس چیز کو جو اس کے پاس ہے یادداشت سے اور ثابت رہنا معمر کا اور انصاف اس کا اس واسطے کہ اس نے اقرار کیا کہ مجھ کو یاد نہیں پھر جب اس نے یاد کیا تو خبر دی ساتھ واقع کے ہو بہو اور نہ عار کی اس چیز سے کہ پہلے گزری اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ بنی نضیر کے مال میں سے اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی مال کو چوپایوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے اور اس حدیث کی پوری شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے، کہا ابن دقیق نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ذخیرہ کرنا واسطے گھر والوں کے خرچ ایک برس کا اور سیاق میں وہ چیز ہے جو لی جاتی ہے اس سے تطبیق درمیان اس حدیث کے اور درمیان اس حدیث کے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کل کے واسطے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے سو یہ محمول ہے اس پر کہ خاص اپنے نفس کے واسطے کچھ چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے اور باب کی حدیث محمول ہے اس پر کہ اپنے غیر کے واسطے ذخیرہ کرتے تھے اگرچہ آپ کو بھی اس میں مشارکت ہو لیکن معنی یہ ہیں کہ ذخیرہ کرنے سے مقصود وہی ہوتے تھے اپنی ذات شریف نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ اگر وہ نہ ہوتے تو ذخیرہ نہ کرتے اور اہل طریقت نے کہا کہ جو سال بھر کے خرچ سے زیادہ ہو وہ طریق توکل سے خارج ہے اور اس میں اشارہ ہے طرف رد کی طبری پر کہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جائز ہونے ذخیرہ کے مطلق برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اور ایک سال کے ساتھ قید کرنے میں پیروی کرنی ہے واسطے حدیث وارد کے لیکن استدلال طبری کا قوی ہے بلکہ ایک سال کی قید تو ضرورت واقع سے آئی ہے اس واسطے کہ جس چیز کو حضرت ﷺ ذخیرہ کرتے تھے نہ حاصل ہوتی تھی وہ مگر ایک سال سے دوسرے سال تک اس واسطے کہ وہ یا تو کھجوریں تھیں یا جو تھے سو اگر فرض کیا جائے کہ جو چیز ذخیرہ کی جاتی ہے نہیں حاصل ہوتی ہے مگر دو برس سے دو برس تک تو البتہ تقاضا کرتا ہے چال کہ جائز ہو ذخیرہ کرنا اس سبب سے، واللہ اعلم۔ اور باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ کرتے تھے سو برس کی درازی میں اکثر اوقات اپنے مہمانوں کے واسطے ان سے خرچ لیتے پھر اس کا عوض ان کو دیتے اسی واسطے حضرت ﷺ فوت

ہوئے اور حالانکہ آپ ﷺ کی زرہ گروی تھی جو کے بدلے میں جس کو آپ نے گھر والوں کے خرچ کے واسطے قرض لیا تھا اور اختلاف ہے اس میں کہ بازار سے خرید کر قوت کو ذخیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں کہا عیاض نے کہ ایک قوم نے اس کو جائز رکھا ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس حدیث کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ وہ تو صرف زمین کے حاصل میں تھا اور ایک قوم نے اس کو منع کیا ہے مگر یہ کہ نرخ کو ضرر نہ کرتا ہو اور یہ باوجہ ہے واسطے رفاقت کرنے کے ساتھ لوگوں کے پھر محل اختلاف کا اس صورت میں ہے جب کہ نہ ہو بیچ حالت تنگی کے نہیں تو نہیں جائز ہے ذخیرہ کرنا اس حال میں بالکل۔

۴۹۳۹ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِنْ حَدِيْثِهِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَأْذَنْ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا فَجَلَسُوْا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَا قَلِيْلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأْذَنْ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۹۳۹۔ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو مالک بن اوس نے اور محمد بن جبیر نے اس کی حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے ذکر کیا تھا سو میں چلا یہاں تک کہ مالک بن اوس پر داخل ہوا سو میں نے اس سے پوچھا سو کہا مالک نے کہ میں چلا یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا کہ اچانک انکا دربان یرفا نام آیا سو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آنے کے لیے اجازت مانگتے ہیں کیا ان کے واسطے اجازت ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ان کو اجازت دے، کہا سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھے پھر تھوڑی دیر کے بعد یرفا آیا سو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ اجازت مانگتے ہیں کیا ان کے واسطے اجازت ہے؟ کہا کہ ہاں! ان کو اجازت دے سو جب وہ داخل ہوئے تو سلام کر کے بیٹھے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرے اور اس کے درمیان حکم کر سو کہا جماعت یعنی عثمان رضی اللہ عنہ اور اس کے یاروں نے جو اس وقت موجود تھے کہ اے امیر المؤمنین! ان دونوں کے درمیان حکم کر اور ایک کو دوسرے سے راحت دے، سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جلدی مت کرو قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی

وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ اللّٰهُ ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ يَعْمَلُ

وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے؟ مراد رکھتے تھے حضرت ﷺ اپنے نفس کو یعنی ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہے تو کہا جماعت نے کہ البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے، سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا البتہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو خبر دیتا ہوں میں تم کو اس امر سے کہ بے شک اللہ نے خاص کیا تھا اپنے رسول ﷺ کو اس مال فے میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ کے سوا کسی کو نہ دے پھر پڑھی یہ آیت ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ﴾ قدیر تک سو یہ مال خاص حضرت ﷺ کے لیے تھا قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا اس مال کو سوائے تمہارے یعنی اپنے نفس کے واسطے اور نہ ایثار کیا ساتھ اس کے تم پر یعنی اس کو تمہارے ساتھ خاص نہ کیا البتہ وہ مال تم کو دیا اور تمہارے درمیان تقسیم کیا یہاں تک کہ باقی رہا اس سے یہ مال سو حضرت ﷺ اس مال میں سے اپنے گھر والوں کے واسطے ایک سال کا خرچ جمع کرتے تھے پھر باقی کو لے کر اللہ کے مال کے خرچ ہونے کی جگہ خرچ کرتے یعنی ہتھیاروں اور چوپایوں اور مصالح مسلمین میں سو حضرت ﷺ نے اپنی زندگی تک اس کے ساتھ عمل کیا قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا تم اس کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہاں! پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا سو قبض کیا اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور عمل کیا اس میں جو عمل کیا

فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهٗ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ وَأَتٰى هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهٖ مِنْ أَبِيْهَا فَقُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهٗ إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهٖ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهٖ فِيهَا مُنْذُ وُلِّيْتُهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ فَقَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِيْ فِيهَا قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا

اس میں حضرت ﷺ نے اور علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تم اس وقت گمان کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسا ایسا ہے یعنی ہم کو ہماری میراث نہیں دیتا اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کام میں صادق تھے اور نیکوکار تھے اور راہ راست پر اور تابع حق کے تھے پھر اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہا کہ میں ہوں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سو قبض کیا میں نے اس مال کو دو سال اپنی خلافت میں عمل کیا میں نے اس میں جو عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کا کلام ایک تھا اور تمہاری رائے متفق تھی تو آ کر مجھ سے اپنے بھتیجے کی میراث سے اپنا حصہ مانگتا تھا اور یہ مجھ سے اپنی عورت کا حصہ مانگتا تھا اس کے باپ کی میراث سے، سو میں نے کہا کہ اگر تم دونوں چاہتے ہو تو میں تم کو وہ مال سپرد کر دوں اس شرط پر کہ لازم کرو اپنے اوپر عہد و پیمان اللہ کا کہ البتہ عمل کرو اس میں جو عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور جو عمل کیا اس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور جو عمل کیا اس میں میں نے جب سے میں خلیفہ ہوا نہیں تو مجھ سے اس بارے میں کلام مت کرو سو تم دونوں نے کہا کہ سونپو ہم کو اس شرط پر سو میں نے اس کو اس شرط سے تمہارے سپرد کیا قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے اس کو ان کے سپرد کیا تھا اس شرط سے؟ جماعت نے کہا کہ ہاں! پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے اس کو اس شرط سے تمہارے سپرد کیا تھا؟ دونوں نے کہا کہ ہاں! کہا پس کیا تم دونوں مجھ سے چاہتے ہو کہ میں اس کے سوا

عَنْهَا فَادْفَعَاهَا فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا.

اور حکم کروں سو قسم اس کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کہ میں اس کے سوا اس میں کوئی حکم نہ کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو سو اگر تم اس سے عاجز ہو اور تم سے وہ کام نہیں ہوسکتا تو اس کو میری سپرد کرو کہ میں کفایت کروں تم کو اس سے اور مشقت کھینچوں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ وَقَالَ ﴿وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾.

باب ہے بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو برس پورے یہ حکم اس کے واسطے ہے جو چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت اللہ کے قول بصیر تک اور اللہ نے فرمایا کہ حمل اس کا اور دودھ چھوڑانا اس کا تیس مہینے ہے اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تم آپس میں ضد اور تنگی کرو تو دودھ پلائے گی باپ کے فرمانے سے اور کوئی عورت چاہیے کہ خرچ کرے کشائش والا اپنی کشائش کے موافق یسرا تک۔

فائدہ: کہا گیا ہے کہ دلالت کی پہلی آیت نے اس پر کہ واجب ہے خرچ کرنا دودھ پلانے والی عورت پر بسبب دودھ پلانے اس کے کی بچے کو برابر ہے کہ نکاح میں ہو یا نہ ہو اور دوسری آیت میں اشارہ ہے طرف قدر مدت کی کہ واجب ہے یہ بیچ اس کے اور تیسری میں اشارہ طرف مقدار خرچ کرنے کی اور یہ کہ وہ موافق حال خرچ کرنے والے کے ہے اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ دودھ پلانا نہیں لازم ہے ماں پر اور پہلے گزر چکی ہے بحث اس کی بیچ باب لارضاع بعد الحولین کے اور روایت کیا ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ دودھ پلانا دو برس خاص کیا گیا ہے ساتھ عورت کے جو چھ مہینے کے بعد بچہ جنے اور جس قدر چھ مہینے سے زیادہ جنے اس قدر مدت دو برس سے کم کی جائے گی واسطے تمسک کرنے کے ساتھ اس آیت کے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس عورت کے جس کا حمل تین مہینے سے زیادہ ہو اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس سے ساقط کرنا مدت رضاع کا اور حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ محمول ہے غالب پر اور لیا گیا ہے پہلی آیت اور دوسری آیت سے کہ جو چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ جنے وہ خاوند کے ساتھ ملحق ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ أَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ أَنْ تَقُوْلَ

کہا یونس نے زہری سے اس آیت کی تفسیر میں کہ منع کیا ہے اللہ نے یہ کہ ضرر دے ماں اپنے بچے کو اور یہ ضرر

اَلْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهٗ وَهِيَ اَمْثَلُ لَهٗ غِذَآءً وَّاَشْفَقُ عَلَيْهِ وَاَرْفَقُ بِهٖ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا اَنْ تَأْبٰى بَعْدَ اَنْ يُّعْطِيَهَا مِنْ نَّفْسِهٖ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهٗ اَنْ يُّضَارَّ بِوَلَدِهٖ وَالِدَتَهٗ فَيَمْنَعَهَا اَنْ تُرْضِعَهٗ ضِرَارًا لَّهَا اِلٰى غَيْرِهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّسْتَرْضِعَا عَنْ طِيْبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ ﴿فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا﴾ بَعْدَ اَنْ يَّكُوْنَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ ﴿فِصَالُهٗ﴾ فِطَامُهٗ.

دینا اس طور سے ہے کہ ماں کہے کہ میں اس کو دودھ نہیں پلاؤں گی او رحالانکہ ماں بہتر ہے واسطے بچے کے از روئے غذا کے اور زیادہ تر مشفق ہے اوپر اس کے اور زیادہ تر مہربان ہے ساتھ اس کے غیر اس کے سے سو نہیں واسطے ماں کے کہ انکار کرے دودھ پلانے سے اس کے بعد کہ دے اس کو باپ اس کا اپنے پاس سے جو ٹھہرایا ہے اللہ نے باپ پر اور نہیں واسطے باپ کے رنج دے بسبب بچے اپنے کے اس کی ماں کو سو اس کو دودھ پلانے سے منع کرے واسطے ضرر کرنے اس کے کی طرف غیر اس کے کی یعنی منع اس کا منتہی ہو طرف دودھ پلانے غیر ماں کی اور نہیں گناہ دونوں پر یہ کہ دودھ پلوائیں خوشی ماں باپ کی سے اور اگر دونوں دودھ چھڑوانا چاہیں تو نہیں گناہ دونوں پر اس کے بعد کہ ہو یہ دونوں کی رضا مندی اور مشورے سے اور فصالہ کے معنی ہیں دودھ چھوڑانا اس کا۔

فائدہ: یہ جو کہا ضرارلها الی غیر ها تو یہ متعلق ہے ساتھ منع کرنے اس کے یعنی منع کرنا اس کا عورت کے دودھ پلانے سے منتہی ہوتا ہے طرف دودھ پلانے غیر ماں کے کی اور جب ماں اس کے ساتھ راضی ہو تو نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ اور واقع ہے بیچ روایت عقیل کے کہ مائیں لائق تر ہیں ساتھ دودھ پلانے اولاد اپنی کے اور نہیں واسطے ماں کے کہ ضرر کرے اپنے بچے کو سو اس کے دودھ پلانے سے انکار کرے اور حالانکہ اس کو دیا جاتا ہے جو اس کے سوا اور عورت کو دیا جاتا ہے اور نہیں واسطے باپ کے کہ بچے کو ماں سے کھینچے واسطے ضرر پہنچانے اس کے کی اور حالانکہ وہ قبول کرتی ہو وہ اجرت جو اور عورت کو دی جائے اور اگر دونوں اپنی رضا مندی اور مشورے سے دو سال سے کم میں دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی ڈر نہیں اور فصال کے معنی ہیں منع کرنا بچے کا دودھ پینے سے کہا ابن بطال نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ﴾ لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی امر کے ہیں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے لازم کرنے سے اور نہیں واجب ہے ماں پر دودھ پلانا اپنے بچے کو جب کہ اس کا باپ زندہ ہو اور مال دار ہو ساتھ دلیل اللہ کے اس قول کے ﴿فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَّاِنْ

تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرٰی ﴾ سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر دودھ پلانا اپنے بچے کو اور دلالت کی اس پر کہ اس کا قول ﴿ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ ﴾ بیان کیا گیا ہے واسطے مبلغ غایت رضاعت کے جو ساتھ اختلاف والدین کے بیچ دودھ پلانے بچے کے حد فاصل ٹھہرائی گئی ہے۔ میں نے کہا اور یہ ایک قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دو قولوں میں سے اور ایک قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے یہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس عورت کے جو چھ مہینے کا بچہ جنے کما تقدم قریبا اور تیسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ دو برس واسطے غایت دودھ پلانے کے ہیں اور نہیں ثابت ہوتا ہے حکم رضاعت کا بعد دو برس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو دودھ پلانا دو برس کے بعد ہو اس کے واسطے حکم رضاعت کا نہیں ہے اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دو برس دودھ پلانا فرض تھا پھر تخفیف کی اللہ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دوسرے قول پر اعتماد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اور اسی واسطے پہلی آیت کے پیچھے دوسری آیت کو لایا اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ﴾ اور جس چیز کے ساتھ ابن بطال نے جزم کیا ہے کہ خبر ساتھ معنی امر کے ہے تو یہی ہے قول اکثر کا لیکن ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ وہ خبر ہے اس کے مشروع ہونے سے اس واسطے کہ یہ بعض ماؤں پر واجب ہوتا ہے اور بعض پر واجب نہیں ہوتا کما سیاتی بیانہ پس نہیں ہے امر اپنے عموم پر اور یہی ہے راز بیچ عدول کرنے کے تصریح سے ساتھ لازم کرنے کے جیسے کہا جائے وعلی الوالدات ارضاع اولادھن یعنی اس طرح نہ فرمایا جیسے کہ اس کے بعد فرمایا ﴿ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ﴾ ، کہا ابن بطال نے کہ اکثر اہل تفسیر کا یہ قول ہے کہ مراد ساتھ والوالدات کے اس جگہ طلاق بائن والی عورتیں ہیں اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ اجرت دودھ پلانے کی خاوند پر ہے جب کہ نکلے طلاق والی عورت عدت سے اور ماں بعد بائن ہونے کے اولیٰ ہے ساتھ دودھ پلانے کے مگر یہ کہ باپ ایسی عورت کو پائے جو بغیر اجرت کے دودھ پلائے مگر یہ کہ بچہ ماں کے سوا اور عورت کو قبول نہ کرے پس جبر کیا جائے ماں پر ساتھ اجرت مثل کے یعنی جو اور عورت مانگتی ہو سو اس کو دی جائے اور یہ موافق ہے واسطے قول زہری کے جو منقول ہے اس جگہ اور اختلاف ہے ماں منکوحہ میں یعنی جو بچے کے باپ کے نکاح میں ہو سو کہا شافعی رحمہ اللہ اور اکثر کوفیوں نے کہ نہیں لازم ہے اس ماں پر دودھ پلانا اپنے بچے کو اور کہا مالک رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلیٰ نے کوفیوں میں سے کہ ماں سے جبرا دودھ پلوایا جائے جب تک کہ اس کے باپ کے نکاح میں ہو اور جو قائل ہیں کہ جبر نہ کیا جائے ان کی حجت یہ ہے کہ اگر یہ ادب تعظیم بچے کے واسطے ہے تو یہ باوجہ نہیں اس واسطے کہ نہیں جبر کیا جاتا ہے اوپر اس کے جب کہ ہو تین طلاق والی بالاجماع باوجودیکہ ادب والدیت کا موجود ہے اور اگر ہے واسطے ادب خاوند کے تو بھی باوجہ نہیں اس واسطے کہ اگر وہ اپنی جان کے واسطے خدمت لینا چاہے تو یہ اس کو جائز نہیں سو غیر کے حق میں اولیٰ ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ یہ اکٹھی دونوں کے ادب اور تعظیم کے واسطے ہے اور اکثر بحث رضاع کی اوائل نکاح میں

گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ.

باب ہے بیچ بیان نفقہ عورت کے جب کہ اس کا خاوند اس سے غائب ہو اور بیان نفقہ بچے کے۔

٤٩٤٠ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ.

۴۹۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی آئی سو اس نے کہا کہ یا حضرت! ابوسفیان بخیل مرد ہے سو کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھانا کھلاؤں فرمایا کہ نہ مگر دستور کے موافق۔

٤٩٤١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِهِ.

۴۹۴۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خرچ کرے عورت اللہ کے راستے میں اپنے خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے تو عورت کو خاوند کے آدھے ثواب کے برابر ثواب ملے گا۔

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا.

کام کرنا عورت کا اپنے خاوند کے گھر میں۔

٤٩٤٢ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا عَلِيٌّ أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ إِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا أَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى

۴۹۴۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں چکی پیسنے کی تکلیف بیان کرنے کو جو ان کے ہاتھ میں پہنچی اور ان کو خبر پہنچی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں یعنی چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لونڈی مانگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ پیغام کہہ آئیں جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو خبر دی علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے اور ہم اپنے بستر پر لیٹے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنے کا ارادہ کیا

وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا أَوْ أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.

آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنی جگہ میں لیٹے رہو پھر حضرت ﷺ آ کر میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے دونوں قدموں کی سردی اپنے پیٹ میں پائی سو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو جو بہتر ہے اس چیز سے جو تم نے مانگی جب تم دونوں اپنے بستر پر لیٹا کرو تو تینتیس بار سبحان اللہ کہا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ کہا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر کہا کرو سو وہ تم دونوں کے لیے بہتر ہے خدمت گار سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کچھ شرح آئندہ باب میں آئے گی اور یہ جو فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں تم کو جو بہتر ہے اس چیز سے جو تم نے مانگی تو اس سے مستفاد ہوتا ہے جو شخص ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتا رہے دیا جاتا ہے وہ قوت اعظم اس قوت سے کہ خادم اس کے واسطے کرے یا آسان کیے جاتے ہیں اس پر کام اس طور سے کہ خود اس کا اپنے کاموں کو کرنا آسان تر ہوتا ہے خادم کے کرنے سے اسی طرح استنباط کیا ہے اس کو بعض نے حدیث سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ نفع سبحان اللہ کہنے کا خاص ہے ساتھ گھر آخرت کے اور نفع خادم کا خاص ہے ساتھ دنیا کے اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (فتح)

فائدہ: یعنی کیا مشروع ہے اور لازم ہے خاوند پر خادم دینا عورت کو۔

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ.

باب ہے بیچ بیان خادم عورت کے۔

٤٩٤٣ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ لَيْلٰى يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ ثُمَّ قَالَ

۴۹۴۳۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آئیں خادم مانگنے کو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو جو بہتر ہے واسطے تیرے اس سے اپنے سونے کے وقت تینتیس بار سبحان اللہ پڑھا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ پڑھا کرو اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو، پھر سفیان راوی نے کہا کہ ایک ان میں سے چونتیس بار یعنی یہ عدد صرف تکبیر کے ساتھ خاص نہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے ان کلمات کو اس کے بعد کبھی نہیں چھوڑا کسی نے کہا اور صفین کی رات میں بھی نہ (اور صفین

سُفْيَانُ إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَّثَلَاثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِيْلَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ.

ایک جگہ کا نام ہے درمیان شام اور عراق کے کہ اس میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی ہوئی تھی) علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور نہ رات صفین کی۔

فائدہ: کہا طبری نے اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جس عورت کو روٹی پکانی اور چکی پیسنے وغیرہ کار بار گھر کے کرنے کی طاقت ہو تو یہ خاوند پر لازم نہیں جب کہ دستور ہو کہ ویسی عورت خود یہ کام کرتی ہے یعنی جب عرف رواج میں ویسی عورتیں خود یہ کام کرتی ہوں تو یہ بھی خود کرے اور اس صورت میں خاوند پر چکی پسوانا اور روٹی پکوانا لازم نہیں اور وجہ لینے اس کے کی اس حدیث سے یہ ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خاوند کو حکم نہ کیا کہ ان کو اس کام سے کفایت کریں یا ان کو خادم کے دیں یا نوکر رکھ دیں جو اس کے ساتھ قائم ہو یا خود اپنے ہاتھ سے اس کام کو کریں اور اگر اس کام کو کرانا علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ ہوتا تو البتہ حکم کرتے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس کے جیسے کہ ان کو حکم کیا کہ دخول سے پہلے ان کو مہر دیں باوجودیکہ مہر کا دینا واجب نہیں جب کہ عورت اپنی رضا مندی سے اس کو مؤخر کرے سو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو کام واجب نہ ہو اس کا ان کو حکم کریں اور جو واجب ہو اس کا ان کو حکم نہ کریں اور حکایت کی ہے ابن حبیب نے اصبغ سے اور ابن ماجشون نے مالک رحمہ اللہ سے کہ گھر کی خدمت عورت پر لازم ہے اگرچہ زوجہ صاحب قدر اور شریف خاندان ہو جب کہ ہو تنگ دست اسی واسطے حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ خدمت باطنی کے اور علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ خدمت ظاہری کے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے کہ کہا بعض شیوخ نے کہ نہیں جانتے ہم کسی چیز میں آثار سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر باطنی خدمت یعنی گھر کے کاروبار کا حکم کیا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوا امر درمیان ان کے بنا بر اس کے کہ دستور تھا درمیان ان کے خوش گزران اور خوبی اخلاق سے اور بہر حال یہ کہ جبر کیا جائے عورت کو اوپر کسی چیز کے گھر کی خدمت سے تو اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ منعقد ہوا ہے اجماع اوپر اس کے کہ لازم ہے خاوند پر سب کاروبار عورت کا اور نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع اس پر کہ نہیں ہے واسطے خاوند کے نکال دینا عورت کے خادم کا اپنے گھر سے سو دلالت کی اس نے کہ لازم ہے خاوند پر نفقہ اس کا بحسب حاجت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ اور کوفیوں نے کہ مقرر کیا جائے واسطے عورت کے اور اس کے خاوند کے نفقہ جب کہ ہو لائق خادم دینے کے اور کہا لیث اور مالک اور محمد بن حسن نے کہ مقرر کیا جائے واسطے اس کے اور اس کے خادم کے جب کہ ہو صاحب عزت اور خلاف کیا ہے اہل ظاہر نے سو کہا انہوں نے کہ نہیں لازم ہے خاوند پر یہ کہ خادم دے عورت کو اگرچہ خلیفے کی بیٹی کیوں نہ ہو اور حجت جماعت کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ اور جب عورت کو خادم کی حاجت ہو اور خاوند اس کو خادم نہ دے تو نہ معاشرت کی اس نے ساتھ دستور کے اور بہت احکام اس باب کے غیرت کے باب میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ.

مرد کا خود اپنی ذات سے اپنے گھر والوں کی خدمت کرنا

٤٩٤٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ.

۴۹۴۴۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں ہوتے تھے پھر جب اذان سنتے تو باہر نکلتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ.

جب نہ خرچ کرے مرد تو جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ لے بغیر اس کے علم کے جو کفایت کرے اس کو اور اولاد اس کی کو موافق دستور کے۔

فائدہ: لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کو باب کی حدیث سے ساتھ طریق اولیٰ کے اس واسطے کہ جب دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز ہے لینا واسطے پورا کرنے خرچ کے تو اسی طرح دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے لینا سارے خرچ کا وقت باز رہنے مرد کے نفقہ دینے سے۔

٤٩٤٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ.

۴۹۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان رضی اللہ عنہ بخیل مرد ہے اور مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے مگر جو اس کی مال سے لے لوں بغیر اس کے علم کے یعنی اس کو خبر نہ ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے دستور کے موافق۔

فائدہ: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف معاویہ کی ماں کا نام ہے اور جب جنگ بدر سے دن اس کا باپ عتبہ اور اس کا چچا شیبہ اور اس کا بھائی ولید مارے گئے تو اس پر یہ دشوار گزرا سو جب جنگ اُحد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس سے خوش ہوئے اور اس کے پیٹ کو پھاڑ کر اس کا کلیجہ نکالا اور اس کو چبایا پھر اس کو پھینک دیا پھر جب فتح مکہ کا دن ہوا اور ابو سفیان مسلمان ہو کے مکے میں داخل ہوا اس کے بعد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے اس

کو رات کو گرفتار کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو پناہ دی تو ہند اس کے مسلمان ہونے سے غضبناک ہوئی اور اس نے اس کی داڑھی پکڑی پھر وہ بعد قرار پکڑنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کا خاوند ہے اور تھا رئیس قریش کا بعد جنگ بدر کے پھر لایا کفار کو جنگ اُحد میں اور ہانک لایا کفار کے گروہوں کو دن جنگ خندق کے پھر مسلمان ہوا دن فتح کے اور یہ جو کہا رجل شحیح تو شح بخل ہے ساتھ معنی حرص کے اور شح عام تر ہے بخل سے اس واسطے کہ بخل خاص ہے ساتھ منع کرنے مال کے اور شح ساتھ ہر چیز کے ہے کہا قرطبی نے کہ ہند کی اس کہنے سے یہ مراد نہ تھی کہ ابوسفیان ہر حال میں بخل کے ساتھ موصوف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وصف کیا ہے اس نے حال اپنے کو ساتھ اس کے اور یہ کہ وہ اس کو اور اس کی اولاد کو کم خرچ دیتا تھا اور یہ نہیں مستلزم ہے بخل کو مطلق اس واسطے کہ بہت رئیس اپنے گھر والوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں اور اجنبی لوگوں کو اختیار کرتے ہیں واسطے الفت دلانے ان کے کی۔ میں نے کہا اور حدیث کے بعض طریقوں میں ہند کے اس قول کا سبب یہ وارد ہوا ہے کہ ہند نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کیا کہ نہیں داخل کرتا ابوسفیان میرے گھر میں جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے اور یہ جو فرمایا کہ لے لے جو کفایت کرے تجھ کو اور تیری اولاد کو تو کہا خطابی نے کہ یہ امر اباحت کے واسطے ہے ساتھ دلیل قول اس کے لاحرج اور مراد ساتھ معروف کے وہ قدر ہے جو پہچانا گیا ہے ساتھ عادت کے وہ کفایت کرتا ہے اور یہ اباحت اگرچہ مطلق ہے باعتبار لفظ کے لیکن وہ مقید ہے باعتبار معنی کے گویا کہ فرمایا کہ اگر صحیح ہے جو تو نے ذکر کیا اور اس کے غیر نے کہا احتمال ہے کہ معلوم کیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ سچی ہے اس چیز میں کہ اس نے ذکر کی پس نہیں حاجت ہے قید کرنے کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز ذکر آدمی کے ساتھ اس چیز کے کہ نہ خوش لگے اس کو جب کہ ہو بطور فتویٰ طلب کرنے اور شکایت کے اور مانند اس کے کی اور یہ ایک جگہ ہے ان جگہوں میں سے جن میں غیبت اور گلہ کرنا مباح ہے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں جائز ہے سننا کلام ایک کا مدعی اور مدعا علیہ میں سے وقت نہ موجود ہونے دوسرے کے اور یہ کہ جو منسوب کرے کسی امر کو طرف نفس اپنے کی کہ اس میں اس پر نقص ہو تو چاہیے کہ جوڑے ساتھ اس کے اس چیز کو جو قائم کرے عذر اس کے کو بیچ اس کے اور یہ کہ جائز ہے سننا بیگانی عورت کی کلام کا وقت حکم کے اور فتویٰ دینے کے نزدیک اس شخص کے جو کہتا ہے کہ اس کی آواز عورت ہے اور کہتا ہے کہ جائز ہے اس جگہ واسطے ضرورت کے اور یہ کہ معتبر قول زوجہ کا ہے بیچ قبض کرنے نفقہ کے اس واسطے کہ اگر ہوتا معتبر قول خاوند کا کہ وہ خرچ کرنے والا ہے تو البتہ اس عورت سے گواہ طلب کیے جاتے اوپر ثابت کرنے عدم کو کفایت کے اور جواب دیا ہے مازری نے اس سے ساتھ اس طور کے کہ وہ باب تعلیق فتیا سے ہے نہ قضا سے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ عورت کا اور یہ کہ وہ مقدر ہے ساتھ کفایت کے اور یہ قول اکثر علماء کا ہے اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے حکایت کیا ہے اس کو

جوینی نے اور مشہور شافعی رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد آمدنی اور مقدور کے کہ جیسا مقدرو ہو ویسا خرچ کر دے سو مال دار پر ہر روز دو مد ہے اور جو اوسط درجے کا مال دار ہو اس پر ڈیڑھ مد ہے اور جو تنگ دست ہو اس پر ایک مد ہے اور مالک رحمہ اللہ کی بھی ایک یہی روایت ہے کہ وہ مقدر ہے ساتھ امداد اور مقدور کے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں کہ یہ حدیث حجت ہے ہمارے ساتھیوں پر۔ میں نے کہا اور نہیں ہے صریح ان کے رد میں لیکن مقدر کرنا ساتھ امداد کے محتاج ہے طرف دلیل کی پس اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی کفایت جو باب کی حدیث میں ہے اوپر اس قدر کے جو مقدر ہے ساتھ امداد کے سو گویا کہ دیتا تھا وہ اس کو اور حالانکہ وہ مال دار تھا جو دیتا ہے متوسط مقدرور والا سو اجازت دی حضرت ﷺ نے واسطے ہند کے بیچ لینے باقی کے وقد تقدم بیانہ اور یہ کہ اعتبار نفقہ کا ساتھ حال زوجہ کے ہے اور یہ قول حنفیہ کا ہے اور اختیار کیا ہے خصاف نے ان میں سے کہ وہ معتبر ہے ساتھ حال مرد اور عورت دونوں کے یعنی دونوں کے حال کے موافق خرچ چاہیے، کہا صاحب ہدایہ نے کہ اسی پر ہے فتویٰ اور حجت اس میں جوڑنا ہے قول اللہ تعالیٰ کے کا ﴿لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ﴾ ساتھ اس حدیث کے اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ اعتبار خاوند کے حال کا ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ آیت کے اور یہ قول بعض حنفیہ کا ہے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ اولاد کا بشرط حاجت کے اور اصح نزدیک شافعیہ کے اعتبار چھوٹی ہونے عمر کے کا ہے یا لنگڑے ہونے کا ہے اور یہ کہ واجب ہے نفقہ عورت کے خادم کا خاوند پر کہا خطابی نے اس واسطے کہ ابوسفیان اپنی قوم کا رئیس تھا اور بعید ہے کہ اپنی عورت اور اولاد کو نفقہ نہ دے سو گویا کہ دیتا تھا وہ ہند کو بقدر اس کے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کفایت کرے سوائے اس کے خادم کے سو منسوب کیا اس کو ہند نے طرف نفس اپنے کی اس واسطے کہ اس کا خادم اس کے عیال میں داخل ہے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ استدلال کیا جائے واسطے اس کے ساتھ قول اس کے کی بعض طریقوں میں ان اطعم من الذی له عیالنا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے نفقہ بیٹی کا باپ پر اگرچہ بیٹا بڑا ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور نہیں ہے عام ہونا فعلوں میں سو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول اس کے کی بیٹے میرے یعنی جو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور نہ سب بیٹے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جس کا کسی دوسرے پر حق ہو اور وہ اس کے پورا لینے سے عاجز ہو تو جائز ہے یہ کہ اس کے مال سے بقدر اپنے حق کے لے لے بغیر اس کی اجازت کے اور یہ قول شافعی رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا ہے اور نام رکھا جاتا ہے اس کا مسئلہ ظفر کا اور راجح نزدیک ان کے یہ ہے کہ اپنے حق کی غیر جنس نہ لے مگر جب کہ اپنے حق کی جنس مشکل ہو اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منع مطلق آیا ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ اپنے حق کی جنس لے غیر جنس نہ لے مگر چاندی سونا بدلے ایک دوسرے کے اور مالک رحمہ اللہ سے بھی ایسی ہی تین روایتیں ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ سے مطلق منع آیا ہے کہا خطابی نے کہ ہند کی حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے لینا جنس کا اور غیر جنس کا اس واسطے کہ گھر بخیل کا نہیں جامع

ہوتا ہے ہر چیز کو جس کی حاجت ہو نفقہ اور لباس وغیرہ خرچ لازم سے اور البتہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے مال سے کفایت لینے کی مطلق اجازت دی اور دلالت کرتا ہے اس کے قول کے صحیح ہونے پر قول اس کا دوسرے طریق میں کہ نہیں داخل کرتا مجھ پر جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے۔ میں نے کہا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس نے اس کا کہ بخیل کا گھر ہر چیز محتاج الیہ کا جامع نہیں ہوتا اس واسطے کہ نفی کی ہے کفایت کی مطلق سو شامل ہوگی ہر چیز کو جس کی حاجت ہو اور جس کی حاجت نہ ہو اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ بخیل کا گھر ایسا ہوتا ہے تو یہ اسی طرح ہے لیکن کہاں سے ہے واسطے اس کے یہ کہ ابوسفیان کا گھر اس طرح تھا اور جو ظاہر ہوتا ہے سیاق قصے سے یہ ہے کہ ابوسفیان کا گھر ہر چیز محتاج الیہ کا جامع تھا لیکن نہ ممکن تھا اس کو لینا اس سے مگر اسی قدر جس کی طرف اس نے اشارہ کیا سو اس نے اجازت مانگی کہ اس سے زیادہ لے بغیر اس کے علم کے اور البتہ توجیہ کی ہے ابن منیر نے قول اس کے کی کہ ہند کے قصے میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے حق دار کے کہ لے غیر جنس حق اپنے سے ساتھ اس حیثیت کے کہ محتاج ہو طرف تقویم یعنی قیمت کرنے کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اجازت دی ہند کو کہ اپنے واسطے اور اپنے عیال کے واسطے قدر واجب کو مقرر کرے اور یہی ہے ہو بہو قیمت کرنی بلکہ وہ اس سے دقیق تر ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ واسطے عورت کے داخل ہے قائم ہونے میں اپنی اولاد پر اور ان کی کفایت میں اور بیچ خرچ کرنے کے اوپر ان کے اور یہ کہ جائز ہے اعتماد کرنا عرف پر ان کاموں میں کہ نہیں مقرر ہوئی ہے اس میں کوئی شرع کی طرف سے اور کہا قرطبی نے کہ اس میں اعتبار عرف کا ہے شرعی کاموں میں برخلاف اس شخص کے جو اس سے انکار کرتا ہے لفظ میں اور عمل کرتا ہے ساتھ اس کے معنی میں اور شافعیہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کرتے ہیں عمل کرنے سے ساتھ عرف کے جب کہ معارض ہو اس کو نص شرعی اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے قضاء کے غائب پر اور اسی طرح باب باندھا ہے، بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کما سیاتی ذکرہ اور وارد کی ہے یہ حدیث کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے اور مجھ کو حاجت ہے کہ اس کے مال میں سے لوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لیا کر جو تجھ کو اور تیری اولاد کو کفایت کرے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علماء کی ایک جماعت نے شافعیہ وغیرہ سے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اس مسئلے کے یہاں تک کہ کہا رافعی نے بیچ قضاء کرنے کے غائب پر کہ حجت پکڑی ہے اوپر حنفیوں کے کہ وہ منع کرتے ہیں قضاء کو غائب پر ساتھ قصے ہند کے اور تھا یہ قضاء کرنا حضرت ﷺ سے اس کے خاوند پر اور حالانکہ وہ غائب تھا، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور نہیں صحیح ہے استدلال کرنا اس واسطے کہ یہ قصہ مکے میں تھا اور ابوسفیان وہاں حاضر تھا اور شرط قضاء کرنے کی غائب پر یہ ہے کہ ہو غائب شہر سے چھپا ہو اس کی تلاش نہ ہو سکتی ہو اور یہ شرط ابوسفیان میں موجود نہ تھی سو نہیں ہے یہ قضاء غائب پر بلکہ وہ فتویٰ دینا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مراد نہیں کہ قصہ ہند کا ابوسفیان پر قضاء تھا

اس حال میں کہ وہ غائب تھا بلکہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس قصے کے اوپر صحیح ہونے قضاء کے غائب پر اگرچہ نہ تھی قضاء غائب پر ساتھ شرط اپنی کے بلکہ جب ابوسفیان ہند کے ساتھ مجلس میں حاضر نہ تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی کہ بقدر کفایت کے اس کے مال سے لے لیا کرے بغیر اس کے علم کے تو ہوگی ایک قسم قضاء غائب پر سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ محتاج ہے کہ اس کا جواب دے اور مبنی ہے اس خلاف پر یہ کہ جب باپ غائب ہو یا باز رہے خرچ کرنے سے اپنی چھوٹی اولاد پر تو اجازت دے قاضی واسطے ماں کے بیچ لینے کے باپ کے مال سے اگر ممکن ہو یا بیچ قرض یعنی کے اوپر اس کے اور خرچ کرنے کے چھوٹی اولاد پر جب کہ ہو ماں میں لیاقت اور کیا بغیر اجازت سے قاضی کے اس کو باپ کے مال سے لینا جائز ہے یا نہیں اس میں دو وجہیں ہیں مبنی ہیں خلاف پر ہند کے قصے میں سو اگر یہ فتویٰ تھا تو جائز ہے اس کو لینا بغیر اجازت قاضی کے اور اگر قضاء تھا تو نہیں جائز ہوگا مگر ساتھ اجازت قاضی کے اور ترجیح دیتا ہے اس کو کہ یہ قضا تھی نہ فتویٰ تعبیر کرنا ساتھ صیغے امر کے جس جگہ ہند کو فرمایا کہ خذی یعنی لے لیا کر اور اگر فتویٰ ہوتا تو مثلا یوں فرماتے لا حرج علیك اذا اخذت اور اس واسطے کہ اغلب حضرت ﷺ کے تصرفات سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم ہے اور ترجیح دیتا ہے اس کو کہ وہ فتویٰ تھا واقع ہونا استفہام کا اس قصے میں ہند کے قول میں هل علی جناح کہ کیا مجھ پر گناہ ہے اور اس واسطے کہ اس کے اندازے کو اس کے سپرد کیا اور اگر قضاء ہوتی تو اس کو مدعی کے سپرد نہ کرتے اور اس واسطے کہ نہ حضرت ﷺ نے اس سے اس کے دعویٰ پر قسم لی اور نہ اس کو گواہ کی تکلیف دی اور جواب یہ ہے کہ اس سے قسم اور گواہ نہ لینے میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے یہ کہ حکم کرے ساتھ علم اپنے کے سو گویا کہ حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچی ہے اور استفہام سے یہ جواب ہے کہ نہیں ہے اس میں استحالہ اس شخص سے جو حکم کا طالب ہو اور تفویض قدر استحقاق سے یہ جواب ہے کہ مراد وہ چیز ہے جو عرف کی طرف سپرد ہے اور باقی بحث اس کی کتاب الاحکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا بعض نے کہ مشکل ہے استدلال کرنا بخاری رحمہ اللہ کا ساتھ اس حدیث کے اوپر مسئلے ظفر کے کتاب الاشخاص میں جس جگہ کہ اس نے یہ باب باندھا ہے قصاص المظلوم اذا وجد مال ظالمه اور استدلال کرنا اس کا ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قضاء کے غائب پر اس واسطے کہ استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مسئلے ظفر کے نہیں ہوتا مگر بنا بر اس کے کہ مسئلہ ہند کا تھا بطور فتویٰ کے اور استدلال کرنا ساتھ اس کے اوپر مسئلے قضاء کے غائب پر نہیں ہوتا ہے مگر بنا بر اس قول کے کہ وہ حکم تھا اور جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ہر حکم کہ صادر ہو شارع سے سو اُتارا جاتا ہے وہ بجائے فتویٰ دینے کے ساتھ اس حکم کے ایسے واقع میں پس صحیح ہوگا استدلال ساتھ اس قصے کے واسطے دونوں مسئلوں کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ.

نگہبانی کرنا عورت کا اپنے خاوند کے مال کی اور نفقہ کی۔

فائدہ: مراد ساتھ ذات الید کے مال ہے اور عطف نفقہ کا اوپر اس کے عطف خاص کا ہے عام پر اور لفظ علیہ کا زیادہ ہے۔

٤٩٤٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَآءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْآخَرُ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ. وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۹۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں میں قریش کی عورتیں بہتر ہیں مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والیں اپنے خاوند کے مال کی اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے مسلم میں بیان سبب اس حدیث کا کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی بہن بیوہ ہوگئی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کا پیغام کیا اور چاہا کہ اس سے نکاح کریں تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور میں عیال دار ہوں یعنی میرے لڑکے نہایت چھوٹے چھوٹے ہیں میں نہیں چاہتی کہ آپ کے بستر پر روئیں چلائیں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور تمام عرب کی عورتوں کی تعریف کی اور ام ہانی رضی اللہ عنہا کا عذر پسند کیا معلوم ہوا کہ عورت میں یہی بڑی خوبی ہے کہ درد والی ہو اور لڑکوں کو اچھی طرح پالے اور اپنے خاوند کے مال کو ضائع نہ ہونے دے، اس حدیث کی شرح نکاح کے اول میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ. عورت کو دستور کے موافق کپڑا دینا۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو دراز ہے حج کی صفت میں اور منجملہ اس کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ ڈرتے رہو اللہ سے عورتوں کے مقدمے میں اور ان کا تم پر دستور کے موافق کھانا کپڑا دینے کا حق ہے لیکن چونکہ وہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اس کی طرف اشارہ کر دیا اور استنباط کیا حکم کو اور حدیث سے جو اس کی شرط پر تھی اور وہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی ہے حلہ سیراء میں۔

٤٩٤٧ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ

۴۹۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جوڑا ریشمی لایا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا میں نے اس کو پہنا سو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غضب

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ آتَى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں بانٹا۔

فائدہ: مراد عورتوں سے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں مع قرابتی عورتوں کے جیسے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی ماں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی وغیرہ منکوحہ عورتیں مراد نہیں ہیں اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا ان کی کوئی بیوی نہ تھی اور شرح میں ہے آتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ مد کے بمعنی اعطی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر بغل گیر ہے اعطی اھدی کے معنی کو یعنی تحفہ دیا اسی واسطے متعدی کیا ہے اس کو ساتھ مالی کے اور حلہ کے معنی ہیں جوڑا یعنی چادر اور تہہ بند اور سیراء ایک قسم ہے ریشمی کپڑے کی ابن منیر نے کہا کہ وجہ مطابقت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ ہے کہ جو حاصل ہوا اس جوڑے سے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹکڑا تھا سو وہ راضی ہوئیں ساتھ اس کے بطور میانہ روی کے باعتبار حال کے نہ بطور اسراف کے اور بہر حال حکم مسئلے کا سو کہا ابن بطال نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ واسطے عورت کے ساتھ نفقہ کے خاوند پر کپڑا اس کا ہے بطور واجب ہونے کے اور ذکر کیا ہے بعض نے کہ لازم ہے مرد پر کہ پہنائے اس کو کپڑوں سے ایسا اور صحیح اس میں یہ ہے کہ سب شہروں کے لوگوں کو ایک طور پر محمول نہ کیا جائے اور یہ کہ ہر شہر والوں پر وہ چیز ہے جو ان کی عادت میں جاری ہو بقدر اس چیز کے کہ خاوند اس کی طاقت رکھے بقدر کفایت کے واسطے عورت کے اور بقدر فراخی اور تنگی مرد کے اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے طرف رد کی شافعیوں پر وقد تقدم البحث فی ذلك قریبا اور کپڑا بھی اس کے معنی میں ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ وَلَدِهٖ.

مدد کرنا عورت کا اپنے خاوند کو اس کی اولاد میں۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ اس نے عورت شوہر دیدہ سے نکاح کیا تا کہ ان کے سر پر قائم ہو اور ان کو سنوارے شاید کہ اس نے استنباط کیا ہے قائم ہونا عورت کا اپنے خاوند کی اولاد پر قائم ہونے عورت جابر رضی اللہ عنہ کے سے اس کی بہنوں پر اور وجہ اس کی اس سے ساتھ طریق اولیٰ کے ہے کہا ابن بطال نے اور نہیں واجب ہے مدد کرنا عورت کا اپنے خاوند کو اس کی اولاد میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خوب گزران اور نیک عورتوں کی خو سے ہے اور کیا خاوند کی خدمت عورت پر لازم ہے یا نہیں اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

۴۹۴۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هَلَكَ أَبِيْ وَتَرَكَ

۴۹۴۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور اس نے سات یا نو لڑکیاں چھوڑیں سو میں نے ایک عورت شوہر دیدہ سے نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ

سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ عَبْدَ اللهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ وَإِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللهُ لَكَ أَوْ قَالَ خَيْرًا.

اے جابر! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کنواری سے یا شوہر دیدہ سے؟ میں نے کہا بلکہ شوہر دیدہ سے، فرمایا کیوں نہ نکاح کیا تو نے کنواری سے جو تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا؟ میں نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی میرا باپ مر گیا اور اس نے لڑکیاں چھوڑیں اور میں نے برا جانا کہ لاؤں ان کے پاس جوان کی مانند یعنی نادان، ناتجربہ کار عورت سے نکاح کروں سو میں نے نکاح کیا اس عورت سے کہ ان کے سر پر قائم ہو یعنی اور ان کی خبر لے اور ان کو سنوارے سو فرمایا کہ اللہ تیرے واسطے برکت کرے یا فرمایا تجھ کو نیکی دے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهٖ

خرچ کرنا تنگ دست کا اپنے گھر والوں پر۔

٤٩٤٩ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ فَأَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ هَا أَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلٰى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۹۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیوں کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گردن آزاد کر اس نے کہا کہ گردن میرے پاس نہیں فرمایا سو روزے رکھ دو مہینے کے پے در پے اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا پس ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا اس نے کہا کہ میں نہیں پاتا یعنی کھانا ساٹھ مسکینوں کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں ہے پوچھنے والا اس نے کہا خبردار وہ میں ہوں فرمایا کہ اس کے ساتھ صدقہ کر اس نے کہا یا حضرت! کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر سو قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے ہم سے زیادہ تر محتاج نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا.

یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے فرمایا سو اب تم ہی اس صدقے کے مستحق ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ وجہ لینے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ مباح کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے کھلانا کھجوروں کا اپنے گھر والوں کو اور نہ فرمایا اس کو کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ کفارے سے اس واسطے کہ البتہ متعین ہوا اس پر فرض ہونا نفقہ کا اپنے گھر والوں پر ساتھ موجود ہونے کھجوروں کے اور وہ لازم تر ہے واسطے اس کے کفارے سے اسی طرح کہا ہے اس نے اور یہ مشابہ ہے دعویٰ کے سو محتاج ہے طرف دلیل کی اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ لینا ترجمہ کا اس جہت سے ہے کہ اس نے اپنے گھر والوں کے نفقہ کے ساتھ اہتمام کیا اس واسطے کہ جب اس سے کہا گیا کہ خیرات کر ساتھ اس کے تو اس نے کہا کہ کیا ہم سے زیادہ تر محتاج پر سو اگر نہ ہوتا اہتمام اس کا ساتھ نفقہ اہل اپنے کے تو البتہ جلدی کرتا اور صدقہ کرتا۔ (فتح)

بَابُ ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْءٌ ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾.

اور وارث پر ہے مثل اس کی یعنی جس بچے کا باپ مر گیا ہو اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے وارث پر ہے اور کیا لازم ہے عورت پر اس سے کچھ چیز یعنی بچے کے دودھ پلانے کا ماں پر کچھ حق نہیں اور بیان کی ہے اللہ نے مثل دو مردوں کی ایک دونوں میں گونگا ہے اور وہ بھاری ہے اپنے مالک پر آخر آیت تک استدلال کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس آیت کے اوپر نہ واجب ہونے اجرت دودھ پلانے کے ماں پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے جس کا ملخص یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ کیا مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ﴾ سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لازم ہے اس پر کہ نہ ضرر کرے اور یہی قول ہے شعبی اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا کہا انہوں نے اور نہیں ہے تاوان کسی وارث پر اور نہیں لازم ہے اس پر نفقہ مورث کے بچے کا اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ لازم ہے اس شخص پر جو باپ کا وارث ہو مثل اس چیز کی کہ لازم تھی باپ پر اجرت رضاع سے جب کہ بچے کا کچھ مال نہ ہو پھر اختلاف ہے اس میں کہ وارث سے کیا مراد ہے سو کہا حسن رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ہر شخص ہے جو باپ کا وارث ہو مردوں اور عورتوں سے اور یہ قول احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے ساتھیوں نے کہ وہ شخص وہ ہے جو ہو ذو رحم محرم لڑکے کا سوائے اپنے غیر کے اور کہا قبیصہ نے کہ وہ خود لڑکا ہے اور کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ جب ماں اور چچا پیچھے رہے تو ہر ایک پر ہے دودھ پلانا بچے کا

بقدر اس چیز کے کہ وارث ہوتا ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہے ثوری رحمۃ اللہ علیہ ، کہا ابن بطال نے اور طرف اسی قول کی اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قول اپنے کے اور کیا ہے عورت پر اس سے کچھ چیز پھر اشارہ کیا طرف رد کرنے اس کے کی ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ﴾ سو اس نے اشارہ کیا کہ عورت بہ نسبت وارث کی بجائے گونگے کے ہے بولنے والے سے اور البتہ روایت کیا ہے طبری نے ان اقوال کو ان کے قائل سے اور سبب اختلاف کا حمل کرنا مثلیت کا ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے مثل ذلک اوپر تمام اس چیز کے کہ گزری یا بعض اس کے کی اور جو پہلے گزرا ہے دودھ پلانا ہے اور خرچ کرنا اور کپڑا پہنانا اور نہ ضرور دینا، کہا ابن عربی نے کہ کہا ایک گروہ نے کہ نہیں پھرتا طرف تمام کی بلکہ طرف اخیر کی یعنی نہ ضرر دینا اور یہی ہے اصل اور جو دعویٰ کرے کہ وہ سب کی طرف پھرتا ہے تو اس پر ہے دلیل اس واسطے کہ اشارہ ساتھ مفرد کے ہے اور اقرب مذکور وہ عدم اضرار ہے یعنی نہ ضرر دینا پس راجح ہے حمل کرنا اوپر اس کے پھر وارد کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیچ سوال کرنے اس کے کی کہ کیا واسطے میرے اجر ہے بیچ خرچ کرنے کے اپنی اولاد پر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور نہ تھا واسطے ان کے مال سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ واسطے اس کے اجر ہے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ عورت کے گھر کا خرچ نہیں واجب ہے عورت پر اس واسطے کہ اگر عورت پر واجب ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کے واسطے بیان کرتے اور اسی طرح ہے قصہ ہند عتبہ کی بیٹی کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اس کو بیچ لینے نفقہ اپنے گھر کے باپ کے مال سے سو دلالت کی اس نے کہ نفقہ گھر کا صرف باپ پر واجب نہیں سو مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ جب نہیں لازم ہے ماں پر نفقہ اولاد کا باپ کی زندگی میں تو یہی حکم بدستور ہے بعد باپ کے اور قوی کرتا ہے اس کو قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ یعنی کھانا ماؤں کا اور کپڑا ان کا بسبب دودھ پلانے ان کے ہے اولاد کو سو کس طرح واجب ہوگا واسطے ان کے اول آیت میں اور واجب ہوگا اوپر ان کے نفقہ بیٹوں کا آخر آیت میں اور بہر حال قول قبیصہ کا سو رد کرتا ہے اس کو یہ کہ لفظ وارث کا شامل ہے اولاد وغیرہ کو سو نہ خاص کیا جائے گا ساتھ اس کے ایک وارث سوائے دوسرے وارث کے مگر ساتھ حجت کے اور اگر بچہ مراد ہوتا تو کہا جاتا وعلی المولود اور لیکن قول حنفیہ کا پس لازم آتا ہے اس سے کہ نفقہ واجب ہے ماموں پر واسطے بھانجی اپنی کے اور نہیں واجب ہے چچا پر واسطے بھتیجے اپنے کے اور یہ تفصیل ہے کہ نہیں ہے اس پر دلالت کتاب سے اور نہ سنت سے اور نہ قیاس سے کہا ہے اس کو اسماعیل قاضی نے اور بہر حال قول حسن رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعداروں کا سو تعاقب کیا گیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ پس جب واجب ہوا باپ پر خرچ کرنا اس عورت پر جو دودھ پلائے اس کے بچے کو تا کہ غذا دیا جائے اور پرورش پائے تو اسی طرح واجب ہے باپ پر جب کہ دودھ چھوڑائے سو غذا دے اس کو ساتھ طعام کے جیسے کہ غذا دیتا تھا اس

کو ساتھ دودھ پلانے کے جب تک چھوٹا تھا اور اگر واجب ہوتا مثل اس کی وارث پر تو البتہ واجب ہوتا جب مر جائے مرد حامل سے یہ کہ لازم ہو عصبہ پر خرچ کرنا اور پر عورت کے بسبب اس چیز کے کہ اس کے پیٹ میں ہے اور اسی طرح لازم آتا ہے حنفیوں پر لازم کرنا نفقہ کا ہر ذی رحم محرم پر اور کہا ابن منیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مقصود بخاری رحمہ اللہ کا رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے یہ کہ واجب ہے ماں پر نفقہ اپنی اولاد کا اور دودھ پلانا اس کو اس کے باپ کے بعد واسطے داخل ہونے باپ کے وارث کے عموم میں سو بیان کیا اس نے کہ ماں بھاری تھی باپ پر واجب تھا نفقہ اس کا اوپر اس کے اور جو دراصل کل ہو نہ قادر ہو کسی چیز پر غالبًا تو کس طرح متوجہ ہوتا ہے اس پر کہ خرچ کرے غیر پر اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث صریح ہے اس میں کہ خرچ کرنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اپنی اولاد پر بطور فضل اور نفل کے ہے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں واجب ہے عورت پر نفقہ اولاد کا اور بہر حال قصد ہند کا پس ظاہر ہے بیچ ساقط ہونے نفقہ کے عورت سے باپ کی زندگی میں سو بدستور رہے گا یہ اصل بعد مرنے باپ کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ باپ کی زندگی میں جو عورت سے نفقہ ساقط ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باپ کے گم ہونے کے بعد بھی ماں سے نفقہ ساقط ہو نہیں تو گم ہو قیام ساتھ مصالح ولد کے ساتھ گم ہونے باپ کے پس احتمال ہے کہ ہو مراد بخاری رحمہ اللہ کی پہلی حدیث سے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے بیچ خرچ اس کے کی اپنی اولاد پر جزء اول ترجمہ سے اور وہ یہ کہ باپ کا وارث مانند ماں کی لازم ہے اس پر نفقہ بچے کا بعد موت باپ کے اور دوسری حدیث سے جزء دوسری اور وہ یہ ہے کہ نہیں عورت پر کچھ چیز وقت موجود ہونے باپ کے اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے اس چیز کے جو باپ کے بعد ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٥٠ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.

۴۹۵۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے واسطے میرے ثواب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں یہ کہ ان پر خرچ کروں اور ان کو کھلاؤں اور نہیں میں چھوڑنے والی ان کو اس طرح اس طرح؟ یعنی محتاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تو میرے بیٹے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں واسطے تیرے ثواب ہے اس چیز کا جو تو نے ان پر خرچ کی۔

٤٩٥١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ هِنْدُ يَا

۴۹۵۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے کہا یا حضرت! ابو سفیان مرد بخیل ہے سو کیا ہے مجھ پر گناہ یہ کہ لوں اس کے مال سے جو مجھ کو اور میری اولاد کو کفایت کرے؟

رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَّالِهٖ مَا يَكْفِيْنِيْ وَبَنِيَّ قَالَ خُذِيْ بِالْمَعْرُوْفِ.

فرمایا کہ لے لیا کر دستور کے موافق۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ.

باب ہے بیچ بیان قول حضرت ﷺ کے کہ جو شخص کہ چھوڑ جائے چیز بھاری یعنی قرض اور عیال یا عیال ضائع ہونے والا تو میری طرف ہے رجوع کرنا اس کا یعنی میں اس کا قرض ادا کروں گا اور اس کے عیال کی غم خواری کروں گا۔

فائدہ: عیال ضائع ہونے والا یعنی اگر کوئی خبر نہ لے تو ہلاک ہو جائے اور کل اور ضیاع کی تفسیر کفالہ اور استقراض میں گزر چکی ہے۔

٤٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهٗ تَرَكَ وَفَآءً صَلّٰى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَآؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ.

۴۹۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اول اسلام میں معمول تھا کہ حضرت ﷺ کے پاس مرا ہوا مرد یعنی جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو پوچھتے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے واسطے اتنا مال چھوڑا ہے کہ قرض اس سے ادا ہو سکے؟ سو اگر کوئی آپ سے کہتا کہ اس نے اپنے قرض ادا ہونے کے برابر مال چھوڑا ہے جس سے قرض ادا ہو سکے تو اس کے جنازے کی نماز پڑھتے نہیں تو مسلمانوں سے فرماتے کہ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو پھر جب اللہ نے آپ پر فتوحات کھولیں یعنی ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ لگیں تو فرمایا کہ میں قریب ہوں مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے زیادہ سو جو کوئی مسلمانوں میں سے مر جائے اور اپنے اوپر قرض چھوڑے تو اس کا ادا کرنا مجھ پر لازم ہے اور جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے۔

فائدہ: بہر حال لفظ ترجمہ کا سو وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استقراض میں ابو حازم کے طریق سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ جو مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو کل یعنی عیال

چھوڑے تو وہ ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے اور عبدالرحمن کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو دین یا ضیاع چھوڑے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے یعنی وکیل اس کا کہ میں ہوں کارساز اس کا وتقدم شرح الحدیث فی الکفالۃ ویاتی الباقی فی الفرائض انشاء اللہ تعالی اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی داخل کرنے اس کے سے نفقے کے بابوں میں اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ جو مر جائے اور اس کے واسطے اولاد ہو اور ان کے واسطے کوئی چیز نہ چھوڑے تو واجب ہے خرچ ان کا مسلمانوں کے بیت المال میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ.

دودھ پلانے والیاں آزاد لونڈیوں سے اور جوان کے سوائے ہیں یعنی آزاد عورتوں سے۔

٤٩٥٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ وَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي فَقَالَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا بِنْتُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ.

۴۹۵۳۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کو چاہتی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں میں آپ کو اپنے سوائے اور بیویوں سے خالی نہیں پاتی یعنی فقط میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں کہ مجھ کو رشک آئے بلکہ میرے سوا اور بھی آپ کی بہت بیویاں ہیں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے فرمایا کہ بے شک یہ میرے واسطے حلال نہیں تو میں نے کہا یا حضرت! ہم سنتے ہیں کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا کہ ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری بیوی کی لڑکی میری گود کی پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میری دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اے بیویو! اپنی لڑکیوں اور اپنی بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو اور کہا شعیب نے زہری سے کہا عروہ نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بے شک یہ میرے واسطے حلال نہیں یعنی اس واسطے کہ بیوی کی زندگی میں سالی سے نکاح کرنا

درست نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اگر درہ میری بیوی کی بیٹی میری گود کی پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی یعنی یہ چرچا غلط ہے کہ اول تو درہ میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے اگلے خاوند سے دوسری دودھ کے رشتے سے میری بھتیجی ہے نکاح کی کون صورت ہے اور یہ جو فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثبوت مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیچ اس کے تا کہ مترتب ہو اس پر حکم اس واسطے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال ہے اگر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ آپ کا دودھ شریک بھائی نہ ہوتا اس واسطے کہ وہ ربیبہ نہیں برخلاف ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہو وقد تقدم شرح الحدیث مستوفی فی کتاب النکاح اور قول راوی کا اس کے اخیر میں کہا شعیب نے زہری سے کہا عروہ نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ ذکر کرنے اس کے کی اس جگہ ظاہر کرنا اس بات کا ہے کہ ثویبہ آزاد شدہ لونڈی تھی تا کہ مطابق ہو ترجمہ کے اور وجہ وارد کرنے اس کے کی نفقوں کے بابوں میں اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ بچے کو دودھ پلانا ماں پر لازم نہیں بلکہ جائز ہے واسطے اس کے کہ دودھ پلائے اور جائز ہے کہ نہ پلائے اور جب دودھ پلانے سے باز رہے تو جائز ہے واسطے باپ کے یا ولی کے یہ کہ دودھ پلائے بچے کو ساتھ اجنبی عورت کے آزاد ہو یا لونڈی اجرت کے ساتھ پلائے یا بطور احسان کے اور اجرت داخل ہوتی ہے نفقہ میں اور کہا ابن بطال نے کہ ابتدا میں عرب لوگ لونڈیوں سے دودھ پلوانے کو برا جانتے تھے اور عربی آزاد عورت کے دودھ پلانے میں رغبت کرتے تھے واسطے نجابت بچے کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ البتہ آپ نے دودھ پیا ہے غیر عرب سے اور نجیب اور شریف ہوئے اور یہ کہ لونڈیوں کا دودھ پینا مکروہ نہیں اور یہ معنی خوب ہیں لیکن نہیں فائدہ دیتی جواب کو اس سوال سے جو میں نے وارد کیا اور اسی طرح قول ابن منیر کا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حرمت رضاع کی پھیل جاتی ہے برابر ہے کہ دودھ پلانے والی عورت ہو یا لونڈی، واللہ اعلم۔ (فتح)
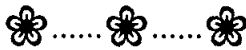
بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ کتاب ہے بیچ بیان اقسام کھانوں کے اور احکام ان کے

فائدہ: اطعمہ طعام کی جمع ہے اور طعام وہ چیز ہے جو کھائی جائے اور کبھی خاص کرتے ہیں اس کو ساتھ گندم کے اور طعم ساتھ فتحہ ط کے چکھنا ہے شیرینی وغیرہ کا اور ساتھ ضمہ کے کھانا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی اور اللہ کے اس قول میں کہ کھاؤ ستھری چیزیں جو تم نے کمائیں اور فرمایا کہ کھاؤ ستھری چیزوں سے اور عمل کرو نیک۔

فائدہ: اکثر روایتوں میں دوسری آیت میں انفقوا ہے بدلے کلوا کے موافق تلاوت کے اور بعض روایتوں میں کلوا واقع ہوا ہے اور یہ غلطی ہے ناسخ کی اور طیبات جمع طیبہ کی اور بولا جاتا ہے طیبہ لذت دار چیز پر جس میں ضرر نہ ہو اور پاک چیز پر بھی اور اس چیز پر جس میں ایذا نہ ہو اور حلال پر بھی سو قسم اول سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ اور یہی ہیں معنی راجح اس کی تفسیر میں اس واسطے کہ اگر مراد حلال چیز ہوتی تو نہ زیادہ کیا جاتا جواب سوال پر اور دوسری قسم سے ہے قول اللہ کا ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ اور تیسری قسم سے ہے هٰذَا يَوْمٌ طَيِّبٌ وَهٰذِهٖ لَيْلَةٌ طَيِّبَةٌ اور چوتھی قسم سے ہے آیت دوسری جو ترجمہ باب میں ہے سو البتہ گزر چکی ہے تفسیر اس کی زکوٰۃ میں کہ مراد ساتھ تجارت کے حلال ہے اور نیز آتی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اس کے جید چیز ہے واسطے قرین ہونے اس کے ساتھ نہی کے خرچ کرنے سے خبیث چیز سے اور مراد ساتھ اس کے ردی ہے اسی طرح تفسیر کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوع ذکرہ فی باب نعليق القنو فی المسجد اور واضح تر اس سے جو متعلق ہے ساتھ اس ترجمہ کے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ترمذی نے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم کھجوروں کے باغ والے تھے سو تھا مرد گچھہ لاتا اور اس کو مسجد میں لٹکاتا اور تھا بعض مرد جو نیکی میں رغبت نہ کرتا ردی کھجور لاتا سو اس کو لٹکاتا سو اتری یہ آیت ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ

تُنْفِقُوْنَ﴾ پھر اس کے بعد یہ دستور ہوا کہ جو عمدہ چیز مرد کے پاس ہوتی اس کو لاتا اور ابوداؤد میں سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ تھے قصد کرتے لوگ بدتر ردی کھجوروں کا پھر نکالتے اس کو صدقے میں سو اتری یہ آیت اور نہیں ہے درمیان تفسیر طیب کی اس آیت میں ساتھ حلال کے اور ساتھ اس چیز کے کہ اس سے لذت طلب کی جاتی ہے منافات اور نظیر اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿یَحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ اور البتہ ٹھہرایا ہے اس کو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اصل بیچ حرام کرنے اس چیز کے کہ خبیث جانتے ہیں اس کو عرب اس قسم سے کہ نہیں وارد ہوئی ہے اس میں نص ساتھ شرط کے جس کا بیان آئندہ آئے گا اور شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جس جگہ کہ وارد کیا ہے ان آیتوں کو تلمیح کی ہے ساتھ اس حدیث کے جو روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ پاک ہے نہیں قبول کرتا مگر پاک چیز کو اور بے شک اللہ نے حکم کیا ہے مسلمانوں کو جو حکم کیا ہے پیغمبروں کو سو فرمایا کے اے رسولو! کھاؤ پاک اور ستھری چیزوں سے اور عمل کرو نیک اور کہا اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی، الحدیث اور شاید یہ حدیث جب کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر تھی تو اقتصار کیا اوپر وارد کرنے اس کے ترجمہ میں کہا ابن بطال نے کہ نہیں اختلاف اہل تاویل کو اس آیت میں ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ کہ اتری یہ اس شخص کے حق میں جس نے حرام کیا تھا اپنے نفس پر لذیذ طعام کو اور لذت دار چیزوں کو جو مباح ہیں پھر ذکر کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین حدیثوں کو جو متعلق ہیں ساتھ بھوک اور پیٹ بھر کر کھانے کے۔ (فتح)

٤٩٥٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ قَالَ سُفْيَانُ وَالْعَانِي الْأَسِيْرُ.

۴۹۵۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی اور چھڑاؤ قیدی کو کہا سفیان نے کہ عانی کے معنی ہیں قیدی۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ امر اس جگہ واسطے ندب کے ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے بعض احوال سے اور یہ جو حکم فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اس واسطے کہ جب تک کہ پیٹ نہیں بھرا تو صفت بھوکے کی قائم ہے ساتھ اس کے اور حکم ساتھ کھلانے اس کے کی بدستور ہے اور کہا گیا ہے واسطے قیدی کے عانی عنی یعنو سے جب کہ جھکے۔ (فتح)

٤٩٥٥ ۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا

۴۹۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ.

حضرت ﷺ کے لوگوں نے کھانے سے تین دن پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا حضرت ﷺ نے اور نہ آپ کے گھر والوں نے تین دن پے در پے اور ایک روایت میں میں تین راتوں کا ذکر آیا ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مراد ساتھ دنوں کے اس جگہ ساتھ راتوں انہی کے ہیں اور پیٹ بھر کر کھانا جو نفی کیا گیا ہے وہ ساتھ قید پے در پے ہونے کے ہے نہ مطلق اور لیا جاتا ہے مقصود اس کا کہ جائز ہے کھانا پیٹ بھر کر فی الجملہ مفہوم سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ سبب نہ سیر ہونے ان کے کا غالباً بسبب کم ہونے چیز کے ہے نزدیک ان کے علاوہ ازیں کبھی وہ پاتے تھے لیکن اختیار کرتے تھے اپنے اوپر غیروں کو اور رقاق میں آئے گا کہ نکلے حضرت ﷺ دنیا سے اور حالانکہ نہیں سیر ہوئے جو کی روٹی سے ویاتی بسط القول فی شرحه فی کتاب الرقاق انشاء اللّٰه تعالٰی۔

٤٩٥٦ - وَعَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَصَابَنِيْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهٗ آيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَدَخَلَ دَارَهٗ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِيْ مِنَ الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِيْ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَقَامَنِيْ وَعَرَفَ الَّذِيْ بِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلٰى رَحْلِهٖ فَأَمَرَ لِيْ بِعُسٍّ مِّنْ لَّبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا أَبَا هِرٍّ فَعُدْتُّ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُّ فَشَرِبْتُ حَتَّى اسْتَوٰى بَطْنِيْ فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ أَمْرِيْ

۴۹۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو سخت مشقت پہنچی یعنی بھوک سے تو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے اس کو سوال کیا کہ قرآن کی ایک آیت معین مجھ پر پڑھے یعنی بطور استفادہ کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور آیت کو مجھ پر کھولا یعنی مجھ پر پڑھا اور مجھ کو سمجھائی یعنی اور آیت پوچھنے سے میری مراد یہ تھی کہ مجھ کو کھانا کھلائیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میری مراد نہ سمجھی پھر میں تھوڑی دور چلا سو میں اپنے منہ کے بل گر پڑا مشقت بھوک کے سبب سے سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ میرے سر پر کھڑے ہیں سو فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میں نے کہا کہ بار بار حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت! اور حاضر ہوں میں سو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو کھڑا کیا اور میری بھوک کو پہچانا سو مجھ کو اپنے گھر کی طرف لے گئے اور حکم کیا کہ مجھ کو دودھ کا ایک پیالہ دیں یعنی سو مجھ کو دودھ کا پیالہ دیا سو میں

وَقُلْتُ لَهُ فَوَلَّى اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ وَاللّٰهِ لَقَدْ اسْتَقْرَأْتُكَ الْآيَةَ وَلَأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَأَنْ أَكُوْنَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لِيْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ.

نے اس سے پیا پھر فرمایا اے ابو ہریرہ پھر پی میں نے پھر پیا فرمایا پھر پی میں نے پھر پیا یہاں تک کہ میرا پیٹ تن گیا یعنی بہ سبب پر ہونے اس کے دودھ سے سو ہو گیا مانند تیر کی پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے ان کے آگے اپنا حال ذکر کیا یعنی میں بھوکا تھا اور مراد میری آیت پوچھنے سے یہ تھی کہ مجھ کو کھانا کھلائیں اور میں نے اس سے کہا کہ متولی کیا اللہ نے بھوک کے دور کرنے کا اس شخص کو کہ زیادہ تر لائق تھا ساتھ اس کے تجھ سے اے عمر! قسم ہے اللہ کی میں نے تجھ سے سوال کیا کہ قرآن کی آیت مجھ پر پڑھو اور البتہ میں زیادہ تر قاری تھا ساتھ اس کے تجھ سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی البتہ داخل کرنا میرا تجھ کو گھر میں اور کھانا کھلانا میرے واسطے بہتر تھا مجھ کو سرخ اونٹ کے ہونے سے۔

فائدہ: عس بڑے پیالے کو کہتے ہیں اور قدح کہتے ہیں تیر بے پر کو یعنی جیسے تیر سیدھا ہوتا ہے اس میں کچھ کجی نہیں ہوتی اسی طرح میرا پیٹ دودھ سے پر ہو کر سیدھا ہوا اس میں کوئی جگہ خالی نہ رہی اور مراد ساتھ جہد کے مشقت ہے اور وہ ہر چیز میں بقدر اس کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس دن روزے دار تھے اور نہ پائی انہوں نے اس دن کوئی چیز کہ اس کے ساتھ روزہ افطار کریں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پی میں نے کہا میں کوئی راہ نہیں پاتا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ حمل کی جائے مراد ساتھ نفی مساغ کے اوپر اس کے کہ جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت اس کی یہ مراد ان کی نہ تھی کہ انہوں نے زیادہ کھایا سیر ہونے سے، واللہ اعلم۔

تنبیہ: ذکر کیا میرے واسطے حلب کے ملک کے محدث نے جس کا نام برہان الدین ہے کہ کہا شیخ سراج الدین بلقینی نے کہ نہیں ان تین حدیثوں میں جو دلالت کرے اوپر طعاموں کے جن پر ترجمہ باندھا گیا ہے جس میں آیتیں مذکورہ پڑھی گئی ہیں میں نے کہا کہ یہ ظاہر ہے جب کہ ہو مراد مجرد ذکر انواع کھانے کے لیکن جب کہ ہو مراد ساتھ ان کے یہ اور جو متعلق ہے ساتھ ان کے احوال ان کے اور صفات ان کی سے تو مناسبت ظاہر ہے اس واسطے کہ منجملہ احوال ان کے کی جو پیدا ہونے والے ہیں ان سے پیٹ بھر کر کھانا ہے اور بھوکا رہنا ہے اور منجملہ صفات ان کی کے حلال ہونا اور حرام ہونا ہے اور لذیذ ہونا اور خبیث ہونا ہے اور اس قسم سے کہ پیدا ہوتا ہے ان سے کھلانا ہے اور نہ کھلانا ہے اور

یہ سب ظاہر ہے تینوں حدیثوں سے اور بہر حال آیتیں سو وہ بغل گیر ہے اجازت کو بیچ کھانے ستھری چیزوں کے سو گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ حدیثوں کے طرف اس کی کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ایک نوع کے حلال سے اور نہ لذیذ سے اور نہ ساتھ حالت پیٹ بھر کر کھانے کے اور نہ ساتھ سد رمق کے بلکہ شامل ہے اس کو بسبب وجدان کے اور بحسب حاجت کے، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ متولی ہوا اس کا یعنی مباشر ہوئے اس کے سیر کرنے میرے سے اور دفع کرنے بھوک میری کے سے رسول اللہ ﷺ اور یہ جو کہا کہ میں زیادہ تر قاری تھا ساتھ اس کے تجھ سے تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پڑھا تو توقف کیا بیچ اس کے یا بیچ کسی چیز کے اس سے تاکہ جائز ہوا واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے جو کہا اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور سرخ اونٹ اس واسطے کہا کہ اس کو فضیلت ہے اپنی سب قسموں پر اور پہلے گزر چکی ہے مناقب میں بحث بیچ تخصیص کرنے اس کے کی اور مراد کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِيْنِ.

کھانے پر بسم اللہ کہنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا۔

فائدہ: مراد ساتھ تسمیہ کے کھانے پر بسم اللہ کہنا ہے کھانے کے ابتدا میں اور صریح تر چیز جو وارد ہوئی ہے بیچ صفت تسمیہ کے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جب کوئی کھانا کھائے تو چاہیے کہ بسم اللہ پڑھے اور اگر اس کے اول میں بھول جائے تو چاہیے کہ کہے بسم اللہ اوله و آخره اور یہ جو نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ افضل یہ ہے کہ ساری بسم اللہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور اگر فقط بسم اللہ کہے تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور حاصل ہوتی ہے سنت سو میں نے اس کے اس دعوے افضلیت کی کوئی دلیل خاص نہیں دیکھی اور جو غزالی نے احیا میں کہا کہ اگر ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہے تو بہتر اور مستحب ہے کہ اول لقمے کے ساتھ بسم اللہ کہے اور دوسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم سو میں نے اس کے مستحب ہونے کے واسطے بھی کوئی دلیل نہیں دیکھی اور تکرار کی خود آپ اس نے وجہ بیان کی ہے کہ تا کہ نہ باز رکھے اس کو کھانا اللہ کے ذکر سے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے کا بیان آئندہ آتا ہے اور یہ شامل ہے اس شخص کو جو خود اپنے ہاتھ سے کھائے اور اس طرح جو اپنے ہاتھ سے نہ کھا سکے بلکہ کوئی غیر اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے کھلائے نہ بائیں ہاتھ سے۔ (فتح) اور مستحب ہے کہ پکار کر بسم اللہ کہے تا کہ دوسروں کو معلوم ہو اگر ان کو یاد نہ ہو اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ساتھ مل کر کھانے والوں سے ایک بسم اللہ کہے تو سب سے کفایت کرتی ہے۔

۴۹۵۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ

۴۹۵۷۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا کم عمر یعنی قریب بالغ ہونے سے حضرت ﷺ کی گود

سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ.

میں یعنی آپ کی پرورش میں اور کھاتے وقت میرا ہاتھ رکابی میں گھومتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! کھاتے وقت بسم اللہ کہا کر اور اپنے پاس والی طرف سے کھایا کر سو ہمیشہ رہا یہ طریقہ کھانے میرے کا اس کے بعد۔

فائدہ: تطیش یعنی حرکت کرتا تھا اور رکابی کے کناروں میں گھومتا تھا اور آئندہ باب میں یہ حدیث اس لفظ سے آئے گی کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا سو میں رکابی کے کناروں سے کھانے لگا اور یہ مفسر ہے واسطے مراد کے اور صحفہ وہ رکابی ہے جس سے پانچ آدمی سیر ہو جائیں اور وہ اکبر ہے قصعہ سے اور یہ جو کہا کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہا کر تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ کھانے کے ابتداء میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے اور اس اجماع میں نظر ہے مگر یہ کہ استحباب سے مراد یہ ہو کہ وہ راجح الفعل ہے نہیں تو ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ وہ واجب ہے اور یہ قضیہ ہے قول کا ساتھ واجب کرنے اکل کے دائیں ہاتھ سے اس واسطے کہ صیغہ امر کا ساتھ تمام کے ایک ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا تو کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ حمل کیا ہے اس کو اکثر شافعیوں نے ندب پر اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے غزالی نے پھر نووی رحمہ اللہ نے لیکن نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے رسالے میں اور دوسری جگہ میں ام سے اوپر واجب ہونے کے میں نے کہا اور اسی طرح ذکر کیا ہے صیرفی نے شرح رسالے میں اور نقل کیا ہے بویطی نے اپنے مختصر میں کہ کھانا ثرید کے سر سے اور تعریس راہ پر اور جوڑا جوڑا کھانا کھجوروں وغیرہ میں اس قسم سے کہ وارد ہوا ہے امر ساتھ ضد اس کی کے حرام ہے میں کہتا ہوں اور دلالت کرتا اس پر کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے وارد ہونا وعید کا ساتھ کھانے کے بائیں ہاتھ سے پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا فرمایا کہ تو نہ کھا سکے گا یعنی اس کو یہ بد دعاء دی کہ تو دائیں ہاتھ سے نہ کھا سکے سو اس کے بعد وہ اس کو اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا اور ثابت ہو چکی ہے نہی بائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے اور یہ کہ وہ شیطان کے کام سے ہے اور وہ مسلم وغیرہ میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ جو اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے اس کے ساتھ شیطان کھاتا ہے اور کہا طیبی نے یہ جو فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ باعث ہوتا ہے اپنے دوستوں کو آدمیوں سے اوپر اس کے تا کہ روکے ساتھ اس کے اللہ کے نیک بندوں کو اور یہ تاویل ظاہر حدیث

کے برخلاف ہے اور اولیٰ حمل کرنا حدیث کا ہے اپنے ظاہر معنی پر اور یہ کہ حقیقۃً شیطان کھاتا ہے اس واسطے کہ عقل اس کو محال نہیں جانتی اور حالانکہ ثابت ہو چکی ہے حدیث ساتھ اس کے پس نہیں حاجت ہے طرف تاویل اس کے کی اور قرطبی نے اس میں دو احتمال کو حکایت کیا ہے پھر کہا کہ قدرت اس کی صلاحیت رکھتی ہے پھر ذکر کی حدیث مسلم کی شیطان حلال جانتا ہے کھانے کو جب کہ نہ ذکر کیا جائے اس پر نام اللہ کا کہا اور یہ مراد ہے اس کے کھانے سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کھانے سے برکت اٹھائی جاتی ہے اور کہا قرطبی نے کہ قول اس کا کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ایسا کرے اس نے شیطان کے ساتھ تشبیہ کیا کہا نووی رحمہ اللہ نے اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مستحب ہے کھانا پینا دائیں ہاتھ سے اور مکروہ ہے بائیں ہاتھ سے اور اسی طرح ہر لینا اور دینا اور جیسے کہ واقع ہوا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعض طریق میں اور یہ اس وقت ہے جب کہ نہ ہو کوئی عذر بیماری یا زخم سے سو اگر ہو تو نہیں ہے کراہت کہا قرطبی نے کہ یہ امر بطور ندب کے ہے اس واسطے کہ وہ از قسم تشریف دائیں ہاتھ کے سے ہے بائیں پر اس واسطے کہ وہ قوی تر ہے غالب میں اور لائق تر ہے واسطے اعمال کے اور قادر تر ہے واسطے شغلوں کے اور وہ مشتق ہے یمن سے اور البتہ تشریف دی ہے اللہ نے بہشت والوں کو جب کہ منسوب کیا ان کو طرف یمن کی اور عکس کیا اس کا بائیں والوں میں اور بالجملہ پس دایا اور جو منسوب ہے اس کی طرف اور جو مشتق ہے اسے محمود ہے لغت میں اور شرع میں اور دنیا میں اور بائیاں اس کے برعکس ہے اور جب قرار یہ پایا تو آداب مناسب ہے واسطے مکارم اخلاق کے اور سیرت حسنہ کے نزدیک فضلاء کے خاص ہونا دائیں ہاتھ کا ہے ساتھ شریف عملوں کے اور ستھرے احوال کے کہا اس نے اور یہ امر سب محاسن مکملہ اور مکارم مستحسنہ سے ہیں اور اصل اس چیز میں کہ ہو اس باب سے ترغیب اور ندب ہے اور یہ جو فرمایا کہ کہا اپنے آگے سے تو محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو کھانا ایک قسم سے اس واسطے کہ ہر ایک گھیرنے والا ہے واسطے اس چیز کے کہ آگے اس کے ہے کھانے سے سو اگر غیر اس کو لے تو یہ تعدی ہے اوپر اس کے باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے تقذر نفس سے اس چیز میں کہ پھرتے ہیں اس میں ہاتھ اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اظہار حرص سے اور یہ باوجود اس کے سو ادب ہے بغیر فائدے کے اور بہرحال جب کہ اقسام طعام کے مختلف ہوں تو اس کو علماء نے مباح رکھا ہے اور یہ جو کہا کہ ہمیشہ رہا یہ طریقہ کھانے میرے کا اس کے بعد یعنی لازم کیا میں نے اس طریقے کو اپنے اوپر اور ہوگئی یہ عادت میری اس کے بعد اور مراد سب وہ چیز ہے جو گزری پہلے بسم اللہ کہنے سے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے اور اپنے آگے سے کھانے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لائق ہے پرہیز کرنے ان عملوں سے جو مشابہ ہوں شیطان اور کفار کے عملوں کو اور یہ کہ واسطے شیطان کے دو ہاتھ ہیں اور یہ کہ وہ کھاتا ہے اور پیتا ہے اور لیتا ہے اور دیتا ہے اور یہ کہ جائز ہے بد دعاء کرنا اس شخص پر جو حکم شرعی کی مخالفت کرے اور اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے یہاں تک کہ کھانے کے وقت

میں بھی اور یہ کہ مستحب ہے تعلیم کرنا آداب کھانے اور پینے کا۔ (فتح) کہا عینی نے کہ علماء کے اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جنوں کی ایک قسم کھاتے پیتے ہیں اور ایک قسم نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور تیسرا قول یہ ہے کہ کوئی قسم نہیں کھاتے پیتے اور یہ قول اعتبار سے ساقط ہے۔

بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ.

اپنے پاس والی طرف یعنی اپنے آگے سے کھانا یعنی اگر چند آدمی مل کر ساتھ کھانا کھانے لگیں تو اپنے آگے سے کھانا چاہیے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے آگے سے کھائے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے بیان میں ہے اور پہلے گزر چکی ہے معلق اور اس میں ہے کہ پھر دس دس مرد کو بلانے لگے کھاتے اور ان سے فرماتے کہ اللہ کا نام لو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے آگے سے کھائے۔

٤٩٥٨ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ.

۴۹۵۸۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا بیٹا ہے کہا کہ میں نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا سو میں رکابی کے کناروں سے کھانے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے آگے سے کھا دوسرے کے آگے سے نہ کھانا چاہیے۔

٤٩٥٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيْبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ.

۴۹۵۹۔ حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کا ربیب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نام لیا کر اور اپنے آگے سے کھایا کر۔

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَي الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهٖ إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

بیان اس شخص کا جو پیالے کے کنارے ڈھونڈے اپنے ساتھی کے ساتھ جب کہ نہ پہچانے اس سے کراہت کو حوالی یعنی اس کی جوانب اور طرفوں میں۔

٤٩٦٠ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهٗ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ.

۴۹۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو تیار کیا تھا یعنی آپ کی ضیافت کی، کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا سو میں نے آپ کو دیکھا کہ کدو کو پیالے کے کناروں سے ڈھونڈتے تھے سو ہمیشہ میں دوست رکھتا ہوں کدو کو اس دن سے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور مسلم نے پورے طور سے اس کو روایت کیا ہے اور گزر چکی ہے بیوع میں ساتھ زیادتی کے کہ لائی گئی پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روٹی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت اور بخاری رحمہ اللہ علیہ نے ہر ایک کے واسطے علیحدہ ترجمہ باندھا ہے اور وہ شوربا ہے اور کدو اور ثرید اور گوشت اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہمیشہ میں دوست رکھتا ہوں کدو کو اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جو کیا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں تیار کیا گیا واسطے میرے کھانا اس کے بعد کہ میں قادر ہوں کہ اس میں کدو ڈالوں مگر کہ اس میں ڈالا گیا اور نسائی میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو دوست رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ درخت میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے شریف آدمی کے کھانا اس آدمی کے گھر سے جو اس سے نیچے ہو پیشہ گر وغیرہ سے اور قبول کرنا اس کی دعوت کا اور کھانا ساتھ خادم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تواضع سے اور لطف سے ساتھ اصحاب اپنے کے اور خبر گیری کرنے ان کے کی ساتھ آنے کے ان کی جگہوں میں اور اس میں قبول کرنا دعوت کا ہے اگرچہ کھانا تھوڑا ہو اور دینا بعض مہمانوں کا بعض کو اس چیز سے کہ رکھی گئی ہے آگے ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع ہے یہ کہ لے دوسرے کے آگے سے کچھ چیز اپنے واسطے یا غیر کے واسطے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے یہ کہ نہ کھائے ضیافت کرنے والا ساتھ مہمان کے اس واسطے کہ بیچ روایت ثمامہ کے انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ درزی نے ان کے آگے کھانا رکھا پھر اپنے کام پر متوجہ ہوا پس لیا جاتا ہے جائز ہونا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سے اور احتمال ہے کہ کھانا تھوڑا ہو اور اس نے ان کو اختیار کیا ہو اور احتمال ہے کہ

روزے دار ہو یا لازم ہوا ہو کامل کرنا اس کے شغل کا اور اس میں حرص کرنا ہے تشبیہ پر ساتھ اہل خیر کے اور پیروی کرنے کے ساتھ ان کے مطاعم وغیرہ میں اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے اس کے واسطے پیروی کرنے ان کے کی حضرت ﷺ کے قدم کی یہاں تک کہ پیدائشی چیزوں میں بھی اور اپنے نفس سے اس کی پیروی کراتے تھے اور یہ جو کہا کہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تو اسی طرح ثابت ہوئی ہے یہ تعلیق اس جگہ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ محل اس کا اس باب کے بعد ہے جو اس کے بعد ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ.

کھانے وغیرہ میں دائیں ہاتھ کا استعمال کرنا۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ بِيَمِينِكَ.

اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے کھا۔

٤٩٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

۴۹۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ دوست رکھتے دائیں طرف سے شروع کرنے کو وضو کرنے میں اور جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں، کہا شعبہ نے اور اشعث نے اس سے پہلے واسطہ میں کہا تھا اور اپنے ہر کام میں۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور بعض نے گمان کیا ہے کہ یہ باب مکرر ہے اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ قول اس کے کی باب التسیمة علی الطعام والاکل بالیمین اور البتہ جواب دیا ہے ابن بطال نے کہ یہ ترجمہ عام تر ہے پہلے سے اس واسطے کہ پہلا واسطے فعل کھانے کے ہے فقط اور یہ واسطے سب افعال کے ہے پس داخل ہوگا اس میں کھانا پینا بطور تعمیم کے اور منجملہ عموم کے عام ہونا متعلقات کھانے کا ہے مانند کھانے کی دائیں طرف سے اور مقدم کرنا دائیں طرف والے کا تحفہ دینے میں اور مانند اس کی میں بائیں والے پر اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتّٰى شَبِعَ.

جو کھائے یہاں تک کہ سیر ہو یعنی پیٹ بھر کے کھانے والے کا بیان۔

٤٩٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ

۴۹۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ البتہ سنی میں نے آواز حضرت ﷺ کی ضعیف کہ میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں سو کیا تیرے پاس

أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهٖ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَّهَا فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ

کچھ چیز ہے؟ یعنی کھانے سے سو اس نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی ایک اوڑھنی نکالی اور اس کے بعض کے ساتھ روٹیوں کو لپیٹا پھر اس کو میرے کپڑے میں چھپایا اور بعض اوڑھنی کو میری چادر ٹھہرایا پھر مجھ کو حضرت ﷺ کی طرف بھیجا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا سو میں نے حضرت ﷺ کو مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ لوگ تھے سو میں ان پر کھڑا ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کھانے کے واسطے؟ میں نے کہا ہاں! سو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو سو حضرت ﷺ چلے اور میں ان کے آگے چلا یہاں تک کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ البتہ حضرت ﷺ لوگوں کے ساتھ آئے اور نہیں پاس ہمارے کھانا جو ان کو کھلائیں تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ اور رسول زیادہ تر جاننے والے ہیں کہا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو آگے سے جا ملے پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلیم! لا جو تیرے پاس ہے سو ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لائی تو حضرت ﷺ نے ان کے توڑنے کا حکم کیا سو توڑی گئیں پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی کپی نچوڑی اور اس کو سالن بنایا پھر حضرت ﷺ نے اس میں کہا جو اللہ نے چاہا یہ کہ کہیں یعنی اس میں دعا کی پھر فرمایا کہ دس مردوں کو اجازت دے اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اجازت دے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ أَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

اس نے ان کو اجازت دی سو انہوں نے بھی کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر باہر نکلے پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دس کو اجازت دی سو سب لوگوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا اور وہ لوگ اسی مرد تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں بہت ہونا کھانے کا ہے ساتھ برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی علامات النبوۃ میں اور اس حدیث میں ہے کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور یہ جو کہا کہ سنی میں نے آواز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعیف کہ میں اس میں بھوک پہچانتا ہوں سو شاید اس نے اس وقت آپ کی آواز میں فخامت مالوفہ نہ سنی سو حمل کیا اس کو بھوک پر ساتھ قرینے حال کے کہ ان پر تھی تنگی سے اور اس میں رد ہے ابن حبان پر کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک نہیں لگتی تھی اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ میں رات کاٹتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حمل کرنے کے تعدد حال پر سو کبھی آپ کو بھوک لگتی تھی تاکہ پیروی کریں ساتھ آپ کے اصحاب آپ کے خاص کر جو مدد نہ پائے اور اس کو بھوک کا درد پائے تو صبر کرے تو اس کے واسطے دوگنا اجر ہو اور میں نے اس مسئلے کو دوسری جگہ میں بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور لیا جاتا ہے ابوطلحہ کے قصے سے کہ ضیافت کرنے والے کے ادب سے ہے یہ کہ نکلے ساتھ مہمان کے گھر کے دروازے تک واسطے تعظیم اس کی کے۔ (فتح)

٤٩٦٣ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَحَدَّثَ أَبُوْ عُثْمَانَ أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ

۴۹۶۳۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو تیس مرد تھے سو فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے ساتھ کھانا ہے؟ سو اچانک دیکھا کہ ایک مرد کے پاس ایک صاع کھانا ہے یا مانند اس کی سو وہ گوندھا گیا پھر ایک مرد مشرک پریشان بال والا دراز قد والا بکریوں کو ہانکتا لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع ہے یا عطا فرمایا کہ ہبہ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیع ہے یعنی بیچتا ہوں کہا سو

جَآءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ أَوْ قَالَ هِبَةٌ قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ فَأَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوٰى وَايْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ إِلَّا قَدْ حَزَّ لَهُ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَآئِبًا خَبَأَهَا لَهُ ثُمَّ جَعَلَ فِيْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلْنَا أَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ.فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيْرِ أَوْ كَمَا قَالَ.

حضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی سو وہ ذبح کی گئی اور حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ کلیجی کے کہ بھونی جائے اور قسم ہے اللہ کی کہ نہ تھا ایک سوتیس آدمی میں کوئی مگر کہ اس کے واسطے اس کی کلیجی سے ایک ٹکڑا کاٹا اگر حاضر تھا تو اس کو ٹکڑا دے دیا اور اگر حاضر نہ تھا تو اس کے واسطے رکھ چھوڑا پھر اس کو دو پیالوں میں ڈالا سو ہم سب نے کھایا اور سیر ہوئے اور دونوں پیالوں میں گوشت باقی رہا سو میں نے اس کو اونٹ پر اٹھایا یا جیسے کہا۔

٤٩٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ.

۴۹۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ جب کہ پیٹ بھر کر کھایا ہم نے دو کالی چیزوں سے یعنی کھجور اور پانی سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ نہ پیٹ بھر کر کھانا کبھی افضل ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے سلمان اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں بہت پیٹ بھر کر کھاتے ہیں ان کے واسطے آخرت میں دراز بھوک ہو گی کہا طبری نے کہ لیکن پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ مباح ہے سو اس کے واسطے ایک حد ہے کہ وہ اس کی طرف ختم ہوتا ہے اور جو اس پر زیادہ ہو وہ اسراف ہے اور مطلق اس سے وہ ہے جو مدد دے کھانے والے کو اپنے رب کی عبادت پر اور نہ باز رکھے اس کو بوجھ اس کا ادا کرنے اس چیز کے سے کہ اس پر واجب ہے اور حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے اس کی سند میں کلام ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں جب کہ ذکر کیا اس نے قصہ ابو الہیثم کا جب کہ اس نے حضرت ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے واسطے بکری ذبح کی سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے پیٹ بھر کر کھانا اور جو آیا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا منع ہے تو یہ محمول ہے اس پیٹ بھر کر کھانے پر جو بھاری کرے معدے کو اور سست کرے کھانے والے کو عبادت کے واسطے کھڑے ہونے سے اور نوبت پہنچائے طرف اترانے کی اور سونے کی

اور سستی کے اور البتہ پہنچتی ہے کراہت اس کی طرف تحریم کی باعتبار اس چیز کے کہ مترتب ہوتی ہے اس پر مفسدی سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بھرا آدمی نے کوئی برتن بدتر پیٹ سے کفایت کرتے ہیں آدمی کو چند لقمے جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں سو اگر غالب ہو آدمی پر نفس اس کا تو تیسرا حصہ معدے کا واسطے کھانے کے ہے اور تہائی واسطے پانی پینے کے ہے اور تہائی واسطے سانس لینے کے ہے کہا قرطبی نے شرح اسماء میں اگر بقراط اس تقسیم کو سنتا تو البتہ تعجب کرتا اس حکمت سے اور کہا غزالی نے احیاء میں کہ ذکر کی گئی یہ حدیث واسطے بعض فلسفیوں کے تو اس نے کہا کہ نہیں سنی میں نے کوئی کلام بیچ کم کھانے کے احکم اس سے اور نہیں شک ہے اس میں کہ اثر حکمت مذکور میں واضح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے تین کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جاندار کی زندگی کے اسباب ہیں اور اس واسطے کہ نہیں داخل ہوتی پیٹ میں کوئی چیز سوائے ان کے اور کیا مراد ساتھ تہائی کے برابر تہائی ہے بنا بر ظاہر حدیث کے تا تقسیم طرف تین قسم کی متقارب ہیں محل احتمال ہے اور اول احتمال اولیٰ ہے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر تہائی کے طرف قول حضرت ﷺ کے دوسری حدیث میں الثلث کثیر یعنی تہائی بھی بہت ہے اور کہا ابن منیر نے کہ پیٹ بھر کر کھانا برکت کے سبب سے تھا اس واسطے کہ وہ برکت کا کھانا تھا میں نے کہا اور اس کا احتمال ہے مگر باب کی تیسری حدیث میں یہ احتمال نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے وہ پیٹ بھر کر کھانا ہے جو ان کی عادت تھی، واللہ اعلم اور اختلاف ہے بیچ حد بھوک کے دو رائے پر ذکر کیا ہے ان کو احیاء میں ایک یہ ہے کہ فقط روٹی کی اشتہاء ہو اور اگر سالن طلب کرے تو وہ بھوکا نہیں ہے دوسرا یہ کہ جب اس کی تھوک زمین پر پڑے تو اس پر مکھی نہ بیٹھے اور ذکر کیا ہے اس نے کہ پیٹ بھر کر کھانا سات قسم پر ہے اس سے زیادہ نہیں اول قسم وہ ہے کہ قائم ہو ساتھ اس کے زندگی، دوسری قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے تا کہ روزہ رکھے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور یہ دونوں قسمیں واجب ہیں، تیسری قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ قوی ہو اوپر ادا کرنے نفلوں کے، چوتھی قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ قادر ہو کمانے پر اور یہ دونوں قسمیں مستحب ہیں پانچویں قسم یہ ہے کہ تہائی کو بھرے اور یہ جائز ہے، چھٹی قسم یہ ہے کہ اس پر زیادہ کرے اور ساتھ اس کے بھاری ہوتا ہے بدن اور بہت ہوتی ہے نیند اور یہ مکروہ ہے۔ ساتویں قسم یہ ہے کہ زیادہ کرے یہاں تک کہ ضرر پائے اور وہ بطنہ ہے جس سے منع کیا گیا ہے اور یہ حرام ہے اور ممکن ہے داخل ہونا تیسری قسم کا چوتھی قسم میں اور اول کا دوسری میں، واللہ اعلم۔

تنبیہ: واقع ہوا ہے بیچ سیاق سند کے **معتمر عن ابیہ قال وحدثنی ابو عثمان ایضا** تو مراد اس کی یہ ہے کہ ابو عثمان نے اول اس سے وہ حدیث بیان کی جو اس سے پہلے ہے پھر اس سے یہ حدیث بیان کی جو اس سند کے ساتھ ہے سو اسی واسطے کہا اس نے ایضا یعنی ایک حدیث کے بعد دوسری حدیث بیان کی۔ (فتح)

بَابُ ﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ وَالنَّهْدِ وَالْاِجْتِمَاعِ فِي الطَّعَامِ.

نہیں اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف آخر آیت تک اور بیان نہد کا اور جمع ہونا کھانے میں۔

فائدہ: اور مراد باقی وہ آیت ہے جو سورہ نور میں ہے اور نہ وہ جو سورہ فتح میں ہے اس واسطے کہ وہی ہے مناسب واسطے کھانے کے بابوں کے اور نہد کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک ساتھیوں سے بقدر دوسرے کے خرچ نکالے اور سب ساتھی برابر خرچ نکال کر یکجا اکٹھا کریں اور مفصل بیان اس کا باب الشرکۃ میں گزر چکا ہے۔

٤٩٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْءًا.

۴۹۶۵۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو جب ہم صہبا میں پہنچے کہا یحییٰ نے اور وہ خیبر سے اول روز کی راہ پر ہے یعنی دوپہر کی راہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے کچھ مگر ستو سو ہم نے اس کو خشک منہ میں ڈالا اور کھایا یعنی پانی سے نہ بھگویا خشک کھایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا کہا سفیان نے کہ سنا میں نے یحییٰ سے اول و آخر یعنی اول و آخر وضو نہ کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو تو نہیں ہے یہ ظاہر بیچ مراد کے نہد سے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ نہ لایا گیا ہو ستو مگر ایک جہت سے لیکن مناسبت اس کی واسطے اصل ترجمہ کے ظاہر ہے کہ وہ لوگ ستو کے کھانے پر جمع ہوئے بغیر تمیز کے درمیان اندھے اور بینا کے اور درمیان تندرست اور بیمار کے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے مہلب سے کہا کہ مناسبت آیت کی واسطے حدیث سوید کے وہ ہے جو ذکر کیا ہے اس کو اہل تفسیر نے کہ دستور تھا کہ جب کھانے کے واسطے جمع ہوتے تو اندھا الگ ہوتا اور لنگڑا الگ ہوتا اور بیمار الگ ہوتا واسطے قصور کرنے ان کے کی کھانے تندرستوں کے سے یعنی تندرستوں کی طرح نہیں کھا سکتے سو وہ حرج جانتے تھے کہ فضیلت ہو ان کو اوپر ان کے اور یہ ابن کلبی سے ہے اور کہا عطاء بن یزید نے کہ تھا اندھا گناہ جانتا یہ کہ کھائے کھانا اپنے غیر کا واسطے پھیرنے اس

کے کی اپنے ہاتھ کو غیر جگہ میں اور اسی طرح لنگڑا بھی واسطے فراخ ہونے اس کے کی کھانے کی جگہ میں اور بیمار واسطے بو اپنی کے سو یہ آیت اتری اور مباح کیا کھانا واسطے ان کے کھانا ساتھ غیروں کے اور سوید کی حدیث میں آیت کے معنی ہیں اس واسطے کہ ڈالا انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اس چیز میں کہ حاضر ہوئی خرچ راہ سے برابر باوجود یکہ نہیں ممکن ہے کہ وہ برابر کھا سکیں واسطے مختلف ہونے لوگوں کے احوال کے بیچ اس کے اور البتہ جائز رکھا شارع نے واسطے ان کے یہ باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے کمی بیشی سے پس ہوگا مباح اور البتہ آیا ہے بیچ سبب نزول آیت کے اثر صحیح مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ تھا مرد لے جاتا اندھے کو یا لنگڑے کو یا بیمار کو اپنے باپ کے گھر میں یا بھائی کے گھر میں یا قریبی کے گھر میں وہ اس سے حرج جانتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو غیروں کے گھر میں لے جاتے ہیں سو اتری یہ آیت واسطے رخصت ان کی کے اور کہا ابن منیر نے کہ جگہ مطابقت کی ترجمہ سے درمیان آیت کا ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ اور یہ آیت اصل ہے بیچ جواز اکل مخارجت کے یعنی جائز ہے کہ سب ساتھی کھانے کو ایک جگہ اکٹھا کریں پھر سب اکٹھے ہو کر اس کو کھائیں باوجود یکہ بعض زیادہ کھاتے ہیں بعض کم اور اسی واسطے ذکر کیا ہے اس نے ترجمہ میں نہد کو، واللہ اعلم۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان پتلی روٹی یعنی چپاتی کے اور کھانے کے خوان اور دستر خوان پر۔

فائدہ: خوان سے مراد خوان پایہ دار ہے مثل چوکی کی اور سفرہ سے مراد دستر خوان ہے کپڑے وغیرہ کا اور بعض نے کہا کہ خوان مائدہ ہے جب تک کہ اس پر طعام نہ ہو اور سفرہ وہ ہے جب اس پر طعام رکھا جائے اور اصل اس کا خود طعام ہے اور کہا عیاض نے کہ مراد مرقق سے نرم روٹی ہے مانند روٹی میدہ کی اور بعض نے کہا کہ چپاتی کو کہتے ہیں۔

٤٩٦٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَّهُ فَقَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُّرَقَّقًا وَّلَا شَاةً مَّسْمُوطَةً حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

۴۹۶۶۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان کے پاس ان کا روٹی پکانے والا تھا سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں کھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی پتلی اور نہ بکری دم پخت کی ہوئی یہاں تک کہ اللہ سے ملاقات کی یعنی وفات پائی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کا باورچی کھڑا ہوتا اور ان کا خوان رکھا ہوتا سو کہتے کہ کھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا کہ وہ ان کے واسطے دو قسم کا کھانا پکاتا اور ان کے واسطے میدہ کی روٹی پکاتا اور اس کو گھی سے گوندھتا اور مسموط اس بکری کو کہتے ہیں کہ گرم پانی سے اس کے بال دور کیے جاتے ہیں پھر اس کے بعد چمڑے سمیت بھونی جاتی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا جاتا ہے یہ

چھوٹی عمر میں جب کہ گوشت نرم ہوتا ہے اور یہ فعل مال داروں اور متکبروں کا ہے دووجہ سے ایک جلدی ذبح کرنا ہے اس چیز کو کہ اگر باقی رہتی تو اس کی قیمت زیادہ ہوتی دوسری یہ کہ کھال سے پہننے وغیرہ میں نفع اٹھایا جاتا ہے اور کھال سمیت بھوننا اس کو باطل کرتا ہے لیکن ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے بکری کا ہاتھ کھایا اور نہیں بھونا جاتا ہے وہ مگر ساتھ کھال کے اور یہ نہیں رد کرتا ہے انس رضی اللہ عنہ پر اس کی نفی میں کہ حضرت ﷺ نے دم بخت بکری نہیں کھائی اور البتہ موافقت کی ہے ان کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اوپر نفی کھانے چپاتی کے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اپنی قوم کی زیارت کی سو وہ ان کے پاس چپاتی لائے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دیکھ کر روئے اور کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا کہا طیبی نے کہ قول انس رضی اللہ عنہ کا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے چپاتی روٹی دیکھی ہو یہ نفی علم کی ہے اور مراد نفی معلوم کی ہے اور وہ نفی کرنی چیز کی ہے ساتھ نفی کرنے لازم اس کے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح ہوا یہ کہنا انس رضی اللہ عنہ سے واسطے طول ہونے ملازمت ان کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور نہ جدا ہونے ان کے کی حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ فوت ہوئے۔ (فتح)

٤٩٦٧ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ عَلِيٌّ هُوَ الْإِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَلٰى سُكْرُجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا أَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ قِيْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلَامَ كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ.

۴۹۶۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ نے کبھی تشتری پر کھایا ہو اور نہ آپ کے واسطے چپاتی پکائی گئی اور نہ کبھی خوان پر کھایا، قتادہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا کہ دسترخوان پر۔

فائدہ: اصل میں سفرہ اس طعام کو کہتے ہیں جس کو مسافر اپنے ساتھ لیتا ہے اور اکثر چمڑے میں لیا جاتا ہے سو نقل کیا گیا نام طعام کا اس پر کہ رکھا جاتا ہے بیچ اس کے اور قائل قتادہ رحمہ اللہ کے واسطے راوی ہے اور یہ جو کہا کہ تھے کھاتے تو عدول کیا اس نے واحد سے طرف جمع کی واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ یہ فقط حضرت ﷺ کے ساتھ نہ تھا بلکہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے فعل کی پیروی کرتے تھے اور تشتری پر نہ کھانا حضرت ﷺ کا یا تو اس واسطے تھا کہ وہ اس وقت ان کے پاس بنائی نہیں جاتی تھی یا واسطے چھوٹا جاننے اس کے کی اس واسطے کہ عادت ان کی یہ تھی کہ مل کر کھانا کھاتے تھے یا اس واسطے کہ وہ ان چیزوں کے واسطے تیار کی جاتی تھی جو ہاضمہ پر مدد کریں اور اکثر اوقات پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے تو ان کو ہضم کرنے کی حاجت نہ تھی۔ (فتح)

٤٩٦٨ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِي بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى وَلِيْمَتِهِ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْأَقِطُ وَالسَّمْنُ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ أَنَسٍ بَنَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ.

۴۹۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی اس حال میں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بنا یعنی دخول کرتے تھے سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا حکم کیا کہ چمڑے کے دستر خوان بچھا دیں سو بچھائے گئے سو ان پر کھجور اور پنیر اور گھی ڈالا اور کہا عمرو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی پھر چمڑے کے دستر خوان میں حیس بنایا۔

فائدہ: یہ حدیث غزوہ خیبر میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی وہیں گزر چکی ہے اور اس کا لفظ یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس لائی گئیں اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت تھا۔ (فتح)

٤٩٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُوْنَ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُمْ يُعَيِّرُوْنَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ هَلْ تَدْرِيْ مَا كَانَ النِّطَاقَانِ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِيْ شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِيْ سُفْرَتِهِ آخَرَ قَالَ فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُوْلُ إِيْهًا وَالْإِلَٰهِ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا.

۴۹۶۹۔ حضرت وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ شام والے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے تھے کہتے تھے اے بیٹے دو کمر بند والی کے! تو اسماء رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ اے بیٹا! وہ تجھ کو گالی دیتے ہیں ساتھ دو کمر بند کے کیا تو جانتا ہے کیا تھی دو کمر بند سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میرا کمر بند تھا میں نے اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا سو میں نے ایک سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشک کا منہ باندھا اور دوسرے سے دستر خوان کو باندھا کہا سو جب شام والے اس کو دو کمر بند کے ساتھ عار دیتے تھے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہاں قسم ہے اللہ کی کہ یہ بلند کرنا آواز کا ہے ساتھ بری بات کے دور ہونے والی ہے تجھ سے عار اس کی۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اہل شام کے حجاج بن یوسف کا لشکر ہے جب کہ لڑتے تھے ساتھ اس کے عبدالملک بن مروان کی طرف سے مکے میں یا لشکر حصین بن نمیر کا ہے جو اس سے پہلے اس کے ساتھ لڑتے تھے یزید کی طرف سے اور یہ جو کہا کہ میں نے پھاڑ کر دو ٹکڑے کیا تو پہلے گزر چکا ہے ہجرت میں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ساتھ حکم کیا

تھا جب کہ حضرت ﷺ کے ساتھ مدینے کی طرف ہجرت کی۔

٤٩٧٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَّأَقِطًا وَّأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ فَأُكِلْنَ عَلَى مَآئِدَتِهِ وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُسْتَقْذِرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَآئِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

۴۹۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حفید رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ نے حضرت ﷺ کو گھی اور پنیر اور گوہیں تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے ان کو منگوایا سو آپ کے دستر خوان پر کھائی گئیں اور حضرت ﷺ نے ان کو نہ کھایا جیسے ان سے کراہت کرنے والے تھے اور اگر حرام ہوتیں تو حضرت ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ان کے کھانے کے ساتھ حکم کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی اور مراد مائدہ سے وہ چیز ہے جو کھانے کی نگہبانی کے واسطے زمین پر رکھی جائے رومال اور طبق وغیرہ کی اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے خوان پر نہیں کھایا اس واسطے کہ خوان خاص تر ہے مائدہ سے اور خاص تر کی نفی عام تر کی نفی کو لازم نہیں پکڑتی اور یہ جواب اولیٰ ہے بعض شارحوں کے جواب سے کہ انس رضی اللہ عنہ نے فقط اپنے علم کی نفی کی ہے اور نہیں معارض ہے اس کو قول اس شخص کا جو جانے۔ (فتح)

بَابُ السَّوِيْقِ.

باب ہے ستو کے بیان میں۔

٤٩٧١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ عَلَى رَوْحَةٍ مِّنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ إِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ فَلُكْنَا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۷۱۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ صہباء میں تھے اور وہ اول روز کی راہ پر ہے خیبر سے سو نماز کا وقت آیا تو حضرت ﷺ نے کھانا منگوایا سو نہ پایا مگر ستو سو حضرت ﷺ نے اس سے خشک ستو کھایا اور ہم نے آپ کے ساتھ کھایا پھر پانی منگوایا اور کلی کی پھر حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُسَمَّى لَهُ فَيَعْلَمُ مَا هُوَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ کوئی کھانا نہ کھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کے واسطے کھانے کا نام لیا جاتا سو معلوم کرتے کہ کیا کھانا ہے؟۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ پوچھتے تھے اس واسطے کہ عرب کے لوگ مکروہ نہ جانتے تھے کسی چیز کو کھانے کی چیزوں سے واسطے کم ہونے ان کے نزدیک ان کے کی اور البتہ حضرت ﷺ بعض چیزوں کو مکروہ جانتے تھے سو اس واسطے پوچھتے تھے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ سبب سوال کا یہ ہو کہ حضرت ﷺ اکثر جنگل میں نہ رہتے تھے سو بہت حیوانوں کی آپ کو خبر نہ تھی یا اس واسطے کہ وارد ہوئی ہے شرع ساتھ حرام کرنے بعض چیزوں کے اور مباح کرنے بعض کے اور عرب کسی چیز کو ان میں حرام نہ جانتے تھے اور اکثر ان کو بھون کر یا پکا کر لاتے تھے سو نہ جدا ہوتی تھی اپنے غیر سے مگر ساتھ پوچھنے کے کہ کیا چیز ہے؟۔ (فتح)

٤٩٧٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدْ قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمّٰى لَهُ فَأَهْوٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ أَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى

۴۹۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جس کو اللہ کی تلوار کہا جاتا تھا اس کو خبر دی کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور میمونہ رضی اللہ عنہا اس کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھی سو حضرت ﷺ نے اس کے پاس گوہ بھونی ہوئی پائی جس کو اس کی بہن حفیدہ رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھی سو اس نے گوہ حضرت ﷺ کے آگے کی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کھانے کے وقت اپنا ہاتھ کم بڑھاتے یہاں تک کہ آپ سے کہا جاتا اور اس کا نام لیا جاتا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ گوہ کی طرف جھکایا سو کہا ایک عورت نے ان عورتوں سے جو اس وقت حاضر تھیں کہ حضرت ﷺ کو خبر دو جو تم نے آپ کے آگے رکھا وہ گوہ ہے یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ گوہ سے اٹھایا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا گوہ حرام ہے؟ یا حضرت! فرمایا نہیں لیکن میری قوم یعنی قریش کی زمین میں نہ تھی سو میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس کو مکروہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِيْ فَأَجِدُنِيْ أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيَّ.

جانتا ہوں کہا خالد رضی اللہ عنہ نے سو میں نے اس کو کھینچا اور کھایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی اور نام اس عورت کا میمونہ رضی اللہ عنہا ہے۔

بَابُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ.

ایک شخص کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے۔

٤٩٧٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ.

۴۹۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص کا کھانا تین کو کفایت کرتا ہے اور تین کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ کا مرجع نصف ہے اور حدیث کا مرجع ثلث ہے پھر ربع اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ ترجمہ کے طرف دوسری حدیث کی جو اس کی شرط پر نہیں ہے اور ساتھ اس کے کہ جامع دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ مطلق کھانا تھوڑا کفایت کرتا ہے بہت کو لیکن نہایت اس کا دوگنا ہونا ہے اور ہونا اس کا یہ کہ اپنی مثل کو کفایت کرتا ہے نہیں نفی کرتا اس کی کہ آپ سے کم کو کفایت کرے ہاں یہ جو کہا کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ دو کا کھانا تین کو کفایت کرتا ہے بطریق اولیٰ برخلاف عکس اس کی کے اور نقل کیا ہے اسحاق بن راھویہ نے جریر سے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جو کھانا کہ ایک کا پیٹ بھرتا ہے کفایت کرتا ہے دو کی قوت کو اور چار کا قوت دو کا پیٹ بھرتا ہے کہا مہلب نے کہ مراد ساتھ ان حدیثوں کے رغبت دلانا ہے اوپر مکارم کے اور قناعت کرنے کے ساتھ کفایت کے یعنی اور نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ مقدار کفایت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد سلوک کرنا ہے اور یہ کہ لائق ہے واسطے دو کے داخل کرنا تیسرے کا واسطے کھانے اپنے کے اور چوتھے کا داخل کرنا بھی باعتبار حاضرین کے اور البتہ واقع ہوا ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ابن ماجہ میں کہ ایک شخص کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا کفایت کرتا ہے تین کو اور چار کو اور چار کا کھانا کفایت کرتا ہے پانچ کو اور چھ کو اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے مہمانوں کے قصے میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو تو چاہیے کہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس تین کا کھانا ہو تو چاہیے کہ چوتھے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو تو چاہیے کہ پانچویں کو لے جائے یا چھٹے کو اور طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ چیز ہے جو راہ دکھلاتی ہے طرف علت کی اور اس کا اول یہ ہے کہ کھاؤ اکٹھے ہو کر اور نہ کھاؤ جدا جدا ہو کر اس واسطے کہ ایک کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ کفایت پیدا ہوتی ہے برکت اجتماع سے یعنی مل کر کھانے کی برکت سے اور جوں جوں اکٹھے زیادہ ہوں توں توں برکت زیادہ ہوتی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے کہا ابن منذر نے لیا جاتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مستحب ہے مل کر کھانا اور یہ کہ آدمی اکیلا نہ کھائے اور نیز حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سلوک جب حاصل ہو تو حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے برکت پس عام ہوتی ہے حاضرین کو اور حدیث میں ہے کہ نہیں لاتی ہے واسطے آدمی کے کہ حقیر جانے جو پاس اس کے ہے سو باز رہے اس کے آگے کرنے سے اس واسطے کہ کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ قلیل کے کفایت کرنا ساتھ معنی حاصل ہونے سد رمق کے اور قائم ہونے بدن کے نہ حقیقت پیٹ بھر کر کھانے کے اور کہا ابن منیر نے کہ وارد ہوئی ہے حدیث ساتھ لفظ ترجمہ کے لیکن نہیں موافق ہے بخاری رحمہ اللہ کی شرط کو سو نکالے اس نے معنی اس کے باب کی حدیث سے اس واسطے کہ جو تہائی چھوڑ سکتا ہے وہ نصف بھی چھوڑ سکتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ فِيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔

٤٩٧٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهٗ فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهٗ فَأَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ

۴۹۷۴۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ کھانا نہ کھاتے یہاں تک کہ کوئی مسکین لایا جاتا کہ اس کے ساتھ کھائے سو داخل کیا میں نے ایک مرد کو جو اس کے ساتھ کھائے سو اس نے بہت کھایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے نافع! اس کو میرے پاس اندر نہ لانا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ.

فائدہ: اور شاید یہ ابونہیک ہے جو اس کے بعد مذکور ہے اور مسلم کی روایت میں ہے واقع ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے آگے کھانا رکھنے لگے اور وہ بہت کھانے لگا اور حمل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث کو اپنے ظاہر پر اور شاید کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا آنا اپنے پاس برا جانا جب کہ دیکھا اس کو متصف ساتھ صفت کے کہ وصف کیا گیا ہے ساتھ اس کے کافر اور یہ جو اس کے بعد باب باندھا ہے **المؤمن يأكل في معى واحد فيه ابوهريره عن النبى صلى الله عليه وسلم** تو یہ صرف ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور واقع ہوا ہے نسفی کی روایت میں جوڑنا حدیث کا جو اس سے پہلے طرف ترجمہ **طعام الواحد يكفي للاثنين** کی اور وارد کرنا اس ترجمہ کا واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کے سب طریقوں سے اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دو طریقوں کے اور نہیں ذکر کیا اس میں تعلیق کو اور یہ با وجہ ہے اس واسطے کہ نہیں واسطے دوہرانے ترجمہ کے بلفظها کوئی معنی۔ (فتح)

٤٩٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَّاحِدٍ وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا أَدْرِيْ أَيُّهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

۴۹۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق میں نہیں جانتا کہ عبیداللہ نے دونوں میں سے کون سا لفظ کہا (یہ راوی کا شک ہے) سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور کہا ابن بکیر نے حدیث بیان کی ہم سے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس نے روایت کی نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل یعنی مثل اصل حدیث کی نہ خصوص شک کی۔

٤٩٧٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلًا أَكُوْلًا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَآءٍ فَقَالَ فَأَنَا أُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.

۴۹۷۶۔ حضرت عمرو سے روایت ہے کہ ابو نہیک مرد بڑا کھانے والا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اس نے کہا سو میں ایمان لاتا ہوں ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

فائدہ: اور اسی واسطے اتفاق ہے علماء کا کہ یہ حدیث ظاہر پر محمول نہیں ہے۔

٤٩٧٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ.

۴۹۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

٤٩٧٨ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيْرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ.

۴۹۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہوا سو وہ تھوڑا کھاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر ہوا تو فرمایا کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر کی ضیافت کی جب اس نے سات بکریوں کا دودھ پیا تب اس کا پیٹ بھرا دوسرے دن وہ مسلمان ہوا تو ایک بکری سے اس کا پیٹ بھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ ایک بکری کا دودھ بھی نہ پی سکا اور اختلاف ہے بیچ معنی حدیث کے سو بعض نے کہا کہ اس کا ظاہر مراد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک مثال ہے کہ بیان کی گئی واسطے ایمان دار کے اور زہد اس کے کی دنیا میں اور کافر کے اور حرص اس کی کے اوپر اس کے سو گویا کہ ایمان دار واسطے کم ہونے رغبت اس کی کے دنیا سے ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر واسطے سخت ہونے رغبت اس کی کے بیچ اس کے اور بہت طلب کرنے کے اس سے کھاتا ہے سات انتڑیوں میں سو نہیں ہے مراد حقیقت انتڑیوں کی اور نہ مخصوص کھانا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد کم حرص کرنا ہے بیچ دنیا کے اور بہت حرص کرنا بیچ اس کے سو گویا کہ تعبیر کیا ہے دنیا کے لینے کو ساتھ کھانے کے اور اس کے اسباب کے ساتھ انتڑیوں کے اور وجہ علاقہ کی ظاہر ہے اور بعض نے کہا کہ ایمان دار حلال کھاتا ہے اور کافر حرام کھاتا ہے اور حلال کم تر ہے حرام سے وجود میں اور نقل کیا ہے طحاوی نے مثل پہلی وجہ کے ابوجعفر سے سو کہا کہ حمل کیا ہے ایک قوم نے اس حدیث کو اوپر رغبت کرنے کے دنیا میں اور حرص کرنے کے بیچ اس کے سو معنی یہ ہیں کہ ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتا ہے یعنی اس میں زہد کرتا ہے سو نہیں لیتا دنیا سے مگر تھوڑا اور کافر سات انتڑیوں میں یعنی رغبت کرتا ہے بیچ اس کے اور حرص کرتا ہے سو بہت جمع کرتا ہے دنیا کو اور بعض نے کہا

کہ مراد ترغیب دینا ایمان دار کا ہے کم کھانے پر جب کہ جانے کہ بہت کھانا صفت کافر کی ہے اس واسطے کہ نفس ایمان دار کا نفرت کرتا ہے متصف ہونے سے ساتھ صفت کافر کے اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ بہت کھانا کافروں کی صفت ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ﴾ اور بعض نے کہا کہ بلکہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے پھر اختلاف ہے اس میں کئی اقوال پر اول تو یہ ہے کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث ایک شخص معین کے حق میں جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن عبدالبر نے، سو کہا اس نے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف حمل کرنے اس کے کی عموم پر اس واسطے کہ مشاہدہ اس کو دفع کرتا ہے سو بہت کافر ایسے ہیں کہ ایمان دار سے کم کھاتے ہیں اور عکس اس کا اور بہت کافر مسلمان ہوئے اور ان کے کھانے کی مقدار نہیں بدلی، دوم قول یہ ہے کہ حدیث خارج ہوئی ہے مخرج غائب کے اور حقیقت عدد کی مراد نہیں ہے اور تخصیص سات کی واسطے مبالغہ کے ہے تکثیر میں اور معنی یہ ہیں کہ ایمان دار کے شان سے کم کھانا ہے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ اسباب عبادت کے اور واسطے جاننے اس کے کہ مقصود شرع کا کھانے سے وہ چیز ہے جو بھوک کو بند کرے اور جان بچائے اور عبادت پر مدد کرے اور نیز واسطے خوف کرنے اس کے کی حساب اس چیز کے سے جو زیادہ ہو اوپر اس کے برخلاف کافر کے کہ وہ نہیں واقف ہوتا ساتھ مقصود شرع کے بلکہ اپنے نفس کی شہوت کے تابع ہے کشادہ روئی کرنے والا ہے بیچ اس کے نہیں ڈرنے والا ہے حرام سے سو ہو گیا کھانا ایمان دار کا واسطے اس چیز کے کہ میں نے ذکر کیا جب کہ منسوب کیا جائے طرف کافر کے گویا کہ بقدر ساتویں حصے کے ہے اس سے اور نہیں لازم آتا اس سے عام ہونا اس کا ہر ایمان دار اور کافر میں اس واسطے کہ ایمانداروں میں بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت کھاتا ہے یا باعتبار عادت کے یا بسبب کسی بیماری کے بیماری باطن سے اور اسی طرح کافروں میں بھی بعض آدمی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا کھاتا ہے یا واسطے رعایت صحت کے بنا بر رائے طبیبوں کے یا واسطے ریاضت کے بنا بر رائے درویشوں کے یا واسطے کسی عارض کے مانند ضعف معدے کے اور کہا طیبی نے کہ محصل قول کا یہ ہے کہ ایمان دار کے شان سے حرص کرنا ہے زہد اور ریاضت پر برخلاف کافر کے سو جب پایا جائے کوئی ایمان دار یا کافر اوپر غیر اس وصف کے تو نہیں قدح کرتا ہے یہ حدیث میں۔ سوم قول یہ ہے کہ مراد ساتھ ایمان دار کے اس حدیث میں کامل ایمان دار آدمی ہے اس واسطے کہ جس کا اسلام خوب ہو اور ایمان کامل ہو مشغول ہوتا ہے فکر اس کا موت میں اور جو اس کے بعد ہے سو منع کرتی ہے اس کو شدت خوف کی پورا کرنے شہوت کے سے اور رد کیا ہے اس کو خطابی نے سو کہا کہ سلف کے بزرگوں سے بہت کھانا منقول ہے اور حالانکہ نہ تھا یہ نقصان ان کے دین میں۔ چہارم قول یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایمان دار کھانے پینے کے وقت اللہ کا نام لیتا ہے سو نہیں شریک ہوتا ہے ساتھ اس کے شیطان پس کفایت کرتا ہے اس کو تھوڑا اور کافر کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا سو اس کے ساتھ شیطان شریک ہوتا ہے۔ قول پنجم یہ ہے کہ ایمان دار کی حرص کھانے پر کم ہوتی ہے سو اس کے واسطے اس میں برکت کی جاتی ہے پس

سیر ہوتا ہے تھوڑے کھانے سے اور کافر کو کھانے کی حرص زیادہ ہوتی ہے سو نہیں پیٹ بھرتا ہے اس کا تھوڑے کھانے سے۔قول چھٹا یہ ہے کہ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مختار یہ ہے کہ بعض ایمان دار ایک انتڑی میں کھاتے ہیں اور اکثر کفار سات انتڑیوں میں کھاتے ہیں اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ ہر ایک انتڑی سات سے مانند انتڑی ایمان دار کے۔قول ساتواں یہ ہے کہ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ احتمال ہے کہ مراد سات انتڑیوں سے کافر میں سات صفتیں ہوں اور وہ حرص اور شر اور طوال امل اور طمع اور سوء طبع اور حسد اور حب موٹا ہونے کے ہے اور ساتھ ایک کے ایمان دار میں بند کرنا خلت اس کی کا ہو۔قول آٹھواں یہ ہے کہ کہا قرطبی نے کہ طعام کی شہوتیں سات ہیں شہوت طبع کی اور شہوت نفس کی اور شہوت آنکھ کی اور شہوت منہ کی اور شہوت کان کی اور شہوت ناک کی اور شہوت بھوک کی اور وہ ضروری ہے جس کے ساتھ ایمان دار کھاتا ہے اور بہر حال کافر سو وہ سب کے ساتھ کھاتا ہے اور کہا علماء نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے رغبت دلانا اوپر کفایت کرنے کے تھوڑی دنیا پر اور رغبت دلانا ہے اوپر زہد کے بیچ اس کے اور قناعت کرنا اس چیز پر جو اس سے میسر ہو اور تھے عقل والے لوگ جاہلیت اور اسلام میں مدح کرتے ساتھ کم کھانے کے اور مذمت کرتے بہت کھانے سے کہا ابن تین نے کہ کہا گیا ہے کہ لوگ کھانے میں تین قسم کے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو کھاتے ہیں ساتھ حاجت کے اور بغیر حاجت کے یعنی خواہ حاجت ہو یا نہ ہو بھوک ہو یا نہ ہو اور یہ کام جاہلوں کا ہے اور ایک گروہ وہ لوگ ہیں جو کھاتے ہیں وقت بھوک کے جو بند کرے بھوک کو بس اور ایک گروہ وہ ہیں جو اپنے آپ کو بھوکا کہتے ہیں قصد کرتے ہیں ساتھ اس کے شہوت نفس کی اکھاڑنے کا اور جب کھاتے ہیں تو کھاتے ہیں جو جان کو بچائے اور یہ صحیح ہے لیکن نہیں تعرض کیا اس نے واسطے اتارنے حدیث کے اوپر اس کے اور وہ لائق ہے ساتھ قول ثانی کے۔(فتح)

بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا. تکیہ لگا کر کھانا یعنی اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں آئی اس میں نہی صریح۔(فتح)

٤٩٧٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا.

۴۹۷۹۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔

٤٩٨٠ ـ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

۴۹۸۰۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا سو آپ نے ایک مرد اپنے پاس

الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِيءٌ.

والے سے فرمایا کہ میں نہیں کھاتا اس حال میں کہ تکیہ لگانے والا ہوں۔

فائدہ: اور شاید سبب اس حدیث کا قصہ گنوار کا ہے جو عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور طبرانی نے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ایک بکری تحفہ بھیجی سو اپنے گھٹنے پر بیٹھ کر کھانے لگے تو ایک گنوار نے آپ سے کہا کہ یہ نشست کیا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو نبی کریم بنایا اور نہیں بنایا مجھ کو گردن کھینچنے والا اعناد والا کہا ابن بطال نے کہ یہ حضرت ﷺ نے تواضع کے واسطے کیا تھا پھر ذکر کیا حدیث کو زہری سے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک فرشتہ آیا کہ وہ اس سے پہلے آپ کے پاس نہیں آیا تھا تو اس نے کہا کہ تیرا رب تجھ کو اختیار دیتا ہے کہ ہو تو بندہ پیغمبر یا بادشاہ پیغمبر تو حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی طرف نظر کی جیسے اس سے مشورہ چاہتے تھے تو جبریل علیہ السلام نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ تواضع کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ بندہ پیغمبر سو حضرت ﷺ نے تکیہ لگا کر نہیں کھایا اور یہ حدیث مرسل یا معضل ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو تکیہ لگا کر کھاتے دیکھا سو آپ کو منع کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو تکیہ لگا کر کھانے سے منع کیا تو اس کے بعد حضرت ﷺ نے تکیہ لگا کر نہیں کھایا اور اختلاف ہے تکیہ لگانے کے طریق میں سو بعض نے کہا کہ کھانے کے وقت قرار پکڑ کے بیٹھے جس طور پر کہ ہو اور بعض نے کہا کہ اپنی ایک طرف پر جھک کر بیٹھے اور بعض نے کہا کہ اپنے بائیں ہاتھ سے زمین پر تکیہ کرے، کہا خطابی نے کہ عام لوگ گمان کرتے ہیں کہ تکیہ کرنے والا وہ کھانے والا ہے اپنی ایک طرف جھک کر اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح بلکہ وہ تکیہ کرنے والا ہے تکیے پر جو اس کے نیچے ہے اور روایت کی ہے ابن عدی نے کہ حضرت ﷺ نے جھڑکا یہ کہ تکیہ کرے مرد اپنے بائیں ہاتھ پر کھاتے وقت کہا مالک رحمہ اللہ نے یہ ایک قسم ہے تکیہ کرنے کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں اشارہ ہے مالک سے طرف مکروہ ہونے اس چیز کی کہ گنا جائے اس میں مرد تکیہ لگا کر کھانے والا اور نہیں خاص ہے تکیہ لگانا ساتھ صفت معین کے اور جزم کیا ہے ابن جوزی نے بیچ تفسیر تکیہ کرنے کے کہ وہ جھک کر بیٹھنا ہے ایک طرف اور نہیں التفات کیا اس نے طرف اس نکار خطابی کے اس کو اور حکایت کیا ہے ابن اثیر نے کہ جس نے تفسیر کیا ہے انکار کو ساتھ جھک کر بیٹھنے کے ایک طرف تو اس نے طب پر عمل کیا ہے ساتھ اس کے کہ کھانا آسانی اور سہولت سے انتڑیوں میں نہیں اترتا اور اکثر اوقات اس کے ساتھ تکلیف پاتا ہے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ حکم تکیہ لگا کر کھانے والے کے سو ابن قاص نے گمان کیا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے یعنی فقط آپ کے واسطے تکیہ لگا کر کھانا منع تھا حضرت ﷺ کے سوائے اور کوئی منع نہیں اور تعاقب کیا ہے اس کا بیہقی نے سو کہا کہ کبھی آپ کے غیر کے واسطے بھی

مکروہ ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ کام متکبروں کا ہے اور اصل اس کا ماخوذ ہے عجم کے بادشاہوں سے اور اگر آدمی کے ساتھ کوئی مانع ہو کہ بجز تکیہ لگانے کے کھا نہیں سکتا تو اس میں کراہت نہیں پھر بیان کیا بیہقی نے ایک جماعت سلف سے کہ انہوں نے اس طرح کھایا اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عبیدہ سلمانی اور محمد بن سیرین اور عطاء بن یسار اور زہری سے جائز ہونا اس کا مطلق اور جب ثابت ہوا ہونا اس کا مکروہ یا خلاف اولیٰ تو مستحب ہے واسطے کھانے والے کے یہ کہ اپنے دونوں گھٹنوں اور قدم کے پیٹھ پر بیٹھے یا دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے اور اختلاف ہے بیچ علت کراہت کے اور قوی تر وہ چیز جو وارد ہوئی ہے بیچ اس کے وہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ تھے مکروہ جانتے تکیہ لگا کر کھانے کو واسطے اس خوف کے کہ ان کے پیٹ بڑے ہو جائیں پس یہی ہے معتمد۔ (فتح)

بَابُ الشِّوَآءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴾ أَیْ مَشْوِیٌّ.

باب ہے بھوننے کے بیان میں اور قول اللہ تعالیٰ کا سو لایا ابراہیم علیہ السلام بچھڑا بھونا ہوا۔

٤٩٨١ - حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ أُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِیٍّ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّهُ ضَبٌّ فَأَمْسَكَ يَدَهُ فَقَالَ خَالِدٌ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَا يَكُوْنُ بِأَرْضِ قَوْمِیْ فَأَجِدُنِیْ أَعَافُهُ فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ.

۴۹۸۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لائی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ بھنی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف جھکے تا کہ کھائیں تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ گوہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ روکا، کہا خالد رضی اللہ عنہ نے کہ کیا وہ حرام ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لیکن وہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی سو میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں، سو خالد رضی اللہ عنہ نے گوہ کھائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے، کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ گوہ محنوذ یعنی بھنی ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصید میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اس کی طرف کہ لینا حکم کا واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس جہت سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھکے تا کہ کھائیں پھر نہ باز رہے مگر بسبب ہونے اس کے گوہ اور اگر گوہ کے سوا کچھ اور چیز ہوتی تو البتہ کھاتے۔ (فتح)

بَابُ الْخَزِيْرَةِ.

باب ہے خزیرہ کے بیان میں۔

فائدہ: خزیرہ وہ ہے جو بنایا جاتا ہے آٹے سے بصورت عصیدہ کے لیکن وہ اس سے پتلا ہوتا ہے اور کہا ابن فارس نے کہ آٹا چربی کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور کہا جوہری نے کہ خزیرہ یہ ہے کہ گوشت لے کر چھوٹا چھوٹا کاٹ کر دیگ میں ڈالا جاتا ہے اور اس پر بہت پانی ڈالا جاتا ہے پھر جب پک جائے تو اس پر آٹا ڈالا جاتا ہے سو اگر اس میں گوشت نہ ہو تو عصیدہ کہا جاتا ہے۔ (فتح)

قَالَ النَّضْرُ الْخَزِيْرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيْرَةُ مِنَ اللَّبَنِ.

کہا نضر بن شمیل نے کہ خزیرہ بھسے سے بنایا جاتا ہے اور حریرہ دودھ سے بنایا جاتا ہے۔

٤٩٨٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَأَنَا أُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّكَ تَأْتِيْ فَتُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَأَشَرْتُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۹۸۲۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے انصاریوں سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں اندھا ہو گیا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں یعنی ان کی امامت کرتا ہوں سو جب مینہ برستے ہیں تو نالا بہتا ہے جو میرے اور ان کے درمیان ہے میں ان کی مسجد میں نہیں آ سکتا کہ ان کو نماز پڑھاؤں سو یا حضرت! میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز پڑھیں تو میں اس کو جائے نماز ٹھہراؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کروں گا میں اگر چاہا اللہ نے کہا عتبان رضی اللہ عنہ نے سو اگلے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب کہ دن اونچا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کے لیے اجازت مانگی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی سو نہ بیٹھے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے پھر مجھ سے فرمایا کہ تو کہاں چاہتا ہے کہ میں تیرے گھر میں نماز پڑھوں؟ سو میں نے گھر کے ایک کنارے کی طرف اشارہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی یعنی اللہ اکبر کہا اور ہم نے صف باندھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا سو روکا ہم نے آپ کو خزیرہ پر کہ ہم نے

وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيْرٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ أَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ قُلْنَا فَإِنَّا نَرٰى وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهُ.

اس کو بنایا یعنی واسطے آپ ﷺ کے تا کہ اس سے کھائیں سو محلّہ والوں سے بہت لوگ گھر میں جمع ہوئے تو کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کہ کہاں ہے مالک بن دخیشن ؟ تو بعض نے کہا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہہ کیا تو اس کو نہیں دیکھتا کہ لا الہ الا اللہ کہا اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اس نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں اس کے منہ اور اس کی خیر خواہی کو منافقوں کی طرف، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر جس نے لا الہ الا اللہ کہا یعنی کلمہ پڑھا اس سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو۔ کہا ابن شہاب رحمہ اللہ نے پھر پوچھا میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم میں سے ہے اور وہ ان کے سرداروں میں سے تھا محمود کی حدیث سے تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المساجد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْأَقِطِ.

باب ہے پنیر کے بیان میں۔

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ فَأَلْقَى التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا.

اور کہا حمید نے کہ سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دخول کیا سو کھجور اور پنیر اور گھی ڈالا اور کہا عمرو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے حیس بنایا۔

٤٩٨٣ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَهْدَتْ

۴۹۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری خالہ نے حضرت ﷺ کو گوہیں اور پنیر اور دودھ تحفہ بھیجا سو گوہ حضرت ﷺ کے دستر خوان پر رکھی گئی اور اگر حرام ہوتی تو نہ

خَالَتِیْ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِبَابًا وَّأَقِطًا وَّلَبَنًا فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلٰی مَآئِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوْضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَأَكَلَ الْأَقِطَ.

رکھی جاتی اور دودھ پیا اور پنیر کھایا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الصید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ.

باب ہے چکندر اور جو کے بیان میں۔

٤٩٨٤ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَی بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ أُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ لَّهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا وَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰی وَلَا نَقِيْلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِيْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ.

۴۹۸۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ ہم جمعہ کے دن کے ساتھ خوش ہوتے تھے ہماری ایک بڑھیا تھی وہ چکندر کی جڑھیں لیتی سو اس کو اپنی ہانڈی میں ڈالتی جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کی ملاقات کرتے سو وہ اس کو ہمارے پاس لاتی یعنی اور ہم اس کو کھاتے اور ہم خوش ہوتے ساتھ دن جمعہ کے اس سبب سے اور نہ ہم دن کا کھانا کھاتے اور نہ قیلولہ کرتے تھے مگر نماز جمعہ کے بعد قسم ہے اللہ کی کہ نہ اس میں چربی تھی اور نہ چکنائی۔

فائدہ: اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سلف میانہ روی سے اور صبر کرنے سے تھوڑی چیز پر یہاں تک کہ اللہ نے ان کے واسطے بڑی فتوحات کھولیں سو ان میں سے بعض نے مباحات میں فراخی کی اور اقتصار کیا بعض نے دو دن پر واسطے زہد اور تقویٰ کے۔ (فتح)

بَابُ النَّهْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ.

باب ہے گوشت نوچ کر کھانے کے بیان میں۔

فائدہ: نہش کے معنی ہیں نوچنا گوشت کا ساتھ دانتوں کے اور چھوڑانا اس کا ہڈی سے اور نشل کے معنی ہیں پکڑنا اور قطع کرنا اور اکثر استعمال کیا جاتا ہے بیچ پکڑنے گوشت کے پہلے اس سے کہ پکے اور نام رکھا جاتا ہے گوشت کا نشیل اور کہا اسماعیلی نے کہ ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے نہش کے ساتھ انتشال کو اور انتشال کے معنی ہیں لینا اور طلب خروج کے اور نہیں نام رکھا جاتا ہے نہش یہاں تک کہ کھائے گوشت سے میں کہتا ہوں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہش بعد انتشال کے ہے اور نہیں واقع ہوا ہے کسی چیز میں دونوں طریق سے جن کو بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے ذکر نہش کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ معنی کے جس جگہ کہا تعرق کتفا یعنی نوچا گوشت کو جو اس پر تھا اپنے

منہ سے اور یہی ہے معنی نہش کا اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ وہ حدیث ضعیف ہے جس کو ہم آئندہ باب میں ذکر کریں گے بیچ نہی کے کاٹنے گوشت کے سے ساتھ چھری کے اور کہا ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں کہ امر اس میں محمول ہے ارشاد پر اس واسطے کہ علت بیان کی ہے اس کی کہ وہ زیادہ تر رچنے پچنے والا ہے یعنی معدے پر بھاری نہیں ہوتا اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے کہا اور نہیں ثابت ہوئی ہے نہی کاٹنے گوشت کے سے ساتھ چھری کے بلکہ ثابت ہو چکا ہے کاٹنا ساتھ چھری کے سو مختلف ہے یہ ساتھ مختلف ہونے گوشت کے جیسے کہ جب اس کا دانتوں سے نوچنا دشوار ہو تو چھری سے کاٹا جائے اور اسی طرح جب کہ نہ حاضر ہو چھری اور اسی طرح مختلف ہے باعتبار جلدی اور آہستگی کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٤٩٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ أَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِّنْ قِدْرٍ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے مونڈھے سے گوشت نوچ کر کھایا پھر کھڑے ہوئے سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانڈی سے گوشت والی ہڈی نکالی اور اس سے گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اور مفاد ان دونوں حدیثوں کا ایک ہے اور وہ نہ وضو کرنا آگ کی پکی چیز کے کھانے سے اور طہارت میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مونڈھے کا گوشت کھایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روٹی اور گوشت تحفہ بھیجا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین لقمے کھائے، الحدیث سو معلوم ہوئی اس روایت سے تعیین جہت گوشت کی اور مقدار اس چیز کی کہ اس سے کھائی۔ (فتح)

بَابُ تَعَرُّقِ الْعَضُدِ. بازو کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھانا۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے تفسیر تعرق کی اور عضد وہ ہڈی ہے جو مونڈھے اور کہنی کے درمیان ہے۔ (فتح)

٤٩٨٦ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى

۴۹۸۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نکلے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مَكَّةَ.

٤٩٨٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُوْلٌ أَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ لَهُ وَأَحَبُّوْا لَوْ أَنِّيْ أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَأْكُلُوْنَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِيْ فَأَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ.

۴۹۸۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے کی طرف نکلے سو میں ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے ساتھ اپنی جگہ میں بیٹھا تھا مکے کی راہ میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندھے تھے اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا سو لوگوں نے گورخر کو دیکھا اور میں مشغول تھا اپنا جوتا سیتا تھا سو انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی لیکن انہوں نے چاہا کہ کاش میں نے اس کو دیکھا ہوتا سو میں نے نظر پھیری تو میں نے اس کو دیکھا سو میں گھوڑے کی طرف کھڑا ہوا سو میں نے اس پر زین ڈالی پھر میں سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھولا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور نیزہ دو تو انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو اس پر کسی چیز کے ساتھ مدد نہیں کریں گے سو میں غصے ہوا پھر میں نے اتر کر دونوں کو لیا پھر میں سوار ہوا سو میں نے گورخر پر حملہ کیا سو میں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں پھر میں اس کو لایا اور حالانکہ وہ مر گیا تھا سو وہ اس میں پڑ کر اس کو کھانے لگے پھر انہوں نے شک کیا اس کے کھانے میں کہ جائز ہے یا نہیں اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے اور میں نے اس کا بازو اپنے ساتھ چھپا رکھا سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور آپ سے اس کا حکم پوچھا کہ احرام کی حالت میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ سو فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے؟ تو میں نے آپ کو بازو دیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا یہاں تک کہ اس کو دانتوں سے نوچا اور حالانکہ آپ احرام باندھے تھے۔ کہا ابن جعفر نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن اسلم نے عطاء سے اس نے روایت کی ابو

قتادہ سے اس کی مثل۔

فائدہ: یہ حدیث حدیبیہ کے قصے میں ہے اور اس کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور مراد اس کی اس سے قول اس کا ہے اس کے آخر میں کہ میں نے آپ کو بازو دیا سو آپ نے اس کو کھایا حتی تعرقها یعنی یہاں تک کہ اس کی ہڈی پر کچھ گوشت باقی نہ چھوڑا۔ (فتح)

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ. چھری سے گوشت کاٹنا۔

۴۹۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۹۸۸۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گوشت کاٹتے بکری کے مونڈھے سے جو آپ کے ہاتھ میں تھا پھر نماز کی طرف بلائے گئے سو ڈالا مونڈھے کو اور چھری کو جس کے ساتھ کاٹتے تھے پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور معنی یحتز کے ہیں یقطع اور روایت کی ہے اصحاب سنن نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رات کاٹی اور آپ میرے واسطے پہلے سے گوشت کاٹتے تھے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری پھینکی اور فرمایا کہ کیا ہے اس کو اس کے دونوں ہاتھ خاک میں آلودہ ہوں کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث رد کرتی ہے ابو معشر کی حدیث کو کہ نہ کاٹو گوشت کو چھری سے کہ وہ عجم والوں کا فعل ہے اور دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھاؤ کہ وہ زیادہ تر رچنے پچنے والا ہے کہا ابوداؤد نے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور البتہ واقع ہوا ہے بیچ اول حدیث شفاعت کے جو دراز ہے اور تفسیر میں گزر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا ہاتھ لایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بار نوچ کر کھایا، الحدیث۔ (فتح الباری)

بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا. حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی مباح کھانے کو اور حرام کو تو عیب کرتے تھے اور مذمت کرتے تھے اور اس سے منع کرتے تھے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ اگر عیب پیدائش کی جہت سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر کاری گری کی جہت سے ہو تو نہیں مکروہ اس واسطے کہ اللہ کی صنعت پر عیب نہیں کیا جاتا اور آدمیوں کی صنعت پر عیب کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو ظاہر ہوتا

ہے میرے واسطے عام ہوتا اس کا ہے یعنی عیب کرنا ہر جہت سے مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں توڑنا ہے کاری گر کے دل کا، کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کے آداب سے ہے کہ نہ عیب لگائے جیسے کہ کہے نمک دار ہے، کھٹا ہے، اس میں نمک کم ہے، اور گاڑھا ہے، پتلا ہے، کچا ہے، اور مانند اس کی۔ (فتح)

٤٩٨٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

۴۹۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں عیب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کھانے کو کبھی اگر اس کی خواہش ہوتی تو کھاتے اور اگر اس کو مکروہ جانتے تو نہ کھاتے۔

فائدہ: یعنی مثل اس چیز کی کہ واقع ہوئی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گوہ میں اور واقع ہوا ہے یحییٰ کی روایت میں کہ اگر آپ کو اس کی خواہش نہ ہوتی تو چپ رہتے یعنی اس کے عیب کرنے سے کہا ابن بطال نے کہ یہ حسن ادب ہے اس واسطے کہ ایک چیز ہوتی ہے کہ ایک آدمی کو اس کی خواہش نہیں ہوتی اور دوسرے کو اس کی خواہش ہوتی ہے اور ہر چیز جس کے کھانے کی شرع نے اجازت دی ہے اس میں کوئی عیب نہیں۔ (فتح)

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيرِ.

جو میں پھونکنا۔

فائدہ: یعنی بعد پیسنے ان کے تا کہ اس کی چھیل اڑ جائے اور شاید کہ تنبیہ کی ہے اس نے ساتھ اس ترجمہ کے اس پر کہ یہ جو آیا ہے کہ کھانے میں پھونک مارنا منع ہے تو یہ خاص ہے ساتھ پکے کھانے کے۔ (فتح)

٤٩٩٠ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا هَلْ رَأَيْتُمْ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ فَهَلْ كُنْتُمْ تَنْخُلُونَ الشَّعِيرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ.

۴۹۹۰۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میدہ کی روٹی دیکھی تھی؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ تم جو کو چھانتے تھے؟ یعنی بعد پیسنے اس کے کی؟ اس نے کہا کہ نہیں لیکن ہم اس کو پھونکتے تھے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُونَ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کھاتے تھے۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں چھ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

٤٩٩١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي

۴۹۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب میں کھجوریں بانٹیں سو ہر آدمی کو

عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَعْطٰى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ.

سات سات کھجوریں دیں سو مجھ کو بھی سات کھجوریں دیں ایک ان میں سے ردی کھجور تھی سو نہ تھی ان میں کوئی کھجور عجب تر نزدیک میرے اس سے کہ سخت ہوئی میرے چبانے میں۔

فائدہ: اور مراد اس کی یہ ہے کہ تھی اس میں قوت وقت چبانے اس کے پس دراز ہوا چبانا اس کا واسطے اس کے مانند مصطگی کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ان میں سخت تر تھی میرے دانتوں کے واسطے۔

۴۹۹۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ أَوِ الْحَبَلَةِ حَتّٰى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ.

۴۹۹۲۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ساتواں سات کا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ساتواں میں تھا نہ تھا واسطے ہمارے کھانا مگر پتے حبلہ کے یا فرمایا حبلہ کے یہ شک ہے راوی کا یعنی کیکر کا پھل یہاں تک کہ ڈالتا ایک ہمارا جو ڈالتی ہے بکری یعنی مینگنیاں ڈالتا تھا جیسے بکری ڈالتی ہے پھر صبح کی اسد کی اولاد نے کہ ایذا دیتے ہیں مجھ کو اسلام پر یعنی مجھ کو احکام اسلام کی تعلیم کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ نماز اچھی نہیں پڑھتا تا میں اس وقت خسارے میں پڑا اور میری کوشش ضائع ہوئی۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف قدیم ہونے اسلام اس کے کی اور اس کی شرح رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد حبلہ سے پھل عضاہ کا ہے اور کیکر کا اور وہ لوبیا کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد درختوں کی جڑ ہیں ہیں۔ (فتح)

۴۹۹۳ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ

۴۹۹۳۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ کی روٹی کھائی ہے؟ کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ نہیں دیکھا جب سے اللہ نے آپ کو پیغمبر کیا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی کہا سو میں نے اس سے کہا کہ کیا

مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ.

حضرت ﷺ کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے چھلنی نہیں دیکھی جب سے اللہ نے آپ کو پیغمبر کیا یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی میں نے کہا کہ تم جو بے چھنی کس طرح کھاتے تھے؟ کہا کہ ہم اس کو پیستے تھے اور اس کو پھونکتے سو اڑ جاتا جو اڑ جاتا یعنی بھوسے اس کے سے اور جو باقی رہتا اس کو بھگوتے یعنی اس کو گوندھ لیتے اور پکاتے اور کھاتے۔

فائدہ: میں گمان کرتا ہوں کہ احتراز کیا ہے اس نے اس چیز سے کہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس مدت میں تجارت کے واسطے شام کی طرف سفر کیا تھا اور اس وقت شام روم کے ساتھ تھا اور میدہ کی روٹی ان کے یہاں بہت تھی اور اسی طرح چھلنیاں وغیرہ اسباب آسودگی اور فراغت کے سو نہیں شک ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ ان کے پاس دیکھا ہو گا اور بہر حال پیغمبر ہونے کے بعد سو نہ تھے مگر مکے اور مدینے اور طائف میں اور تبوک میں بھی پہنچے اور وہ شام کی اطراف سے ہے لیکن اس کو فتح نہ کیا اور نہ بہت مدت وہاں ٹھہرے اور احتمال ہے کہ بغیر گوندھنے اور پکارنے کے کھایا ہو۔ (فتح)

٤٩٩٤ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَّصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَأَبٰى أَنْ يَّأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ.

۴۹۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قوم پر گزرے جن کے آگے بکری بھنی ہوئی تھی سو انہوں نے ان کو بلایا تو انہوں نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ حضرت ﷺ دنیا سے نکلے اور نہیں پیٹ بھر کر کھایا جو کی روٹی کو۔

فائدہ: نہیں ہے یہ نہ قبول کرنا دعوت کا اس واسطے کہ وہ ولیمے میں ہے نہ ہر کھانے میں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس وقت یاد تھا جو تھے حضرت ﷺ بیچ اس کے تنگی گزران سے پس ترک کیا کھانا بکری کا اور اسی واسطے کہا کہ حضرت ﷺ دنیا سے نکلے اور نہیں پیٹ بھر کر کھایا جو کی روٹی کو۔ (فتح)

٤٩٩٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ

۴۹۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں کھایا

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَّلَا فِيْ سُكُرُّجَةٍ وَّلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلَامَ يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ.

حضرت ﷺ نے خوان پر اور نہ تستری پر اور نہ پکائی گئی واسطے آپ کے چپاتی۔ میں نے قتادہ رحمہ اللہ سے کہا کہ کس چیز پر کھاتے تھے؟ کہا کہ دسترخوان پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۹۹۶ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ.

۴۹۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے گھر والوں نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا جب سے مدینے میں آئے گندم کے کھانے سے تین رات پے در پے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ.

باب ہے تلبینہ کے بیان میں۔

فائدہ: تلبینہ بنایا جاتا ہے آٹے اور دودھ سے اور کبھی اس میں شہد بھی ڈالا جاتا ہے سفید ہوتا ہے مانند دودھ کی اس واسطے اس کو تلبینہ کہتے ہیں اور نفع دینے والا اس سے وہ ہوتا ہے جو پتلا پکا ہوا ہو نہ گاڑھا کچا۔ (فتح)

۴۹۹۷ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَآءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِّنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ

۴۹۹۷ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ ان کا دستور تھا کہ جب کوئی آدمی ان کے گھر والوں سے مر جاتا اور اس کے واسطے عورتیں جمع ہوتیں پھر جدا جدا ہوتیں مگر ان کے گھر والے اور خاصے لوگ تو حکم کرتیں ساتھ پکانے ہانڈی تلبینہ کے سو پکائی جاتی پھر ثرید بنایا جاتا پھر تلبینہ اس پر ڈالا جاتا فرماتیں اس کو کھاؤ بے شک میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تلبینہ راحت دیتا ہے بیمار کے دل کو اور دور کرتا ہے بعض غم کو۔

بِبَعْضِ الْحُزْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الثَّرِيْدِ.

باب ہے ثرید کے بیان میں۔

فائدہ: ثرید یہ ہے کہ روٹی کو گوشت کے شوربے میں بھگو دے اور کبھی اس کے ساتھ گوشت بھی ہوتا ہے۔

٤٩٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِيْ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۴۹۹۸۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں سے مریم عمران کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی بیوی کے سوائے کوئی عورت باکمال نہیں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

٤٩٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ طُوَالَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۴۹۹۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ برکت تین چیزوں میں ہے جماعت میں اور سحور میں اور ثرید میں۔

٥٠٠٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا حَاتِمٍ الْأَشْهَلَ بْنَ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَّهُ خَيَّاطٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ قَصْعَةً فِيْهَا ثَرِيْدٌ قَالَ وَأَقْبَلَ عَلٰى عَمَلِهِ قَالَ

۵۰۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک غلام درزی پر داخل ہوا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں ثرید تھا اور اپنے کام پر متوجہ ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو تلاش کرنے لگے تو میں اس کو تلاش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھنے لگا سو میں اس کے بعد ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں۔

فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ.

بَابُ شَاةٍ مَّسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ.

بکری کھال سمیت بھونی ہوئی اور مونڈھے اور پہلو کا بیان۔

۵۰۰۱ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَغِيْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.

۵۰۰۱۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے اور ان کا روٹی پکانے والا کھڑا ہوتا کہتے کھاؤ سو میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی روٹی دیکھی ہو یہاں تک کہ اللہ سے ملے اور نہ کبھی آپ نے آنکھ سے بکری دم بخت کی ہوئی دیکھی۔

فائدہ: اور مسموطہ کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

۵۰۰۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۵۰۰۲۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بکری کے مونڈھے سے گوشت کاٹتے سو اس سے کھایا پھر نماز کی طرف بلائے گئے سو کھڑے ہوئے اور چھری ڈالی سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

فائدہ: اور بہر حال پہلو سو اشارہ کیا طرف حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلو بھنی ہوئی لائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا پھر نماز کی طرف کھڑے ہوئے۔

بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهٖ.

بیان اس چیز کا کہ تھے سلف ذخیرہ کرتے اپنے گھروں میں اور سفروں میں کھانے اور گوشت وغیرہ سے۔

فائدہ: باب کی حدیثوں میں کھانے کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے ان سے بطور الحاق کے یا

عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول اس کو تقاضا کرتا ہے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھایا گندم کی روٹی سالن والی سے تین دن اور یہ جو سالن والی روٹی کی نفی کی تو نہیں لازم آتی نفی اس سے ہونے اس کے کی مطلق اور بیچ وجود اس کے کی تین دن مطلق دلالت ہے اوپر جواب تناول اس کے کی اور باقی رکھنے اس کے کی گھر میں اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ طعام کے جو کھایا جاتا ہے پس داخل ہوگا ہر سالن۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَآءُ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً.

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دونوں بیٹیوں نے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے واسطے خرچ راہ تیار کیا۔

۵۰۰۳ ۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهٗ إِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَأَرَادَ أَنْ يُّطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهٗ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا.

۵۰۰۳۔ حضرت عابس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کھانے سے؟ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہیں کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر اس سال میں جس میں لوگ بھوکے ہوئے سو چاہا کہ مال دار محتاج کو کھلائے اور البتہ ہم بکری کا پاؤں اٹھا رکھتے تھے سو اس کو پندرہ دن کے بعد کھاتے کہا گیا اور کس چیز نے تم کو اس کی طرف لاچار کیا تھا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا ہنسیں کہا کہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے گندم کی روٹی سالن دار سے تین دن یہاں تک کہ اللہ سے ملے۔

فائدہ: سفرہ دستر خوان کو کہتے ہیں جس میں خرچ راہ باندھا جاتا ہے، بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں کہ نہی تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت کے ذخیرہ کرنے سے منسوخ ہے اور یہ کہ سبب نہی کا اسی سال کے ساتھ خاص تھا واسطے اس علت کے کہ اس کو ذکر کیا اور غرض بخاری رحمہ اللہ کے اس سے یہ قول اس کا ہے کہ ہم پاؤں اٹھا رکھتے تھے، الخ اس واسطے کہ اس میں بیان ہے اس کا کہ جائز ہے ذخیرہ کرنا گوشت کا اور کھانا خشک گوشت کا اور ثابت ہو چکا ہے کہ سبب اس کا کم ہونا گوشت کا ہے نزدیک ان کے اس طور کے کہ نہیں پیٹ بھر کر کھاتے تھے گندم کی

روٹی سے تین دن پے در پے۔ (فتح)

٥٠٠٤ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْهَدْيِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَابَعَهُ مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ أَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَا.

۵۰۰۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانی کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے متابعت کی ہے اس کی محمد نے ابن عیینہ سے اور کہا ابن جریج نے میں نے عطاء سے کہا کہ کیا اس نے کہا ہے کہ یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے؟ کہا کہ نہیں۔

فائدہ: اور روایت میں ہے کہ ہم قربانی کا گوشت مدینے تک خرچ راہ لیتے تھے اور یہ جو کہا ابن جریج رحمہ اللہ نے الخ تو موصول کیا ہے اس حدیث کو بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الحج میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ دستور تھا کہ ہم تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ کھاتے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت دی اور فرمایا کہ کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور نہیں ذکر کیا وہاں اس زیادتی کو پھر نہیں مراد ہے ساتھ قول اس کے کی لا نفی کرنا حکم کی بلکہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں تصریح کی جابر رضی اللہ عنہ نے ساتھ بدستور رہنے اس کے کی ان سے یہاں تک کہ آئے پس ہوں گے معنی بنا بر اس کے قول اس کے کی عمرو بن دینار کی روایت میں کنا نتزود لحوم الهدى الى المدينة یعنی واسطے متوجہ ہونے ہمارے کے طرف مدینے کے اور نہیں لازم آتا اس سے باقی رہنا اس کا ساتھ اس کے یہاں تک کہ مدینے میں پہنچیں، واللہ اعلم لیکن روایت کی ہے مسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی ذبح کی پھر مجھ سے فرمایا کے اے ثوبان! اس کا گوشت درست کر ہمیشہ رہے ہم اس کو کھاتے یہاں تک کہ مدینے میں آئے کہا ابن بطال نے کہ حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے صوفیوں سے کہ نہیں جائز ہے ذخیرہ کرنا طعام کا واسطے کل کے اور یہ کہ نام ولی کا نہیں لائق ہے واسطے اس شخص کے جو کچھ چیز ذخیرہ کرے اگرچہ کم ہو اور یہ کہ جس نے ذخیرہ کیا وہ اللہ کے ساتھ بد گمان ہوا اور ان حدیثوں میں کفایت ہے رد میں اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَيْسِ.

باب ہے حیس کے بیان میں۔

فائدہ: اصل حیس کا وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے کھجور اور پنیر اور گھی سے اور کبھی پنیر کے بدلے اس میں آٹا ڈالا جاتا ہے۔

٥٠٠٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۵۰۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تلاش کر لا ایک لڑکے کو اپنے لڑکوں میں سے تا کہ میری خدمت کیا کرے سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَآئَهٗ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهٗ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهٗ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآئَهٗ بِعَبَآئَةٍ أَوْ بِكِسَآءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَآئَهٗ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَآئَهٗ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهٗ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهٖ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

سو میں حضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا جب کہ اترتے سو میں آپ سے سنتا تھا کہ یہ بہت کہتے تھے الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش اور غم سے اور جان کی ماندگی اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی سے اور نامردی سے اور قرض کے بوجھ سے اور مردوں کے غلبے سے سو ہمیشہ رہا میں آپ کی خدمت کرتا یہاں تک کہ ہم خیبر سے متوجہ ہوئے اور حضرت ﷺ سامنے آئے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی کے اس کو غنیمت سے اپنے واسطے چن لیا تھا اور اپنی جان کے ساتھ جوڑا تھا سو میں آپ کو دیکھتا تھا کہ اس کے واسطے اپنے پیچھے اپنی چادر سے جو یہ بناتے یعنی سواری کی کوہان کا گرد گھیرتے پھر اس کو اپنے پیچھے چڑھاتے یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں تھے کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان مدینے اور خیبر کے تو حضرت ﷺ نے چمڑے کے ایک دستر خوان میں حیس بنایا پھر مجھ کو بلانے کے لیے بھیجا تو میں نے لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھایا اور تھا یہ خلوت کرنا حضرت ﷺ کا ساتھ اس کے پھر مدینے کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ کے واسطے اُحد پہاڑ ظاہر ہوا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں پھر جب مدینے پر جھانکا تو کہا کہ بے شک میں حرام کرتا ہوں جو اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی! برکت کر ان کے مد اور صاع میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی اور یہ جو کہا یحوی یعنی کرتے واسطے اس جو جو یہ اور وہ کملی روئی سے بھری ہوئی کہ سواری کی کوہان کا گرد اس سے گھیرا جاتا ہے نگاہ رکھتی ہے اس کے سوار کو گرنے سے اور راحت پاتا ہے ساتھ تکیہ لگانے کے طرف اس کی۔

بَابُ الْأَكْلِ فِيْ إِنَآءٍ مُفَضَّضٍ. کھانا برتن مفضض میں یعنی جس میں چاندی جڑی ہو۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا ہے برتنوں سے اوپر اس کے اور کھانا سب برتنوں میں مباح ہے مگر چاندی اور سونے کے برتن میں اور اختلاف ہے اس برتن میں جس میں کچھ چاندی ہو یا ساتھ باندھنے کے یعنی چاندی سے باندھا گیا ہو اور یا ساتھ ملانے کے اور یا ساتھ طلا کرنے کے اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جس کو باب میں بیان کیا ہے اس میں نہی ہے چاندی سونے کے برتن میں پانی پینے سے اور لیا جاتا ہے کھانا بطور الحاق کے اور یہ بہ نسبت حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہے اور البتہ وارد ہوا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ذکر کھانے کا سو کھانا بھی نص کے ساتھ منع ہوگا اور یہ حکم اس برتن کا ہے جو سارا چاندی یا سونے سے ہو اور بہر حال جو برتن کہ مخلوط ہو یا مضبب یعنی جس میں چاندی کے پترے جڑے ہوں مضبوطی کے واسطے یا مطلے ہو یعنی اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو سو وارد ہوئی ہے اس میں حدیث کہ روایت کی ہے دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ساتھ رفع کے کہ جو پیئے چاندی سونے کے برتن میں یا اس برتن میں جس میں اس سے کچھ چیز ہو تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ گٹ گٹ پیتا ہے کہا بیہقی نے کہ مشہور یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہ پیتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس پیالے میں جس میں حلقہ یا پترا چاندی کا ہوتا اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے اور طبرانی کی اوسط میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جڑاؤ کرنے پیالے کے سے ساتھ چاندی کے پھر عورتوں کو اس کی اجازت دی اور کہا مغلطائی نے کہ نہیں مطابق ہے حدیث ترجمہ کو مگر یہ کہ ہو برتن جس میں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پیا تھا مضبب یعنی اس میں چاندی کے پترے جڑے تھے اس واسطے کہ پترہ جگہ لب کی ہے وقت پینے کے اور جواب دیا ہے کرمانی نے ساتھ اس طور کے کہ لفظ مفضض کا اگرچہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ اس میں چاندی ہو لیکن وہ شامل ہے جب کہ ہو سب بنایا گیا چاندی سے اور چاندی کے برتن میں جو پینا منع ہے تو ملحق ہے ساتھ اس کے کھانا بھی واسطے علت جامع کے پس مطابق ہوگی حدیث ترجمہ کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٠٠٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى أَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهٖ رَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّيْ نَهَيْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ لَمْ أَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٥٠٠٦۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ایک مجوسی اس کے پاس پانی لایا سو جب اس نے پیالہ اس کے ہاتھ میں رکھا تو اس کو پھینک دیا اور کہا کہ اگر میں نے اس کو ایک دوبار سے زیادہ منع نہ کیا ہوتا کہ چاندی سونے کے برتن میں پانی نہ پیو تو میں پیالے کو نہ پھینکتا جیسے وہ کہتا ہے کہ میں نہ کرتا اس کو یعنی نہ پھینکتا لیکن میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ پہنو ریشمی کپڑے کو اور نہ دیبا کو اور نہ پیو

لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ.

سونے چاندی کے برتنوں میں اور نہ کھاؤ ان کے پیالوں میں اس واسطے کہ یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانو! آخرت میں ملیں گی۔

بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ.

باب ہے بیچ ذکر کھانے کے۔

۵۰۰۷ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ.

۵۰۰۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ایمان دار کی مثل جو قرآن پڑھتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیمو کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایمان دار کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھا کرتا اندرائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ اندرائن کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی اور اس کا مزہ کڑوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے تکرار ذکر طعم یعنی مزہ کا ہے بیچ اس کے اور طعام بولا جاتا ہے ساتھ معنی طعم کے۔

۵۰۰۸ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ.

۵۰۰۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر جیسے ثرید کی فضیلت باقی کھانوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے اس میں کھانے کو۔

۵۰۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ

۵۰۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ إِلٰى أَهْلِهٖ.

نے فرمایا کہ سفر ایک ٹکڑا ہے عذاب کا کہ تم میں سے کسی کو سونے اور کھانے سے منع کرتا ہے پھر جب کوئی اس طرف سے کہ جدھر گیا ہے اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی اپنے گھر والوں کی طرف آئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ معنی اس ترجمہ کے مباح کرنا طعام طیب کا ہے اور یہ کہ زہد نہیں ہے اس کے خلاف میں اس واسطے کہ بیچ تشبیہ دینے ایمان دار کے ساتھ اچھی مزہ والی چیز کے اور تشبیہ دینے کافر کے ساتھ کڑوے مزے والی کے رغبت دلانا ہے بیچ کھانے مزے دار اور میٹھے طعام کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ رکھا ہے سلف نے ہمیشگی کرنے کو اوپر کھانے اچھی چیزوں کے واسطے اس خوف کے کہ ہو جائے عادت پس نہ صبر کر سکے نفس اس کے گم ہونے پر اور بہر حال حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ضروری ہے واسطے آدمی کے دنیا میں طعام سے کہ اس کے ساتھ اس کا بدن قائم ہو اور قوی ہو ساتھ اس کے اپنے رب کی عبادت پر اور یہ کہ اللہ نے پیدا کیا ہے نفسوں کو اوپر اس کے واسطے قوام زندگی کے لیکن ایمان دار لیتا ہے اس سے بقدر ایثار کرنے اس کے امر آخرت کو دنیا پر۔ (فتح)

بَابُ الْأُدْمِ.

باب ہے سالن کے بیان میں۔

٥٠١٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْهِ لَهُمْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ وَأُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ أَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا أَوْ تُفَارِقَهُ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا

٥٠١٠۔ حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے یعنی اس کے سبب سے ایک یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اس کو خرید کر آزاد کریں تو اس کے مالکوں نے کہا کہ آزادی کا حق ہمارے واسطے ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ان کے واسطے اس کی شرط کر اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔ دوم یہ کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد کی گئی سو اختیار دی گئی کہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا اس سے جدا ہو۔ سوم یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور ہانڈی آگ پر جوش مارتی تھی سو

بِالْغَدَآءِ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدْمٍ مِّنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ لَحْمًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهٗ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَأَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا.

حضرت ﷺ نے دن کا کھانا منگوایا سو آپ کے پاس روٹی اور گھر کا کچھ سالن لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں گوشت نہیں دیکھتا؟ گھر والوں نے کہا کہ کیوں نہیں لیکن وہ گوشت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا تو اس نے ہم کو تحفہ دیا فرمایا کہ وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے واسطے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طلاق میں گزر چکی ہے اور حکایت کی ہے ابن بطال نے طبری سے کہا کہ دلالت کی اس قصے نے اس پر کہ حضرت ﷺ نے گوشت کو اختیار کیا جب کہ اس کی طرف راہ پائی پھر ذکر کی حدیث بریرہ رضی اللہ عنہا کی سالنوں کا سردار دنیا اور آخرت میں گوشت ہے اور جو وارد ہوا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سلف سے مقدم کرنا غیر گوشت کا گوشت پر سو یہ یا تو واسطے اکھاڑنے نفس کے ہے لین دین خواہشوں والی چیزوں کے سے اور ہمیشگی کرنے سے اوپر ان کے اور یا واسطے مکروہ ہونے اسراف کے اور جلدی کرنے کے بیچ خرچ مال کے بے جا واسطے کم ہونے چیز کے نزدیک ان کے اس وقت پھر ذکر کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جب کہ اس نے آپ کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے بکری ذبح کی سو جب اس نے اس کو حضرت ﷺ کے آگے کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شاید تو نے جانا ہے کہ ہم کو گوشت سے محبت ہے اور تھا یہ واسطے کم ہونے چیز کے نزدیک ان کے پس اسی واسطے ان کو اس سے زیادہ محبت تھی اور البتہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے سالن میں سو جمہور کا یہ قول ہے کہ وہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ روٹی کھائی جائے برابر ہے کہ شوربا ہو یا نہ ہو اور شرط کی ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہ وہ بنایا گیا ہو۔ (فتح)

بَابُ الْحَلْوَآءِ وَالْعَسَلِ.

باب ہے حلوے اور شہد کے بیان میں۔

فائدہ: حلوے ہر میٹھی چیز کو کہتے ہیں جو کھائی جائے اور بعض نے کہا کہ جو کھانا شیرینی سے بنایا جائے۔

٥٠١١ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ.

٥٠١١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ دوست رکھتے حلوے اور شہد کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حلوے اور شہد منجملہ طیبات سے ہے جو مذکور ہیں اس آیت میں ﴿كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ اور تقویت ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے لذت والی مباح چیزیں ہیں اور داخل

ہے اس حدیث کے معنی میں ہر وہ چیز کہ مشابہ ہے حلوے اور شہد کو اقسام لذیذ کھانوں کے سے کما تقدم تقریرہ اور لیا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے بنانا کھانوں کا انواع مختلف سے اور بعض پرہیز گار اس کو مکروہ جانتے تھے اور نہیں اجازت دیتے تھے کہ کھائے میٹھی چیز مگر جو بالطبع میٹھی ہو مانند کھجور کی اور شہد کی اور یہ حدیث رد کرتی ہے اوپر اس کے اس جس نے سلف سے اس کو دنیا میں ترک کیا ہے تو واسطے تواضع کے کیا ہے نہ واسطے حرص کے اور ثعلبی کی کتاب میں ہے کہ حلوے حضرت ﷺ کا جس سے محبت رکھتے تھے وہ مجیع ہے اور وہ کھجور ہے جو دودھ کے ساتھ گوندھی جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مکھن اور کھجور سے محبت رکھتے تھے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ حلوے کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ ہر روز شہد کا پیالہ پیتے تھے جو پانی سے ملایا جاتا تھا اور حلویٰ تیار کیا ہوا سو اس کو نہیں پہچانتے تھے اور بعض نے کہا مراد حلویٰ فالودہ کا ہے نہ وہ جو آگ پر پکایا جاتا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۵۰۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِي حِيْنَ لَا آكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَرِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِي فُلَانٌ وَّلَا فُلَانَةُ وَأُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَآءِ وَأَسْتَقْرِءُ الرَّجُلَ الْآيَةَ وَهِيَ مَعِيَ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمَنِيْ وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهٖ حَتّٰى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ فَنَشْتَقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا.

۵۰۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے پیٹ بھرنے کے واسطے حضرت ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا جب کہ نہ کھاتا آٹے کی روٹی اور نہ پہنتا ریشمی کپڑا اور نہ خدمت کرتا میری فلانا اور فلانی اور میں اپنے پیٹ کو پتھروں سے ملاتا یعنی بھوک سے اور میں کسی مرد سے طلب کرتا کہ مجھ پر قرآن کی آیت پڑھے اور حالانکہ وہ مجھ کو یاد ہوتی تا کہ مجھ کو لے پھرے اور کھانا کھلائے اور لوگوں میں محتاجوں کے واسطے بہتر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے ہم کو لیے پھرتے سو ہم کو کھلاتے جو ان کے گھر میں ہوتا یہاں تک کہ ہماری طرف کپی نکالتے کہ اس میں کچھ چیز نہ ہوتی سو اس کو پھاڑ ڈالتے سو ہم چاٹتے جو اس میں ہوتا۔

فائدہ: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھے جعفر رضی اللہ عنہ محبت رکھتے محتاجوں سے اور ان کے پاس بیٹھتے اور ان سے بات چیت کرتے اور وہ ان سے بات کرتے کہا ابن منیر نے کہ مناسبت حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ حلویٰ بولا جاتا ہے میٹھی چیز پر اور جب کہ کپی میں غالباً شہد ہوتا ہے اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آچکی ہے تو مناسبت ہوا باب کو میں کہتا ہوں کہ جب اس کے بعض طریقوں میں شہد وارد ہو چکا ہے تو ترجمہ کو مطابق ہو گی اس واسطے کہ ترجمہ میں حلویٰ اور شہد دونوں کا ذکر ہے سو لیا جاتا ہے حدیث سے ایک رکن ترجمہ کا اور نہیں شرط ہے کہ

شامل ہو ہر حدیث باب کی تمام احکام ترجمہ پر بلکہ کافی ہے توزیع۔ (فتح)

بَابُ الدُّبَّآءِ.

باب ہے کدو کے بیان میں۔

۵۰۱۳ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى مَوْلًى لَّهُ خَيَّاطًا فَأُتِيَ بِدُبَّآءٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ.

۵۰۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام درزی کے پاس آئے سو آپ کے پاس کدو لایا گیا سو اس کو کھانے لگے سو ہمیشہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھاتے دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ.

باب ہے بیان میں اس مرد کے جو اپنے بھائیوں کے واسطے تکلف سے کھانا پکاتا ہے۔

۵۰۱٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا أَدْعُوْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ بَلْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ عَلَى الْمَائِدَةِ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوا مِنْ

۵۰۱۴۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد تھا اس کو ابوشعیب کہا جاتا تھا اور اس کا ایک غلام قصاب تھا سو اس نے کہا کہ میرے واسطے کھانا تیار کر کہ میں پانچ آدمیوں کی دعوت کروں چار صحابی پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو اس نے پانچ آدمیوں کی دعوت کی چار صحابی پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور بھی چلا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ہمارے پانچ آدمیوں کی دعوت کی اور یہ مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے سو اگر تو چاہے تو اس کو بھی کھانے کی اجازت دے اور اگر تو چاہے تو اس کو نہ دے اس نے کہا کہ میں نے اس کو بھی کھانے کی اجازت دی۔

مَآئِدَةٍ إِلٰى مَآئِدَةٍ أُخْرٰى وَلٰكِنْ يُنَاوِلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِيْ تِلْكَ الْمَآئِدَةِ أَوْ يَدَعُ.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ وجہ تکلف کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ اس نے حصر کیا عدد کو ساتھ قول اپنے کے کہ میں پانچ کی دعوت کروں اور اگر اس کا تکلف نہ ہوتا تو حصر نہ کرتا اور اس سے پہلے ابن تین نے بھی اسی طرح کیا ہے اور اس نے زیادہ کیا ہے کہ آدمیوں کا معین کرنا برکت کے مخالف ہے اسی واسطے جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آدمیوں کو معین نہ کیا تو ان کے کھانے میں برکت حاصل ہوئی یہاں تک کہ بہت لوگوں نے کھایا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنے غلام سے کہا کہ میرے واسطے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں اور البتہ میں نے آپ کے چہرے میں بھوک پہچانی اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں جائز ہے کسب کرنا ساتھ صفت قصاب کے اور کام طلب کرنا غلام سے اس چیز میں کہ اس سے ہو سکے پیشوں سے اور فائدہ اٹھانا ساتھ کسب اس کے پیشوں سے اور یہ کہ مشروع ہے ضیافت اور مؤکد ہے مستحب ہونا اس کا واسطے اس شخص کے غالب ہو حاجت اس کی واسطے اس کے اور یہ کہ جو اپنے غیر کے واسطے کھانا تیار کرے اس کے واسطے اختیار ہے کہ چاہے اس کو اس کی طرف بھیج دے اور چاہے اس کو اپنے گھر میں بلائے اور یہ کہ جو دعوت کرے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ دعوت کرے ساتھ اس کے اس شخص کی جو دیکھے اس کے خاصوں اور اس کے مجلس والوں اور اس میں حکم کرنا ہے ساتھ دلیل کے واسطے قول اس کے کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک پہچانی اور یہ کہ اصحاب ہمیشہ آپ کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے تھے واسطے تبرک کے اور بعض ان میں سے آپ کی طرف شرم سے زیادہ دیر نہ دیکھتے تھے کما صرح به عمرو بن عاص فیما اخرجه مسلم اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھوک لگتی تھی اور اس میں قبول کرنا امام اور شریف اور کبیر کا ہے چھوٹے کی دعوت کو اور کھانا ان کا ناقص پیشہ والے کے کھانے کو جیسے قصاب اور یہ کہ لین دین ایسے پیشے کا نہیں پست کرتا قدر اس شخص کا جو بچے اس میں مکروہ چیز سے اور نہیں ساقط ہوتی ہے گواہی اس کی ساتھ مجرد اختیار کرنے اس پیشے کے اور یہ کہ جو ایک جماعت کے واسطے کھانا تیار کرے تو چاہیے کہ بقدر کھانے ان کے کی ہو اگر نہ قادر ہو اکثر پر اور نہ کم ہو ان کے قدر سے واسطے اس سند کے کہ ایک کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور یہ کہ جو دعوت کرے ایک قوم کی جو موصوف ہوں ساتھ ایک صفت کے پھر عارض ہو ان پر جو اس وقت ان کے ساتھ نہ ہو تو نہیں داخل ہوتا ہے بیچ عموم دعوت کے اگرچہ ایک قوم نے کہا ہے کہ وہ داخل ہوتا ہے ہدیہ میں کما تقدم کہ مرد کے پاس بیٹھنے والے اس کے شریک ہیں اس چیز میں جو اس کو تحفہ بھیجی جائے اور یہ کہ جو بے دعوت دعوت دیئے ہوئے لوگوں کے ساتھ چلا جائے تو مالک دعوت کو اختیار ہے کہ چاہے اس کو کھانے سے محروم کرے اور اگر بغیر اجازت کے داخل ہو تو اس کو جائز ہے نکال دینا اس کا اور جو قصد کرے تطفیل کا یعنی بغیر دعوت مدعو کے ساتھ

!

ہولے اس کو ابتداء منع کیا جائے اس واسطے کہ وہ مرد حضرت ﷺ کے ساتھ ہولیا اور حضرت ﷺ نے اس کو نہ پھیر
اواسطے اس احتمال کے کہ دعوت کرنے والا اس کی اجازت دینے کے ساتھ راضی ہو جائے اور لائق ہے کہ ہو یہ
حدیث اصل بیچ جائز ہونے تطفیل کے یعنی بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ ہونا جائز ہے لیکن مقید ہے یہ ساتھ اس شخص
کے جو اس کے محتاج ہو اور جو بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ ہو عرب اس کو ضیفن کہتے تھے اور استدلال کیا ہے ساتھ
اس کے اس پر کہ مدعو کے واسطے منع ہے کہ غیر کو اپنے ساتھ دعوت میں لے جائے مگر جب جانے کہ دعوت کرنے والا
اس کے ساتھ راضی ہے اور یہ کہ طفیلی حرام کھاتا ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ساتھ جانا مدعو کے مگر واسطے
اس شخص کے جو اس کے اور گھر والے کے درمیان آشنائی ہو اور اس حدیث میں ہے کہ نہ باز رہے مدعو دعوت کے
قبول کرنے سے جب کہ باز رہے دعوت کرنے والا اجازت دینے سے واسطے بعض اس شخص کے جو بغیر دعوت کے
اس کے ساتھ ہولے اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک فارسی کی دعوت قبول نہ کی اس واسطے کہ اس نے
عائشہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ کھانے کی اجازت نہ دی تو جواب یہ ہے کہ وہ ولیمہ کی دعوت نہ تھی اور فارسی نے تو فقط اسی قدر
کھانا تیار کیا تھا جو ایک کو کفایت کرے سو وہ ڈرا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت دی تو حضرت ﷺ کو کفایت نہ کرے
گا اور احتمال ہے کہ یہ فرق ہو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دعوت کے وقت حاضر تھیں برخلاف اس مرد کے اور نیز پس مستحب ہے
واسطے دعوت کرنے والے کے کہ مدعو کے خاصوں کو اس کے ساتھ دعوت کرے جیسے قصاب نے کیا برخلاف فارسی
کے پس اسی واسطے باز رہے قبول کرنے سے مگر یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعوت کرے یا معلوم کرے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس
کھانے کی حاجت ہے یا حضرت ﷺ نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ کھائے اس واسطے کہ موصوف تھے
حضرت ﷺ ساتھ سخاوت کے اور نہیں معلوم ہے مثل اس کی قصاب کے قصے میں اور بہر حال ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ کہ
اس نے حضرت ﷺ کو عصیدہ کے واسطے بلایا تو حضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو تو
جواب دیا ہے اس سے مارزی نے کہ حضرت ﷺ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی رضا مندی معلوم نہ تھی اس واسطے اس سے
اجازت مانگی اور اس واسطے کہ جو کھانا لوگوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھایا تھا وہ از قسم خرق عادت تھا یعنی
حضرت ﷺ کا معجزہ تھا سو اکثر جو انہوں نے کھایا وہ اس برکت سے تھا جس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی کوئی کاریگری نہ تھی
سو نہیں حاجت تھی اس سے اجازت لینے کی اور حضرت ﷺ کے اور قصاب کے درمیان وہ دوستی نہ تھی جو حضرت ﷺ
کے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تھی یا اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے خاص حضرت ﷺ کے واسطے کھانا تیار کیا تھا سو
حضرت ﷺ نے تصرف کیا تھا اس میں جس طرح چاہا اور قصاب نے اس کو حضرت ﷺ کے اور اپنے واسطے تیار کیا
تھا اسی واسطے اس نے عدد کو معین کیا تا کہ جو ان سے بچے وہ اس کے اور اس کے عیال کے واسطے ہو اور حضرت ﷺ
کو اس پر اطلاع ہوئی تو اس سے اجازت مانگی اور اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے واسطے اس شخص کے جس سے ایسے

کام کے واسطے اجازت مانگی جائے یہ کہ اجازت دے واسطے اس شخص کے جو بغیر دعوت کے مدعو کے ساتھ لگا چلا آئے جیسا کہ اس قصاب نے کیا اور یہ مکارم اخلاق سے ہے اور شاید کہ اس نے حدیث سنی ہوگی جو پہلے گزر چکی ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے یا اس کو امید ہوگی کہ حضرت ﷺ کی برکت زیادہ آدمی کو عام ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت مانگی حضرت ﷺ نے اس سے واسطے خوش کرنے دل اس کی کے اور شاید حضرت ﷺ نے معلوم کیا تھا کہ وہ زائد کو منع نہ کرے گا اور یہ جو فارسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اجازت نہ دی اور حضرت ﷺ نے اس کی دعوت قبول نہ کی تو جواب دیا ہے اس سے عیاض نے کہ شاید اس نے اسی قدر کھانا تیار کیا تھا جو تنہا حضرت ﷺ کو کفایت کرے سو اگر کوئی حضرت ﷺ کے ساتھ آتا تو حضرت ﷺ کی حاجت روا نہ ہوتی اور حضرت ﷺ نے اعتماد کیا تھا جو معلوم تھا آپ کو مدد کرنا اللہ کا آپ کو ساتھ برکت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے جو نہ تھا ساتھ ہمارے جب کہ تو نے ہماری دعوت کی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اگر وہ دعوت کے وقت ان کے ساتھ ہوتا تو اس سے اجازت لینے کی حاجت نہ ہوتی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دعوت کرنے والا کہے کہ بلا لا فلاں کو اور اس کے پاس بیٹھنے والوں کو تو جائز ہے واسطے ہر ایک کے اس کے پاس بیٹھنے والوں سے کہ اس کے ساتھ حاضر ہوں اگرچہ نہیں ہے یہ مستحب یا نہیں ہے واجب جب کہ ہم قائل ہوں ساتھ واجب ہونے اس کے کی مگر ساتھ معین کرنے کے اور اس حدیث میں ہے کہ نہیں لائق ہے یہ کہ ظاہر میں دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کر اور اس کے جی میں اس سے کراہت ہو تا کہ نہ کھائے جس سے اس کا نفس کراہت کرتا ہے اور تا کہ نہ جمع کرے ریا اور بخل کو اسی طرح استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا اس کا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو اس پر دلالت کرے اور شاید اس نے لیا ہے اس کو غیر اس حدیث سے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ہمارے ساتھ لگا چلا آیا ہے اور اس کو معین نہ کیا تو اس میں حسن ادب ہے تا کہ مرد کا دل نہ ٹوٹ جائے اور لابد ہے کہ جوڑا جائے ساتھ اس کے یہ کہ اس کو اطلاع دے اس پر کہ داعی اس کو نہیں پھیرے گا نہیں تو معین ہوگا دوسرے حال میں تو اس کا دل ٹوٹنا حاصل ہوگا۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ جب لوگ ایک دستر خوان پر ہوں تو نہیں لائق ہے واسطے ان کے کہ آپس میں لیں دیں ایک دستر خوان سے طرف دوسرے دستر خوان کی لیکن دیں بعض بعض کو اس ہانڈی میں یا چھوڑ دیں اور شاید استنباط کیا بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اس سے کہ حضرت ﷺ نے داعی سے اجازت مانگی اس مرد کے واسطے جو زائد تھا اور وجہ لینے اس کے کی اس سے یہ ہے کہ جو دعوت کی گئی تھی ہو گیا واسطے ان کے ساتھ دعوت کے عموم اجازت کا ساتھ تصرف کرنے کے بیچ کھانے کے جس کی طرف دعوت کی گئی تھی برخلاف اس شخص کے جو نہیں دعوت کیا گیا سو اترے گا جس کے آگے چیز رکھی گئی بجائے اس شخص کے جس کی دعوت کی گئی وہ چیز جو اس کے

غیر کے آگے رکھی گئی بجائے اس شخص کے جس کی دعوت نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلٰى طَعَامٍ وَأَقْبَلَ هُوَ عَلٰى عَمَلِهٖ.

جو کسی مرد کی ضیافت کرے اور خود اپنے کام پر متوجہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس ترجمہ کے کہ نہیں لازم ہے دعوت کرنے والے پر یہ کہ کھائے ساتھ مدعو کے کہا ابن بطال نے کہ نہیں جانتا میں کوئی دلیل اس میں کہ دعوت کرنے والے کا مہمان کے ساتھ کھانا شرط ہے مگر یہ کہ وہ زیادہ تر کھولنے والا ہے واسطے چہرے اس کے کی سو جس نے کیا تو اس نے ضیافت میں مبالغہ کیا اور جس نے نہ کیا تو یہ جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مہمانوں کے قصے میں کہ وہ باز رہے کھانے سے یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ کھائیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے اس قول سے انکار کیا۔ (فتح)

٥٠١٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ النَّضْرَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُلَامٍ لَهٗ خَيَّاطٍ فَأَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ وَعَلَيْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَأَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰى عَمَلِهٖ قَالَ أَنَسٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ.

٥٠١٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام پر داخل ہوئے سو وہ آپ کے پاس پیالہ لایا جس میں کھانا تھا اور اس پر کدو تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو تلاش کر کے کھانے لگے سو جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جمع کرنے لگا اور غلام اپنے کام پر متوجہ ہوا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں اس کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کیا جو کیا۔

بَابُ الْمَرَقِ.

شوربے کا بیان۔

٥٠١٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّ خَيَّاطًا

٥٠١٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو تیار کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا سو لائی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ وَّمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيدٌ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ.

روٹی جو کی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ پیالے کے کناروں سے کدو ڈھونڈتے تھے سو میں ہمیشہ کدو کو دوست رکھتا ہوں اس دن کے بعد۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں کہا ابن تین نے کہ ایک روایت میں شوربے کا ذکر آیا ہے اور ایک روایت میں خشک گوشت کا اور ایک روایت میں ثرید کا اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے میں کہتا ہوں کہ پوری روایت یہ ہے جو اس باب میں ہے کہ اس میں ان سب چیزوں کا ذکر ہے مگر ثرید کا ذکر نہیں اور ایک حدیث میں شوربے کا ذکر صریح آچکا ہے لیکن وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے کہ جب تو ہانڈی پکائے تو شوربا بہت کر اور اس سے ایک چلو اپنے ہمسائے کو دے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں جو حج میں ہے کہ پھر ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا گیا پھر ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ (فتح)

بَابُ الْقَدِيدِ.

بیان خشک گوشت کا۔

٥٠١٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ وَّقَدِيدٌ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَأْكُلُهَا.

۵۰۱۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ شوربا لائے گئے جس میں کدو تھا اور خشک گوشت سو میں نے آپ کو دیکھا کدو تلاش کر کے اس کو کھاتے۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے باب میں۔

٥٠١٨ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ

۵۰۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا حضرت ﷺ نے اس سے مگر ایک برس میں کہ لوگ اس میں بھوکے ہوئے حضرت ﷺ نے چاہا کہ مال دار محتاج کو کھلائے اور بے شک ہم بکری پاؤں اٹھا رکھتے پندرہ دن کے بعد کھاتے حضرت ﷺ کے لوگوں نے گندم کی روٹی سالن

عَشْرَةَ وَمَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثًا.

والی سے تین دن پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور اول اس کے سوال تابعی کا ہے قربانی کے گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع ہونا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ جواب دیا سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرجع ضمیر کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں مافعلہ طرف نہی کی ہے اس سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلٰى صَاحِبِهٖ عَلَى الْمَآئِدَةِ شَيْئًا قَالَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَأْسَ أَنْ يُّنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَآئِدَةِ إِلٰى مَآئِدَةٍ أُخْرٰى.

جو لے یا آگے کرے اپنے ساتھ کے مائدے پر کچھ چیز اور کہا ابن مبارک نے کہ نہیں ڈر ہے یہ کہ دے بعض بعض کو اور نہ دے ایک دستر خوان سے طرف دوسرے دستر خوان کی۔

۵۰۱۹ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهٗ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوْلِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ يَّوْمِئِذٍ وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّآءَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

۵۰۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے واسطے بلایا جس کو اس نے تیار کیا تھا کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کدو تلاش کرتے تھے پیالے کے کناروں سے سو میں ہمیشہ دوست رکھتا ہوں کدو کو اس دن سے، کہا ثمامہ نے انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں کدو کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جمع کرنے لگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ کہا ثمامہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میں کدو کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جمع کرنے لگا اور حمید کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ میں اس کو جمع کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کرنے لگا اور یہی ہے مطابق واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ نہیں فرق ہے اس میں کہ وہ اس کو ایک برتن سے دوسرے

برتن کی طرف یا قریب کرے اس کو نفس اس برتن میں جس سے کھاتا ہے کہا ابن بطال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے کہ بعض بعض کو دے ایک دستر خوان میں اس واسطے کہ یہ کھانا خاص ان کے آگے رکھا گیا ہے سو جائز ہے واسطے ان کے کہ سب کھانا کھالیں اور وہ سب اس میں شریک ہیں اور پہلے گزر چکا ہے حکم ساتھ اس کے کہ ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے سو جو دے اپنے ساتھی کو اس کھانے سے کہ اس کے آگے ہے تو گویا کہ اس نے اختیار کیا اس کو ساتھ حصے اپنے کے باوجود اس چیز کے کہ واسطے اس کے اس میں ساتھ اس کے ہے شراکت سے اور یہ برخلاف اس شخص کے ہے جو دوسرے دستر خوان پر ہو اس واسطے کہ اگرچہ دینے والے کے واسطے اس میں حق ہے اس کھانے میں کہ اس کے آگے ہے لیکن نہیں حق ہے واسطے دوسرے کے اس کے لینے میں اس دستر خوان سے اس واسطے کہ اس کو اس میں شرکت نہیں ہے اور البتہ اشارہ کیا ہے اسماعیلی نے اس کی طرف کہ نہیں حجت ہے بیچ قصے درزی کے واسطے مناولت طعام کے اس واسطے کہ وہ کھانا حضرت ﷺ کے واسطے تیار کیا گیا تھا اور قصد کیے گئے ساتھ اس کے اور جس نے آپ کے آگے کدو جمع کیا تھا وہ آپ کا خادم تھا یعنی پس نہیں حجت ہے بیچ اس کے واسطے اس کے کہ جائز ہے آپس میں دینا بعض مہمانوں کا بعض کو مطلق۔ (فتح)

بَابُ الرُّطَبِ بِالْقِثَّآءِ.

کھانا تازہ کھجور کا ساتھ ککڑی کے یعنی دونوں کو اکٹھے کھانا اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے بعد سات بابوں کے الجمع بین اللونین.

٥٠٢٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ.

٥٠٢٠۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ کھاتے تازہ کھجور ساتھ ککڑی کے۔

فائدہ: واقع ہوا ہے ترجمہ ایک روایت میں موافق لفظ حدیث کے پس مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْحَشَفِ.

باب ہے ردی کھجور کے بیان میں۔

٥٠٢١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُونَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا

٥٠٢١۔ حضرت ابو عثمان سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سات رات مہمان رہا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کی عورت اور اس کا خادم رات کو باری باری سے اٹھتے تھے تہائی تہائی یہ نماز پڑھتا پھر اس کو جگاتا اور ابو عثمان نے کہا کہ میں

يُصَلِّي هٰذَا ثُمَّ يُوقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ.

نے اس سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب میں کھجوریں بانٹیں تو مجھ کو سات کھجوریں پہنچیں ان میں سے ایک ردی تھی۔

فائدہ: اور آئندہ روایت میں ہے کہ مجھ کو پانچ کھجوریں پہنچیں چار کھجوریں اور ایک ردی، کہا کرمانی نے کہ ان میں منافات نہیں اس واسطے کہ تخصیص سات عدد کے نہیں نفی کرتی ہے زائد کو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کے ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ اول پانچ پانچ کھجور کے بانٹنے کا اتفاق پڑا تھا پھر کچھ کھجوریں بچ رہیں پھر ان کو تقسیم کیا تو دو دو آئیں سو ایک راوی نے ابتدا امر کو بیان کیا ہے اور دوسرے نے منتہی کو اور یہ جو کہا اثلاثا یعنی ہر ایک ان میں سے تہائی رات اٹھ کر عبادت کرتا تھا سو جو اول شروع کرتا جب اپنی تہائی سے فارغ ہوتا تو دوسرے کو جگا دیتا اور اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور حشفہ ردی کھجور کو کہتے ہیں اور وہ اس طور سے ہے کہ خشک ہو جائے تر کھجور درخت پر پہلے اس سے کہ پکے اور حشفہ اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ خشک ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس کی سخت ہے اور اس میں کچھ منافات نہیں ردی بھی ہو اور سخت بھی۔ (فتح)

۵۰۲۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا تَمْرًا فَأَصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِي.

۵۰۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم میں کھجوریں تقسیم کیں سو مجھ کو اس سے پانچ کھجوریں پہنچیں چار کھجوریں اور ایک حشفہ پھر میں نے حشفہ کو دیکھا کہ وہ ان میں سخت تر تھی میرے دانتوں کے واسطے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب لوگوں میں زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو سلام کے ساتھ بخل کرے اور عاجز تر وہ شخص ہے جو دعا سے عاجز ہو۔ (فتح)

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ.

تازہ کھجور اور خشک کھجور دونوں کا ساتھ کھانا۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾.

اور اللہ نے فرمایا اور ہلا اپنی طرف کھجور کی ٹہنی تا کہ گریں تجھ پر تازہ کھجوریں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر جانتا اللہ کہ نفاس والی عورت کے واسطے کوئی چیز تازہ کھجور سے بہتر ہے تو البتہ مریم علیہا السلام کو اس کے ساتھ حکم کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ نفاس والی کے واسطے تر کھجور سے کوئی چیز بہتر نہیں اور

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نفاس والی کو تازہ کھجوریں کھلاؤ اور اگر تازہ کھجور نہ ہو تو خشک کھجور ہی سہی اور اللہ کے نزدیک کوئی باکرام نہیں اس درخت سے جس کے نیچے مریم علیہا السلام اتریں اور جمہور نے تساقط تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور البتہ پیٹ بھر کر کھایا ہم نے دو کالی چیزوں سے خشک کھجور اور پانی سے۔

فائدہ: بہر حال برابری کرنا درمیان پانی اور کھجور کے اور باوجود اس کے کہ پانی ان کے نزدیک میسر تھا اس واسطے کہ سیرابی نہیں حاصل ہوتی اس سے بغیر پیٹ بھرنے کے کھانے سے اس واسطے کہ صرف پانی بغیر کھانے کے ضرر کرتا ہے لیکن دونوں کو ملایا گیا واسطے نہ سیر ہونے کے ایک سے جب کہ فوت ہو یہ دوسرے سے پھر سیر ہونے اور سیراب ہونے کو ایک کے فعل کے ساتھ تعبیر کیا گیا جیسے تعبیر کی گئی کھجور اور پانی سے ساتھ صفت ایک کے۔ (فتح)

۵۰۲۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِي فِي تَمْرِي إِلَى الْجِدَادِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلَا عَامًا فَجَآءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجَدَادِ وَلَمْ أَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَابِلٍ فَيَأْبَى فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ امْشُوا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ فَجَآءُونِي فِي نَخْلِي فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ

۵۰۲۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک یہودی تھا اور مجھ کو قرض دیتا تھا میری کھجوروں میں پھل کاٹنے کے وقت تک اور واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے زمین تھی جو رومہ کے راستے میں ہے سو میں بیٹھا یعنی ایک سال قرض پیچھے رہا یا رہی زمین پھلوں سے کھجور کے درختوں کی جہت ست یعنی ایک سال کھجور کے درختوں پر پھل نہ لگا سو پھل کاٹنے کے وقت یہودی میرے پاس آیا اور میں نے ان سے کچھ چیز نہ کاٹی سو میں اس سے آئندہ سال تک مہلت مانگنے لگا اس نے نہ مانا سو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ چلو ہم جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے یہودی سے مہلت مانگیں سو وہ میرے پاس آئے میرے کھجوروں کے باغ میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودی سے کلام کرنے لگے اس نے کہا ابوالقاسم! میں اس کو مہلت نہیں دوں گا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو کھڑے ہوئے اور کھجور کے

فَيَقُوْلُ أَبَا الْقَاسِمِ لَا أُنْظِرُهُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ افْرُشْ لِيْ فِيْهِ فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرٰى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَأَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُذَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجَدَادِ فَجَدَدْتُّ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِنْهُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ عُرُوْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَاءٌ وَّقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَعْرُوْشَاتٍ﴾ مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ يُقَالُ عُرُوْشُهَا أَبْنِيَتُهَا.

درختوں میں گھومے پھر آ کر اس سے کلام کیا اس نے نہ مانا سو میں کھڑا ہوا اور تھوڑی تازہ کھجور لایا پس میں نے اس کو حضرت ﷺ کے آگے رکھا سو حضرت ﷺ نے اس کو کھایا پھر فرمایا اے جابر! تیرا چھپر کہاں ہے؟ میں نے آپ کو خبر دی سو فرمایا کہ میرے واسطے اس میں بستر بچھا میں نے آپ کے لیے بستر بچھایا حضرت ﷺ اس میں داخل ہوئے اور سوئے پھر جاگے تو میں آپ کے پاس ایک مٹھی تازہ کھجور لایا تو حضرت ﷺ نے اس سے کھایا پھر اٹھے اور یہودی سے کلام کیا یہودی نے نہ مانا تو حضرت ﷺ تازہ کھجوروں میں جو درختوں میں تھیں دوسری بار کھڑے ہوئے پھر فرمایا اے جابر! میوہ کاٹ اور قرض ادا کر سو کھڑے ہوئے جداد میں سو میں نے کاٹا جو اس کا قرض ادا کیا اور باقی بچا سو میں نکلا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے آپ کو بشارت دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں بے شک اللہ کا رسول ہوں کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ عرش اور عریش بنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معروشات کی تفسیر میں جو چڑھا جاتا ہے چھپروں پر انگور وغیرہ سے اور عروشہا کے معنی ہیں اس کی بنائیں۔

فائدہ: میوہ کاٹنے تک قرض لینا معارض ہے اس کو امر بیع سلم کی مدت معین تک سو یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا ہے اقتصار کرنے میں جداد پر اختصار اور یہ کہ وقت اصل عقد میں معین تھا اور یہ جو فرمایا کہ کہاں ہے چھپر تیرا یعنی وہ مکان جو تو نے اس کو باغ میں بنایا ہے تا کہ تو اس کے سائے میں بیٹھے اور اس میں دوپہر کو سوئے اور مراد تفسیر جابر رضی اللہ عنہ کی عرش کے ہے جس پر حضرت ﷺ سوئے تھے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ سایہ کیا جائے اس کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے چارپائی ہے کہا ابن تین نے کہ حدیث میں ہے کہ نہ خالی تھے وہ قرض سے واسطے قلیل ہونے چیز کے نزدیک ان کے اس وقت اور یہ کہ پناہ مانگے قرض سے مراد ساتھ اس کے بہت قرض ہے یا جس کے ادا کرنے کے واسطے کچھ نہ پائے اور اسی واسطے حضرت ﷺ نے وفات پائی اور آپ کی زرہ گروی تھی

جو میں جس کو اپنے گھر والوں کے واسطے لیا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب کی ملاقات کو جاتے تھے اور باغوں میں داخل ہوتے تھے اور اس میں قیلولہ کرتے تھے اور ان کے سائے میں بیٹھتے تھے اور سفارش کرنا بیچ مہلت دینے اس شخص کے کہ پاتا ہے غیر اس چیز کا جو اس پر مستحق ہے تاکہ ہو ارفق ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ أَكْلِ الْجُمَّارِ. کھانا جمار کا۔

فائدہ: جمار کے کھانے کا بیان کتاب البیوع میں ہو چکا ہے۔

٥٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ إِذَا أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ أَنَا أَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ.

۵۰۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک کھجور کا گودا آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک درختوں میں سے ایک درخت ہے کہ اس کی برکت مسلمان کی برکت کی مانند ہے سو میں نے گمان کیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے یا حضرت! پھر میں نے مڑ کر دیکھا سو اچانک میں دسواں تھا دس آدمیوں کا یعنی نو آدمی اور تھے دسواں میں تھا میں ان سب میں چھوٹا تھا سو میں چپ رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: جمار ایک چیز ہے سفید نرم کہ کھجور کا سر پھاڑ کر اس کے اندر سے نکالتے ہیں مزے دار ہوتی ہے اس کو کھجور کا گودا کہتے ہیں۔

بَابُ الْعَجْوَةِ. باب ہے عجوہ کھجور کے بیان میں۔

فائدہ: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے مدینے میں معروف۔

٥٠٢٥ ـ حَدَّثَنَا جُمُعَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي

۵۰۲۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کو سات کھجور عجوہ کھائے اس دن اس کو کوئی زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا۔

ذٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ.

دو دو کھجور کو جوڑ کر کھانا واسطے اس شخص کے جو جماعت کے ساتھ کھائے یعنی اس کا کیا حکم ہے؟۔

٥٠٢٦ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَرَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ يَقُوْلُ إِلَّا أَنْ يَّسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ الْإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ.

٥٠٢٦ ۔ حضرت جبلہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سال قحط پہنچا یعنی جب کہ وہ خلیفہ تھا اس نے ہم کو کھجوریں دیں ہماری روزی میں اور وہ قدر وہ ہے کہ خرچ کرتا تھا واسطے ان کے ہر سال میں مال خراج وغیرہ سے بدلے نقد کے کھجوریں واسطے کم ہونے نقد کے اس وقت بسبب بھوک کے کہ حاصل ہوئی سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس گزرتے تھے اور ہم کھاتے اور کہتے کہ دو دو جوڑ کر مت کھاؤ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑ کر کھانے سے منع کیا ہے پھر کہتے مگر یہ کہ اپنے بھائی سے اجازت مانگے، کہا شعبہ نے کہ اجازت مانگنے کا حکم ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے ہے۔

فائدہ: مگر یہ کہ اپنے بھائی سے اجازت مانگے یعنی جب وہ اس کو اجازت دے تو جائز ہے اور مراد ساتھ بھائی کے اس کا ساتھی ہے جو شریک ہو ساتھ اس کے اس کھجور میں اور یہ جو کہا کہ اجازت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول سے ہے تو اور روایتوں میں یہ اجازت صفت سے بھی ثابت ہو چکی ہے اور صریح تر اس میں وہ حدیث ہے جو بزار نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان کھجوریں بانٹیں سو بعض جوڑ جوڑ کر کھاتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جوڑ جوڑ کر کھائے مگر اپنے ساتھیوں کی اجازت سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اس کو ایک بار مرفوع نہیں کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں ان کی سند رفع نہ ہو اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پوچھے گئے سو انہوں نے فتویٰ دیا اور مفتی کبھی اپنے فتویٰ میں سند کو بیان نہیں کرتا اور البتہ اختلاف ہے مسئلے کے حکم میں نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اختلاف ہے اس نہی میں کہ یہ تحریم ہے یا کراہت پر اور ٹھیک تفصیل ہے سو اگر کھانا ان کے درمیان مشترک ہو تو جوڑ جوڑ کر کھانا حرام ہے مگر ساتھیوں کی رضا مندی سے اور حاصل ہوتی ہے رضا مندی ان کی تصریح سے یا جو اس کے قائم مقام ہو قرینہ حال سے اس طور سے کہ غالب ہو یہ گمان پر اور اگر کھانا ان کے غیر کے واسطے ہو تو حرام ہوتا ہے قران اور اگر ایک کے واسطے ہو اور وہ ان کو کھانے کی اجازت دے تو شرط ہے رضا مندی اس کی دو قران

اور حرام ہے واسطے اس کے غیر کے کی اور جائز ہے قران وہ واسطے اس کے مگر یہ کہ مستحب ہے کہ اجازت مانگے ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ کھاتے ہوں اور بہتر ہے واسطے دعوت کرنے والے کے کہ جوڑ جوڑ کر نہ کھائے تا کہ اپنے مہمان کے برابر رہے مگر یہ کہ کھانا بہت ہو ان سے بچ رہے باوجود اس کے کہ ادب کھانے میں مطلق ترک کرنا اس چیز کا ہے جو حرص کو تقاضا کرے مگر یہ کہ جلدی کرنے والا ہو جلدی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کسی اور شغل کے واسطے اور ذکر کیا ہے خطابی نے کہ شرط اس اجازت مانگنے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط انہیں کے زمانے میں تھی جب کہ تنگی اور فقر میں تھے اور بہر حال آج کل کے زمانے میں باوجود وسعت اور فراغت مال کے سونہیں حاجت ہے اجازت مانگنے کی اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ اس کے کہ صواب تفصیل ہے اس واسطے کہ عبرت ساتھ عموم لفظ کے ہے نہ ساتھ خصوص سبب کے کس طرح ہو سکتا ہے یہ اور حالانکہ وہ ثابت نہیں۔ میں کہتا ہوں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو میں نے پہلے بیان کی اس کی طرف راہ دکھلاتی ہے اور وہ قوی ہے یعنی حکم تنگی کے زمانے میں تھا اور وہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ میں اصحاب صفہ میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف کھجور عجوہ یعنی عمدہ قسم کی بھیجی سو ہم بھوک کے مارے دو دو اکٹھی کھاتے تھے اور دستور تھا کہ جب کوئی دو دو اکٹھی کھاتا تو اپنے ساتھیوں سے کہتا کہ میں دو دو اکٹھی کھاتا ہوں سو تم بھی دو دو کھاؤ اور ابن زبیر کا قصہ بھی جو باب کی حدیث میں ہے اس طرح ہے اور ابن شاہین نے ناسخ اور منسوخ میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو منع کیا کرتا تھا جوڑ جوڑ کر کھجور کھانے سے اور بے شک اللہ نے تم پر وسعت کی سو جوڑ جوڑ کر کھاؤ اور شاید نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس حدیث کی طرف اس واسطے کہ اس کی سند میں ضعف ہے کہا حازمی نے کہ حدیث نہی کی اصح اور اشہر ہے مگر یہ کہ امر اس میں آسان ہے اس واسطے کہ یہ عبادات کے باب سے نہیں ہے بلکہ وہ دنیاوی مصالح کے قبیل سے تھا سو کفایت کی جائے گی بیچ اس کے ساتھ ایسی حدیث کے اور مضبوط کرتا ہے اس کو اجماع امت کا اس کے جائز ہونے پر اسی طرح کہا ہے اس نے اور مراد اس کی ساتھ جواز کے اس حال میں ہے جب کہ ہو شخص مالک اس کھانے کا اگرچہ ہو ساتھ طریق اجازت کے بیچ اس کے جیسے کہ تقریر کی ہے اس کی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں تو جائز نہیں رکھا ہے کسی نے علماء میں سے کہ مختار ہو کوئی ساتھ مال غیر کے بغیر اس کی اجازت کے یہاں تک کہ اگر قائم ہو قرینہ جو دلالت کرے اس پر کہ جس نے مہمانوں کے آگے کھانا رکھا ہے نہیں راضی ہے مختار ہونے بعض کے سے بعض پر تو حرام ہے مختار ہونا یقیناً اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے مکارمت یعنی باہم کرم کرنا بیچ اس کے جب کہ قائم ہو قرینہ رضامندی کا اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں ہے خوب یہ کہ کھائے زیادہ اپنے ساتھیوں سے۔

تنبیہ: بیچ معنی کھجور خشک کے ہے کھجور تازہ اور اسی طرح منقی اور انگور اور مانند دونوں کی واسطے واضح ہونے علت جامعہ کے کہا قرطبی نے کہ حمل کیا ہے اہل ظاہر نے اس نہی کو تحریم پر اور یہ سہو ہے ان سے اور جہل ہے ساتھ سیاق

حدیث کے اور معنی کے اور حمل کیا ہے اس کو جمہور نے اوپر حال مشارکت کے یعنی باہم شریک ہونے کے بیچ کھانے کے اور جمع ہونے کے اوپر اس کے ساتھ دلیل سمجھنے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو اس کا راوی ہے اور وہ زیادہ سمجھنے والا ہے واسطے مقال کے اور افقہ ہے ساتھ حال کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے حق میں جس کے آگے کھانا رکھا جائے کہ کب اس کا مالک ہوتا ہے سو کہا بعض نے کہ رکھنے کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ ساتھ اٹھانے کے طرف منہ اپنے کے بنا بر پہلے قول کی سو ملک ان کا اس میں برابر ہے پس نہیں جائز ہے جوڑ کر کھانا مگر باقی لوگوں کی اجازت سے اور بنا بر دوسرے قول کے جائز ہے کہ جوڑ کے کھائے لیکن جو تفصیل کہ پہلے گزری وہی ہے جس کو فقہ کے قاعدے چاہتے ہیں ہاں جو مہمانوں کے آگے رکھا جائے اور اسی طرح جو شادیوں میں نثار کیا جاتا ہے اس کی راہ عرف میں مکارمت کی ہے نہ مشترک ہونا واسطے مختلف ہونے لوگوں کے بیچ مقدار کھانے کے اور نہ بیچ محتاج ہونے طرف تناول کے چیز سے اور اگر حمل کیا جائے اس پر کہ اس میں سب کا حصہ برابر ہے تو البتہ مشکل ہو کام رکھنے والے پر اور جس کے آگے رکھا گیا اور البتہ نہ جائز ہو واسطے اس شخص کے کہ نہیں کفایت کرتا اس کو تھوڑا یہ کہ کھائے زیادہ حصہ اس شخص کے سے جو تھوڑے کھانے سے سیر ہو جاتا ہے اور جب کہ نہیں ہیں لوگ شریک بیچ اس کے تو معلوم ہو گیا کہ امر اس میں نہیں ہے اطلاق پر ہر حال میں۔ (فتح)

بَابُ الْقِثَّآءِ. ککڑی کے بیان میں۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۰۲۷ ـ حَدَّثَنِی إِسْمَاعِیلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِیهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَأْکُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ.

۵۰۲۷۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

بَابُ بَرَکَةِ النَّخْلِ. کھجور کے درخت کی برکت۔

۵۰۲۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَیْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَکُوْنُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِیَ النَّخْلَةُ.

۵۰۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک درختوں میں ایک درخت ہے کہ مسلمان کی مانند ہوتا ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علم میں گزر چکی ہے۔

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ. دو رنگوں یا دو کھانوں کو ایک بار جمع کرنا۔

فائدہ: یعنی ایک حالت میں اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف ضعیف کرنے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو سالن ہیں ایک برتن میں نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور اس میں راوی مجہول ہے۔ (فتح)

٥٠٢٩ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ.

٥٠٢٩۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

فائدہ: واقع ہوئی ہے بیچ روایت طبرانی کے کیفیت کھانے حضرت ﷺ کے کی واسطے ان دونوں کے سو روایت کی ہے اس نے اوسط میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ کے دائیں ہاتھ میں ککڑی تھی اور بائیں ہاتھ میں تازہ کھجور اور آپ ایک بار اس سے کھاتے ایک بار اس سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے تازہ کھجور اور بائیں سے تربوز لیتے سو تازہ کھجور کو تربوز کے ساتھ کھاتے اور یہ سب میووں سے آپ کو بہت پیارا تھا اور اس کی سند بھی ضعیف ہے اور نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ تازہ کھجور اور خربوزے کو اکٹھا کھاتے اور ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میری ماں نے چاہا کہ میرا علاج کرے واسطے موٹا کرنے میرے بدن کے تا کہ مجھ کو حضرت ﷺ پر داخل کرے سو نہ قائم ہوا واسطے اس کے یہ یہاں تک کہ میں نے تازہ کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھایا سو میں موٹی ہوئی جیسے خوب موٹی عورت ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو انہوں نے مجھ کو ککڑی خشک کھجور کے ساتھ کھلائی سو میں موٹی ہوئی جیسے خوب چربی اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ﷺ مکھن اور خشک کھجور کو دوست رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ دودھ اور کھجور کو دوست رکھتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اول حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جائز ہے کھانا دو چیز کا اکٹھے میووں وغیرہ سے اور جائز ہے دو کھانوں کو اکٹھے کھانا اور لیا جاتا ہے اس سے جواز فراخی کرنے کا کھانے کی چیزوں میں اور نہیں ہے اختلاف درمیان علماء کے اس کے جائز ہونے میں اور جو سلف سے اس کے برخلاف منقول ہے وہ محمول ہے کراہت پر واسطے منع کرنے عادت توسع اور آسودگی کے بغیر مصلحت دینی کے کہا قرطبی نے کہ لیا جاتا ہے اس سے جواز مراعاۃ کھانوں کے صفات اور طبیعتوں کا اور استعمال کرنا ان کا اور پر وجہ لائق کے بنا بر قاعدے طب کے اس واسطے کہ تازہ

کھجور میں حرارت ہے اور ککڑی میں سردی ہے اور جب دونوں اکٹھے کھائے جائیں تو معتدل ہو جاتی ہیں اور یہ بڑا اصل ہے بیچ مرکب چیزوں کے دواؤں سے اور ابوداؤد میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی اس کی سردی سے ٹوٹ جاتی ہے اور اس کی گرمی اس کی سردی سے ٹوٹ جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَدْخَلَ الضِّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَّالْجُلُوسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً.

بیان اس شخص کا جو دس دس مہمانوں کو داخل کرے اور بیٹھنا کھانے پر دس دس ہو کے۔

فائدہ: یعنی جب اس کی حاجت ہو واسطے تنگ ہونے طعام کے یا مکان بیٹھنے کے اوپر اس کے۔

٥٠٣٠ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ سِنَانٍ أَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّهُ عَمَدَتْ إِلَى مُدٍّ مِنْ شَعِيْرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيْفَةً وَّعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِيْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِيْ أَصْحَابِهِ فَدَعَوْتُهُ قَالَ وَمَنْ مَّعِيْ فَجِئْتُ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَقُوْلُ وَمَنْ مَّعِيْ فَخَرَجَ إِلَيْهِ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ صَنَعَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَدَخَلَ فَجِيْءَ بِهِ وَقَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ أَرْبَعِيْنَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ.

٥٠٣٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس کی ماں نے ایک مد جو کی طرف قصد کیا اس کو موٹا آٹا کیا پھر اس سے عصیدہ بنایا اور کپی نچوڑی جو اس کے پاس تھی پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں تھے سو میں نے آپ کی دعوت کی فرمایا اور جو میرے ساتھ ہیں ان کی بھی دعوت سو میں آیا تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور جو میرے ساتھ ہیں ان کی بھی دعوت تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا کہا یا حضرت! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک چیز ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کو تیار کیا ہے یعنی صرف آپ کے واسطے کھانا پکایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور کھانا آپ کے پاس لایا گیا اور فرمایا کہ دس آدمیوں کو میرے پاس اندر لاؤ سو وہ داخل ہوئے سو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہوئے پھر فرمایا کہ دس آدمی اور میرے پاس اندر لاؤ سو وہ داخل ہوئے سو انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا کہ دس اور میرے پاس اندر لاؤ یہاں تک کہ چالیس آدمیوں کو گنا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پھر کھڑے ہوئے سو میں دیکھنے لگا کہ کیا کھانے سے کچھ چیز کم ہوئی؟

فائدہ: خطیفہ یہ ہے کہ دودھ لیا جاتا ہے اور اس پر آٹا ڈالا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اور اس کو لوگ چاٹتے ہیں اور انگلیوں سے اس کو اچکل لیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں نے انس رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا کہ فقط تنہا آپ کی دعوت کرے اور نہیں ہمارے پاس جو پیٹ بھرے جن کو میں دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اس میں برکت کرے گا کہا ابن بطال نے کہ کھانے پر اکٹھے ہونا برکت کے اسباب سے ہے اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ اکٹھے ہوا کرو اپنے کھانے پر اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو تمہارے واسطے اس میں برکت ہوگی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو دس دس کر کے داخل کیا اور اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ پیالہ ایک تھا اور نہیں ممکن ہے کہ جماعت کثیر اس سے کھانے پر قادر ہو باوجود کم ہونے طعام کے سوان کو دس دس کیا تا کہ قادر ہوں کھانے پر اور نہ ہجوم کیے جائیں اور نہیں ہے حدیث میں کہ دس سے زیادہ آدمیوں کا کھانے پر اکٹھا ہونا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالْبُقُولِ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جو مکروہ ہے لسن سے اور ساگوں سے اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی وہ ساگ جن کی بو مکروہ ہے اور کیا نہی دخول مسجد سے واسطے کھانے اس کے کی عموم پر ہے یا صرف کچے کے کھانے پر سوائے پکے ہوئے کے وقد تقدم بیان ذلك فی کتاب الصلوۃ۔

۵۰۳۱ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ قِيلَ لِأَنَسٍ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الثُّومِ فَقَالَ مَنْ أَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا.

۵۰۳۱۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے حق میں کچھ سنا ہے؟ سو کہا کہ جو لہسن کھائے ہماری مسجد میں نہ آئے۔

فائدہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ جو اس درخت یعنی لہسن سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور واقع ہوا ہے واسطے ہمارے سبب اس حدیث کا سو روایت کی ہے دارمی نے کہ ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئی اور انہوں نے کچا لہسن پیاز کھایا تھا اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایذا پائی۔

۵۰۳۲ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ

۵۰۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے یا ہماری مسجد سے الگ رہے۔

بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرمایا کہ میں کانا پھوسی کرتا ہوں جس سے تو کانا پھوسی نہیں کرتا اس میں مباح کرنا ہے اس کا واسطے غیر حضرت ﷺ کے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے سوائے اور کو اس کا کھانا درست ہے جس جگہ کہ نمازیوں کو اس سے ایذا نہ ہو واسطے تطبیق دینے کے حدیثوں میں اور اختلاف ہے حضرت ﷺ کے حق میں بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر حرام تھا اور اصح یہ ہے کہ مکروہ ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے لا بیچ جواب اس سوال کے کہ کیا حرام ہے وہ اور حجت اول قول کی یہ ہے کہ علت بیچ منع ہونے کے ہمیشہ رہنا فرشتے کا ہے ساتھ آپ کے اور یہ کہ کوئی ساعت نہیں مگر کہ ممکن ہے کہ اس میں فرشتہ آپ سے ملے اور ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جائز ہے کھانا لہسن اور پیاز کا اور کراث کا مگر اتنا فرق ہے کہ جو اس کو کھائے اس کا مسجد میں آنا مکروہ ہے اور لاحق کیا ہے فقہاء نے ساتھ ان کے اس چیز کو جو ان کے معنوں میں ہے بدبو دار ساگوں سے مانند مولی کی اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث طبرانی میں اور قید کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس شخص کے جو اس سے ڈکار مارے اور لاحق کیا ہے بعض شافعیوں نے شدید بخر کو اور وہ شخص جس کے ساتھ زخم ہو کہ اس سے بدبو اڑتی ہو اور اختلاف ہے کراہت میں جمہور تنزیہ پر ہیں اور ظاہر یہ ہے سے تحریم ہے۔ (فتح)

. بَابُ الْكَبَاثِ وَهُوَ ثَمَرُ الْأَرَاكِ.

باب ہے کباث کے بیان میں اور وہ جو پیلو کا پھل ہے

٥٠٣٣ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ فَقَالَ أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا.

٥٠٣٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ مر الظہران (ایک منزل کا نام ہے) میں اترے ہم پیلو کے پھل چن چن کر کھاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم جانو کالا پھل پیلو کا کہ وہ بہتر اور خوشبو دار ہے سو کہا گیا کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور کوئی بھی ایسا پیغمبر ہے جس نے بکریاں نہیں چرائیں۔

فائدہ: سوال میں اختصار ہے اور تقدیر یہ ہے کہ کیا آپ بھی بکریاں چراتے تھے یہاں تک کہ آپ نے خوشبو دار پھل پہچانا اس واسطے کہ بکریاں چرانے والا بکریوں کے چرانے کے واسطے درختوں کے نیچے بار بار پھرتا ہے اور پیغمبروں نے بکریاں کیوں چرائیں اس کی حکمت احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور فائدہ دیا ہے ابن تین نے بیچ خاص ہونے بکریوں کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اس کے سواری نہیں کی جاتی پس نہیں فخر کرنا نفس ان کے سوار ہونے

کا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مباح ہے کھانا پھل اس درخت کا جو کسی کے ملک میں نہ ہو۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ.

کھانے کے بعد کلی کرنا۔

٥٠٣٤ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلْنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ بُشَيْرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مَعَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيَانُ كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيٰى.

٥٠٣٤ ۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کو نکلے سو جب ہم صہباء میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو سو ہم نے کھایا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوئے سو کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی، کہا یحییٰ نے سنا میں نے بشیر سے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے سوید نے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو جب ہم صہباء میں تھے کہا یحییٰ نے اور وہ خیبر سے اول روز کی راہ پر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا پاس آپ کے مگر ستو سو ہم نے اس کو خشک منہ میں ڈالا سو ہم نے اس سے کھایا پھر آپ نے پانی منگوایا اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور تازہ وضو نہ کیا، کہا سفیان نے جیسے تو اس کو یحییٰ سے سنتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ.

انگلیوں کو چاٹنا اور چوسنا پہلے اس سے کہ رومال سے پونچھے۔

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس نے اس کو ساتھ رومال کے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کی طرف جو واقع ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہ ملے اپنے ہاتھ کو رومال سے یہاں تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹے لیکن حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو اگلے باب میں مذکور ہے صریح ہے کہ ان کے پاس رومال نہ تھے اور اس کا مفہوم دلالت کرتا ہے اس پر کہ اگر ان کے پاس رومال ہوتے تو ان سے ہاتھ پونچھتے سو حدیث نہی کی محمول ہے اس شخص پر جو پائے اور نہیں ہے مفہوم واسطے اس کے بلکہ حکم اسی طرح

ہے اگر ملے ساتھ غیر رومال کے اور مراد رومال ہے وہ رومال ہے جو چکنائی دور کرنے کے واسطے تیار کیا گیا ہو نہ وہ رومال جو غسل کے بعد ملنے کے واسطے ہوتا ہے۔ (فتح)

۵۰۳۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا.

۵۰۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ کسی چیز میں نہ پونچھے یہاں تک کہ ہاتھ کو چاٹے یا کسی کو چٹائے۔

فائدہ: اور اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے پھر جب فارغ ہوتے تو ان کو چاٹتے سو احتمال ہے کہ انگلیوں پر ہاتھ بولا ہو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ کف کے ساری ہتھیلی ہو اور یہی ہے اولیٰ پس شامل ہوگا حکم اس شخص کا جو اپنی ساری ہتھیلی سے کھائے یا انگلیوں سے کھائے یا بعض انگلیوں سے کھائے اور لیا جاتا ہے کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ سنت کھانا تین انگلیوں سے ہے اگرچہ زیادہ کے ساتھ کھانا بھی جائز ہے اور کہا عیاض نے کہ تین انگلیوں سے زیادہ کے ساتھ کھانا حرص سے ہے اور سوء ادب ہے اور بڑا کرنا لقمے کا ہے اور اس واسطے کہ نہیں ہے وہ مضطر اس کی طرف واسطے جمع کرنے اس کے کی لقمے کو اور روکنے اس کے تینوں طرف سے اور اگر اس کی طرف مضطر ہو واسطے ہلکے ہونے طعام کے اور نہ سمیٹنے اس کے کی تین انگلیوں سے تو ان کے ساتھ چوتھی یا پانچویں کو ملا لے اور ایک روایت میں ہے ابن شہاب سے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تو پانچ انگلیوں سے کھاتے سو تطبیق درمیان اس کے اور حدیث کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف حال کے ہے اور یہ جو کہا کہ کسی غیر کو چٹائے تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد چاٹنے والا اس کا غیر ہے جو اس سے کراہت نہ کرے بیوی سے اور لونڈی سے اور خادم سے اور لڑکے سے اور اسی طرح جو ان کے معنی میں ہو مانند شاگرد کی اعتقاد کرتا ہو برکت کا اس کے چاٹنے سے اور اسی طرح ہے اگر بکری کو چٹائے یا مانند اس کی کو اور کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اپنی انگلیاں اپنے منہ کو چٹائے یعنی پس ہوگا او واسطے شک کے کہا ابن دقیق العید نے کہ اس کی علت بعض روایتوں میں صریح آچکی ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیے کہ دور کرے جو اس کے اذی پہنچے مٹی وغیرہ سے پھر کھائے اس کو اور نہ پونچھے اپنے ہاتھ کو یہاں تک کہ اس کو چاٹے یا چٹائے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے اور یہ علت نہیں منع کرتی اس علت کو جو ابن دقیق العید نے بیان کیا ہے کہ چاٹنے سے پہلے پونچھنے میں زیادہ آلودہ کرنا ہے اس چیز کا جس سے ہاتھ پونچھتا ہے باوجود بے پرواہ ہونے کے اس سے ساتھ

تھوک کے سو نہیں منع کرتی ہے پہلی علت اس علت کو اس واسطے کہ کبھی ایک حکم کے واسطے دو علتیں بھی ہوتی ہیں اور زیادہ بھی اور تخصیص ایک پر غیر کی نفی نہیں کرتی اور عیاض نے اس کی اور علت بیان کی ہے سو کہا کہ اس کا حکم اس واسطے کیا تھا کہ کاہلی کریں لوگ تھوڑے کھانے میں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو کہا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کھانا آدمی کے آگے آتا ہے اس میں برکت ہے نہیں جانتا کہ وہ برکت اس چیز میں جو کھائی اس نے یا جو اس چیز میں جو اس کی انگلیوں پر باقی رہی یا اس چیز میں جو پیالے کی تہ میں رہے یا اس لقمے میں جو گرا پس لائق ہے کہ محافظت کرے اس سبب پر واسطے حاصل کرنے برکت کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چاہیے کہ اس کو کھائے اور اس کو شیطان کے واسطے نہ چھوڑے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پیالے کو چاٹے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ برکت کے وہ چیز ہے جو کہ حاصل ہو ساتھ اس کے غذا پانا اور سلامت ہو عاقبت اس کی تکلیف سے اور قوت دے بندگی پر اور علم اللہ کے نزدیک ہے اور حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو برا جانتا ہے انگلیوں کے چاٹنے کو واسطے کراہت کے ہاں حاصل ہوتی ہے یہ کراہت اگر کرے اس کو درمیان کھانے کے اس واسطے کہ وہ اپنی انگلیوں کو پھر کھانے میں ڈالتا ہے اور حالانکہ اس پر اس کی تھوک کا اثر ہوتا ہے اور کہا خطابی نے کہ عیب کیا ہے ایک قوم نے جن کی عقل کو آسودگی نے فاسد کیا سو انہوں نے گمان کیا کہ انگلیوں کو چاٹنا قبیح ہے شاید انہوں نے نہیں جانا کہ جو کھانا کہ ان کی انگلیوں کے ساتھ لگا ہے یا پیالے میں ہے وہ جزء ہے اس چیز کی جزوں سے جس کو انہوں نے کھایا اور جب اس کی باقی جزوں میں کراہت نہ تھی تو اس کی تھوڑی جزء میں بھی کراہت نہ ہوگی اور نہیں ہے اس میں بڑی کراہت چوسنے اس کے سے اپنی انگلیوں کو اپنی لبوں کے اندر سے اور نہیں شک کرتا ہے کوئی عاقل اس میں کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے سو کبھی آدمی کلی کرتا ہے اور اپنی انگلی کو اپنے منہ میں داخل کرتا ہے اور اپنے دانتوں کو اور منہ کو اندر کو ملتا ہے اور نہیں کہا ہے کسی نے کہ یہ کراہت اور بے ادبی ہے اور یہ کہ مستحب ہے پونچھنا ہاتھ کا کھانے کے بعد، کہا عیاض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ نہ محتاج ہو اس میں طرف دھونے کی اس چیز سے کہ نہیں ہے اس میں چکنائی اور لیس اس قسم سے کہ نہیں دور ہوتی ہے مگر ساتھ دھونے کے اس طرح کہا ہے اس نے اور حدیث باب کی تقاضا کرتی ہے کہ منع ہے دھونا اور پونچھنا بغیر چاٹنے کے اس واسطے کہ وہ صریح ہے بیچ حکم کے ساتھ چاٹنے کے سوائے ان دونوں کے واسطے حاصل کرنے برکت کے ہاں کبھی متعین ہوتا ہے بلانا طرف غسل کی بعد چاٹنے کے واسطے دور کرنے بو کے اور اسی طرح ہی محمول ہے وہ حدیث جو روایت کی ہے ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جو رات کاٹے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی ہو اور اس کو نہ دھویا ہو سو اس کو کوئی چیز پہنچے یعنی کوئی چیز کاٹ کھائے تو نہ ملامت کرے مگر اپنے نفس کو اور اس میں محافظت کرنا ہے اوپر نہ چھوڑنے کسی چیز کے فضل اللہ کے سے مانند کھانے پینے کی چیز کے اگرچہ عرف میں حقیر ہو۔ (فتح)

بَابُ الْمِنْدِيْلِ.

باب ہے رومال کے بیان میں۔

فائدہ: باب باندھا ہے ابن ماجہ نے مسح کرنا ساتھ رومال کے۔

٥٠٣٦ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيْلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ.

٥٠٣٦۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے آگ کی پکی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کا حکم پوچھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وضو کرنا لازم نہیں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کھانا کم پاتے تھے سو اگر ہم اس کو پاتے تو ہمارے واسطے رومال نہ تھے مگر ہماری ہتھیلیاں اور بازو اور قدم یعنی کھانے کے بعد ہاتھ کو بازو اور پاؤں سے ملتے پھر ہم نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

فائدہ: اور آگ کی پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کا بیان کتاب الطہارۃ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ.

جب کھانے سے فارغ ہو تو کیا کہے؟۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اتفاق ہے اس پر کہ مستحب ہے الحمد للہ کہنا کھانے کے بعد اور الحمد للہ کہنا کئی طور سے آیا ہے یعنی اس میں کوئی چیز معین نہیں ہے۔

٥٠٣٧ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.

٥٠٣٧۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو کہتے یعنی یہ دعا کرتے الحمد للہ سے آخر تک یعنی اللہ کا شکر ہے بہت ساستھرا بابرکت شکر نہ ایسا شکر جو ایک بار کفایت کرے اور چھوڑ دیا جائے اور اس کی کچھ حاجت نہ رہے اے ہمارے رب!۔

فائدہ: غیر مکفی احتمال ہے کہ ہو ماخوذ کفایت الاناء سے سو معنی یہ ہیں کہ اس حال میں کہ رد کیا گیا اس پر انعام اس کا اور احتمال ہے کہ ہو کفایت سے یعنی اللہ نہیں کفایت کیا گیا اپنے بندوں کے رزق سے اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا ان کو سوائے اس کے اور کہا ابن تین نے کہ نہیں محتاج ہے کسی کی طرف لیکن وہی ہے جو اپنے بندوں کو کھانا دیتا ہے اور ان کو کفایت کرتا ہے اور یہ سب بنا بر اس کے ہے کہ ضمیر واسطے اللہ کے ہے اور احتمال ہے کہ ہو ضمیر واسطے

کھانے کے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی دستر خوان پر نہیں کھایا اور مائدہ دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور بعض نے جواب دیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو نہیں دیکھا اور اس کے غیر نے دیکھا اور مثبت مقدم ہے نافی پر اور مراد ساتھ خوان کے صفت مخصوص ہے اور مائدہ بولا جاتا ہے ہر چیز پر جس پر کھانا رکھا جائے اور کبھی مائدے سے مراد نفس طعام ہوتا ہے یا بقیہ اس کا یا برتن اس کا۔ (فتح)

٥٠٣٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ وَقَالَ مَرَّةً إِذَا رَفَعَ مَآئِدَتَهٗ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّةً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا.

٥٠٣٨۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے کھانے سے فارغ ہوتے اور ایک بار کہا کر جب آپ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو کہتے یعنی یہ دعا کرتے الحمد للہ سے آخر تک یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو کفایت کی کھانے پینے وغیرہ سے اور سیراب کیا نہ کفایت کیا گیا اور نہ انکار کیا گیا اس کے فضل اور اس کی نعمت سے اور ایک بار کہا کہ واسطے تیرے حمد ہے نہ کفایت کیا گیا اور نہ چھوڑا گیا جس کی حاجت نہ رہے۔

فائدہ: غیر مکفور یعنی نہ انکار کیا گیا اس کی نعمت سے اور یہ قوی کرتا ہے اس کو کہ ضمیر واسطے اللہ کے ہے۔

بَابُ الْأَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ. خادم کے ساتھ کھانا۔

فائدہ: یعنی اوپر قصد تواضع کے اور خادم بولا جاتا ہے مرد اور عورت پر عام تر ہے اس سے کہ غلام ہو یا آزاد اور محل اس کا جب کہ ہو سردار مرد یہ کہ ہو خادم ملک اس کے یا محرم اس کا جب کہ خادم عورت ہو اور بالعکس۔

٥٠٣٩ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتٰى أَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَإِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ فَإِنَّهٗ وَلِيَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ.

٥٠٣٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہ جب کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لائے تو اس کو بھی کھانے کے واسطے اپنے پاس بٹھائے اور اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک یا دو لقمے دے اس واسطے کہ خدمت گار کھانے پکانے اور اس کی گرمی سے ملا رہا ہے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت یہ مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو کھانا تھوڑا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اگر کھانا تھوڑا ہو تو اس کو ایک دو لقمے دے دے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو کہ جب کھانا بہت ہو تو یا تو اس کو اپنے ساتھ بٹھائے اور یا اس کو اس سے بہت حصہ دے اور والی ہوا ہے اس کی گرمی کا یعنی وقت پکانے کے اور علاج اس کے کا وقت حاصل

کرنے آلات اس کے کی اور بعض نے کہا کہ رکھنا ہانڈی کا آگ پر اور لیا جاتا ہے اس سے کہ روٹی پکانے والے کے معنی میں ہے روٹی کا اٹھانے والا واسطے پائے جانے معنی کے بیچ اس کے اور وہ متعلق ہونا اس کے نفس کا ہے ساتھ اس کے بلکہ لیا جاتا ہے مستحب ہونا بیچ مطلق خادم آدمی کے جو اس کو معائنہ کرے اور اس کی طرف اشارہ کرتا ہے اطلاق ترجمہ کا اور اس میں تعلیل ہے امر مذکور کی اور اشارہ طرف اس کی کہ واسطے آنکھ کے حصہ ہے کھانے کی چیز میں سو لائق ہے پھیرنا آنکھ کا ساتھ کھانے اس کے کی اس کھانے سے تا کہ اس کا جی ٹھہرے تا کہ ہو روکنے والا واسطے بدی اس کی کے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کھلاؤ ان کو جس شے سے تم کھاتے ہو تو نہیں ہے اس امر میں الزام ساتھ کھلانے خادم کے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ اختیار کرے اس پر کسی چیز کو بلکہ شریک کرے اس کو ہر چیز میں لیکن بحسب اس چیز کے کہ اس سے اس کی آنکھ کی بدی دفع ہو اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے تمام اہل علم سے کہ واجب کھلانا خادم کا ہے غالب قوت سے کہ اس کی مثل اس سے اس شہر میں کھاتا ہو اور اسی طرح قول ہے کپڑے میں اور یہ کہ جائز ہے واسطے سردار اس کے کی کہ اس سے عمدہ کھانا کھائے اور اس سے نفیس کپڑا پہنے اگرچہ افضل ہے کہ خادم کو اپنے ساتھ شریک کرے، واللہ اعلم۔ اور اختلاف ہے اس دوسرے امر میں ساتھ بٹھلانے کے یا دینے کے سو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھلانا افضل ہے اور اگر نہ کرے تو واجب نہیں یا اس کو اختیار ہے درمیان اس کے کہ اس کو اپنے ساتھ بٹھلائے یا اس کو دے اور کبھی ہوتا ہے امر اس کا اختیار نہ واجب اور ترجیح دی ہے رافعی نے احتمال اخیر کو اور حمل کیا ہے اول کو وجوب پر اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں متعین ہے بٹھلانا لیکن اگر کرے تو افضل ہے نہیں تو متعین ہوتا ہے دینا اور احتمال ہے کہ ایک واجب ہو نہ معین دوسرا یہ قول ہے کہ امر واسطے استحباب کے ہے مطلق اور جو ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کھانا کم ہو تو اس کو ایک دو لقمے دے دے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ امر وارد واسطے اس شخص کے جو شوربا پکائے نہیں ہے واسطے وجوب کے۔ (فتح)

بَابُ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّآئِمِ الصَّابِرِ فِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کھا کر شکر کرنے والا مثل روزے دار صابر کی ہے یعنی صبر کرنے والا بیچ نگاہ رکھنے روزے کے یا صبر کرنے والا بلا پر یا فقر فاقہ پر اس میں روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ طاعم وہ عمدہ حال والا ہے کھانے میں کہا ابن بطال نے کہ یہ اللہ کا فضل ہے اپنے بندوں پر یہ کہ ٹھہرایا واسطے کھانے والے کے جب کہ اپنے رب کا شکر کرے اس چیز پر جو اللہ نے اس پر انعام کیا ثواب روزے دار صبر کرنے والا ہے اور کہا کرمانی نے کہ تشبیہ اصل ثواب میں ہے نہ کمیت میں اور نہ کیفیت میں اور تشبیہ نہیں مستلزم ہے ہم مثل ہونے کو ہر وجہ سے کہا طیبی نے کہ اکثر اوقات وہم کرتا ہے وہم کرنے والا کہ ثواب شکر کا صبر کے

ثواب سے کم ہے سو دفع کیا گیا وہم اس کا یا وجہ تشبیہ کی مشترک ہونا دونوں کا ہے بیچ روکنے نفس کے اور حدیث میں رغبت دلانا ہے واسطے شکر اللہ کے اس کی تمام نعمتوں پر اس واسطے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ کھانے کے اور اس میں دفع کرنا ہے اختلاف کا جو مشہور ہے بیچ مال دار شاکر اور فقیر صابر کے اور یہ کہ وہ دونوں برابر ہیں اسی طرح کہا گیا ہے اور سیاق حدیث کا تقاضا کرتا ہے کہ فقیر صابر کو فضیلت ہے اس واسطے کہ اصل یہ ہے کہ مشبہ بہ اعلیٰ درجہ ہوتا ہے مشبہ سے اور تحقیق نزدیک اہل حذق کے یہ ہے کہ نہ جواب دیا جائے اس میں ساتھ جواب کلی کے بلکہ مختلف ہونے اشخاص اور احوال کے ہاں وقت برابر ہونے کے ہر جہت اور فرض کرنے رفع سب عوارضوں کے پس فقیر زیادہ تر سلامت ہے آخرت میں اور نہیں لائق ہے کہ برابر کی جائے ساتھ سلامتی کے کوئی چیز، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الرَّجُلِ یُدْعٰی إِلٰی طَعَامٍ فَیَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِیْ.

ایک مرد کو کھانے کی دعوت کی جائے اور وہ کہے کہ یہ بھی میرے ساتھ ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف بیچ قصے درزی کے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یہ بھی یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عدول کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے وارد کرنے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی سے اس جگہ طرف حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی واسطے اشارہ کرنے کے طرف جدا جدا ہونے دونوں قصوں کے اور مختلف ہونے دونوں حالوں کے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ إِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مُسْلِمٍ لَّا یُتَّهَمُ فَکُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب داخل ہو تو کسی مسلمان پر جو تہمت نہ کیا جاتا ہے تو کھا اس کے کھانے میں سے اور پی اس کے پانی سے۔

فائدہ: اور طبرانی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی اپنے بھائی مسلمان پر داخل ہو اور وہ اس کو کھانا کھلائے تو چاہیے کہ اس کا کھانا کھائے اور نہ پوچھے اس کو کھانے سے کہ حرام ہے یا حلال اور مطابقت اس اثر کی واسطے حدیث کے اس جہت سے ہے کہ قصاب متہم نہ تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کھانا کھایا اور اس سے نہ پوچھا اور اسی قید پر محمول ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی، واللہ اعلم۔

۵۰۴۰ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِیْقٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِیُّ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ یُکْنٰی أَبَا شُعَیْبٍ وَکَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَّحَّامٌ فَأَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ

۵۰۴۰۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں ایک مرد تھا اس کو ابو شعیب کہا جاتا تھا اور اس کا ایک غلام قصاب تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں بھوک پہچانی سو وہ اپنے غلام قصاب کی طرف گیا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهٖ فَعَرَفَ الْجُوعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ إِلٰى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً لَعَلِّيْ أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طُعَيِّمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهُ.

سو اس نے کہا کہ تیار کر میرے لیے کھانا جو پانچ آدمی کو کفایت کرے تا کہ میں حضرت ﷺ کو بلاؤں پانچواں پانچ کا تو اس نے اس کے واسطے کھانا تیار کیا پھر اس نے آکر حضرت ﷺ کو بلایا سو ایک مرد ان کے ساتھ ہو لیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو شعیب! ایک مرد ہمارے ساتھ لگا آیا ہے سو اگر تو چاہے تو اجازت دے اور چاہے تو نہ دے اس نے کہا کہ بلکہ میں نے اجازت دی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَائِهٖ.

جب رات کا کھانا حاضر ہو تو نہ جلدی کرے اپنے رات کے کھانے سے۔

فائدہ: پہلے عشاء کے لفظ سے رات کا کھانا مراد ہے زیر عین کے ساتھ عشاء کے نماز مراد نہیں اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حدیث وارد ہوئی ہے مغرب کی نماز میں اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی نام رکھنے اس کے عشاء اور لفظ اس ترجمہ کا واقع ہوئی ہے اس کے معنی میں حدیث جو نماز کے بیان میں انس رضی اللہ عنہ سے گزر چکی ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب رات کا کھانا آگے لایا جائے تو اس کو مغرب کی نماز سے پہلے کھالو اور نہ جلدی کرو اپنے رات کے کھانے میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی کا رات کا کھانا رکھا جائے اور نماز کی تکبیر ہو تو چاہیے کہ پہلے کھانا کھائے اور نہ جلدی کرے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو۔ (فتح)

٥٠٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ

٥٠٤١۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا بکری کے مونڈھے سے گوشت کاٹتے جو آپ کے ہاتھ میں تھا سو نماز کی طرف بلائے گئے تو حضرت ﷺ نے ڈالا اس کو یعنی اس ٹکڑے گوشت کے کو جس کو کاٹتے تھے اور چھری کو جس کے ساتھ کاٹتے تھے پھر کھڑے ہوئے سو نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

فائدہ: کہا کرمانی نے اور دلالت اس کی ترجمہ پر اس جہت سے ہے کہ اس نے استنباط کیا مشغول ہونے حضرت ﷺ کے سے ساتھ کھانے کے وقت نماز کے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ ارادہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ مقدم کرنے اس حدیث کے بیان کرنا اس بات کا کہ امر بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ترک کرنے جلدی کے طرف نماز کی پہلے کھانے طعام کے نہیں ہے وجوب پر۔ (فتح)

٥٠٤٢ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشّٰى مَرَّةً وَّهُوَ يَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْإِمَامِ.

۵۰۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا رکھا جائے اور عشاء کی نماز کی تکبیر ہو جائے تو تم کھانے کے ساتھ ابتدا کرو اور روایت ہے ایوب سے اس نے روایت کی نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے مانند اس کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک بار رات کا کھانا کھایا اور حالانکہ وہ امام کی قرأت سنتے تھے۔

٥٠٤٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَآءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ قَالَ وُهَيْبٌ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ.

۵۰۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی تکبیر ہو جائے اور رات کا کھانا تیار ہو تو تم کھانے کے ساتھ ابتدا کرو یعنی پہلے کھانا کھاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ جب رات کا کھانا رکھا جائے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾.

باب ہے بیچ بیان اللہ کے اس قول کے کہ جب تم کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ۔

٥٠٤٤ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ

۵۰۴۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں لوگوں میں زیادہ تر عالم ہوں ساتھ حکم پردے کے اُبی بن

صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسًا قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوْا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَّأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کا حال پوچھتے تھے صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ دولہا تھے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے اور آپ نے مدینے میں اس سے نکاح کیا تھا سو لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا بعد اونچا ہونے دن کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور آپ کے ساتھ چند مرد بیٹھے اس کے بعد کہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے پھر گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو میں آپ کے ساتھ پھرا تو اچانک وہ اسی جگہ میں بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ دوسری بار پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے پھر پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک وہ البتہ اٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اترا۔

فائدہ: عروس لغت میں اس میں مرد عورت برابر ہیں اور عرس مدت بنا مرد کی ہے ساتھ عورت کے اور اصل اس کا لزوم ہے اور بہر حال چلے جانا اس جگہ کھانے کے بعد سو مراد ساتھ اس کے پھرنا ہے کھانے کی جگہ سے واسطے تخفیف کے گھر والے سے كما هو مقتضى الآية۔ (فتح)

❀ ...... ❀ ...... ❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ کتاب ہے عقیقہ کے بیان میں

فائدہ: عق کے معنی ہیں اصل میں پھاڑنے کے اور عقیقہ ساتھ فتح عین کے اسم ہے واسطے اس چیز کے کہ ذبح کی جائے لڑکے کی طرف سے اور اختلاف ہے اس کے مشتق ہونے میں سو ابوعبید اور اصمعی نے کہا کہ اصل اس کا بال ہیں جو لڑکے کے سر پر پیدا ہوتے ہیں اور نام رکھی گئی وہ بکری جو اس وقت اس کی طرف سے ذبح کی جاتی ہے بکری عقیقہ اس واسطے کہ مونڈے جاتے ہیں اس سے یہ بال وقت ذبح کے اور احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ وہ ماخوذ ہے عق سے ساتھ پھاڑنے کے اور کہا خطابی نے کہ عقیقہ نام ہے اس بکری کا جو لڑکے کی طرف سے ذبح کی جاتی ہے اس واسطے کہ عق یعنی پھاڑنے اور کاٹے جاتے ہیں جگہیں ذبح ہونے اس کی کے اور بعض نے کہا کہ وہ بال ہیں اور ابن فارس نے کہا کہ بال اور بکری دونوں کو عقیقہ کہا جاتا ہے اور اس چیز سے کہ وارد ہوئی ہے بیچ نام رکھنے بکری کے عقیقہ وہ حدیث ہے جو بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ واسطے لڑکے کے دو عقیقے یعنی دو بکریاں اور واسطے لڑکی کے ایک عقیقہ اور واقع ہوا ہے چند حدیثوں میں کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ (فتح)

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَمْ يَعُقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيْكِهٖ. نام رکھنا لڑکے کا جس وقت کہ پیدا ہو واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف سے عقیقہ نہ کرے اور تحنیک کرنا اس کا۔

فائدہ: یہ روایت فربری کی ہے اور یہ تقاضا کرتی ہے کہ جو لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو وہ ساتویں دن تک لڑکے کے نام کو مؤخر نہ کرے جیسے کہ واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم بن موسیٰ کے اور عبداللہ بن ابی طلحہ کے اور اسی طرح جو واقع ہوا ہے بیچ قصے ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ نہیں منقول ہے کہ ان میں سے کسی کا عقیقہ ہوا ہو اور جو اس کے عقیقہ کا ارادہ کرے تو وہ اس کے نام کو ساتویں دن تک مؤخر کرے جیسا کہ اور حدیثوں میں آئے گا اور یہ تطبیق لطیف ہے نہیں دیکھی میں نے واسطے غیر بخاری کے اور تحنیک کرنا اس کا یعنی اس وقت کہ پیدا ہو اور شاید اس نے مقید کیا ہے ساتھ غداۃ کے واسطے پیروی کرنے لفظ خبر کے اور غداۃ بولا جاتا ہے اور مراد اس سے مطلق وقت ہے اور وہی ہے مراد اس جگہ اور اتفاق ہوا ہے اس کا واسطے ضرورت واقع کے سوا اگر اتفاقاً وہ مثلاً دوپہر کو جنے تو وقت تحنیک اور تسمیہ کا بعد غداۃ کے ہے قطعاً اور تحنیک یہ ہے

کہ کوئی چیز میٹھی چبا کر لڑکے کے تالو میں لگائے اور اس کے حلق کو اس کے ساتھ ملے کیا جاتا ہے ساتھ اس کے یہ کام تا کہ خوگیر ہو اوپر کھانے کے اور قوت پائے اوپر پینے کے اور لائق ہے وقت تحنیک کے کہ اس کے منہ کو کھولے تا کہ اس کے پیٹ میں اترے اور اولیٰ یہ ہے کہ کھجور ہو اور اگر خشک کھجور نہ ہو تو تازہ کھجور ہو نہیں تو کوئی چیز میٹھی اور شہد اولیٰ ہے غیر سے پھر وہ چیز ہے جو آگ سے نہ پکی ہو جیسے کہ اس کی نظیر میں ہے اس قسم سے کہ روزے دار اس پر روزہ کھولتا ہے اور ایک روایت میں وان لم یعق عنه بدل من لم یعق عنه اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہیں واجب ہے عقیقہ کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ زیادتی کی ہے اس میں مردوں نے ایک نے کہا کہ وہ بدعت ہے اور دوسرے نے کہا کہ وہ واجب ہے اور اشارہ کیا ہے ساتھ قائل وجوب کے طرف لیث کی اور نہیں پہچانا ہے امام الحرمین نے واجب ہونے کو مگر داؤد سے اور ابو زناد سے بھی وجوب کی روایت آئی ہے اور ایک روایت احمد رحمہ اللہ سے اور جس نے کہا کہ بدعت ہے وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں کہا ابن منذر نے کہ انکار کیا ہے اہل رائے نے اس کے سنت ہونے سے اور خلاف کیا ہے انہوں نے اس میں حدیثوں کا جو ثابت ہو چکی ہیں اور استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عقوق کو نہیں چاہتا گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عقیقہ کے نام کو مکروہ جانا اور فرمایا کہ جس کے یہاں لڑکا پیدا ہو چاہیے کہ اس کی طرف سے نسیکہ کرے تو چاہیے کہ کرے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے نفی مشروع ہونے اس کے کی بلکہ آخر حدیث کا اس کو ثابت کرتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی غایت یہ کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ نام رکھا جائے اس کا نسیکہ یا ذبیحہ اور نہ رکھا جائے نام اس کا عقیقہ اور نقل کیا ہے اس کو ابن ابی دم نے بعض اصحاب سے جیسے کہ بیچ نام رکھنے عشاء کے ہے عتمہ اور دعویٰ کیا ہے محمد بن حسن یعنی ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھی نے کہ یہ منسوخ ہے ساتھ حدیث کے کہ منسوخ کیا ہے قربانی نے ہر ذبح کو روایت کیا ہے اس کو دار قطنی نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور بر تقدیر اس کے کہ ثابت ہو تو کہا جائے گا کہ وہ واجب تھا پھر اس کا وجوب منسوخ ہوا اور اس کا مستحب ہونا باقی رہا جیسا کہ عاشورے کے روزے میں ہے سو اس میں بھی حجت نہیں واسطے اس شخص کے جو اس کے مشروع ہونے کی نفی کرتا ہے۔ (فتح)

٥٠٤٥ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ

۵۰۴۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور مجھ کو دیا اور وہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی سب اولاد میں بڑا تھا۔

وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسٰى.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا الخ تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جلدی کی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حاضر کرنے اس کے کی پاس حضرت ﷺ کے اور یہ کہ اس کو تحنیک کرنا اس کے نام رکھنے کے بعد تھا سو اس میں جلدی نام رکھنا لڑکے کا ہے اور نہ انتظار کیا جائے ساتھ اس کے ساتویں دن تک اور جو اصحاب سنن ثلاثہ نے حسن بن سمرہ سے عقیقہ کی حدیث میں روایت کی ہے کہ ساتویں دن اس کی طرف سے بکری ذبح کی جائے اور نام رکھا جائے تو اس لفظ میں اختلاف ہے کہ وہ یسمی ہے یا یدمی اور دلالت کرتی ہے اس پر کہ نام رکھنا ساتویں کے ساتھ خاص نہیں جو حدیث نکاح میں ابو اسید سے گزر چکی ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو حضرت ﷺ کے پاس لایا جس وقت کہ پیدا ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کا نام منذر رکھا اور جو روایت کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو میں نے اس کا نام اپنے باپ کا نام رکھا ہے ابراہیم پھر اس کو ام سیف کے حوالے کیا کہا بیہقی نے کہ نام رکھنا لڑکے کا وقت پیدا ہونے کے صحیح تر ہے ان حدیثوں سے جو ساتویں دن نام رکھنے کے باب میں آئی ہیں میں کہتا ہوں کہ اس میں اس کے سوائے اور بھی حدیثیں آچکی ہیں صحیح ابن حبان وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ساتویں دن کیا اور ان کا نام رکھا اور عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے ساتھ نام رکھنے لڑکے کے ساتویں دن ساتھ، سات سنتیں ہیں اس کا نام رکھا جائے اور اس کا ختنہ کیا جائے اور دور کی جائے اس سے ایذا یعنی بال سر کے اور اس کے کان میں سوراخ کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور آلودہ کیا جائے اس کے عقیقہ سے اور اس کے بالوں کے ساتھ تول کر چاندی یا سونا خیرات کیا جائے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ (فتح)

۵۰۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَآءَ.

۵۰۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا کہ اس کے تالو میں میٹھی چیز لگائیں سو اس نے حضرت ﷺ پر پیشاب کیا تو حضرت ﷺ نے اس پر پانی بہایا (یہاں تک کہ نچوڑا اس کو پانی بہانے سے اس واسطے کہ نجاست خفیفہ تھی)۔

۵۰۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

۵۰۴۷۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ مکے میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے حاملہ ہوئیں اس نے کہا سو میں نکلی اور حالانکہ میں تمام کرنے والی تھی مدت حمل کی

أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءً فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهُ فَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهِ فَرَحًا شَدِيْدًا لِأَنَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلَا يُوْلَدُ لَكُمْ.

یعنی حمل کی مدت تمام ہونے کے قریب تھی سو میں مدینے میں آئی سو میں قبا میں اتری اور قبا میں جنی پھر میں بچے کو حضرت ﷺ کے پاس لائی سو میں نے اس کو حضرت ﷺ کی گود میں رکھا پھر آپ نے ایک کھجور منگوائی سو اس کو چبایا پھر اس کے منہ میں لب ڈالی یعنی جو کھجور کے ساتھ ملی تھی سو جو چیز کہ پہلے پہل اس کے پیٹ میں داخل ہوئی حضرت ﷺ کی تھوک تھی پھر کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی پھر اس کے واسطے دعاء کی اور اس کے واسطے برکت مانگی یعنی کہا بارك الله عليك اور وہ اول لڑکا تھا جو پہلے پہل اسلام میں پیدا ہوا سو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اس واسطے کہ ان سے کہا گیا تھا کہ یہودیوں نے تم پر جادو کیا ہے اور تمہارے یہاں اولاد پیدا نہ ہوگی۔

فائدہ: اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تھا پیدا ہونا اس کا بعد قرار پکڑنے ان کے کی مدینے میں اور جو واقع ہوا ہے اول حدیث میں کہ اس نے اس کو قباء میں جنا پھر اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائی تو یہ مراد نہیں کہ اس نے اس کو آپ کے پاس قباء مین حاضر کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ اس کو قباء سے اٹھا کر مدینے میں لائیں اور البتہ روایت کی ہے ابن سعد نے طبقات میں کہ جب مہاجرین مدینے میں آ کر ٹھہرے تو ان کے یہاں اولاد پیدا نہ ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہود نے ہم کو جادو کیا ہے یہاں تک کہ ان میں اس کا بہت چرچا ہوا سو ہجرت کے بعد پہلے پہل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوا تو مسلمانوں نے یکبارگی تکبیر کہی یہاں تک کہ مدینہ اللہ اکبر سے گونجا۔ (فتح)

۵۰۴۸ ـ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ

۵۰۴۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے یعنی کسی کام کو اور ان کے بعد لڑکا فوت ہوا پھر جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر کو پھرے تو پوچھا یعنی اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ لڑکے نے کیا کیا؟ یعنی اس کا کیا حال ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ آرام میں ہے سو وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رات کا کھانا لائی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا پھر اس سے صحبت کی پھر جب صحبت سے فارغ ہوا

إِلَيْهِ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ احْفَظْهُ حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ.

تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لڑکے کو دفناؤ پھر صبح کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے آج رات صحبت کی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! کہا الٰہی! ان کے واسطے برکت کر تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے لڑکا جنا کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اس لڑکے کو نگاہ رکھ یہاں تک کہ تو اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے جائے سو وہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ چند کھجوریں بھیجیں حضرت ﷺ نے اس کو لیا اور فرمایا کہ کیا اس کے ساتھ کچھ چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! چند کھجوریں ہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو لیا اور ان کو منہ میں چبایا پھر ان کو اپنے منہ سے نکال کر لڑکے کے منہ میں ڈالا اور اس کو تالو میں لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنازے میں گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے اور بیان کیا حدیث کو۔

فائدہ: اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا اے انس! دیکھتا رہ اس لڑکے کو سو میں صبح کے وقت اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور اچانک حضرت ﷺ ایک باغ میں تھے اور آپ پر ایک کملی تھی اور آپ داغ دیتے تھے غنیمت کے اونٹوں کو جو فتح میں آپ کو ہاتھ لگے۔ (فتح)

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذٰى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ.

عقیقہ میں لڑکے سے ایذا دور کرنا۔

۵۰۴۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ وَّقَالَ

۵۰۴۹۔ حدیث بیان کی ہم سے ابونعمان نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے اس نے روایت کی ایوب سے اس نے محمد بن سیرین سے اس نے سلمان بن

حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيبٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى.

عامر سے کہا اس نے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے یعنی سنت ہے عقیقہ کرنا ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے اور کہا حجاج نے کہ حدیث بیان کی ہم سے حماد بن سلمہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے اور قتادہ اور ہشام اور حبیب نے ابن سیرین سے اس نے روایت کی سلمان سے اس نے حضرت ﷺ سے اور کہا غیر واحد نے عاصم اور ہشام سے انہوں نے روایت کی حفصہ سیرین کی بیٹی سے اس نے رباب سے اس نے سلمان سے اس نے حضرت ﷺ سے اور روایت کی یزید بن ابراہیم نے ابن سیرین سے اس نے سلمان سے قول اس کا اور کہا اصبغ نے کہ خبر دی مجھ کو ابن وہب نے اس نے روایت کی جریر بن حازم سے اس نے ایوب سے اس نے محمد بن سیرین سے کہا اس نے کہ حدیث بیان کہ ہم سے سلمان بن عامر نے کہا کہ سنا میں نے حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے سو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے اذی کو دور کرو۔

فائدہ: روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو چند طریقوں سے کہ بعض موقوف ہیں اور بعض مرفوع پہلے طریق سے موصول لیکن نہیں تصریح کی اس میں ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور بعض طریق اس کے معلق ہیں تصریح کی ہے ایک طریق میں ان میں سے ساتھ وقف کے اور جو اس کے سوائے ہیں سو مرفوع ہیں کہا اسماعیلی نے کہ نہیں روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں کوئی حدیث صحیح جو اس کی شرط پر ہو لیکن حدیث حماد بن زید کی یعنی جس کو موصول روایت کیا ہے سو اس کو موقوف لایا ہے اور نہیں ہے اس میں ذکر ایذا کے دور کرنے کا جس کے ساتھ اس نے باب باندھا ہے اور لیکن حدیث جریر بن حازم کی سو ذکر کیا ہے اس کو بغیر خبر کے یعنی اس میں یہ نہیں کہا کہ خبر دی مجھ کو اصبغ نے اور لیکن حدیث حماد بن سلمہ کی سو نہیں اس کی شرط سے حجت پکڑنے میں، میں کہتا ہوں لیکن حدیث حماد بن زید کی سو وہی ہے معتمد علیہ نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے لیکن وارد کیا ہے اس نے اس کو ساتھ اختصار کے سو شاید اس نے اس کو اپنے شیخ ابو نعمان سے اسی طرح سنا ہے اور کفایت کی ساتھ اس کے جیسے کہ اس کی عادت ہے اشارہ کرنے میں اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے حدیث کے بعض طریقوں میں جس کو وارد کرتا ہے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو

احمد رحمہ اللہ نے یونس سے اس نے حماد بن زید سے سو زیادہ کیا اس نے متن میں کہ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے ایذا کو دور کرو اور نہیں تصریح کی اس نے ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور نیز روایت کیا ہے اس کو یونس بن محمد سے اس نے حماد بن زید سے اس نے ابن سیرین سے سو تصریح کی ساتھ مرفوع ہونے اس کے کی اور اسی طرح اس نے اس کو سلمان سے بھی مرفوع روایت کیا ہے اور اسی طرح اس کو اسماعیلی نے بھی مرفوع روایت کیا ہے اور بہر حال حدیث جریر بن حازم کی اور قول اس کا کہ اس نے اس کو بغیر خبر کے ذکر کیا ہے یعنی نہیں کہا اول اسناد میں انبانا اصبغ بلکہ کہا قال اصبغ لیکن اصبغ بخاری رحمہ اللہ کی اسنادوں سے ہے اس نے بہت حدیثیں اس سے بخاری میں روایت کی ہیں سو بنا بر قول اکثر کے وہ موصول ہے **کما قررہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث** اور بنا بر قول ابن حزم کے وہ منقطع ہے اور البتہ ضعیف کہا ہے لوگوں نے ابن حزم کے قول کو بیچ اس کے اور یہ جو اس نے کہا کہ حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ حجت پکڑنے میں اس کی شرط پر نہیں تو یہ مسلم ہے لیکن نہیں ضرر کرتا اس کو وارد کرنا اس کا واسطے شہادت طلب کرنے کے جیسے کہ اس کی عادت ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ یہ طریقے بعض بعض کو قوی کرتے ہیں اور حدیث مرفوع ہے نہیں ضرر کرتی اس کو روایت اس شخص کی جس نے اس کو موقوف بیان کیا ہے اور یہ جو کہا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی حسن رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے سو دونوں نے کہا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور جمہور نے ان کی مخالفت کی ہے سو انہوں نے کہا کہ لڑکی کی طرف سے بھی عقیقہ کیا جائے اور حجت ان کی وہ حدیثیں ہیں جس میں صریح لڑکی کا ذکر آ چکا ہے اور میں ان کو بعد میں ذکر کروں گا اور اگر دو لڑکے یعنی جوڑا ایک بار پیدا ہو تو مستحب ہے ہر ایک کی طرف سے عقیقہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے لیث سے اور کہا کہ علماء سے کوئی اس کے مخالف نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس کی طرف سے خون بہاؤ تو یہ اس حدیث میں مبہم ہے کہ کس چیز کا خون بہایا جائے اور اسی طرح سمرہ کی حدیث میں بھی مبہم ہے جو آتی ہے اور تفسیر کیا گیا ہے یہ چند حدیثوں میں ایک ان میں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے یوسف بن ماہک سے کہ وہ حفصہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن کی بیٹی پر داخل ہوئی اور اس سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو اس نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں ہم مثل اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن اربعہ نے ام کرز کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور نہیں ضرر کرتا تم کو یہ کہ نر ہوں یا مادہ، کہا ترمذی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب کی روایت سے کہ جو چاہے کہ اپنی اولاد کی طرف سے نسیکہ یعنی قربانی کرے تو چاہیے کہ کرے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں مکافئتان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کہا زید بن اسلم نے یعنی آپس میں مشابہ اکٹھی ذبح کی جائیں یعنی

آگے پیچھے ذبح نہ کیا جائے اور کہا خطابی نے کہ برابر ہوں عمر میں یہ ہیں معنی مکافئتان کے اور اسی طرح روایت کی ہے بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد رحمہ اللہ نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث عمرو بن شعیب کی ہے اور یہ حدیثیں حجت ہیں واسطے جمہور کے اس میں لڑکے اور لڑکی میں فرق ہے اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دونوں برابر ہیں سو ہر ایک کی طرف سے ایک بکری کی جائے اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا حسن، حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک بکری روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے سو روایت کیا ہے اس کو ابو الشیخ نے اور وجہ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ اس لفظ کے کہ دو دو دنبے اور نیز روایت کیا ہے اس کو عمرو بن شعیب کے طریق سے مثل اس کی اور بر تقدیر ثبوت روایت ابو داؤد کے پس نہیں ہے اس حدیث میں وہ چیز کہ رد کیا جائے اس کے ساتھ حدیثوں کو جو پے در پے وارد ہونے والی ہیں نص کرنے پر یعنی صریح ہیں اس میں کہ لڑکے کے واسطے دو بکریاں کی جائیں بلکہ غایت یہ ہے کہ دلالت کرے لڑکے کی طرف سے ایک بکری یا دنبہ بھی کرنا جائز ہے اور وہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ عدد نہیں ہے شرط بلکہ مستحب ہے اور حکمت بیچ نصف ہونے عورت کے مرد سے یہ ہے کہ مقصود باقی رکھنا نفس کا ہے پس مشابہ ہوئی دیت کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اطلاق ایک بکری اور دو بکریوں کے اس پر کہ نہیں شرط ہے عقیقہ میں جو شرط ہے قربانی میں اور اس میں شافعیہ کے واسطے دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ شرط ہے اور یہ ساتھ قیاس کے ہے نہ ساتھ حدیث کے اور ساتھ ذکر بکری اور دنبے کے اس پر کہ متعین ہے بکری واسطے عقیقہ کے اور جمہور اس پر ہیں کہ کفایت کرتا ہے اونٹ اور گائے بھی اور اس باب میں حدیث ہے طبرانی میں کہ عقیقہ کیا جائے اس کی طرف سے ساتھ اونٹ کے اور گائے کے اور بکری کے اور ادا ہوتا ہے سات آدمیوں سے جیسے کہ قربانی میں ہے، واللہ اعلم اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ مراد ایذا کے دور کرنے سے لڑکے کے سر کا منڈانا ہے اور اولیٰ حمل کرنا ایذا کا ہے اس چیز پر کہ وہ عام تر ہے منڈانے سر کے سے یعنی بال اور میل اور خون وغیرہ۔ (فتح)

۵۰۵۰۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا قُرَیْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ قَالَ أَمَرَنِیْ ابْنُ سِیْرِیْنَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الْعَقِیْقَةِ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ.

۵۰۵۰۔ حضرت حبیب سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو ابن سیرین نے کہ میں حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھوں کہ اس نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی ہے؟ سو میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: نہیں واقع ہوا بخاری میں بیان اس حدیث مذکور کا کہ وہ کون حدیث ہے اور شاید کہ اس نے اکتفا کیا ہے وارد کرنے اس کے سے ساتھ مشہور ہونے اس کے کی اور البتہ روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے قتادہ رحمہ اللہ کی

روایت سے اس نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لڑکا گروی ہے بدلے اپنے عقیقہ کے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اس کا لفظ یہ ہے **الغلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم السابع ويحلق رأسه ويسمى** کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور لفظ یسمی میں اختلاف ہے بعض راویوں نے اس کو یدمی کہا ہے ساتھ دال کے مشتق ہے تدمیہ سے ساتھ معنی خون آلودہ کرنے کے اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ جب بکری ذبح کی جائے تو اس کے تھوڑے بال لے کر اس کی گردن کی رگوں کو مقابلے رکھیں تا کہ خون آلودہ ہوں ساتھ اس خون کے جو اس کے ذبح ہونے کی جگہ سے نکلے پھر اس کو لڑکے کے تالو میں رکھیں تا کہ رواں ہو اس کے سر پر مانند خط کی پھر اس کے بعد اس کا سر دھویا جائے اور مونڈا جائے اور یہ فعل اہل جاہلیت کا تھا اسلام میں منسوخ ہوا اور البتہ وارد ہو چکی ہے چند حدیثوں میں وہ چیز جو اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتی ہے اُن میں سے ایک حدیث یہ ہے جو ابن حبان نے اپنی صحیح میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ جب لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرتے تو اس عقیقہ کے خون سے رنگتے پھر جب لڑکے کا سر مونڈتے تو اس کو اس کر سر پر رکھتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خون کے بدلے اس کے سر پر خوشبو لگاؤ اور منع فرمایا کہ لڑکے کا سر خون سے آلودہ کیا جائے اور روایت کی ہے ابن ماجہ نے یزید عبداللہ مزنی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اس کے سر کو خون نہ لگایا جائے اور یہ مرسل ہے اور واسطے ابوداؤد اور حاکم کے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ تھے ہم جاہلیت میں پس ذکر کی حدیث مانند حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور نہیں تصریح کی ساتھ مرفوع ہونے اس کے کہا اور جب اسلام آیا تو ہم بکری کو ذبح کرتے اور اس کے سر کو مونڈتے اور اس کو زعفران سے آلودہ کرتے اور یہ شاہد ہے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اسی واسطے مکروہ جانا ہے جمہور نے تدمیہ کو اور نقل کیا ہے ابن حزم نے مستحب ہونا تدمیہ کا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء سے اور نہیں نقل کیا ابن منذر نے مستحب ہونا اس کا مگر حسن رحمۃ اللہ علیہ اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بلکہ حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس کی کراہت مروی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ سند صحیح کے **وسياتي ما يتعلق بالتسمية في كتاب الآداب انشاء الله تعالى** اور یہ جو فرمایا کہ گروی ہے بدلے عقیقے اپنے کے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے اور بہت عمدہ بات جو اس کی توجیہ میں کہی گئی ہے وہ ہے جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہا کہ یہ شفاعت کے حق میں ہے یعنی اگر لڑکے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور لڑکا مر جائے تو اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عقیقہ لازم ہے نہیں ہے کوئی چارہ اس سے سو تشبیہ دیا گیا لڑکا بیچ لازم ہونے عقیقہ اور نہ جدا ہونے لڑکے کے اس سے ساتھ گروی کے بیچ ہاتھ مرتہن کے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو وجوب کے ساتھ قائل ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مرہون ہے ساتھ اذی اپنے بالوں کے اور اسی واسطے آیا ہے کہ ایذا کو اس سے دور کرو

اور یہ جو فرمایا کہ ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے اس کا کہ عقیقہ معین کیا گیا ہے وقت اس کا ساتھ ساتویں دن کے اور یہ کہ جو اس سے پہلے ذبح کرے تو وہ موقع میں واقع نہیں ہوتا اور یہ کہ وہ ساتویں دن کے بعد فوت ہو جاتا ہے یعنی اس کے بعد ادا نہیں ہوتا اور یہ قول مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور نیز مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر ساتویں دن سے پہلے مر جائے تو عقیقہ ساقط ہو جاتا ہے اور ابن وہب نے مالک سے روایت کی ہے کہ جو پہلے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ نہ کرے وہ دوسرے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ کرے کہا ابن وہب نے اور نہیں ڈر ہے کہ تیسرے ہفتے میں اس کی طرف سے عقیقہ کرے اور نقل کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم سے کہ انہوں نے کہا کہ مستحب ہے کہ ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اگر میسر نہ ہو تو چودھویں دن کرے اور اگر میسر نہ ہو تو اکیسویں دن کرے اور نہیں دیکھا میں نے یہ صریح کسی سے مگر ابو عبداللہ بوشنجی سے اور نقل کیا ہے اس کو صالح بن احمد نے اپنے باپ سے اور وارد ہوئی ہے اس میں ایک حدیث کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اسماعیلی کی روایت سے اور اسماعیل ضعیف ہے اور نزدیک حنابلہ کے بیچ اعتبار کرنے ہفتوں کے اس کے بعد دو روایتیں ہیں اور شافعیوں کے نزدیک ذکر ہفتوں کے واسطے اختیار کے ہے نہ واسطے تعیین کے پس نقل کیا ہے رافعی نے کہ داخل ہوتا ہے وقت عقیقہ کا ساتھ پیدا ہونے بچے کے اور ذکر ساتویں دن کا حدیث میں ان معنوں میں ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے ساتویں دن سے از روئے اختیار کے پھر کہا کہ اختیار یہ ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے بلوغت سے اور اگر بالغ ہونے میں تاخیر ہو تو ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ خود اپنا عقیقہ کرنا چاہے تو کرے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ میری طرف سے عقیقہ نہیں ہوا تو میں اپنی طرف سے عقیقہ کرتا اور اختیار کیا ہے اس کو قفال نے اور منقول ہے بعض شافعیہ سے بویطی نے کہا کہ بڑے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور نہیں ہے یہ نص بیچ منع کرنے اس بات کے کہ اپنی طرف سے عقیقہ کرے بلکہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اپنے غیر کی طرف سے عقیقہ نہ کرے جب بڑا ہو اور گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس حدیث کی طرف جو وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبر ہونے کے بعد اپنا عقیقہ کیا یہ حدیث ثابت نہیں اور وہ اسی طرح ہے یعنی ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو بزار اور ابوالشیخ وغیرہ نے اور اس کے سب طریقے ضعیف ہیں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتو ہوگا خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسے کہ کہا ہے علماء نے بیچ قربانی کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شخص کی طرف سے جس نے نہیں قربانی کی آپ کی امت سے اور قتادہ سے روایت ہے کہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو کفایت کرتی ہے اس کو قربانی اس کی اور ابن ابی شیبہ نے حسن اور ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ قربانی لڑکے کے عقیقہ سے کفایت کرتی ہے اور یہ جو کہا کہ ساتویں دن یعنی پیدا ہونے کے دن سے اور کیا پیدا ہونے کا بھی گنا جاتا ہے سو کہا ابن عبدالبر نے کہ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نص کی ہے کہ پیدا ہونے کا دن سات دنوں میں داخل نہیں بلکہ اول دن سات

دنوں کا وہ ہے جو پیدا ہونے کے دن سے ملا ہے مگر یہ کہ فجر نکلنے صبح صادق نکلنے سے پہلے پیدا ہوا اور نقل کیا ہے بویطی نے شافعی رحمہ اللہ سے اور یہ کہ جو کھا کر ذبح کیا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں ہے معین ذبح کرنے والا خواہ کوئی کرے درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک متعین ہے وہ شخص جس پر لازم ہے خرچ لڑکے کا اور حنابلہ سے روایت ہے کہ متعین ہے باپ مگر یہ کہ دشوار ہو سات موت کے یا باز رہنے کے کہا رافعی نے کہ گویا کہ یہ حدیث کہ حضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا مؤول ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ ان کے ماں باپ تنگ دست ہوں اور یہ کہ کہا کہ عقیقہ کیا یعنی حکم کیا عقیقہ کرنے کا یا وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور نص کی ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ عقیقہ کیا جائے یتیم کا اس کے مال میں سے اور منع کیا ہے اس کو شافعیہ نے اور اس کا سر مونڈا جائے یعنی تمام سر واسطے ثابت ہونے نہی کے قزع سے کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی اور ماوردی نے حکایت کی ہے کہ لڑکی کا سر منڈانا مکروہ ہے اور بعض حنابلہ سے ہے کہ منڈایا جائے اور ترمذی وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بیچ حدیث عقیقہ کے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے کہ اے فاطمہ! اس کے سر کو منڈا اور اس کے بالوں کے ہم وزن خیرات کر سو انہوں نے بالوں کو تولا سو وہ درہم کے برابر ہوئے یا کم اور نہیں شرط ہے ترتیب بیچ سر منڈانے اور ذبح کرنے اور نام رکھنے کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے ذبح کرنا پہلے سر منڈانے کے۔ (فتح)

بَابُ الْفَرَعِ. باب ہے فرع کے بیان میں۔

فائدہ: فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ اہل جاہلیت اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے۔

۵۰۵۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ.

۵۰۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں درست ہے فرع اور نہ عتیرہ اور فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ اہل جاہلیت اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کیا کرتے تھے اور عتیرہ رجب کے مہینے میں قربانی کرتے تھے۔

فائدہ: اور فرع نیز ایک ذبح ہے ان کا دستور تھا کہ جب پہنچتا اونٹ جہاں تک کہ اس کے مالک کی تمنا ہوتی تو اس کو ذبح کرتے اور اسی طرح جب اونٹ ان میں سے قربانی کرتے اور وہ اور اس کے گھر والے اس کا گوشت نہ کھاتے اور نیز فرع ایک کھانا ہے کہ اونٹ کے بچہ جننے کے وقت کیا جاتا ہے اور لی جاتی ہے اس سے مناسبت ذکر کرنے بخاری رحمہ اللہ کے کی فرع کی حدیث کو ساتھ عقیقہ کے۔ (فتح الباری)

بَابُ الْعَتِيْرَةِ. باب ہے عتیرہ کے بیان میں۔

٥٠٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ أَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ وَالْعَتِيرَةُ فِي رَجَبٍ.

۵۰۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں درست ہے اونٹنی کے پہلے بچے کو بتوں کے واسطے ذبح کرنا اور نہ رجب کے مہینے میں قربانی کرنا اور فرع اونٹنی کا پہلا بچہ ہے کہ ان کے واسطے پیدا ہوتا تھا اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب کے مہینے میں۔

فائدہ: نام رکھا گیا ہے عتیرہ ساتھ اس چیز کے کہ کیا جاتا ہے ذبح سے اور وہ عتر ہے سو وہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے فرع اور نہ عتیرہ اسلام میں اور یہ جو کہا کہ اس کو اپنے بتوں کے واسطے ذبح کیا کرتے تھے تو ابوداؤد نے اتنا زیادہ کیا ہے اور بعض سے ہے پھر اس کو کھاتے اور ڈالی جاتی کھال اس کی درخت پر اس میں اشارہ ہے طرف علت نہی کی اور استنباط کیا ہے اس سے شافعی رحمہ اللہ نے جواز جب کہ ہو ذبح واسطے اللہ تعالیٰ کے واسطے تطبیق دینے کے درمیان اس کے اور درمیان اس حدیث کے کہ فرع حق ہے اور یہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرع سے پوچھے گئے فرمایا کہ فرع حق ہے اور چھوڑنا تیرا اس کو یہاں تک کہ ہو بنت مخاض یا بنت لبون پس بار برداری کی جائے اس پر اللہ کی راہ میں یا تو کسی مسکین کو دے تو بہتر ہے اس سے کہ تو اس کو ذبح کرے اس کا گوشت اس کی اون سے چمٹے یعنی چھوٹی عمر میں اس کو ذبح کرے کہا شافعی رحمہ اللہ نے اس چیز میں کہ نقل کیا ہے اس کو بیہقی نے مزنی سے اس سے کہ جاہلیت کے لوگ اس کو ذبح کرتے تھے طلب کرتے تھے برکت اس کے ساتھ اپنے مالوں میں سو دستور تھا کہ کوئی اپنی جوان اونٹنی یا بکری ذبح کرتا واسطے برکت کے اس چیز میں کہ اس کے بعد آئے گی سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معلوم کروایا کہ نہیں کراہت ہے ان پر بیچ اس کے اور حکم کیا ان کو بطور استحباب کے کہ اس کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ بار برداری کی جائے اس پر اللہ کی راہ میں اور قول اس کا حق یعنی نہیں باطل اور وہ کلام ہے کہ خارج ہوا ہے اوپر جواب سائل کے اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور دوسری حدیث کے کہ نہیں ہے فرع اور نہ عتیرہ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ فرع واجب ہے اور نہ عتیرہ واجب ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں بیچ مؤکد ہونے استحباب کے مانند قربانی کے اور اول معنی اولیٰ ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نص کی ہے حرملہ میں اس پر کہ فرع اور عتیرہ مستحب ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی جو حدیث کہ ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے پکارا کہ یا حضرت! ہم جاہلیت کے زمانے میں رجب کے مہینے میں عتیرہ کیا کرتے تھے سو ہم کو کیا حکم ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے واسطے ذبح کرو جس مہینے میں چاہو کہا کہ ہم فرع کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ

ہر چرنے والے جانوروں میں فرع ہے غذا دے اس کو چوپایا تیرا یہاں تک کہ جب موٹا ہو تو اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کی خیرات کرے سو اس حدیث میں حضرت ﷺ نے فرع اور عتیرہ کو اصل سے باطل نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ باطل کیا صفت کو دونوں سے سو فرع سے ہونا اس کا کہ ذبح کیا جائے اول جب پیدا ہوا اور عتیرہ خاص ہونا ذبح کا بیچ مہینے رجب کے اور ذکر کیا ہے عیاض نے کہ جمہور نسخ پر ہیں یعنی کہتے ہیں کہ منسوخ ہے اور جو پہلے گزری نقل اس کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ ان پر رد کرتی ہے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی نے ساتھ سند صحیح کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حکم کیا ہم کو حضرت ﷺ نے ساتھ فرع کے ہر پچاس جانوروں میں ایک عتیرہ ایک بکری ہے کہ ذبح کی جائے گھر والوں کی طرف سے رجب کے مہینے میں اور کہا ابو عبید نے کہ عتیرہ وہ رجبیہ ہے اور وہ ایک ذبیحہ ہے کہ تھے ذبح کرتے اس کو جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربت چاہتے ساتھ اس کے واسطے بتوں کے اور نقل کی ہے ابوداؤد نے تقیید اس کی ساتھ پہلے دس دنوں کے۔ (فتح الباری)

الحمد للہ کے ترجمہ پارہ بائیس صحیح بخاری کا تمام ہوا، وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

كتاب النفقات

كتاب الاطعمة

كتاب العقيقة